# المحاسن

## باب المفاخرت

من کتاب المحاسن و الاضداد للادیب الاریب جاحظ عثمانی

(مطبوعہ مطبع سعادت قریب دیوان محافظت ۔ مصر)

دربیان مکالمت و مفاخرت و ترجیح و تفضیل بنی ہاشم علی بنی امیہ

(مترجمہ و مرتبہ)

خان بہادر سید اولاد حیدر فوق "بلگرامی"

باہتمام احقر العباد محمد جواد مالک و مہتمم مطبع

نظامی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ طبع گردید

# فہرست مضامین ... باب المفاخرت

اللہ اکبر

# باب المفاخرت

## مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب المتعال والصلوٰۃ والسلام علیٰ محمد وآلہ خیر آل

سال گذشتہ فیض آباد کی سالانہ مجالس تبلیغی کی شرکت سے شرف اندوز ہوا۔ قوم وملت کے مشہور ومعروف علمائے دین۔ واعظین اور ذاکرین نزدیک ودور سے تشریف لائے تھے۔ قابلیت۔ جامعیت اور علم وواقفیت کا کامل مجمع تھا۔ مجالس بھی کامیاب رہیں اور سامعین بھی نئے معلومات اور تازہ اطلاعات کا کافی ذخیرہ ساتھ لیکر رخصت ہوئے

مین ان متبرک مجالس سے جو تبرک لیکر گھر لوٹا وہ کتاب المحاسن والاضداد کا **باب المفاخرۃ** تھا۔ جو مجھکو میرے عنایت فرمائے قدیم۔ محترمی مولانا سید شبیر حسین صاحب۔ مدرس اعلیٰ۔ وثیقہ اسکول فیض آباد نے بغرض مطالعہ عنایت کی تھی۔ کتاب المحاسن والاضداد عرب کے قدیم اور مشہور ادیب۔ جاحظ عثمانی کی تصنیف ہے جو متوکل باللہ خلیفہ عباسی کے لڑکون کا معلم تھا اور مخالفت اہلبیت کی عصبیت مین چور اور ناصبیت مین خاص طور پر مشہور ہے

مصنف نے اس کتاب کی تدوین وترتیب مین اخلاق انسانی کے دونون پہلوون کو دکھلایا ہے اور اوصاف انسانی جہان تک محاسن پائے جاتے ہین پہلے انکو تفصیل سے تمثیل کے ساتھ بیان کیا ہے اسکے بعد انکے نقائص وقبائح کو بھی بتلایا ہے

مین نے اپنے ایک ہفتہ کے قیام مین اس کتاب کو بالاستیعاب دیکھ بھی ڈالا اور پڑھ بھی ڈالا اور پھر اپنی ضرورت کے مطابق اوسکے باب المفاخرت کو نقل بھی کر ڈالا۔ میری کم استعدادی اور محدود عربیت نے جہان تک زبان عربی کے اس اعلیٰ نمونہ ادبیت کا مطالعہ کیا اور اوسکے مختلف دلائل ومباحث کو پڑھا مجھکو یہ کتاب ادبیات واخلاقیات کا کامل مخزن ہونیکے علاوہ تاریخی معلومات کا کافی ذخیرہ ثابت ہوئی۔ فصاحت وبلاغت کے اعلیٰ نمونہ ہونیکے علاوہ ہر مضمون پر اسکی بحث وتحقیق معقولات استدلالیہ کے جوہرون سے مالامال ہین۔ تمثیلات بھی واقفیت ومشاہدات تاریخی کے جواہر پارے ہین۔ قریباً دوسو صفحون کی کتاب ہے مصر جدید کے مطبع السعادۃ ([illegible]) سے چھپی ہے۔ یو۔پی۔ گورنمنٹ نے قدردانی کرکے اپنے عربی نصاب تعلیمی مین اسکو داخل کرلیا ہے کسی کالج کو کوئی شیعہ طلبہ بی۔اے کلاس نے مجالس کی شرکت سے آئے تھے اور ان کے

غایت فرما مولانا کی خدمت مین استفادہ حاصل کرنیکی غرض خاص سے یہ کتاب بھی ہمراہ لائے تھے - یہ ابو عثمان کی کتاب تھی جو مولانا نے مجھے دکھلائی تھی اور بہت پسند آئی تھی - خصوصاً اسکے باب المفاخرت کے مطالعہ نے تو مجھے دیر تک حیرت مین ڈال رکھا تھا اور میری سمجھ مین نہ آتا تھا کہ جاحظ عثمانی کے ایسے شدید ناصبی نے اپنی کتاب مین المفاخرت کا باب کیون قائم کیا اور پھر باب المفاخرت مین خصوصیت کے ساتھ کافی تفصیل [illegible] مقالات سے خاندان بنی ہاشم کی تفضیل و ترجیح کو قبیلہ بنی امیہ پر جسمین غالباً وہ بھی داخل تھا شہادات تاریخی کے اسناد صحیحہ کے مطابق کس طرح کس ہاتھ اور کس قلم سے لکھ سکا جب مین اسکا کوئی سبب نہ سمجھ سکا تو بالآخر اسکو مین نے ان واقعات کی حقانیت کا روحانی معجزہ اور اس حیرت یزدانی کا قوی مظاہرہ یقین کر لیا جس نے جاحظ کا قلم عثمانی بھی مجبور کرکے حقیقت کا اقرار کروایا اور مفاخرت بنی ہاشم کے حقیقی واقعات کو اوسکے ہاتھون سے لکھوا چھوڑا - اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ وَغَالِبٌ عَلٰى كُلِّ اَمْرٍ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

تاریخون سے ثابت ہے کہ مفاخرت نسبی کا اظہار اہل عرب کی ثبوت شرافت کا قدیم معیار ہے - کچھ شرافت نسبی پر موقوف نہین - اہل عرب حب وطنی اور محبت قومی کے ایسے جذبات مین اتنے ڈوبے ہوئے تھے کہ اپنے ملک و وطن کی تمام چیزون کو دنیا بھر کی چیزون سے بہتر سمجھتے تھے - تمام اقطاع عالم مین شرافت و نجابت ہمت و شجاعت جود و سخاوت تواضع و ضیافت فصاحت و بلاغت کو عدیم المثال اور لاجواب سمجھتے تھے - یہی وجہ تھی کہ اپنے کمال ادب اور فصاحت و بلاغت کے آگے وہ دنیا کی تمام قومون کو عجم (گونگا) کہتے تھے - عرب قدیم کی ادبیات سے قطع نظر کر کے غیر ممالک و اقوام کے ادبیات بھی انکے دعوون کی صحت و واقعیت کا اقرار کرتے ہین اور بتلاتے ہین کہ زمانہ قدیم مین - سبائی - اور حمیری اقوام عرب کا تمدن - اونکی تہذیب - تمام دنیا مین لاثانی تھی اور اپنا جواب نہین رکھتی تھی - ان ایام مین عرب ارتقاے انسانی کی انتہا تک پہونچے ہوئے تھے اور دنیا کی تمام اقوام و قبائل انکی عظمت و وقار کے آگے سر تسلیم و اقرار خم کیے تھی اور یہی محامد و محاسن ادبی انکے ملکی اقتدار اور قومی عزت و وقار کے اصلی معیار ہمیشہ قائم رہے -

اسلام کے روشن زمانے مین بھی اونکا معیار ادبی اور کمال فصاحت و بلاغت کے اظہار برقرار رکھے گئے اور ان محامد و محاسن کو اونکی قدیم خصوصیات مین شمار کیا گیا - اتنی ترمیم و اصلاح ضرور کر دی گئی کہ ان محاسن پر مفاخرت کی افراط و تفریط - لیکن بیجا بیجا اظہار اور انمین کذب و افترا کے اضافات کو ممنوع کر دیا گیا - مفاخرت کی انھین غیر مناسب طریقون کو اونکے معائب مناقص اور ذمائم سے تعبیر کیا گیا ہے - ورنہ کسی محامد محاسن انسانی کی حقیقت اور اصلیت و ماہیت کی جانچ معلوم ہو جاتا ہے کہ محاسن اصلاً محاسن ہی ہین اور ہمیشہ محاسن ہی ہو کر رہینگے - یہ عقل کے خلاف ہے کہ محاسن کی ترکیب فطرت مین ابتدا ہی سے ذمائم بھی داخل ہون - نہین ایسا نہین ہے بلکہ ترکیب فطرت کے اعتبار سے محاسن محض محاسن ہین - یہ فقط طرز عمل کی خرابی ہے جو محاسن مین ذمائم پیدا کر دیتی ہے اور اونکی یکطرفی و یکسوئی کو دو جہتی اور دو سوئی کی بدنما صورت مین دکھلاتی ہے اسی وجہ سے انسان کے ہر اخلاقی اوصاف و محاسن مین دو پہلو نظر آتے ہین - افسوس ہے کہ ادیب عرب جاحظ عثمانی نے

صرف محاسن ومعائب کی تفصیلات وتمثیلات کو بیان کیا ہے اور اُسکی حقیقت واصلیت اور ماہیت پر توجہ نہین کی۔ انسان کے جس وصف پر نظر ڈالی جائے یہی صورت حال معلوم ہوتی ہے۔ "شرافت نسبی پر مفاخرت" چونکہ ہمارے قدیم ادیب عرب کا موضوع تالیف ہے اسلئے ہم اور محاسن ومحامد انسانی کی تفصیل وبیان سے قطع نظر کرکے صرف اسی وصف خاص کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہین۔

انسان کا یہ وصف ذاتی جسقدر قدیم ہے اوسی قدر اس پر اظہار مفاخرت کا طرز عمل بھی قدیم ہے۔ اسکا آغاز اور اسکی اجراء اوسوقت سے پائی جاتی ہے جبوقت سے دنیا مین **قومیت** کی بنیاد پڑی۔ علمائے تاریخ کی تحقیق مین قومیت کی بنا **طوفان نوح** کے بعد سے شروع ہوئی جب سے انکی اولاد اقطاع عالم کے مختلف مقامات مین آباد ہوئی اوسیوقت سے محاسن ومعائب کے ذاتی اور اخلاقی مظاہرے بھی شروع ہوگیے۔ اسی شرافت نسبی کی بنا پر یا یون کہا جائے کہ اسی کو وسیلہ بنا کر یا اسی کا واسطہ دیکر حضرت نوح کے ایسے مقدس بزرگ اور اولی العزم پیغمبر نے اپنے گنہگار او ناہموار فرزند کی نجات کیلئے بارگاہ الٰہی مین ان الفاظ کے ساتھ دعا فرمائی۔

اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ — پروردگار میرا بیٹا (بھی) میرے اہل وعیال مین داخل ہے اور تو نے جو (میرے اہل وعیال کو نجات دینے کا) وعدہ فرمایا تھا (وہ) سچا ہے۔ اور تو سب حاکمون سے بڑا حاکم ہے۔

اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ حضرت نوح سے بھی قبل اور انبیائے سابقین وآخرین کیطرح اونکے اہل وعیال کی نجات ومغفرت کا پہلے سے وعدہ ہوچکا تھا لیکن باوجود اس وعدہ خداوندی کے جسکی صداقت واہمیت کا حضرت نوح اپنی مناجات مین حوالہ دیتے ہین تاہم وہ احکم الحاکمین اور ارحم الراحمین انکی نہین سنتا اور نہین مانتا بلکہ ہدایت وانتباہ کے لہجہ مین انکو جواب دیتا ہے

یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّیْ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ — اے نوح تمہارا بیٹا تمہارے اہل مین (اہل عیال مین داخل) نہین کیونکہ اوسکے اعمال اچھے نہین جس چیز کی حقیقت حال تمکو معلوم نہین تم اوسکی درخواست نکرو ہم تمکو سمجھا دیتے ہین کہ نادانون کے ایسی باتین نکیا کرو

غور کیا جائے تو صاف طور پر یہ الفاظ بتا رہے ہین کہ نوح کے بیٹے کی شرافت نسبی مین اوسکے طرز عمل کی برائیان داخل ہوکر اوسکے اس شرف ذاتی کو بالکل بیکار او محض بے اثر ثابت کرچکی تھین۔ اوسکے طرز عمل کی خرابیان کچھ ایسی ہی بڑھی ہوئی تھین کہ اونکے سامنے خدا نے انکی شرافت نسبی اور پیغمبرزادگی کا بھی کچھ لحاظ نفرمایا اور بتلا دیا کہ شریف ترین خاندانون کے نااہل اور ناہموار انسانون کی بدکرداریان خدا کی کسی رعایت وعنایت کی مستحق نہین وہ اپنی انھین بدکاریون کی وجہ سے سلسلہ نسبی کے محاسن شرافت سے بھی خارج ہوجاتے ہین جناب نوح نے صرف وعدہ الٰہی کی صداقت پر اعتبار کیا اور اوسکی اجراء و ایفا مین مستحق وغیر مستحق کا یا تو اونکو علم نتھا یا درد فرزندی

کے جذبات ہو یا اوس عالم اضطراب کے اثرات ہو اسکا خیال نفرماسکے۔ خدائے مجید نے فوراً ٹوک کر بتلادیا کہ جس چیز کی حقیقت تمہین معلوم نہین تم اوسکی درخواست نکرو۔ ہم تمکو سمجھائے دیتے ہین کہ (دانا ہوکر) نادانون کے ایسی باتین نکرو۔" اس لئے کہ غیر مستحق کے ساتھہ رعایت خلاف عدالت ہے اور بدکارون کی نجات و مغفرت مخالف قانون فطرت۔

حضرت نوحؑ کے زمانہ مین تو تنظیم قومیت ابتدائی حالتون مین تھی۔ جناب ابراہیمؑ کے وقت مین تو قومی نظم و تمدن عروج و ارتقا کے وسط الکمال تک پہونچا ہوا تھا۔ کوثی اور قبطی قومین اپنی تہذیب و تمدن اور اقتدار و وقار کے لئے تمام عالم مین مشہور و معروف تھین۔ حضرت ابراہیمؑ کو بھی اس زمانہ مین ایک ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ اونھون نے بھی اپنی تمام اولاد و اعقاب کے لیئے وقار و جتیار دینی و دنیوی دیئے جانیکے لئے بارگاہ رب العزت مین دعا فرمائی تھی۔ قرآن مجید مین اس واقعہ کی حقیقت ان الفاظ مین بیان فرمائی گئی ہے۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ۭ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۭ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ۭ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ○

جب خدا نے ابراہیم کو چند باتون مین آزمایا اور اونھون نے اونکو پورا کر دکھلایا (توخدا نے ضامن ہوکر) فرمایا کہ ہم تمکو لوگون کا پیشوا (اسلام) بنانے والے ہین تو ابراہیم نے کہا اور میری اولاد مین سے؟ (خدا نے) فرمایا (ہان۔ مگر) ہمارے (اس اقرار مین (تمہاری اولاد کے) وہ (لوگ) داخل نہین جو برسر ناحق ہون گے

اس سے ثابت ہوگیا کہ ذریت ابراہیمی مین بھی وعدۂ خداوندی کی ایفا اونھین لوگون کے ساتھ مشروط ہے جو اسکے اہل ہین اور مستحق۔ صالحین ہین۔ ظالمین نہین۔ یہان بھی دیکھا جاوے تو وہی شرط موجود ہے۔ شرافت نسبی کے ساتھہ محاسن عملی کی شرط لازمی ہے۔ اگر طرز عمل درست نہین تو ایک نہین ہزار محاسن ہون حسبی ہون یا نسبی۔ ملکی ہون یا قومی۔ علمی ہون یا ادبی سب بیکار ہین۔ ستائش بزرگی باید ہمیشہ بزرگی در کار نیست۔ ایسے ہی موقعون کے لئے کہا گیا ہے۔

امام ہشتم حضرت علی ابن موسی الرضا علیہ السلام کے ایک بھائی تھے مختلف البطن۔ اونکا نام تھا زید اور لقب تھا زید النار۔ اسلئے کہ اونھون نے بیعت لیکر ان کوفہ کا ساتھ دیا اور ابو السرایا شیبانی کیطرف سے عامل حجاز و یمن مقرر ہوکر گاؤن کے گاؤن قصبے کے قصبے جلاڈالے۔ اس بنا پر زید النار کے لقب سے مشہور ہوے۔ آخرکار یہ گرفتار ہوکر مامون کے سامنے لائے گئے۔ چونکہ یہ کئی بار مخالفین حکومت کی شرکت کے جرم مین سزائے قید پاچکے تھے اسلئے مامون نے اس بار پھر انکو قید کی سزا دینا بیکار سمجھا اور انکو امام رضا علیہ السلام کی خدمت مین اس معروضہ خاص کے ساتھ بھیجا کہ مین انکی بار بار کی تنبیہ و تادیب سے عاجز آگیا۔ اب انکو آپ کے پاس بھیجتا ہون۔ آپ جو مناسب سمجھین عمل مین لائین۔

خادم شاہی تو رخصت ہو گئے۔ امام نے بھائی کیطرف سے منہ پھیر لیا۔ اور بالکل سکوت اختیار کیا اسلئے کہ اونکے طرز عمل سے آپ سخت بیزار تھے۔ آخرکار زید نے آپ کو خود متوجہ کرنا چاہا اور عرض کی کہ مین ہون آپ کا بھائی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ سلسلہ اخوت وہین تک ہے جبتک خدا کی معصیت اوسمین داخل نہو۔ اے زید۔ تمکو عوام کوفہ کا یہ کہنا کہ ذریات فاطمہؑ آتش جہنم سے

آزاد ہین - کہین دہو کا نہ ہے - ذریات سے اولاد صلبی مراد ہین - وہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام ہین اور کوئی دوسرا نہین آیندہ نسلون مین جو جیسا کرے گا ویسا پائے گا - کیا تمہارے نزدیک جائز ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام شب و روز عبادتین کیا کرین اور تم خدا کی معصیت و نافرمانی کیا کرو اور پھر مرنے کے بعد خدا ئے سبحانہ تعالےٰ دونون کو بہشت برین مین جمع کر دے اگر ایسا ہو تو ہم کہینگے کہ تم خدا کے نزدیک اپنے اور ہمارے پدر عالیمقدار جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے زیادہ مکرم ٹھیرے گے تمہارا یہ خیالِ خام غلط و باطل ہے - اے زید - یاد کرو قول اپنے اور ہمارے جد بزرگوار حضرت علی ابن الحسین امام زین العابدین علیہ السلام

لمحسننا کفلان من الاجر و لمسیئنا ضعفان من العذاب — ہمارے (اہلبیت کے) نیک لوگون کے لئے دوہرا ثواب ہے اور ہمارے گنہگارون کے لئے اسیطرح دونا عذاب بھی ہوگا -

اب تو یقین ہو گیا کہ سلسلہ نبوت سے لیکر خانوادہ امامت تک چونکہ ایک ہی شجرہ طیبہ کی دو شاخین ہین شرافت نسبی کے ساتھ محاسن عملی کی شرط دونون بقدر مشترک واجب العمل ہے - ان پاک ہستیون نے ہدایات و ارشاد آلہی کے موافق اعلےٰ ترین شرافت نسبی و عظمت خاندانی رکھتے ہوئے بھی اپنے اطوار و کردار او رعمل صالح کو اپنے تمام محاسن و اوصاف خاندانی پر مقدم رکھا ہے - اور اپنے وقار خاندانی کے ساتھ ہی ساتھ اپنے عمل صالح کا اسوۂ حسنہ دنیا اور اہل دنیا کی دیدہ افروزی اور ہدایت و سبق آموزی کے لیے پیش کر دیا ہے -

ہم پہلے لکھکر بتلا آئے ہین کہ شرافت نسبی پر افتخار عرب کا قومی شعار تھا - ایام جہالت سے لیکر سید نور عہد رسالت تک قائم رہا - عرب کے بڑے بڑے میلے - عکاظ - ذوالمجاز وغیرہ مین مشہور و معروف قومی ادیب خطیب اور شعرا اپنے کمال فصاحت و بلاغت کے مظاہرون مین جو خطبے پڑھتے تھے تقریرین کرتے تھے وہ علے الاکثر اونکی شرافت حسبی و نسبی اور شجاعت و دلیری کے تفصیلی ذکر ہوا کرتے تھے مفاخرت نسبی کے یہ جلسے موسم (ایام حج) یا غیر موسم - غرض ہر ایام مین ہوتے تھے - اونکے لئے خاص اہتمام کیئے جاتے تھے - طرفین مقابل کی علاوہ ملک و قوم کے اکابر و عمائد ایک جگہ جمع ہوتے تھے - اتفاق رائے سے ایک شخص حکم قرار پاتا تھا جلسہ کے سامنے طرفین اپنی اپنی شرافت نسبی او نیک عملی کے واقعات بیان کرتے تھے - سارے جلسہ کے لوگ جانبین کی تقریر اور اونکے استدلال کی تفصیل کو بڑی توجہ اور دلچسپی سے سنتے تھے اور طرفین کے بیانات ختم ہونے پر - واقعات کی صداقت و صحت کے اعتبار سے - جلسہ کا حکم ایک فریق کو دوسرے پر فضیلت و ترجیح دینے کا حکم سنا دیتا تھا اور اوسکا حکم ناطق سمجھا جاتا تھا - ان جلسون کو وہ اپنی اصطلاح مین **محاورہ یا مفاخرہ** کہتے تھے

اسلام نے کل مومنون اخوۃ (سب مومن بھائی ہین) کا پیغام عام دیکر امت اسلام کے تمام طبقات مین مساوات اور یکجہتی قائم کر دی اور محاورات کے ان روزانہ دنگلون کی کثرت اور گرم بازاری کو روک دیا لیکن بالہام ایک معتدل اور مناسب طریقہ

سے اسکا دستور باقی رکھا گیا۔ بڑے بڑے دنگل۔ لمبی لمبی تقریرین نہ ہوجاتی رہین۔ ہان اظہار حق اور عام ہدایت وتعلیم کی غرض خاص
گاہ بیگاہ ضرورت کیوقت خوشگوار طریقے سے اسکے مظاہرے اور مذاکرے ہوجایا کرتے تھے۔

زمانہ رسالت کی ابتدائی ایام مین قریش اپنی قدیم عادت جہالت کے موافق آنحضرت صلعم کی توہین اسلام کی اہانت اور
مسلمانون کی ہجوین کیا کرتے تھے۔ لمبی چوڑی نظمین لکھا کرتے تھے۔ اونکے یہ اشعار جب آنحضرت صلعم تک پہونچتے تھے تو حسان ابن ثابت
عثمان ابن مظعون۔ عبداللہ ابن رواحہ اور ابی بن کعب وغیرہ انصار واصحاب رسول صلعم اونکی تردید مین ویسی ہی نظمین مرتب فرماتے
تھے۔ دربار رسالت مین جب تمام صحابہ واکابر جمع ہوجاتے تھے تو طرفین سے نظمین پڑھی جاتی تھین کبھی آنحضرتؐ بالنفس النفیس خود
محاکمہ فرماتے تھے اور کبھی ممتاز مین صحابہ مین سے کوئی بزرگ محاکمت کے لئے نامزد کیے جاتے تھے۔ حسان ابن ثابت کی نظمین سب سے
بڑھی چڑھی رہتی تھین۔ انکی نظمون مین سے اکثر کا شمار کلمۂ خود زبان رسالت سے کیا گیا ہے اور حسان کو کلمات خیر سے یاد فرمایا گیا ہے۔

اسلام کے تسلط واطمینان کے زمانے مین عرب کا ایک قبیلہ اپنے رئیسون کی وفد کے ساتھ اسلام لانیکی غرض سے مدینہ مین آیا۔
لیکن دربار رسالت مین عرض حقیقت سے پہلے ان لوگون نے مجلس مجاورت جمادی۔ اپنے ہمراہی خطیب کو حکم دیا اوسنے پہلے نثر مین انکے
قبیلہ کی خاندانی مدح خوانی شروع کردی جب یہ چپ ہوے تو اونکے شاعر نے ایک طولانی نظم انکی شرافت نسبی وحسن عملی کے اظہار
مین پڑھ ڈالی۔ جب انکے مظاہرے تمام ہو چکے تو سرور عالم صلعم کے اشارے سے حسان ابن ثابت نے فی البدیہہ خانوادہ رسالت
کی مدح وثنا فرمائی اور اپنی نظم مین تمام اقوام وقبائل عرب پر بنی ہاشم وبنی عبدالمطلب کی ترجیح وفضیلت ثابت کردی اور اس
خوبی وخوش اسلوبی کے ساتھ کہ رؤسائے قبائل نے خاندان رسالت کی ترجیح وفضیلت کی اعتراف کے ساتھ یہ بھی اقرار کردیا کہ
آپ کا خطیب ہمارے خطیب سے اور آپکا شاعر ہمارے شاعر سے بہتر ہے اسوۃ الرسول جلد چہارم مجموعہ سیرۃ النبی جلد دوم

ادیب عرب جاحظ عثمانی نے باب المفاخرت مین بنی ہاشم وبنی امیہ کی مفاخرت نسبی کی ترجیح وتفضیل کی تفصیل مین
باہمی مکالمت ومشابہت دکھلاکر اپنی حقیقت شناسی صلاحیت دانی اور اپنے انتخاب کیلئے جواب ہونیکا پورا ثبوت دیدیا ہے اوسکا مدعا صرف
بیان ہے جیسا کہ اصولاً ہم اوپر بتلا آئے ہین کہ نسبی شرافت پر مفاخرت کرنا انھین بزرگوارون کے شایان شان ہوتا ہے جو شرافت
نسبی کے زیادہ دن کیسے ساتھ محاسن عملی کے جوہرون کو بھی الاصلہ سے ہوتے ہین۔ انھین مایۂ افتخار اون کا بزرگوارون کے اظہار مفاخر
عام اخلاق ومقبولیت کا اعزاز حاصل کرتے ہین۔ اونکے ان مظاہرات کو نہ کوئی تعلی کہتا ہے اور نہ تافخ انانیت سے تعبیر کرتا ہے
شان پر خودنمائیون کا شبہ ہوسکتا ہے اور نہ خودستائیون کا گمان۔ بلکہ یہ محض اظہار حق ہوتا ہے جو اوسکے مستحق کیطرف
اہل دنیا کی سبق آموزی اور ہدایت اندوزی کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ اسکے برعکس وہ لوگ جو شرافت نسبی پر اگرچہ کم وبیش فاخر بھی
ہوتے مگر محاسن عملی سے بالکل محروم ہوتے ہین اور محامد ومکارم کی جگہ اونکی طبیعت اونکی عادت اور اونکے اطوار ذمائم عملی اور معائب
اخلاقی سے مملو ہوتے ہین۔ اسلیے اونکی مفاخرت نسبی بالکل بیجا مفاخرت ہوتی ہے۔ نہ اوسکو کوئی سنتا ہے اور نہ کوئی مانتا ہے
بلکہ اوسکو خودنما خودستا مغرور اور بدعملی پسند کہتا ہے

جاحظ عثمانی نے باب المفاخرت میں اسی حقیقت کا مظاہرہ کیا ہے اور مشاہدہ کرایا ہے کہ دنیا کی دنیا بنی امیہ کی طرفدار اور معویہ کے زیر اختیار ہو چکی تھی۔ ملک و قوم کے ذی اقتدار و با اختیار طبقات اوسکی دولہ ربائی حاشیہ برداری اور نمک خواری کا دم بھر رہے تھے۔ بنی ہاشم کا ممتاز قبیلہ انحطاط پذیر ہو چکا تھا اور انقلاب ان تیرگیوں کو صبر و سکون سے دیکھ رہا تھا لیکن قدیم دستور جاہلیت کے موافق جب بنی امیہ کے راس الرئیس معویہ نے اپنی ثروت و مکنت کی قوت پر مفاخرت نسبی کا [illegible] اور اونکے حواشی اور وظیفہ خوار اونکی پیٹھ ٹھوکنے لگے اور ہاں میں ہاں ملانے لگے تو معویہ نے اپنی غرور و نخوت کی دھن میں بنی ہاشم کے مایہ افتخار سبط رسول خدا حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثنا کو ایک بار نہیں چھ بار شرافت و نجابت کے مقابلے اور مظاہرے کے لیے بلایا عرب کے دستور قدیم کے مطابق جانبین سے شرافت و نجابت کے دعوے پیش ہوئے اور بڑے بڑے استدلال قائم کیے گئے جو پوری تفصیل سے اصل کتاب کی عبارت میں مندرج ہیں۔ مگر نتیجہ کیا ہوا؟ ہر بار اور ہر مرتبہ معویہ کی شکست اوسکی ذلت و رسوائی اور تمام بنی امیہ کی بدکاریوں کی جلوہ نمائی ہو گئی۔ کس لیے؟ اسلیے کہ بنی ہاشم کے برعکس بنی امیہ میں نہ شرافت نسبی باقی رہی تھی اور نہ محاسن عملی اس بنا پر بنی ہاشم کے استحقاق شرافت اور محاسن عملی کے مقابلے میں معویہ اور اوسکے جانبداروں کی فضول یاوہ گوئیوں کو نہ کسی نے مانا اور نہ کسی نے سنا۔

معویہ ایسے نہیں تھے کہ خود چوٹ کھا جاتے اور دوسروں تک اسکے اثر نہ پہونچاتے یا آپ تنہا ذلت و رسوائی اوٹھاتے اور دوسروں کو اپنا شریک حال نہ بناتے۔ دوسروں کو ابھارنے اور قربانی لانے میں بڑے مشاق تھے۔ امام حسن علیہ السلام سے مکالمت میں پوری کرکے اوٹھاکر انھوں نے پہلے مروان پھر عبد اللہ ابن زبیر کو ابھارا اور میدان مقابلہ میں لا اتارا۔ ان لوگوں نے بھی اوسی طرح منہ کی کھائی اور معرکہ میں پیٹھ دکھلائی۔ مروان کی یہ جرأت بنی امیہ ہونیکی خصوصیت سے اسقدر تعجب انگیز نہیں تھی جتنی عبد اللہ ابن زبیر کی یہ نا عاقلانہ حرکت تعجب خیز تھی کیونکہ باوجود قرابت بنی ہاشم ہونیکے بھی وہ اپنی ترجیح و فضیلت کو بنی ہاشم پر ثابت کرنے کیلئے کمر بستہ ہو گئے۔ اسکی وجہ بالکل ظاہر ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عبد اللہ آغاز ہی سے زبیر ابن العوام کی ابنیت و حضرت عائشہ کی تبنیت کی مفاخرت اضافی پر اترا چکے ہوئے تھے کہ اپنی بساط و مقدار حقیقت کو بھی بھول گئے تھے۔ مخالفت بنی ہاشم میں انکی برجوشی بنی امیہ کے جذبات عداوت سے کم نہیں تھی بلکہ زاید۔ اسلئے کہ جنگ جمل کے باعث یہی تھے اور جنگ جمل جنگ صفین سے یقیناً پہلے واقع ہوئی تھی سو ہمیں انصاف سے کہدو انکا لاکس نے تر ہیلے۔

شرافت نسبی بنی ہاشم کی متفاوت جبلاتی اور عملی دونوں طریقوں سے تمام عرب کا متفقہ مسئلہ تھا۔ محاسن عمل کے اعتبار سے انکے مقابلہ میں کوئی قبیلہ انکا ہمسر نہیں تھا بنی امیہ کے قبیلہ میں سوائے کثرت مال و دولت کے اور کوئی اخلاقی یا عملی خصوصیت پائی نہیں جاتی تھی اور نہ اونمیں رذائل کے سوا شرافت کی بو باقی رہی تھی وہ تنہا اپنی دولت و ثروت کی قوت پر بنی ہاشم سے اظہار ...

کرتے تھے۔ حالانکہ یہ تدبیر بیکار تھی اسلئے کہ یہ مسلّم ہے کہ دولت کی افزائش۔ حکومت کی زیب و زیبائش یا جابرانہ تنبیہہ و فہمائش نہ مجہول النسبی کے دھبّوں کو چھڑا سکتی ہے اور نہ اخلاقی کمزوریوں اور نہ دون طبعی کی عیبوں کو مٹا سکتی ہے۔ غانمہ بنت غانم قرشیہ کی آخر تقریر اسکی شاہد کامل ہے۔ باوجودیکہ معاویہ کا تمام ملک و قوم پر پورے طور سے تسلط ہو چکا تھا اور شام سے لیکر حجاز و یمن تک گیا بلکہ ایران تک تمام بلاد اسلام پر انکے اقتدار و اختیار کا سکہ بیٹھ چکا تھا لیکن عالی نسبی حسن اخلاقی نیکو کاری اور علم رواداری کے موقع اظہار پر بلا استثنا کسی طبقہ و فرقہ کے تمام عرب کا قوم و قبائل ان محاسن میں برابر بنی ہاشم کو بنی امیہ پر بالاعلان ترجیح دیتے تھے جیسا کہ غانمہ کی تقریر اور اوسکے واقعہ سے بالتفصیل ثابت ہے

معویہ نے اگرچہ اس عالمگیر خیال کو مٹانے کی بڑی بڑی کوششیں کی۔ غانمہ کو تنبیہ و فہمائش کی غرض سے اپنے پاس بلا بھیجا اپنے ولیعہد بہادر یزید علیہ ما علیہ کو اوسکے رسم استقبال کے لئے بھیجا اور مہمانخانہ شاہی کو اوسکے آراستہ کرایا لیکن وہ آزاد خیال اور حق پسند عورت انکی دلجوئی اور چاپلوسی کے فقروں میں نہیں آئی اپنے بھائی عمر ابن غانم کے گھر اوتر پڑی مجبور ہو کر معویہ اپنے خدم و حشم کے ساتھ خود اسکے گھر گئے۔ وہ انکی سطوت شاہی سے رتی بھر بھی مرعوب نہوئی بلکہ بڑی دلیری سے بنی ہاشم کے فضائل و محامد اور بنی امیہ کے رذائل و معائب بیان کرتی رہی اور معویہ اور اونکے وزیر باتدبیر عمرو عاص سے سوائے سر تسلیم خم کرنے اور چپ رہنے کے کچھ نہ بن آئی جیسا کہ غانمہ قرشیہ کے واقعات بتلا رہے ہیں

مرقومہ بالا تفصیلات و تمثیلات سے بالمقابلہ و المشاہدہ ثابت ہوگیا کہ بنی امیہ پر بنی ہاشم کی ترجیح و فضیلت ہمیشہ عرب کا مسلّمہ متفقہ رہی اور کسی وقت و حالت میں کسیکو بھی اس سے انکار کی جرات نہیں ہوئی اقبال و اقتدار کے زمانہ میں بھی بنی امیہ کی متواتر ناکامیاب کوششوں اور انکی بار بار شکستوں نے بتلا دیا اور دکھلا دیا کہ دولت و ثروت امارت و حکومت شرافت نسبی و محاسن عملی نہیں پیدا کر سکتی نہ جبر و تشدد شاہی سے ملک و قوم کی رائے اور خیال عام میں ذرہ بھر بھی تغیر ہو سکتا ہے۔ ان تصریحات سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ شرافت نسبی پر مفاخرت دنیا کا نہایت قدیم دستور قومی ہے جیسا اوپر دکھلا دیا گیا ہے لیکن اوسکو صرف جذبہ تخیلات بنا کر نہ رکھنا چاہیے تاکہ اسکے تصورات ماضی و حال کے ماحول میں اوجھکر رہجائے اور اپسی حالت میں انسان اسکی حقیقت اور اپنی حقیقت دونوں کو فنا کر رہا ہے اسکو آئیڈیل (خیالی) سمجھکر بیٹھ رہنا پاپ ہے بلکہ اسے پریکٹیکل (عملی) ثابت کر کے اسکے بہترین نمونے دنیا کو پیش کرنا چاہیے۔ خیال رکھنا ضروری ہے کہ بلکہ مثال بنا کر دکھلانا چاہیے کسی وصف ذاتی یا اضافی پر مفاخرت کے ساتھ حسن عمل ضروری اور لازمی ہے۔ ورنہ زبانی دعوے اور خالی لفاظی سمجھی جاوے گی

مفاخرت میں توریث کا خیال بھی ٹھیک نہیں یہ جزو لاینفک ہے تقسیم کے قابل نہیں اچھوں کے برے اور بروں کے اچھے برابر دیکھنے میں آتے ہیں۔ مداومت کا گمان بھی درست نہیں اسلئے کہ نفس انسانی کبھی قابل اعتبار نہیں۔ آج ایک آدمی شریف نظر آتا پایا جاتا ہے تھوڑے دنوں میں وہی شخص بدکار بنا دیا جاتا ہے۔ ان وجوہ سے مفاخرت کی کوئی قسم ہو یا صورت۔ تمام قسموں اور صورتوں میں آدمی کا طرز عمل مشترک کیا جانا ضروری ہے۔ اگر اوصاف ذاتی کے ساتھ اعمال حسنہ بھی شامل ہوں تو تمام دنیا اوسکے دعوائے مفاخرت کو تسلیم کر لیگی ورنہ خالی لفاظی سمجھکر ٹھکرا دیے گی۔ قرآن مجید کی مفصلہ ذیل آیت بھی اسکی طرف اشارہ کرتی ہے

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ — آدمیون مین سب سے زیادہ ذی عزت وہی شخص خدا کے نزدیک مکرم ہے

اور یہ ظاہر ہے کہ خدا سے وہی شخص زیادہ ڈرے گا جو اوسکے بتلائے ہوئے طریقے پر عمل کرے گا اور چلے گا۔ پھر خدائے پاک نے صاف صاف لفظون مین پھر اسی فرمان کا یون تاکید مزید کے لئے اعلان فرمایا ہے۔

لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا (سورۂ نساء)

(اے مسلمانو) نجات نہ تمہاری آرزوؤن پر ہے اور نہ اہل کتاب (امم سابقہ) کی آرزوؤن (یقینی) پر (تم سب مین سے) جو شخص برے کام کریگا (وہ فرد) اوسکی سزا پائیگا۔ اور پھر اوسکے لئے سوائے خدا کے کوئی حامی و مددگار نہین ہے۔

اس کتاب کو دیکھکر لوگ کہین گے کہ اصل کتاب سے اسکی شرح بڑھ گئی ہے۔ یہہ بالکل صحیح ہے لیکن کاہی کتاب پر منحصر نہین جتنی شرحین دیکھی جائینگی سب اپنے اصل سے طولانی پائی جائینگی۔ اسلئے کہ اصل کے ہر اجمال کی تفصیل کرنی ہوتی ہے اور تفصیل موجب تطویل مسلمہ مشہور ہے۔ اس کتاب مین بھی وہی ضرورتین طوالت کی باعث ہوئین۔ اگر اس کتاب مین اجمال کی تفصیل نہ کیجاتی تو جانبین کے دعوون مین سے کسی جانب کے دعوون کی عملی تمثیلات کا انکشاف نہوتا۔ اور فریقین کے دعوے محض بیان کی صفائی اور خوشنمائی ہوکر رہجاتے اسلئے بنی امیہ و بنی ہاشم دونو فریق کے دعوہائے ترجیح و فضیلت لکھکر۔ جانبین کے طرز عمل اور اونکی تمثیلات تاریخ و سیر کے واقعات و شہادات سے قلمبند کردی گئی ہین معویہ اور انکی جانبداروں نے اپنی مختلف تقریرون مین جن اوصاف کی بناپر بنی ہاشم پر ترجیح و فوقیت ثابت کرنی چاہی تہی وہی اوصاف بلکہ انسے بدرجہا بہتر تمثیلین بنی ہاشم کے طرز عمل سے ثابت کردی گئی ہین اور وہ تمثیلین تاریخ و سیر کے زندہ واقعات ہین۔ حالانکہ جانبداران معویہ اور مددگاران بنی امیہ نے اپنی تقریرون مین سوائے زبانی دعوون کے کبھی اپنی کسی عملی تمثیل کا ذکر نہین کیا۔ اور نہ تاریخ و سیر مین انکے محاسن اعمال اور مکارم اخلاق خصوصیت کیساتھ نقل کیئے گئے ہین۔ اسلئے ہم کو بنی ہاشم کے عملی اور اخلاقی تفصیل تمثیل کی چندان ضرورت نہین تہی مگر تمثیل کی تفصیل کیجاتی تو پھر بنی ہاشم کے دعوائے مفاخرت بھی بنی امیہ کے دعوائے مفاخرت کیطرح زبانی جمع خرچ بنکر رہجاتے۔

قوم بنی امیہ پر بنی ہاشم کی ترجیح کا سلسلہ زمانہ اسلام ہی سے نہین شروع ہوتا ہے بلکہ ہاشم و امیہ کے قدیم زمانہ سے اپنے رسالہ بنی ہاشم کو اپنی ہمعصر بنی امیہ سے مرجح اور افضل ثابت کیا گیا ہے اس ترتیب و سلسلہ کے موافق آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ابوسفیان کے تمام و کمال واقعات قلمبند کیئے گئے ہین جن سے رسول اللہ صلعم کے محاسن اخلاق اور ابوسفیان کے بغض و نفاق پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ یہہ سلسلۂ تفصیل تمثیل حضرت امام حسن علیہ التحیۃ والثنا کے ایام امامت تک پہونچاکر ختم کردیا گیا ہے اسلئے کہ اصل کتاب مین بھی اسی زمانہ تک کے حالات قلمبند ہین معویہ کی پوری سوانح عمری روز پیدائش سے لیکر اونکی موت کے دن تک کامل شرح و بسط سے لکھدی گئی ہے اسلئے کہ انکے لمبے چوڑے دعوون کی تکذیب و تردید مین انکے طرز عمل سے بحث و تحقیق کی سخت ضرورت تھی۔

خاندان بنی امیہ کے حالات بھی بنی امیہ کے وقت سے لیکر معویہ کے زمانہ تک بالتفصیل لکھکر ہم نے معویہ کے اون جانبدارون اور مددگارون کے حالات اور انکے طرز عمل کی تمثیلات بھی کافی تفصیل سے لکھدی ہین۔ جو ان محاورت کے دنگلون مین انکی طرف سے تقریر کرنے والے

اور اوسکی ہان مین ہان ملانیوالے تہے۔ انکی حالات کو پڑہکر باسانی سمجھ لیا جائیگا کہ معاویہ نے بمصداق الجنس یمیل الی الجنس اپنے گرد و پیش کالے۔ بہورے چتکبرے سنگریزے جمع کر لیے تہے و دربار شاہی کی کیسی اچھی نورتن طیار کر رکھی تھی۔

یہہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کتاب مین کوئی نوعیت نہین ہے۔ وہی بنی امیہ و بنی ہاشم کے پرانے دہرانے سنے سنائے قصے بہر دیے ہین۔ جو سیرۃ نبوی مین اور تمام اسلامی تاریخ و سیر کی کتابون مین برابر نقل ہوتے چلے آتے ہین۔ اس بنا پر اونکا بار بار نقل و نقل کرنا اور تمام لکھی ہوئی باتونکو لکھنا بیکار کی خود زحمت قلمی اوٹھانا اور ناظرین کو بھی خواہمخواہ مطالعہ کتاب کی تکلیف دلانا ہے۔

بظاہر خیال تو درست معلوم ہوتا ہے مگر گذارش یہہ ہے کہ اس کتاب پر منحصر نہین سیرۃ و تاریخ کے موضوع پر زمانہ حاضرہ مین جتنی بہی کتابین لکھی جاتی ہین یا آیندہ لکھی جاینگی وہ سب پرانی لکیرون کا پیٹنا کہلائینگی (اور ان ہذا الا اساطیر الاولین (یہہ تو وہی پرانے ڈھکوسلے ہین) سمجھے جائینگے اور اگر اسی تفہیم پر اعتبار کر لیا جائے تو میرے قیاس مین تمام دنیا مین تاریخ و سیر کے موضوع پر تصنیف و تالیف کا سلسلہ کام ہی موقوف ہو جائے اسلیے خیال یہ ہے کہ سیرت و تاریخ کے واقعات قدیم۔ معلومات جدید کے مخازن لخلطہ ہین جنکے مطالعہ سے ہزارون مفید باتون کی ناظرین کو سبق آموزی اور بصیرت افروزی حاصل ہوتی ہے۔ اس کتاب کی بھی یہی صورت اور ضرورت ہے۔ یہہ تو ظاہر ہے کہ واقعات مین وہی بنی ہاشم و بنی امیہ کے اور بحث بھی وہی باہمی ترجیح و فضیلت کی جو سیکڑون برس کی لکھی لکھائی اور سنی سنائی ہین مگر اس سے جو معلومات حاصل ہوتے ہین اور انکشافات ظاہر ہوتے ہین وہی دیکھنے پڑھنے اور سمجھنے کی باتین ہین اور اونہین سے مستفید و مستفیض ہونیکی امید کامل ہے الا ماشاء اللہ وما توفیقی الا باللہ

ہم ان باتون کو اصل کتاب مین تفصیل سے دکھلا چکے ہین اور مقدمہ کتاب مین بھی اوپر لکھ چکے ہین۔ بار بار کی تکرار فضول ہے خلاصہ یہہ کہ فریق مقابل مین بنی امیہ کے دعوے زبانی تفصیل کے حدود سے آگے نہین بڑہتے۔ اونکی عملی تمثیلات سیر و تاریخ کے شہادات سے ثابت نہین ہین انکے برعکس حضرات بنی ہاشم کے دعوے تفصیل و تمثیل دونون طریقون سے تمام سیر و تاریخ کی کتابون مین محفوظ ہین۔ انکی تمام محاسن۔ حسن تقریر اور حسن تاثیر۔ دونو قسم کے عملی مظاہرات سے ثابت ہین اور یہی اس کتاب کے اصل موضوع کا مقصود ہے۔

کوٹھ۔ ضلع آرہ

بشریف العمارت

جمعہ ربیع الثانی [illegible]

المؤلف

(خان بہادر) سید اولاد حیدر فوق بلگرامی

عفاہ اللہ السامی

# باب المفاخرت

## من کتاب المحاسن والاضداد للجاحظ عثمانی مطبوعہ مطبع السعادت۔ مصر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم انا سید البشر والافخر

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تمام آدمیوں کا سردار ہوں اور سب سے زیادہ قابل افتخار (فخر کیے جانیکے قابل)

سمع رسول الله صلعم رجلا ینشد بیتا من شعر ہ

جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص (مسلم) کو منجملہ اور اشعار کے یہ بیت پڑھتے ہوئے سنا ؎

انی امرو حمایری حین تنسبنی
لا من ربیعه ابائی و مضر

میں حکم کنندہ (لوگوں کا حاکم) ہوں۔ اسلئے کہ میں
حمیری[1] الملوک حمیر کے شاہی (نسب خاندان) سے منسوب ہوں نہ ربیعہ[2] میرے اباواجداد
میں ہیں نہ مضر[3]

فقال له ذلك الام لك دابعد عن الله ورسوله وقال بعضهم ؎

تو اوس سے ارشاد ہوا کہ یہ تیری اصلیت سے قریب ہے مگر خدا و رسول کی (پسندیدگی) سے بہت دور ہے۔ بعض شعرا نے (جواباً) کہا

اذا مضر الحمراء کانت ارومتی
وقام بنصری حازم ابن حازم
عطست بانف شامخ وتناولت
یدای الثریا قاعدا غیر قائمه

مضر حمرا سے میری بنیاد (اصلیت) ہوتی ہے
اور پھر اگر میری نصرت (امداد) کے لیے حازم ابن حازم
بھی طیار ہو تو میں (اوسکو) اپنی بینی بلند سے چھینک کر
(اب بینی کیطرح) اپنے دونو ہاتھوں سے زمین پر کھڑے ہوکر
بھی نہیں بیٹھے بیٹھے (ہی) پھینک دوں

---

[1] حمیر۔ عبدالشمس ملقب بہ سبائے اکبر۔ بانی سلطنت سبا۔ ملقب بہ سبا ہے کہ شہر سبا اوسی کا بسایا ہوا اور یعرب کا بیٹا تھا تاریخ ابوالفدا لکھتے ہیں۔ وخلف سبا المذکور عدة اولاد منهم حمیر وعمرو وکهلان واشعر وغیرهم ولما مات سبا ملك الیمن بعده ابنه حمایر ابن سبا۔ سبا مذکور کی کئی اولادیں تھیں۔ اون میں حمیر۔ عمر۔ کہلان اور اشعر وغیرہ ہیں۔ جب سبا مر گیا تو حمیر ابن سبا اوسکا بیٹا بادشاہ ہوا۔ ریو زنڈ فارسٹر صاحب۔ حمیر کا زمانہ ۲۲۰۰ ق م قرار دیتے ہیں۔ سلسلہ ملوک حمیری عرب کا بہت قدیم اور مشہور شاہی خاندان شمار کیا جاتا ہے۔ علامہ ثعلبی نے اپنی تاریخ ایران میں جس کا نام غرر تاریخ الفرس ہے اور اب یورپ میں چھپ گئی ہے لکھا ہے کہ ایرانی مورخین نے جس بادشاہ کا نام ہاماوران لکھا ہے وہ سلسلہ حمیری کا بادشاہ تھا۔ اور ہاماوران لفظ عربی حمیر کی تصحیف ہے۔ علامہ موصوف یہ بھی لکھتے ہیں کہ سودابہ جو کیکاوس کی زوجہ تھی اور فردوسی کے بیان کے مطابق سیاوش پر عاشق تھی اوسکا اصلی نام سعدی تھا۔ ایرانیوں نے اپنی تلفظ میں اوسکو سودابہ کر لیا [2] ربیعہ نزار کے بیٹے تھے اور مضر کے بھائی۔ ربیعہ شجرہ رسالت میں داخل نہیں ہیں [3] مضر بن نزار وانما قیل له مضر الحمراء ولاخیه ربیعة الفرس لانه اعطى فی المیراث الذهب واخوه الفرس (صراح جوہری) مضر نزار کے بیٹے تھے وہ مضر الحمرا کے لقب سے مشہور تھے اور اونکے بھائی ربیعہ الفرس کے خطاب سے یاد کیے جاتے تھے

شعیب بن ابراهیم بن علی بن زید عن عبد الله بن حارث عن عبد المطلب بن ربیعة قال مر العباس بن عبد المطلب بنفر من قریش وهم یقولون انما محمد فی اهله مثل نخلة نبتت فی کناسة فبلغ ذلك رسول الله صلعم فوجد منه فخرج حتے قام فیهم خطیبا ثم قال ایها الناس من انت قالوا انت رسول الله قال انا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم ان الله عز وجل خلق خلقه فجعلنی خیر خلقه ثم جعل الخلق الذی انا منهم فریقین فجعلنی منهم خیر الفریقین من خلقه ثم جعلنا الخلق الذی انا منهم شعوبا فجعلنی فی خیرهم شعوبا ثم جعلهم بیوتا فجعلنی من خیرهم بیتا وخیرهم والدا و انی میاه لکم قم یا عباس فقام عن یمینه ثم قال قم یا سعد فقام عن یساره فقال لیقرب امرء منکم عما مثل هذا خالا مثل هذا

شعیب بن ابراہیم بن علی بن زید عبد اللہ سے۔ عبد اللہ حارث سے حارث عبد المطلب بن ربیعہ کی زبانی بیان کرتے ہین کہ ایکبار عباس بن عبد المطلب قریش کی جماعت کے پاس سے ہوکر نکلے وہ لوگ آپس مین کہہ رہے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال اپنے خاندان کے لوگون مین ایسی ہے جیسے زمین افتادہ (گھور ہے) پر درخت شاداب نکلا ہو حضرت عباس نے اس واقعہ کو جناب رسالتمآب صلعم کی خدمت مین عرض کر دیا یہ سنکر آپ کو اتنا ملال خاطر ہوا کہ آپ اوس جماعت قریش کے درمیان تشریف لیجاکر خطبہ کہنے کی غرض سے کھڑے ہو گئے اور (انلوگون کو مخاطب کرکے استفسار) فرمایا۔ اے لوگو (بتاؤ) مین کون ہون؟ سب نے عرض کی آپ رسول اللہ صلعم ہین۔ فرمایا مین ہون محمد خدا کا بندہ - بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم۔ خدا نے مخلوق کو پیدا کیا اور مجھکو بہترین مخلوق قرار دیا۔ پھر اون (بہترین) مخلوق کے جسمین ہم ہین۔ دو حصے کیے۔ اور مجھکو اوسکے بہترین حصہ مین رکھا پھر اوس بہترین حصہ مین جسمین ہم شامل ہین قبیلے بنائے اور مجھکو اون تمام قبائل کے بہترین قبیلہ مین قرار دیا اور پھر اون قبائل کے مسکن و موطن (گھر بار) بنائے اور مجھکو اوسکے بہترین حصہ مین رکھا یعنی تمام گھرون سے بہترین گھر مین رکھا (ان دلائل کے رو سے آگاہ ہو جاؤ کہ) ہم گھر کے اعتبار سے (بھی) تم سے کہین بہتر ہین اور مین تم سب کے لیے مایہ فخر ہون۔ پھر فرمایا اے عباس[1] کھڑے ہو جاؤ (یہ سنکر) وہ آپ کے داہنے کھڑے ہو گئے۔ پھر فرمایا۔ اے سعد[2] کھڑے ہو جاؤ وہ آپ کی بائین طرف کھڑے ہو گیے۔ آپ نے لوگون کو مخاطب کرکے فرمایا کہ تم لوگ اپنے لوگون مین سے کوئی ایسا شخص لاؤ جو میرے ان چچا کے ایسا ہو اور میرے ان ماموں کے ایسا ہو۔

---

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ اس لیے کہ (نزارکی) میراث مین مضر کو اشرفیان (دینار سرخ) ملے تھے اور اون کے بھائی ربیعہ کو گھوڑے۔ مضر آنحضرت صلعم سے اونیسوین پشت اوپر ہین انکی عظمت و وجاہت پر بنی ہاشم ہمیشہ سے مفاخرت کرتے آئے ہین۔ چنانچہ حضرت ابیطالب نے اپنے اوس خطبہ مین جو آنحضرت صلعم کی تقریب نکاح مین پڑھا تھا انکی ابوت کیطرف اشارہ فرمایا ہے۔ عبارت یہ ہے الحمد لله الذی جعلنا من ذریة ابراهیم و زرع اسمعیل وضئضئ معد وعنصر مضر تمام تعریف اوسی خدا کے لئے سزاوار ہے جس نے ہمکو ذریت ابراہیم۔ اولاد اسمعیل۔ نسل معد بن عدنان اور صلب مضر سے پیدا کیا۔ زرقانی ص ۲۴۳ ج ۱ مصر

؎ حازم بن حازم اصل مین یہ بشر بن حازم ہے یہ شخص یمن کے قبیلہ طے کا مورث اور حاتم طائی کے سلسلہ اجداد مین ہے صراح

؎ عباس ابن عبد المطلب۔ آپ سے دنیائے اسلام پوری طور سے واقف ہے تفصیل معرفت کی ضرورت نہین۔ صرف اتنا لکھکر بتلا دینا کافی ہوگا کہ آپ ابتدا ہی سے مصدق اسلام تھے۔ جنگ بدر مین اقرار ظاہر کا اعلان فرمایا۔ ظہور اسلام سے پہلے بھی منصب سقایہ پر فائز تھے اور اسلام کے زمانہ مین بھی اسی منصب پر ممتاز رہے۔ قرآن مجید مین بھی آیت اس منصب کی تخصیص موجود ہے

؎ سعد سے غالباً سعد بن ابی وقاص مقصود ہین لیکن پہلے یہ ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ اظہار مفاخرت سعد کی ذات پر مبنی نہین ہے بلکہ قبیلہ بنی زہرہ کی شرافت کیطرف اشارہ ہے۔ یہ قبیلہ مکہ سے دو میل کے فاصلہ پر باہر جاکر آباد ہوا تھا۔ سعد اسی قبیلہ سے منسوب تھے اور جناب آمنہ اسی قبیلہ کی خاتون محترم تھین سعد کے باپ ابی وقاص کی چچیری بہن ہوتی تھین۔ اسی رعایت قرابت مادری سے سعد کی یہی خصوصیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ مگر افسوس ہے سعد اور سعد کے قبیلہ نے آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد اس خصوصیت قرابت کی کوئی رعایت نہ کی۔ سعد کے بیٹے عمر نے رسول کے بیٹے حسین کو کربلا کے میدان مین بھوکا پیاسا قتل کروا دیا۔

بطمع ملک رے دین بداد و قتل امام
بعلی اخرب شد پئے تعمیر ملک شام
یثرب تباہ شد بہ تمنائے ملک رے

المولف عفی عنہ

حدثنا سنان بن المحسن التستری عن اسمٰعیل بن مہران العسکری عن ابان بن عثمان عن عکرمة عن ابن عباس عن علی ابن ابی طالب کرم الله وجہه قال لما امر رسول الله ان یعرض نفسه علی القبائل خرج وانا معه وابابکر وکان عالما بانساب العرب فوقفنا علی مجلس من مجالس العرب علیهم الوقار والسکینة فتقدم ابوبکر فسلم علیهم فردوا علیهم السلام فقال ابوبکر ممن القوم فقال من ربیعة قال من هامتها ام لهاذمها قالوا بل من هامتها العظمی قال وای هامتها قالوا ذهل قال ذهل الاکبر ام ذهل الاصغر قالوا بل الاکبر قال افمنکم عوف الذی کان یقول لا حر بوادی عوف قالوا لا قال افمنکم جساس ابن مرة حامی الذمار ومانع الجار قالوا لا قال افمنکم المزدلف صاحب العمامة قالوا لا قال افانتم اصهار الملوك من اللخم قالوا لا قال افانتم خال الملوك الکندة قالوا لا قال فلستم من ذهل الاکبر اذا انتم من ذهل الاصغر فقام الیه اعرابی غلام حین بقل وجہه فاخذ بزمام ناقته ورسول الله صلعم واقف علی ناقته یسمع مخاطبته فقال سه لنا علی سائلنا ان نسئله والعب لا تعرفه او تحمله - یا هذا انك قد سئلنا ای مسئلة شئت فلم نکتمك شیئا واخبرنا ممن انت فقال ابوبکر من قریش فقال بخ بخ اهل الشرف والریاسة فاخبرنی من ای قریش انت قال من تیم بن مرة قال افمنکم قصی بن کلاب الذی جمع القبائل من فهر فکان یقال له مجمع قال ابوبکر لا قال افمنکم الهاشم الذی یقول فیه الشاعر عمرو الذی هشم الثرید لقومه ورجال مکة مسنتون عجاف قال ابوبکر لا قال افمنکم شیبة الحمد الذی کان وجہه یضیئ فی لیلة الداجیة مطعم الطیر قال لا فقال افمن اهل السقایة انت قال لا فقال افمن اهل الحجابة انت

سنان ابن حسن تستری نے اسمعیل ابن مہران عسکری سے اونہون نے ابان بن عثمان سے اونہون نے عکرمہ سے۔ عکرمہ نے ابن عباس سے ابن عباس نے علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کی زبانی بیان کیا ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بالنفس النفیس تبلیغ دین کی ضرورت سے ایک قدیم قبیلہ عرب مین تشریف لیگئے۔ مین اور ابوبکر آپ کے ساتھ تھے اور ابوبکر انساب کے بڑے جاننے والے تھے۔ ہملوگون کا گذر اعراب کی مجالس مین ہوا ایک ایسی مجلس مین ہوا جسمین عرب کے صاحبان وقار وآقتدار جمع تھے۔ اونکو دیکھکر ابوبکر آگے بڑھے اور اونکو سلام کیا۔ اونہون نے جواب سلام دیا۔

ناظرین کی دلچسپی اور سہولیت کے لئے ہم اس واقعہ کو مکالمہ کی صورت مین یہان سے لکھتے ہین -

ابوبکر- آپ لوگ کس قوم سے ہین۔

اعراب - قوم ربیعہ سے

ابوبکر- ربیعہ کی کس شاخ سے- ہامہ سے یا ہاذمہ سے

اعراب- ہم شاخ ہامہ العظمی سے ہین

ابوبکر- ہامہ العظمی کی کس شاخ سے

اعراب - ذہل سے

ابوبکر- ذہل اکبر سے یا ذہل اصغر سے

اعراب ذہل اکبر سے

ابوبکر- آپ ہی لوگون مین ایک شخص عوف نامی تہا جسکی نسبت یہ مثل آجتک مشہور ہے کہ کوئی شخص وادی عوف مین جاکر آزاد نہین رہسکتا یعنی بغیر اسیر ہوے بچ نہین سکتا

اعراب - نہین

ابوبکر- آپ ہی لوگون مین بسطام بن قیس نامی- صاحب علم او زندوں کو تمام کر دینے والا مشہور تہا

اعراب - نہین

ابوبکر- آپ ہی لوگون مین جساس ابن مرہ ہے کہ (لوگون) کا مددگار اور ہمسایون کا محافظ اور دل آزار مشہور تہا -

قال لافقال اما واللہ لو شئت لاخبرتک انک لست من اشراف قریش فاجتذب ابوبکر زمام ناقتہ کھیئۃ المغضب فقال الاعرابی سہ صادف در السیل دریدفعہ ، تھضۃ ترفعہ وتصنعہ - فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال علی کرم اللہ وجہہ فقلت یا ابابکر لقد وقعت من ھذہ الاعرابی علی باقعہ قال اجل یا ابالحسن ما من طامۃ الا وفوقہا من طامۃ والبلاء موکل بالمنطق

اعراب - نہین -
ابوبکر - اپ ہی لوگون مین مزدلف نامی عمامہ والا مشہور تہا
اعراب - نہین -
ابوبکر - آپ ہی لوگ سلاطین کندہ کو (قرابت مین) ماموں ہوتے مین
اعراب - نہین
ابوبکر - اپ ہی لوگ سلاطین لخم کے (قرابت مین) داماد ہوتے مین
اعراب - نہین

ابوبکر - تب اپ لوگ (ربیعہ کی شاخ) ذہل اکبر سے نہین - بلکہ ذہل اصغر سے ہین

یہہ مکالمات سکر جماعت عرب مین سے ایک جوان سبزہ اغاز حضرت ابوبکر کے مقابل اپنی ناقہ کی مہار تھامکر کھڑا ہوگیا جناب رسولخدا صلعم بہی اپنے ناقہ پر سوار اس مخاطبہ کو سن رہے تہے - اوس جوان سبزہ اغاز نے اپنی مکالمت سے پہلے یہہ شعر پڑہا سے تمہاری طرف سے ہمارے سائل پر فرض ہے کہ جب ہم سوال کرین توجو عیب اوسمین ہو اوسکا بار اوتار دیے (جواب شافی دیدیے) یا ہم پر بار کردے (یعنی جو ہمارے عیب ہون وہ کھولدیے) - یہہ شعر پڑہکر وہ حضرت ابوبکر کو ان الفاظ مین مخاطب کرکے کہنے لگا - اے شخص بزرگ حاضر - آپنے تو جتنا آپ کے جی مین آیا ہم سے پوچھ لیا اور ہم نے کچہ نہ چھپایا - سب اپ کو بتلا دیا - اب آپ بتلاہین

جوان - اپ کس قوم سے ہین -

ابوبکر - قوم قریش سے

جوان - اپ کو مبارک ہو - مبارک کہ اپ صاحبان شرافت وحکومت سے ہین (اچھا یہہ تو بتلا دیجئے) قریش کی کس شاخ سے ؟

ابوبکر - تیم ابن مرہ کی شاخ سے

جوان - آپ ہی لوگون مین قصی بن کلاب تہے جنہون نے تمام قبائل بنی فہر کی تنظیم کی اور اسوجہ سے اونکا لقب مجمع (جمع کنندہ) مشہور تھا

ابوبکر - نہین -

جوان - کیا آپ ہی حضرات مین ہاشم تھے - جنکی تعریف مین شاعر نے کہا ہے سے عمرو (ہاشم کا نام تہا) عالی مرتبہ نے اپنی قوم کو ثرید (شوربہ مین بھیگی ہوئی روٹیون کے ٹکڑے) کھلایا اور (اس ترکیب سے) مکہ کے لاغر لوگون کو موٹا کر دیا

ابوبکر - نہین -

جوان - اپ اون لوگون سے ہین جنہین شیبۃ الحمد تہے - جنکا چہرہ (روشن) شب تاریک مین چمکتا تہا اور جنکا لقب مطعم الطیر (پرندون کے کہلانیوالے) مشہور تھا

ابوبکر - نہین

جوان - کیا اپ ان لوگون مین سے ہین جنکو مفیضین عہ (فیض پہونچانیوالے) کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے

عہ مفیضین متولیان خانہ کعبہ کو کہتے ہین اور وہ حضرات بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب ہین - مولف عفی عنہ

**ابوبکر** - نہین

**جوان** - کیا آپ صاحبان رفادہ سے ہین - (رفادہ - حاجیون کو روٹی کھلانیکا منصب - یہہ منصب بنی ہاشم کے لئے مخصوص تھا)

**ابوبکر** - نہین

**جوان** - کیا آپ صاحبان سقایہ سے ہین - (سقایہ - حاجیون کو پانی (زمزم) پلانے کا عہدہ - یہہ منصب بنی عباس سے متعلق تہا)

**ابوبکر** - نہین

**جوان** - کیا آپ صاحبان حجابہ سے ہین - (حجابہ - خانہ کعبہ کو پوشش پہنانا او کلید برداری کرنا - یہہ منصب ہاشم کے بڑے لڑکے عبدالدار کی اولاد مین مخصوص تہا)

**ابوبکر** - نہین

**جوان** - خدا کی قسم میری نیت آپ کے ملول کرنیکی نہین ہے (لیکن صورت حال اس کہنے پر مجبور کرتی ہے کہ) آپ اشراف قریش سے نہین ہین

یہہ سنکر حضرت ابوبکر نے غضبناک ہوکر اپنے ناقہ کی مہار کھینچی اور (وہان سے) لوٹے - انکی یہہ حالت دیکہکر اوس (عربی جوان) نے یہہ شعر پڑہا سیل (بیان) کی روانی نے موتی کو کچہہ ایسے عالم شکستگی (اضطراب) مین ڈالدیا کہ ادہر اوتو ٹوٹ گیا - بیٹھا تو توڑ آگیا

یہہ سنکر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی مسکرا دیئے - حضرت علیؑ نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ اس جوان عربی کی وجہ سے تمکو تو سخت مشکل پیش آئی - حضرت ابوبکر نے جوابدیا کہ سخت ترین - اے ابوالحسن - یہہ تو مصیبت بالائے مصیبت تہی اور تمام مصیبتین (اکثر) زبان ہی کی وجہ سے پیش آیا کرتی ہین

---

## (مفاخرت بین الحسنؑ و المعاویہ)

### (حضرت امام حسنؑ او معویہ کے درمیان مفاخرت)

قال واتی الحسن ابن علیؑ معویة بن ابی سفیان وسبقته ابن عباس رحمة الله علیه قام معویة بانزاله فبینا معویة مع عمر ابن العاص ومروان بن الحکم وزیاد المدعی الی ابی سفیان یتجاورون فی قدیمهم وحدیثهم اذ قال معویة قد اکثرتم الفخر ولو حضرکم الحسن ابن علی وعبد الله بن عباس لقصروا من اعنتکم فقال زیاد وکیف ذالک یا امیر المومنین وما یقومان لمروان بن الحکم فی غرب منطقه ولا لنا فی بواذخنا فابعث الیهما حتی نسمع کلامهما فقال معویة لعمر وما تقول فی هذا اللیل فابعث الیهما فی غد فبعث معویة بابنه یزید الیهما فاتیاه فدخلا علیه وبدا معویة فقال انی اجللکما وارفع قدرکما من المسامرة باللیل و

(ایک مرتبہ کا ذکر ہے) کہ (امام) حسن رضی اللہ عنہ معویہ کے پاس آئے اور اون سے قبل عبداللہ ابن عباس آچکے تہے - راوی کا بیان ہے کہ جب معویہ کو (انلوگون کی آمدکی) خبر ملی تو (اوسنے) انکے ٹہرائے جانیکا حکم دیا - اوس وقت ہم لوگون مین معویہ کے پاس عمر عاص - مروان بن الحکم اور زیاد (ابن سمیہ) جو ابوسفیان کی فرزندیت کا دعویدار تہا بیٹھے تہے اور (یہی لوگ وہ تہے) جو اوس کی فضیلت و عظمت کے مداح تہے (اس اثنا مین) معویہ نے کہا کہ (مین نے علی الاکثر دیکہا ہے) تملوگ (آپسمین) اکثر (اپنی ذات وصفات پر) مفاخرت کیا کرتے ہو لیکن جب (حضرت امام) حسن ابن علیؑ اور عبداللہ ابن عباس آجاتے ہین تو تمہاری زبانین (اونکی) عیب جوئیون مین بند ہوجاتی ہین - زیاد بولا اے امیر المومنین یہہ کیسے ہوسکتا ہے نہ لوگون مین مروان

لاسيما انت يا ابا محمد فانك يابن رسول الله صلعم وسيد
شباب اهل الجنة فشكر له فلما استويا في مجلسهما علم
عمرو ان الحدة ستقع به فقال والله لابد ان تكلم فان
قهرت فسبيل ذلك وان قهرت اكون قد ابتدأت فقال
يا حسن انا قد تفاوضنا فقلنا ان رجال بني امية اصبر
على اللقاء والمضي في الوغاء واوفى عهدا واكرم خيما وامنع
لما وراء ظهورهم من بني عبد المطلب ثم تكلم مروان بن الحكم
فقال كيف لا يكون ذلك وقد قارعناهم فغلبناهم و
حاربناهم فملكناهم فان شئنا عفونا وان شئنا بطشنا ثم
تكلم زياد وما ينبغي لهم ان ينكروا الفضل لاهله ويجحدوا
الخير في مظانه نحن الحملة في الحروب ولنا الفضل على سائر
الناس قديما وحديثا فتكلم الحسن ابن علي فقال
ان يصمت الرجل عند ايراد الحجة ولكن من الافك ان
ينطق الرجال بالخنا ويصور الكذب في صورة الحق
يا عمرو افتخارا بالكذب وجرأة على الافك ما زلت اعرف
مثالبك الخبيثة ابديها مرة بعد مرة أتذكر مصابيح
الدجى واعلام الهدى وفرسان الطراد وحتوف
الاقران وابناء الطعان وربيع الضيفان ومعدن
الحكمة ومهبط النبوة وزعمتم انكم احمى لما وراء
ظهوركم وقد تبين ذلك يوم بدر حين نكصت
الابطال وتساورت الاقران واقتحمت الليوث
واعتركت المنية وقامت رحاها على قطبها وفرت
عن نابها وطار شرار الحرب فقتلنا رجالكم ومن النبي
صلعم على ذراريكم وكنتم لعمري في هذا اليوم غير مانعين
لما وراء ظهوركم من بني عبد المطلب ثم قال واما انت يا مروان
فما انت والاكثار في قريش وانت ابن الي طليق و
ابوك طريد تنقلب في خزايه الى سوءة وقد اوتي
بك الى امير المؤمنين يوم الجمل فلما رأيت الضرغام

الحکم کے ایسا ذرب اللسان (خوش بیان) موجود ہے اور ہمارا یہ
دعویٰ مغرورانہ نہیں ہے۔ آپ اور دونوں (امام حسنؑ اور عبداللہ
ابن عباس) کو بلا بھیجو اور انکو ساتھ ہمارے مکالمات ہوں لیجیے
یہ سنکر معویہ نے عمر عاص کیطرف دیکھا اور پوچھا وہ اسیوقت رات
کو بلوائے جائیں یا کل صبح کو۔ پھر اوس نے اپنے بیٹے یزید کو بلا کر اون
لوگوں کے پاس بھیجا اور بلوایا وہ (حضرات) جب آئے تو معویہ نے
اون سے ابتداے کلام کی اور کہا کہ میں آپ حضرات کی جلالت قدر و
منزلت کو اس امر سے کہیں زیادہ چاہتا ہوں کہ آپ کو رات کے وقت
تشریف لانیکی زحمت دوں۔ خصوصاً اے ابو محمدؐ آپ کو۔ اسلیئے
کہ آپ فرزند رسولؐ اور جوانان بہشت کے سردار ہیں۔ یہ کہکر وہ آپ
کی تشریف آوری کا شکریہ بجالایا۔ پھر جب دونوں بزرگوار (امام
حسنؑ اور عبد اللہ ابن عباس) اوس مجلس میں اطمینان سے برابر
بیٹھ گیے۔ تو (اپنے ہی دل میں) عمر عاص نے سمجھ لیا کہ مصیبت آگئی
(اوس نے دل ہی دل میں) کہا خدا کی قسم مجھے بغیر بولے چارہ
نہیں ہے۔ اگر میں (کلام میں) غالب آؤں یا مغلوب ہوں۔ کوئی
صورت ہو (تقریر ضرور ہے) پھر اوس نے (عمر عاص) نے کہا اے حسن ہم
مساوات (فیما بین) کا موازنہ کرتے ہیں اور یہ کہلاتے ہیں کہ قوم
بنی امیہ کا طرز عمل یہ ہے کہ مقابلہ کیوقت شیر سے بہتر ہیں اور
جنگ کے وقت آگے بڑھ جاتے ہیں۔ اپنے عہدوں کو پورا کرتے ہیں
بڑے مہمان نواز ہیں اور جو کچھ اون پر (قوم بنی امیہ) بنی عبد المطلب
کے ہاتھوں سے گذر چکا ہے اوس کو درگذر کر دیا ہے ہیں (اسکے بعد
مروان الحکم نے کہا کہ وہ (بنی امیہ) ایسے کیونکر نہوں کہ ہم نے اون پر
(بنی عبد المطلب پر) حملہ کیا اور ہم اون پر غالب آئے۔ ہم اون سے
لڑے اور ہم (اونپر فتحیاب ہو کر) اونکے مالک ہوگئے اور اب ہمکو اختیار
ہے چاہے اونہیں معاف کردیں یا چاہیں تو اونپر سختی کریں (اسکے
بعد) زیاد (ابن سمیہ) بولا۔ اور وہ لوگ (بنی عبد المطلب) کسی اہل
فضل کی فضیلت کا انکار کرنے والے نہیں ہیں اور وہ نیکی کو نیکی کی
جگہ پہنچانے سے نہیں رک سکتے۔ ہم معرکہ آرائیوں اور جنگ جوئی میں

قد رميت براثنه واشتبكت انيابه كنت كما قال الاول ؎
بصبصن ثم رمين بالابعار

فلما من عليك بالعفو وارخى خناقك بعد ما ضاق عليك و
غصصت بريقك لا تقعد منا مقعد اهل الشكر ولكن تساوينا
وتجارينا ونحن من لا يدركنا عار ولا يلحقنا خزاية ثم التفت الى
زياد وقال ما انت يا زياد وقريش ما اعرف لك فيها اديما
صحيحا ولا فرعا نابتا ولا منبتا كريما كانت امك بغيا تداولها
رجالات قريش وفجار العرب ولما ولدت لم تعرف لك العرب
والدا فادعاك هذا يعني معوية فمالك والافتخار
يكفيك السمية ويكفينا رسول الله صلعم وابي سيد المؤمنين
الذي لم يرتد على عقبيه وعماي حمزة سيد الشهداء
وجعفر الطيار في الجنة وانا واخي سيدا شباب اهل الجنة
ثم التفت الى ابن عباس فقال انما هي بغاث الطير انقض
عليه البازي فاراد ابن عباس ان يتكلم فاقسم عليه معوية
ان يكف فكف ثم خرجا فقال معوية اجاد عمرو الكلام ولولا
ان حجته دحضت وقد تكلم مروان لولا انه نكص ثم
التفت الى زياد فقال ما دعاك الى محاورته ما كنت الا
كالحجل في كف العقاب فقال عمرو افلا رميت انا قال معوية
اذا كنت شريككم في الجهل افاخر رسول الله صلعم جده وهو سيد
من مضى ومن بقي وامه فاطمة سيدة نساء العالمين ثم قال لهم
والله لئن سمع اهل الشام ذلك انه السوءة السوءاء فقال
عمرو لقد ابقى عليك ولكن طحن مروان وزياد طحن الرحا
بثفالها ووطئهما وطئ البازل القراد بمنسمه فقال زياد
ولكنك يا معوية تريد الاغراء بيننا وبينهم لا جرم والله
لا شهدت مجلسا يكونان فيه الا كنت معهما على من فاخرهما
فخلا ابن عباس بالحسن بن علي رضي الله عنه فقبل بين
عينيه وقال افديك يا ابن عمي والله ما زال بحرك يزخر
وانت تصول حتى شفيتني من اولاد البغايا

مشہور آفاق ہین اور ہمکو تمام لوگون پر اعتبار قدامت وفضیلت حاصل ہے
اسکے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام نے جوابا ارشاد فرمایا کہ یہہ کوئی (اخلاقی)
احتیاط نہین کہی جاسکتی کہ انسان تردید دلائل کے وقت خموش بیٹھا رہجائے اور
خاصکر ایسے وقت مین جب (تفصیل دلائل مین) کذب وافترا سے کام لیا گیا ہو
اور تقریر کنندہ اپنی تقریر مین خیانت کر رہا ہو اور محض جھوٹ کے نقشے مین حق کی
تصویر کھینچتا ہو - اے عمر عاص - (حقیقت امر تو یہہ ہے کہ (غلط بیانیون
پر تیری مفاخرت اور افترا پردازیون پر تیری جرائت نہری فات سے اڑ گئی ہوین
اور خیانتون کو (ذرہ بھر بھی) گھٹا نہین سکتین جو یکے بادیگرے تجھ مین پیدا
ہو چکی ہین (تیرا یہہ دعوٰیہ ہے کہ) تو ذکر کرے اونلوگون کا جو نیکی کی شمعین
ہین - ہدایات کے نشان ہین - شہسواران تیز رفتار ہین (اپنے حریف
مقابل کے) ہلاک کنندہ ہین - نیزہ برداران (معرکہ) کے فرزند ہین - جہانون
کا (دل کی) بہار ہین - علوم کے معدن ہین - وحی کے مقام نزول - اور تم کو جو یہہ
زعم ہے کہ تم پر جو گذر چکا اوسکی وجہ سے تم (امر فضیلت مین) گرم تر ہو گئے
یہہ باتین تو تمام بدتر والے ون اوسیوقت ظاہر ہو چکین جسوقت اہل باطل
بھاگ گئے اور مقابل (آپسمین جنگ کے لئے) برابر کھڑے ہوگئے شیران
نبرد گر پڑے - موت نے انہین گوشمالی دی اور بہر گئے - وقت کی تو یہہ
او سرو یہہ آواز جنگ سے اور لڑائی کے شعلے تمام پھیل گئے ہم (الیسی
حالت مین) تملوگون کو دیکھتے کہ ساکت کیسے ہین کہ جناب رسول خدا صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم پر احسان (خاص) فرمایا اور مجھکو اپنی جانا
کی قسم ہے (مین خوب جانتا ہون) کہ آج کے دن تک تم لوگون نے اون
امور کو پس پشت نہین ڈالا ہے (بھلایا نہین ہے) جو بنی عبد المطلب سے تمکو پیش
آئے پہر (مروان الحکم کو مخاطب کرکے) آپنے فرمایا کہ اے مروان تو نے قریش مین
مین سب سے زیادہ مال جمع کیا ہے - تو ایک آزاد کردہ مجرم کا بیٹا ہے اور تیرا
باپ آزاد کردہ مجرم ہے - تو (فطرتًا) شرابیون سے بڑھکر بدکاری کیطرف
پھر گیا ہے اور جنگ جمل کے دن امیر المومنین علیہ السلام تجھپر غالب آئے
اور تو نے جب شیر کو آتے دیکھا تو اپنے دامن کو گرا کر بھاگ گیا اور (بھاگتے مین)
اپنی آواز کو پھاڑ دیا - تیری مثال (بھاگنے مین) ایسی تھی جیسی کہ قدیم
شاعر نے کہا ہے ؎ دم ہلاتی ہوئین اور مینگنیان کرتی ہوئی (بھیڑین) بھاگین

لیکن اس حالت مین بھی امیر المومنین علیہ السلام نے تجھے معاف فرمادیا تجھپر احسان کیا اور تجھکو ان مصیبتون سے رہائی دلوادی جسمین تیرا دم خفگی کررہا تھا اور (تیرے گلے مین) کف گلوگیر ہورہا تھا۔ بغیر ہلوگون کے جلوس کے صاحبان سکر کی مجلسین نہین منعقد ہوسکتی ہین۔ ہم (ہر حالت مین سب کے ساتھ مساوات اختیار کرتے ہین اور حقوق ہمسائیگی ادا کرتے ہین اور ہم وہ (شرفائے قوم) لوگ ہین جنھون نے (کبھی کسی امر مین) ذلت نہین اوٹھائی اور نہ کسی نے ہم مین کوئی برائی پائی۔ اسکے بعد آپ زیاد کی طرف ملتفت ہوے اور ارشاد فرمایا۔ اے زیاد۔ تو تو وہی ہے کہ قریش نے آج تک تیرا اقرار صحیح (بنیت تولید) نہ جانا۔ تیری کوئی شاخ (نسب) قائم (روئیدہ) نہین ہے۔ تیری کوئی قدامت ثابت نہین اور تیرے (روئیدہ کرنے والے) قائم کرنیوالے نیکوکار نہین تھے کیونکہ تیری ماں (سخت) بدکار تھی۔ جسکے ساتھ (ایک ہی بار) اکثر مردان قریش اور بدکاران قریش نے مجامعت کی۔ جب تو پیدا ہوا تو عرب مین کسی نے تجھکو نہین پہچانا کہ تیرا باپ کون ہے یہان تک کہ اس شخص یعنی معویہ نے تجھکو اپنا سگا بھائی بنایا۔ اس سے تیرے لئے تو کوئی مفاخرت نہین ہوسکتی۔ بیتر یہ لئے فخر کرنیکو (تیری ماں) سمیہ کافی ہے اور ہماری مفاخرت کو لئے یہی کافی ہے کہ ہمارے جد بزرگوار) جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اور ہمارے پدر بزرگوار سردار مومنین ہین جنھون نے اپنے قدم معرکہائے جنگ سے پیچھے نہین ہٹائے اور ہمارے دونون عم عالیمقدار حضرت حمزہ (سردار شہیدان (راہ خدا) اور حضرت جعفر طیار ہین جو بہشت مین پرواز کرتے ہین ۱۵۔ پھر آپ عبداللہ بن عباس کیطرف مخاطب ہوے اور فرمایا اپ نے دیکھا۔ مردہ خوار پرند جمع ہوگئے تھے جنکو شہباز نے جھپٹ کر پراگندہ کردیا۔ یہ سنکر حضرت عبداللہ ابن عباس نے کلام کرنا چاہا۔ مگر معویہ نے چپ رہنے کی قسم دیدی اور وہ چپ رہگئے۔ اور اسکے بعد دونون حضرات (امام حسن اور عبداللہ ابن عباس) وہان سے تشریف لیگئے۔ تو معویہ نے سب سے پہلے عمرعاص سے آغاز کلام کیا اور کہا کہ کیا (تمہاری) دلیلین لغزش مین نہین آگئین اور پھر مروان سے پوچھا کہ کیا تو (اپنی دلیلون مین) پارہ پارہ نہین ہوگیا۔ پھر زیاد کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ آخر تجھکو ان کے ساتھ کس بات پر مفاخرت کا دعوے تھا اور تیری مثال تو ان سے تقریر کرتے وقت ہم ایسی تھی جیسی چڑیا عقاب کی پنجہ مین۔ عمرعاص نے کہا (اے معویہ بتلاؤ) کیا ہم لوگ (اپنے دلائل مین) پیٹھ پھیر کر نہ پھرے یعنی نہ بھاگ کھڑے ہوے۔ معویہ نے کہا کہ اگر تمہاری طرح مین بھی تمہاری جہالت مین شریک ہوتا تو (البتہ) مین اوس شخص سے مفاخرت پیش کرتا جسکا نانا خدا کا رسول ہے اور وہ تمام گذشتہ اور موجودہ قومون کا سردار ہے۔ اونکی مادر گرامی قدر تمام دنیا کی عورتون کی سردار ہین۔ پھر اونلوگون کو مخاطب کرکے کہا خدا کی قسم۔ اگر اہل شام ان باتون کو سن لین تو رسوائی پر (کیشر) رسوائیان ٹرم جائین۔ عمرعاص نے کہا تم باقی رہ گئے۔ لیکن (حقیقت تو یہ ہے) مروان اور زیاد (اوّل سے) آخر تک آٹے کی طرح پیس دیئے گئے۔ سوار بلند مرتبہ نے اپنے (گھوڑے کی) سمون سے اون دونون کو روندڈالا۔ زیاد نے کہا۔ خدا کی قسم۔ اونہون نے ایسا ہی کیا۔ لیکن تم نے اس ترکیب سے ہمارے اور اونکے مابین مفارقت قائم کردی اور اسمین تمہارا قصور نہین۔ مین نے تو (تمہاری) کوئی ایسی صحبت نہین دیکھی جسمین وہ دونون حضرات (امام حسن اور عبداللہ ابن عباس) ہون اور تم اونکی مفاخرت مین اونکے ساتھ نہ ہوگئے ہو۔

پھر عبداللہ ابن عباس نے امام حسن علیہ السلام کی دونون آنکھون کے درمیان بوسہ لیا اور فرمایا۔ اے میرے چچا کے بیٹے۔ مین آپ پر فدا ہون۔ جو کچھ (مواد فاسد) کہ جمع کیا گیا تھا آپ اوسکے ہلادینے اور فنا کردینے مین ذرا بھی نہ رکے۔ یہانتک کہ آپنے مجھکو ان بدکارون کی اولاد سے بچالیا۔ اور مطمئن فرمادیا۔

## امام حسن علیہ السلام اور عبداللہ ابن زبیر

ثم ان الحسن رضی اللہ عنہ غاب ایاما ثم رجع حتی (اس مکالمہ مذکورہ کے بعد) امام حسن علیہ السلام کچھ زمانہ تک باہر تشریف

۱۵ اور پھر ہم اور ہمارے بھائی جوانان بہشت کے سردار ہین

دخل علی معویة وعنده ابن زبیر فقال یا ابا محمد انی اظنک تعبا فات المنزل فارح نفسک فقام الحسن فخرج فقال معویة لعبد الله ابن زبیر لو افتخرت علی الحسن فانت ابن حواری رسول الله صلعم وابن عمته ولابیک فی الاسلام نصیبا وافرا فقال ابن الزبیر انا له جعل لیلته یطلب الحجج فلما اصبح دخل علی معویة فجاء الحسن علیه السلام فحیاه وسئل مبیته فقال خیر مبیت واکرم مستفاض فلما استوی فی مجلسه قال له ابن الزبیر لولا انک خوار فی الحرب غیر مقدام ما سلمت لمعویة الامر وکنت لا تحتاج الی اختراق السهوب وقطع المراحل والمفاوز معروفة وتقوم ببابه وکنت حریا ان لا تفعل ذلک وانت ابن علی فی باسه ونجدته وما ادری ما الذی حملک علی ذلک اضعف حال ام وهی نحیزة ما اظن لک مخرجا من هذین الحالین اما والله لو استجمع لی ما استجمع لک لعلمت اننی ابن الزبیر وانی لا انکص عن الابطال فکیف لا اکون کذلک وجدتی صفیة بنت عبد المطلب وابی الزبیر حواری رسول الله صلعم فالتفت الحسن علیه السلام الیه وقال اما والله لولا ان بنی امیة تنسبنی الی العجز عن المقال لکففت عنک تهاونا بک ولکن سابین ذلک لتعلم انی لست بالکلیل ایای تعرض وعلی تفتخر ولم یک لجدک فی الجاهلیة مکرمة الا تزوجه عمتی صفیة بنت عبد المطلب فبذخ بها علی جمیع العرب وشرف بمکانها فکیف تفاخر من هو فی القلادة واسطتها وفی الاشراف سادتها نحن اکرم اهل الارض زندا انا الشرف الثاقب الکرم الغالب ثم تزعم انی سلمت الامر لمعویة فکیف یکون ویحک کذلک وانا ابن اشجع العرب وولدتنی فاطمة سیدة نساء العالمین وخیر الامهات لم افعل ویحک ذلک جبنا ولا فرقا ولکنه بایعنی مثلک وهو یطلب بترة ویداجینی المودة

تشریف فرما رہے - واپس آئے تو معاویہ کے پاس گئے (اتفاق سے) معویہ کے پاس عبداللہ ابن زبیر بیٹھے تھے معویہ نے آپ سے کہا میں آپ کے چہرہ سے تکلیف سفر محسوس کرتا ہوں - بہتر ہے آپ قیامگاہ کو تشریف لیجائیں اور آرام فرمائیں یہ سنکر آپ اوٹھے اور چلے گئے (آپ کے چلے جانیکے بعد) معویہ نے ابن زبیر سے کہا کہ بہتر ہوتا کہ تم امام حسن علیہ السلام کے ساتھ مفاخرہ کرتے اسلئے کہ تم حواری رسول صلعم کے بیٹے ہو اور تمہارے باپ کو اسلام میں بہرہ اندوزی کثیر حاصل ہے عبداللہ ابن زبیر نے کہا کہ اچھا رات کو میں اپنے دلائل سوچ رکھونگا صبح ہوئی تو ابن زبیر معویہ کے پاس آئے - اور (انکے بعد) امام حسنؑ بھی تشریف لائے معویہ نے انکو خیرباد کہی اور آپ سے آپکی فرودگاہ کے (سامان آسائش وغیرہ) متعلق دریافت کیا آپ نے ارشاد کیا میری قیام کا مکان بہت اچھا ہے اور وہاں مہمانداری کا سامان و انتظام بہترین ہے - جب معویہ کی مجلس طیار ہوگئی تو عبداللہ ابن زبیر نے امام حسنؑ سے مخاطب ہوکر کہا کہ اگر آپ (فطرتاً) معرکہائے جنگ میں عاجز و سست نہوتے اور گریز پائی نہ اختیار کرتے تو آپ نے امر خلافت معویہؑ کو نہ دیدیا ہوتا اور پھر آپ کو (اس) بادیہ پیمائی - طی منازل و مسافت - اور امرائے ذی اقتدار کے دروازوں پر جانیکی ضرورت نہ ہوتی اور اگر آپ ایسا نہ کیے ہوتے تو آپ اسوقت بالکل آزاد ہوتے - اور آپ تو حضرت علیؑ کے فرزند ہیں اور اونکی جلالت اور تجارب کے مستحق ہیں - میں نہیں جانتا کہ آپ کو کس چیز نے اس بات پر آمادہ کیا اور یہہ تو آپ کی پوری شکست ہے کہ اس سے مجھکو آپکی نجات کی امید نہیں ہے اور خدا کی قسم اگر آپ کی طرح مجھہ میں یہہ اوصاف جمع ہوتے تو میں دنیا کو بتلا دیتا کہ میں ابن زبیر ہوں اور کبھی میں اہل باطل کے مقابلہ سے پیچھے ہٹنے والا بھی نہیں ہوں اور یہہ (مجھسے) کیسے ہو سکتا ہے کہ میری دادی صفیہ بنت عبدالمطلب اور باپ زبیر ہیں جو حواری رسولؐ کے لقب سے مشہور ہیں یہ سنکر حضرت امام حسنؑ اونکی طرف ملتفت ہوے اور ارشاد فرمایا - خدا کی قسم - اگر مجھو یہہ خیال نہوتا کہ قوم بنی امیہ کے لوگ مجھے قوت کلام سے عاجز ٹہرائیں گے تو میں کبھی تمہاری اہانت کی طرف متوجہ نہوتا لیکن محض اون عیب جوئیوں کی وجہہ سے محض اطلاع کرلیئے کہتا ہوں تاکہ لوگ جان لیں کہ میں ضعیف الکلام نہیں ہوں - اے ابن زبیر - تم کس بات پر اتراتے ہو اور کسپر فخر کرتے ہو - زمانہ جاہلیت میں تمہارے دادا کو کوئی بزرگی حاصل نہیں تھی -

فلم تنصره لانكم بيت غدر واهل احن وترة فكيف
لا يكون كما اقول وقد بايع امير المؤمنين ابوك ثم
نكث بيعته ونكص على عقبيه واختدع حشية من حشايا
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
ليضل بها الناس فلما دلف نحو الاعنة ورأى بريق
الاسنة قتل بمضيعة لا ناصر له و له اتى بك اسيرا
وقد وطئتك الكماة باظلافها والخيل بسنابكها واعتلاك الاشتر
فغصصت بريقك واقعيت على عقبيك كالكلب اذ احتوشته
الليوث فنحن ويحك نور البلاد واملاكها وبنا تفتخر الامة
والينا تلقى مقاليد الارض وانت تختدع النساء ثم تفتخر
على بني الانبياء لم تزل الاقاويل منا مقبولة وعليك وعلى ابيك
مردودة دخل الناس في دين جدي طائعين وكارهين ثم بايعوا
امير المؤمنين صلوات الله عليه فسار الى ابيك وطلحة حين نكثا البيعة
وخدعا عرس رسول الله صلعم فقتلا عند نكثهما بيعته واتى
بك اسيرا تبصبص بذنبك فناشدته الرحم الا يقتلك فعفى عنك فانت
عتاقة ابي وانا سيدك وسيد ابيك فذق وبال امرك فقال
ابن الزبير اعذرنا يا ابا محمد فانما حملني على محاورتك هذا واشتهى
الاغراء بيننا فهلا اذ جهلت امسكت عني فانكم اهل بيت
سجيتكم الحلم قال الحسن يا معاوية انظر اكع عن محاورة احد
ويحك اتدري من اي شجرة انا والى من انتمي انته قبل ان اسمك
بسمة يتحدث بها الركبان في آفاق البلدان قال ابن الزبير
هو لذلك اهل فقال معاوية اما انه قد شفا بلابل صدري منك
ورمى مقتلك فبقيت في يده كالحجل في كف البازي يتلاعب بك كيف شاء
فلا اراك تفتخر على احد بعد هذا

جب ہماری پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلب اونھیں بیاہی گئیں تب اونکی وجہ سے
تمہارے دادا کو تمام عرب پر شرف حاصل ہوگیا اور اپنے قبیلہ (خاص) میں
فخر و امتیاز۔ پھر تم کیسے اوس شخص پر مفاخرت کرسکتے ہو جسکے سلسلہ سے صفیہ
کو خود واسطہ ہے اور وہ خود اپنی شرافتوں میں اوسکا (صفیہ) کا مرہون ہے
میں کیونکہ صلبیت کے اعتبار سے تمام لوگوں سے بزرگ ترین ہیں۔ ہمارے لئے شرف
روشن ہے اور نسب کریم۔ اے ابن زبیر تمکو یہ خیال باطل ہوا ہے کہ میں نے کسی
(ضعف کے) باعث سے خلافت معویہ کو سپرد کردی۔ افسوس ہے تم پر یہ کیسے
کیسے ہوسکتا ہے۔ حالانکہ میں شجاع ترین عرب کا بیٹا ہوں۔ اور میں فاطمہ
سیدۃ النساء اور بہترین ماؤں کی مخدومہ کا فرزند ہوں۔ افسوس ہے تجھ پر میں نے
یہ فعل اپنے ضعف و عجز سے نہیں کیا ہے اور نہ فرقہ بندی اور نہ قلت اندازی کے قصد سے
(لیکن بات یہ ہے) کہ تمہارے ہی ایسے لوگوں نے مجھ سے بیعت کی تھی۔ جو ابتدا ہی سے
منافقت کے متلاشی تھے اور قطع محبت چاہتے تھے۔ جن نے اونکی محبت۔ نصرت اور امداد پر
اعتبار نہیں کیا کیونکہ تم لوگ تو یہ غدر و فساد ہو اور صاحب کینہ و بغض ہو اور یہ میں
کیسے کرتا جیسا کہ میں اوپر کہہ چکا ہوں۔ دیکھو (اے ابن زبیر تمہارے بڑی)
باپ نے (میرے پدر بزرگوار) امیر المومنین علیہ السلام سے بیعت بھی کی اور پھر توڑ بھی دی
اور اولٹے پاؤں پھر بھی گئے اور جو اشیٔ رسول صلعم میں سے ایک کے ساتھ مکر و فریب
کیا اسلئے کہ اوسکے ذریعہ سے تمام آدمیوں کو گمراہ بنادیں پس جب وہ جنگ
کے ساتھ دوڑی کر سوار کی طرح پھر گئے (اس حالت میں کہ اضطراب کی وجہ سے)
اونکے مونہہ میں بدبودار کف بھرا ہوا تھا۔ اور پھر وہ میدان جنگ سے بھاگنے پر بھی
ایسی مصیبت گاہ میں قتل کر ڈالے گئے جہاں اونکا کوئی مددگار نہیں تھا۔ اور اونکے بعد
اے ابن زبیر تم اسیر کئے گئے۔ اسپ کمیت کی طرح باندھ کر لائے گئے گھوڑوں
کی طرح تمہاری سمیں تمکو کچلتی تھیں اور تم اونٹ کی طرح لگام (مہار) چاب رہے
تھے اور کف تمہارے گلو گیر ہو رہا تھا اور تم (دبی ہوئی کمر) پیچھے بھاگنا چاہتے تھے جس طرح
کتا شیر کو دیکھکر پیچھے بھاگتا ہے۔ اے ابن زبیر۔ افسوس ہے تم پر۔ ہم تمام شہروں
اور ملکوں کی روشنی ہیں۔ اور ہم پر تمام امت کو ناز ہے اور ہمارے پاس تمام روئے زمین
کی کنجیاں ہیں۔ اے ابن زبیر تم نے ایک عورت سے مکر کیا۔ اب اولاد انبیا سے مفاخرت کرنے آئے ہو۔ تمہارے اقوال ہمارے آگے مقبول نہیں ہوسکتے
(بلکہ وہ تمام تر) تم پر اور تمہارے باپ پر لوٹ جاتے ہیں۔ تم نے میرے جد بزرگوار کے دین کو طوعاً و کرہاً اختیار کیا تھا پھر اسکے بعد تم لوگوں نے امیر المومنین سے بیعت کی پھر تمہارے
باپ اور طلحہ بیعت کو توڑ کر مدینہ سے چلے گئے۔ اور دونوں نے مکر زوجہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ فریب کیا اور وہ دونوں شکست کھا کر شکستہ

کی پاداش مین قتل کیئے گئے۔ اور ہم اسیر کیے گئے۔ اپنے قصور پر تم دُم ہلاتے ہوئے (دوڑتے ہوئے) آئے۔ اور تم پر قتل کیے جانے کے عوض رحم فرمایا گیا اور معافی دیدی گئی۔ (اس بنا پر) تم میرے باپ کے آزاد کردہ ہو (غلام ہو) اور ہم تمہارے سردار ہین اور میرے پدر بزرگوار تمہارے باپ کے سردار ہین۔ اب تم اپنے اعمال کیے وبال اوٹھاؤ۔ یہ سنکر عبداللہ ابن زبیر نے عرض کی اے ابا محمد (علیہ السلام) معاف فرمائیے مجھکو آپ کے ساتھ اس مفاخرت کلامیہ کیلئے اس شخص معویہ نے مجبور کیا تھا اور اس سے اسکی غرض ہمارے آپ کے درمیان تفرقہ پیدا کرنی تھی لیکن باوجودیکہ مجھسے جہالت ہوگئی تھی۔ (بہتر تھا) آپ (ہی) خموش ہوجاتے۔ اسلئے کہ آپ حضرات اہل بیت علیہم السلام کے حلم کی تمام خلق کیجاتی ہے۔ امام حسن علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا۔ آج سے کسی کے ساتھ مفاخرت یا محاورت کرنیسے باز آؤ۔ افسوس ہے تم پر تم نہین جانتے کہ مین کس شجرہ (طیبہ) مین داخل ہون اور کس پر میرے سلسلہ کی انتہا ہوتی ہے اور قبل اسکے کہ دنیا مین تمہارا نام رکھا جاتا میرے سلسلہ کی شہرت شجاعان (خاندان) نے تمام دنیا کے شہرون مین پہونچادی تھی۔ عبداللہ ابن زبیر نے عرض کی کہ وہ (معویہ) اسی قابل ہے۔ معویہ بولا (ہان۔مگر) اس امر نے میرے دل کے زخمون کو اچھا کردیا اور مجھکو تیری قتل گاہ تک پہونچادیا اور تیرا یہ عالم ہوا کہ تو شہباز کے پنجہ مین ایک چڑیے کی مثال دکھلائی دیتا تھا اور تیرے ساتھ جیسا وہ چاہتا تھا کھیلتا تھا۔ بس آج سے دیکھ (یاد رکھ لو) کسی سے مفاخرہ یا محاورہ کا قصد (ہرگز) مکرنا

## امام حسن علیہ السلام اور معویہ سے دو دو باتین

وذکروا ان الحسن ابن علی صلواۃ اللہ علیہما دخل علی معویۃ فقال فی کلام جری من معویۃ فی ذلک ؎

فیم الکلام وقد سبقت مبرزا
سبق الجواد من المدی والمقوس

فقال معویۃ ایای تعنی واللہ لاتینک بما یعرفہ قلبک و لاینکرہ جلساءک انا ابن بطحاء مکۃ انا ابن جوادھا جواد واکرمہا ابوۃ وجدودا واوفی بہا عہودا انا ابن سادات اھل الدنیا بالحسب الثاقب والشرف الفائق والقدیم السابق وابن من رضاہ رضی الرحمن وسخطہ سخط الرحمن فہل لک اب کابی او قدیم کقدیمی فان تقل لا تغلب وان تقل نعم تکذب فقال اقول لا تصدیقا لقولک فقال الحسن علیہ السلام

اَلْحَقُّ اَبْلَجُ لَا یَزِیْغُ سَبِیْلُہٗ
وَالْحَقُّ یَعْرِفُہٗ ذَوُو الْاَلْبَابِ

اکثر لوگون نے بیان کیا ہے کہ (ایکبار) امام حسنؑ نے معویہ کے کلام کے جواب مین ارشاد کیا ؎ اس مین کوئی کلام نہین کہ مین (ہمیشہ) اپنے مقابل پر سبقت لیجاتا ہون جیطرح ایک سخی مرد (ہمیشہ) ایک فضول گو اور متوہم شخص سے (مقابلہ مین) بڑھ جاتا ہے خدا کی قسم مین تمکو اسوقت وہ باتین بتلاتا ہون جسکو تمہارا دل تسلیم کرلیگا اور جسسے تمہارے اصحاب بھی انکار نہین کرینگے (وہ یہ ہے) کہ مین شہر بطحا کا فرزند (انکی) ہون مین بخشش وجود کے لحاظ سے سخی ترین مردم کا بیٹا ہون اور باعتبار آباو اجداد کے تمہارے باپ دادا سے بہتر اور بزرگ تر ہون مین اپنے وعدون کا پورا کرنیوالا اور مشہور معروف سردار دنیا کا فرزند رشید ہون۔ حسب روشن۔ نسب فائق اور قدامت سابق کے اعتبار سے اور اوس شخص کا فرزند ہون جسکی رضا سے خدا راضی ہوتا ہے اور جسکی ناراضی خدا کی ناراضی ہے پس دکھلاؤ اگر تمہارا باپ میرے باپ کا ایسا اور تمہارا قدیم میرے قدیم کے ایسا۔ اگر تم نے کہا نہین تو تم مغلوب ہوگئے اور اگر تم نے کہا۔ ہان ہے۔ تو تحقیق جھوٹ بولے معویہ بولا ہم تو آپ کے قول کی تصدیق کرینگے۔ امام حسن علیہ السّلام نے فرمایا ؎ حق (دوپہر کے) روشن (دن) کی طرح روشن ہوگیا۔ اب کوئی اوسکی راہ (روشن) سے پھر نہین سکتا حق وہ ہے جسکو تمام صاحبان عقول پہچانتے ہین

## فضیلت بنی ہاشم پر مالک ابن عجلان اور عمر عاص کی گفتگو

قال وقال معویة ذات یوم وعنده اشراف الناس من قریش وغیرهم اخبرونی باکرم الناس ابا وعما وخالا وخالة وجدا وجدة فقام مالک ابن عجلان واومی الی الحسن ابن علی صلوات الله علیهما فقال هو ذا ابوه علی ابن ابی طالب وامه فاطمة بنت رسول الله صلعم وعمه جعفر الطیار وعمته ام هانی بنت ابی طالب وخاله ابو القاسم ابن رسول الله وخالته زینب بنت رسول الله ص وجده رسول الله صلی الله علیه واله وسلم وجدته خدیجة بنت خویلد فسکت القوم فنهض الحسن فاقبل عمرو ابن عاص علی مالک فقال احب بنی هاشم حملک علی ان تکلمت بالباطل فقال ابن عجلان ما قلت الا حقا وما احد من الناس یطلب رضا مخلوق بمعصیة الخالق الا لم یعط امنیته فی دنیاه وختم له بالشقاء فی اخرته بنو هاشم انضرکم عودا واوراکم زندا کذلک هو یا معویة قال اللهم نعم

نقل ہے کہ ایکدن معویہ کے پاس بہت سے اشراف قریش اور دوسرے قوموں کے لوگ بھی گزشتہ جمع تھے (امام حسن علیہ السلام بھی بیٹھے) معویہ نے سب کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ لوگ مجھے ایسے شخص کا نام بتلا دیں جو۔ باپ۔ چچا پھوپھی۔ خالو خالہ دادا اور دادی کے اعتبار سے تمام لوگوں میں بزرگ ترین محترم ہو۔ یہہ سنکر مالک ابن عجلان نے حضرت امام حسن علیہ السلام کیطرف اشارہ کیا اور کہا یہہ وہی بزرگ ہیں۔ انکے پدر بزرگوار علی ابن ابی طالب اور مادر فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم ہیں۔ انکے چچا جعفر الطیار ہیں اور پھوپھی ام ہانی بنت ابیطالب ہیں۔ انکے ماموں ابو القاسم ابن رسول اللہ ہیں اور خالہ زینب بنت رسول اللہ صلعم۔ انکے نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں اور نانی خدیجہ بنت خویلد۔ پس تمام قریش یہہ تقریر سنکر خاموش رہگئے اور حضرت امام حسن اٹھکر چلے گئے تو عمر عاص نے آگے بڑھکر مالک ابن عجلان سے کہا کیا تجھکو بنی ہاشم کی محبت نے ان اقوال باطل کے کہنے پر آمادہ کیا تھا؟ - ابن عجلان نے کہا۔ میں نے تو سوائے کلمہ حق کے اور کچھ نہیں کہا اور کسی شخص نے رضائے مخلوق میں معصیت خالق طلب نہیں کی (جسکا نتیجہ یہہ ہوا) کہ اسکے مقاصد دنیا میں نہیں دئے گئے۔ بلکہ شقاوت و محرومی کے ساتھ اوسکے مقاصد آخرت بھی تمام کردیئے گئے۔ بنی ہاشم۔ ہملوگوں (قریش) میں اصلاً خالص ترین محترم ہیں اور نسلاً قوی ترین۔ اے معویہ کیا یہہ سچ نہیں ہے؟ معویہ نے کہا۔ اللہ کی قسم بالکل سچ ہے۔

## حضرت عبد اللہ ابن جعفر اور عمر عاص

قال واستاذن الحسن ابن علی علی معویة وعنده عبد الله ابن جعفر وعمر عاص فاذن له فلما اقبل قال عمر ابن العاص قد جاءکم الفهة العیی الذی کان عقله بین لحییه فقال عبد الله ابن جعفر لقد رمت صخرا ململمة تحط عند السیول وتقصر دونها الوعول لا تبلغها السهام فایاک والحسن ایاک فانک لا تزال راتعا فی لحم رجل من قریش ولقد رمیت فما برح سهمک وقد حت فما

جناب امام حسن علیہ السلام نے ایکبار معویہ سے آنیکی اجازت مانگی اوسوقت اوسکے پاس عبد اللہ ابن جعفر اور عمر ابن عاص بیٹھے تھے۔ اوس نے بلالیا آپ تشریف لائے تو عمر عاص نے کہا کہ آپ لوگوں کے پاس ایک کم سخن اور غبی شخص ایسا آتا ہے جسکی عقل اوسکی داڑھی کے درمیان ہے۔ حضرت عبد اللہ ابن جعفر نے جوابدیا۔ خدا کی قسم جب سیل کی روانی کے ساتھ سنگ باری ہوتی ہے تو بکریاں بھاگنے سے عاجز رہجاتی ہیں اور اپنی منزل تک نہیں پہنچتی۔ یہی مثال تیری اور امام حسن علیہ السلام کی ہے

او مری ذندك فسمع الكلام فلما اخذ بمجلسه قال يامعوية لايزال عندك عبد يرتع فى لحوم الناس اما والله لئن شئت ليكونن بيننا ما نتفاقم فيه الامور وتحرج منه الصدور ثم انشا يقول ؎

خدا کی قسم قریش میں کوئی تجھ سے زیادہ حریص نہیں لیکن تو اپنی کم زبانی کی وجہ سے اپنے مقصد تک نہیں پہنچ سکتا اور تیری اصلیت میں ہمیشہ ردو قدح ہوا کی ہے امام حسن نے سن لیا۔ جب آپ مجلس میں بیٹھے تو معویہ سے کہا کہ تیری صحبت حریفوں میں دم بھر خالی نہیں رہتی۔ خدا کی قسم میری یہ غرض نہیں کہ میں تم لوگوں پر اپنی فوقیت ظاہر کروں اور یہ ظرافت جو تمہارے دل میں جمع ہو بیان کروں۔ اسکے بعد آپ نے یہ شعر پڑھے

اتأمر يامعاوى عبد سهمى
بشتمى والملاء منا شهودا
اذا اخذت مجالسها قريش
فقد علمت قريش ما تريدا
اانت تظل تشتمنى سفاها
لضغن ما يزول ولا يبيد
فهل لك من اب كابى تسامى
به من قد تسامى او تكيدا
ولا جد كجدى يا ابن حرب
رسول الله ان ذكر الجدود
ولا ام كامى من قريش
اذا ما حصّل الحسب التليد
فما مثلى تهكم يا ابن حرب
ولا مثلى ينهنها الوعيد
فمهلا لا تهج منا امورا
يشيب لهولها الطفل الوليد

کیا تو نے اے معویہ اس غلام سہمی کو میری عیب گوئی
اور سخت کلامی پر متعین کیا ہے
اور بزرگان قوم اس کے شاہد ہیں
اور کیا تو نے یہ مجلس قریش اسلئے جمع کی
ہے کہ اکابر قریش تیرے ارادہ سے واقف ہو جائیں
کیا تو نے تجربہ کی ہے کہ مجھ کو کم عقلی سے نسبت دیجیے
اپنے اوس کینہ و حسد سے جسمیں کمی و بیشی نہیں ہوتی
کب تیرا باپ میرے باپ کے ایسا ہے کہ برابر ہو سکتا ہے
جسکے نام پر تمام بلند پایہ او بزرگ اپنے نام رکھتے ہیں
میرے دادا کے ایسا تیرا دادا حرب نہیں ہے
جو خدا کے رسول تھے اور جنکا ذکر باپ دادا تک باقی رہیگا
اور نہ تیری ماں میری ماں کی ایسی ہو سکتی ہے
اور نہ قریش میں کوئی ماں ایسا شرف قدیمہ پا سکتی ہے
اے ابن حرب تو مجھ ایسے شخص پر حملہ نہیں کر سکتا
اور نہ مجھ ایسے شخص کی تو زبانی توہین کر سکتا ہے
تیرے لئے ہلاکت ہو تو کسی امر میں میری ہجو نہیں کر سکتا
اگرچہ اوسکے خوف سے بچے تو بڈھے بھی ہو جائیں

## امام حسن علیہ السلام کا شہر شام میں خطبہ

وذكروا ان عمرو ابن عاص قال لمعوية ابعث الى الحسن ابن على فامره ان يخطب على المنبر فلعله يحصر فيكون فى ذلك ما نعيره به فبعث اليه معوية فامره ان يخطب فصعد المنبر وقد اجتمع الناس فحمد الله واثنى عليه ثم قال ايها الناس من عرفنى

منقول ہے کہ عمرو عاص نے معویہ سے کہا کہ امام حسن علیہ السلام کو بلوا کر اون سے مجمع عام میں منبر پر خطبہ پڑھوایا جائے کہ وہ ظاہر کر دیں کہ اونھوں نے کن وجوہ سے امر خلافت میں تبدیلی کی ہے۔ یہ سنکر معویہ نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو بلا بھیجا او خطبہ کہنے کی فرمائش کی۔ یہ سنتے ہی آپ منبر پر تشریف لے گئے اور جب سب لوگ جمع

ومن لم یعرفنی فانا الحسن بن علی ابن ابی طالب ابن عم النبی انا ابن البشیر النذیر والسراج المنیر انا ابن من بعثہ اللہ رحمۃ للعلمین انا ابن اول من ینفض راسہ من التراب انا ابن اول من یقرع الجنۃ انا ابن من قاتلت معہ الملئکۃ وانصر بالرعب من مسیرۃ شہر وامعن فی ہذا الباب ولم یزل حتی اظلمت الارض علی معویۃ فقال یا حسن قد کنت ترجو ان تکون خلیفۃ و لست ہناک قال الحسن انما الخلیفۃ من سار بسیرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وعمل بطاعتہ ولیس الخلیفۃ من دان بالجور وعطل السنن واتخذ الدنیا ابا وامّا و لکن ذلک ملک یستمتع بہ قلیلا ویعذب بعدہ طویلا وکان قد انقطع عنہ واستعجل لذتہ وبقیت علیہ التبعۃ فکان کما قال اللہ تعالی وَاِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّہٗ فِتْنَۃٌ لَّکُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ ثم انصرف ۔ قال معویۃ لعمرو ما اردت الا ہتکی ما کان اہل الشام یرون احدا مثلی حتی سمعوا من الحسن ابن علی ما سمعوا

ہو گئے تو آپنے خدای برتر کی حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو پہچان لے کہ مین حضرت علی ابن ابی طالب ابن عم جناب رسول خدا صلعم کا بیٹا ہون مین اوسکا بیٹا ہون جو بشارت دینے والے اور ڈرانے والے اور چراغ روشن ہین مین اوسکا فرزند ہون جسکو خدا نے تمام عالم کے لئے رحمت بناکر بھیجا ہے ۔ مین اوس کا بیٹا ہون جسنے سجدہ معبود مین سب سے پہلا اپنا فرق مبارک رکھا مین اوسکا بیٹا ہون جسنے سب سے پہلے دروازہ جنت پر دستک دی (یعنی داخل ہوا) مین اوسکا بیٹا ہون جسکے ساتھ ملائکہ نے جنگ مین شرکت کی اور ایک مہینہ تک کی مسافت کے مقامات پر اپنی جلالت کے آثار قائم فرماکر یہان تک اپنی سطوت کو ظاہر کردیا کہ معویہ کی آنکھوں مین دنیا تاریک ہو گئی ۔ حاضرین نے پوچھا کہ کیا آپکو اسکی امید تھی کہ آپ خلیفہ بنالئے جائینگے ۔ حالانکہ ایسا نہین ہوا ۔ آپنے فرمایا کہ حقیقت مین خلیفہ وہ ہے جو سیرۃ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق اور طاعت رسول کے موافق اپنا طرز عمل اختیار کرے ۔ وہ ہرگز خلیفہ نہین ہے جو ظلم و جور کرے اور سنت رسول صلعم کو ترک کرے اور دنیا کو مثل مان باپ کا مال سمجھکر اپنا کرلے ۔ ایسے ہی لوگ بادشاہ بنکر ملک لے لیتے ہین ۔ لیکن اوس سے فائدہ تو کم اوٹھاتے ہین مگر اوسکے عذاب طویل مین گرفتار رہتے ہین ۔ وہ ملک و مال تو اون سے جدا ہو جاتا ہے اور اوسکی لذتین بھی جلدی سے چلی جاتی ہین ۔ لیکن بیعت لینے کا عذاب اون پر ہمیشہ کے لئے رہجاتا ہے ۔ خداوند عالم نے اسی کیطرف اشارہ فرمایا ہے ۔ "وہ لوگ دیکھ لیتے ہین کہ یہہ (امر) اونکے لئے فتنہ لایا اور اوس سے اونکو صرف وقتی فائدہ حاصل ہوا" یہہ فرماکر آپ وہان سے تشریف لیگئے ۔ معویہ نے عمر عاص سے کہا اس امر سے تیرا ارادہ بجز میری ہتک کے کچھہ اور نہین تھا اور اہل شام نے آج تک کسی سے ایسی باتین نہین سنی تھین جیسی اونہون نے آج امام حسن علیہ السلام سے میری نسبت سنی ہین ۔

## امام حسنؑ اور معویہ کے دربار عام مین مروان سے کلام

قال وقدم الحسن ابن علی علیہ السلام علی معویۃ فلما دخل علیہ وجد عندہ عمرو ابن عاص ومروان الحکم ومغیرۃ ابن شعبۃ وصنادید قومہ ووجوہ اہل بیتہ ووجوہ اہل الیمن واہل الشام فلما نظر الیہ معویۃ اقعدہ علی سریرہ وقبل علیہ بوجہہ یریہ السرور بہ بقدومہ فحسدہ مروان وقد کان معویۃ قال لہم لا تحاوروا ہذاین الرجلین فقد قلدا کم العار

امام حسن علیہ السلام (ایکبار) معویہ کے پاس آیے اور آپ نے اوسکے پاس عمر عاص ۔ مروان الحکم مغیرہ ابن شعبہ ۔ عمائد قوم بنی امیۃ ۔ عزیزان معاویہ ۔ رئیسان یمن اور بزرگان شام کو دیکھا معویہ نے جب آپ کو آتے دیکھا تو کھڑا ہو گیا اور آپ کو لاکر اپنے تخت پر بٹھایا اور آپ کے روے مبارک کا بوسہ لیا اور آپ کی تشریف آوری پر اظہار مسرت کیا یہہ دیکھکر مروان کو رشک و حسد ہوا حالانکہ معویہ ان لوگون سے کہہ چکا تھا کہ ان حضرات (امام حسن اور عبد اللہ ابن عباس) سے بحث

عنه اهل الشام يعني الحسن ابن علي عليهما السلام وعبدالله
ابن عباس فقال مروان يا حسن لولا حلم امير المومنين و
ما قد بناه له اباؤه الكرام من المجد وانحلى ما اقعدك
هذا المقعد وتقتلك وانت لهذا مستحق يقودك الجماهير
الينا فلما قادمتنا وعلمت لا طاقة لك بفرسان اهل الشام
وصناديد بني امية اذعنت بالطاعة واحتجزت بالبيعة
وتحثت وتطلب الا ان اما والله لولا ذلك لاراق دمك
ولعلمت انا نعطي السيوف حقها عند الوغى فاحمد الله اذ ابتلاك
بمعوية وعفى عنك بحلمه ثم صنع بك ما ترى فنظر اليه الحسن
وقال ويلك يا مروان لقد تقلدت مقالية العار في الحروب
عند مشاهدها والمخاذلة عند مخالصتها هبلتك امك
لنا الحجج البوالغ ولنا عليكم ان شكرتم النعم السوابغ تدعوكم
الى النجاة وتدعوننا الى النار فشتان ما بين المنزلتين تفتخر
بني امية وتزعم انهم صبروا في الحرب اسد في اللقاء ثكلتك الثواكل
اولئك البهاليل السادة والحماة الزادة والكرام القادة
بنو عبد المطلب اما والله لقد رايتهم انت وجميع من في
المجلس ما هالتهم الاهوال ولا احاد وعن الابطال
كالليوث الضارية الباسلة فعندها وليت هاربا واخذت
اسيرا فقلدت قومك العار لانك في الحروب خوار اتريق
دمي محلا اهرقت دم وثب على عثمان في الدار يذبحه كما
يذبح الجمل وانت تثغو ثغاء النعجة وتنادي بالويل والثبور
كالمراة الوكعاء ما دفعت عنه بسهم ولا منعت دونه
الحرب قد ارعدت فرائصك وغشي بصرك واستغثت كما
يستغيث العبد بربه فانجيتك من القتل ثم جعلت تحث
عن دمي وتحثن على قتلي ويوارم ذلك معوية معك بذبح كما ذبح
عثمان ابن عفان وانت معه اقصر يدا واضيق باعا واجبن قلبا
من ان تجسر على ذلك ثم تزعم اني ابتليت بحلم معوية
اما والله لهو اعرف بشانه واشكر لنا اذ وليناه هذا الامر

وتکرار نہ کرتا ورنہ یہ لوگ تجھکو اہل شام کے سامنے رسوا کر دینگے (مگر باہم) مروان
نے تعریضاً حضرت امام حسن علیہ السلام کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر سید امیر المومنین (معویہ)
کہ تم خلاق پر مبنی ہوتا جسکی ابتدا اونکے ابائے کرام کی بزرگی اور عالی حوصلگی سے
ہوتی ہے۔ تو وہ اس تعظیم و اعزاز سے تمہارا استقبال فرما کر اس مقام تک نہ لاتے بلکہ
تمکو قتل کر ڈالتے اور تم اسکے مستحق بھی تھے۔ تم ایک جماعت کثیر کو لیکر ہم پر چڑھ آئے
اور جب تم نے سمجھ لیا کہ تمکو سواران شام اور بنی امیہ سے طاقت مقابلہ نہیں رہی
تو تم نے اظہار اطاعت کیا اور بیعت کر لینے تیار ہوئے (اور تم نے) طلب امان میں پناہ
جان دیکھی۔ خدا کی قسم۔ اگر یہ امور تم سے واقع نہوتے تو ہم نے تمہیں قتل کرا دیا ہوتا
اور ہم دشمن کی گردن زدنی کے مستحق تھے پس خدا کا شکر ادا کرو کہ جب معویہ نے
تمہیں اسیر کر لیا تو اپنے حلم کے باعث تمہیں معاف کر دیا اسکے بعد اسوقت جو محاسن
سلوک کئے وہ تم نے خود دیکھ لیے۔ یہ سنکر امام حسن علیہ السلام نے مروان کی طرف دیکھا
اور ارشاد فرمایا۔ افسوس ہے تجھپر۔ اے مروان تو تمام معرکہائے جنگ اور میدانہائے
مقابلہ و مقاتلہ میں رسوائیوں پر رسوائیاں اوٹھا چکا ہے۔ تیری ماں بے اولاد ہو۔
ہم لوگوں کے پاس حجتہائے بالغہ ہیں۔ اور اگر تم ہمارے شکر ادا کرنا چاہو تو تمہارے
اوپر ہمارے بڑے بڑے احسانات ہیں۔ ہم تم لوگوں کو برابر نجات کیطرف بلاتے رہے
اور تم ہم لوگوں کو ہمیشہ دوزخ کی راہ دکھلاتے رہے اور تم لوگ ان دونوں منزلوں میں
پریشان رہے اور پراگندہ حال بنے رہے۔ بنی امیہ اس پر فخر کرتے ہیں اور زعم
کرتے ہیں کہ وہ معرکہائے جنگ میں شیروں کی مقابلہ میں ثابت قدم رہے۔ تجھپر رونے
والیاں روئیں۔ وہ (بنی امیہ) تو سب کے سب قابل لعنت و نفرین ہیں اور اسلام
(امت کے سردار اور مددگاران باثر تو بنی عبد المطلب ہیں۔ اے مروان تو نے
اور ان تمام لوگوں نے جو اس مجلس میں جمع ہیں دیکھا ہے۔ جن مصائب میں تم
گرفتار ہو کر تم ذلیل ہو چکے۔ اور نیز ان لوگوں نے بابل کے ساتھ تمہارا اتفاق بھی دیکھا ہے
لیکن جب شیران نبرد اور شجاع تمہارے قریب پہنچگیا تو تم لوگ اوسکے پاس سے
پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ اسکے بعد تم لوگ اسیر کر لئے گئے اور تمہاری قوم نے وہ
رسوائی اختیار کی کہ آج کے دن تک تو معرکہائے جنگ میں ذلیل ترین خیال کیا جاتا ہے
تو اور میرا خون کرتا۔ تجھپر نفرین ہو۔ تو نے اون لوگوں کا اسوقت خون نہیں کیا تھا
جب اونھوں نے دار خدیجہ کے گھر میں عثمان ابن عفان کو گھسیٹ کر بھیڑ بکری کی طرح
ذبح کر ڈالا تھا اور تو اونٹنی کیطرح چلایا کیا۔ اور ہائے میں مرا ہیں مرا کہہ کر

فمتی بدا الدم فلا یغضین جفنہ علی القذی فواللہ لاغضن اهل الشام بجیش یضیق فضاوہ ویستاصل فرسانہ ثم لا ینفعلك عند ذلك الروغان والهرب ولا تنفع تبر دیحات الکلام فنحن لا یجهل اباؤنا الکرام القدماء الاکابر وفروعنا السادۃ الاخیار الافاضل انطق ان کنت صادقا فقال عمرو ینطق بالخناء وتنطق بالصدق ثم انشا یقول

قد یضرط العیر والمکواۃ تاخذہ
لا تضرط العیر والمکواۃ فی النار

ذق وبال امرك یا مروان - فاقبل علیه معویه فقال قد نہیتك عن هذا الرجل وانت تابی الا انفاکما فیما لا یعنیك اربع علی نفسك فلیس ابوك کابیه ولا هو مثلك انت ابن الطیید الشید وهو ابن رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم الکریم ولکن رب باحث عن حتفہ بظلفہ فقال مروان ارم دون بیضتك وقم بحجۃ عشیرتك ثم قال لعمرو لقد طعنك ابوہ فوقیت نفسك بخصیتك ومنها ثنیت اعنتك وقام مغضبا فقال معویة لا تجار البحار فتغمرك ولا الجبال فتقهرك واسترح من الاعتذار

تو فریاد کرتا رہا جسطرح ماریا کیڑم گزیدہ عورت چلاتی ہو - نہ تو اونکو ایک تیر چلاکر ہٹا سکا اور نہ تو اونسے تولکر کر روک سکا - اور نہ تو اون سے مقابلہ کرکے اونکو ہٹا سکا تیرا بدن تو خوف سے کانپ رہا تھا اور تیری خوف سے آنکھیں وحشت (جھپ) گئی تھین اور تو چلا چلاکر ایسا فریاد کر رہا تھا جیسا غلام اپنے آقا سے فریاد کرتا ہے - (پس ایسی حالت مین) ہم نے تجکو قتل ہونے سے بچالیا اور اب تو اس قابل ہوگیا کہ میرے قتل مین کوشش کرے اور میرے خون کی تمنا کرے اور معویہ بھی تیری طرح قتل عثمان مین شریک (عمل) تھا جیسا تو ویسا ہی وہ - ہاتھ پر ہاتھ دہرے بیٹھا رہا اور اپنی بیعت کو تنگ کیئے رہا اور تم دونون اپنے قلب کو بزدل اور نرم بنائے بیٹھے رہے اس لئے کہ تم دونو چاہتے تھے کہ وہ (عثمان) کسی طرح ہٹ جائین - اسکے بعد تمہارے ہم با طل مین ہم معویہ کے علم کے زیر بار مین - خدا کی قسم - وہی (خدا تعالےٰ) اپنی شان کا سب سے بہتر جاننے والا ہے اور ہم اوسکے اس احسان کا شکریہ ادا کرتے ہین کہ اوس نے ہمکو امر امامت کا متولی قرار دیا - پھر اوسکے تعین مین کیسے تبدیلی ہوسکتی ہے اور اوس امر مین جو اوسکی طرف سے عطا ہوا ہے کون چل مار سکتا ہے - خدا کی قسم - اہل شام نے اوس لشکر کو دیکھ لیا جس نے اون پر میدان جنگ کو تنگ کردیا اور اونکے سواروں کو ہٹا ڈالا پس تجکو

اوس وقت روباہ نہ گریز پائی اور بھاگ جانے سے کیا فائدہ ہوا (اوسی طرح) تجکو تیرے اس کلام نے رلعابہے کوئی منفعت بھی نہین ہوسکتی - ہم لوگ وہ ہین - جنکے آباے کرام - اسلاف قدیم اور جنکے اعقاب اخیار اور اخلاف فضیلت شعار کو کوئی فراموش نہین کرسکتا - اے مروان - اگر تو سچا ہے تو کہہ - کیا سچ نہین ہے؟ عمر عاص بولا (حقیقتاً) مروان نے جو کچھ کہا وہ خیانت اور خباثت سے کہا اور آپ نے جو کچھ فرمایا وہ صداقت ہے - یہ کہکر اوس نے یہ شعر پڑھا - جب کوئی اونٹ ضرورت سے زیادہ تیز چلا تو وہ ضرور داغ دیا گیا ؛ اونٹ کی (بےضرورت) تیزی اوسکے آگ سے داغ دیئے جانیکی علامت ہے - اے مروان - اب اپنے کیئے کی سزا بھگتو - یہ سنکر معاویہ آگے بڑھا اور کہنے لگا اے مروان - مین نے تو تجھکو پہلے ہی منع کردیا تھا کہ ان لوگون سے نہ اولجھو - لیکن تو اپنی شرارت نفسی کی انہماک کیوجہہ سے نہ مانا - تو نے اپنی تقریر کرتے وقت اپنی ذات مین ان چار امور (مخصوص) کا کبھی خیال نہین کیا کہ اون کے پدر عالیمقدار تیرے باپ کے ایسے نہین اور نہ وہ بذات خاص تجھہ ایسے ہین - تو تو ایک مردود شریر کا بیٹا ہے اور وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرزند (رشید) ہین - لیکن (تو کیا کرے) تیری پرورش ہی ایسی ہوئی ہے کہ تو اپنی خشونت طبعی کی باعث اپنی ہلاکت کا (آپ) باعث ہوتا ہے - مروان بولا - اے معاویہ اپنے ہی دائرے مین رہو اور اپنے ہی قبیلہ کے دلائل پر قائم رہو - یہ کہکر عمر عاص سے مخاطب ہوکر کہنے لگا جب اونکے پدر عالی مقدار نے تجھے نیزے سے گرایا تو تو نے اپنی شرمگاہ کو دکھلا کر اپنی جان بچائی - یہ کہا اور وہ (مروان) مجلس سے غضبناک ہوکر اوٹھ گیا - معویہ نے کہا سچ تو یون ہے کہ کوئی دریا ایسا نہین ہے جس نے تجھکو غرق نہ کرلیا اور کوئی ایسا پہاڑ نہ تھا جس نے تجپر مصیبت نہ گرائی - ان سب کا تدارک و علاج - (صرف) معذرت و عذرخواہی سے ممکن ہے -

# خانہ کعبہ میں امام حسن علیہ السلام اور عمر عاص سے گفتگو

قال ولقی عمرو ابن عاص الحسن ابن علی علیہما السلام فی الطواف فقال یا حسن ازعمت ان الدین لا یقوم الا بک وبابیک فقد رایت اللہ اقامہ بمعویۃ فجعلہ ثابتا بعد میلہ وبینا بعد خفائہ افیرضی اللہ قتل عثمان ام الحق تدور بالبیت کما یدور الجمل بالطحین علیک ثیاب کغرقئ البیض وانت قاتل عثمان واللہ انہ لالم للشعث واسہل للوعث ان یوردک معویۃ حیاض ابیک فقال الحسن علیہ السلام ان لاہل النار علامات تعرفون وھی الالحاد فی دین اللہ والموالاۃ لاعداء اللہ والانحراف عن دین اللہ واللہ انک لتعلم ان علیا لم یتریث فی الامر ولم یشک فی اللہ طرفۃ عین وایم اللہ لتنتہین یا ابن العاص او لاقرعن قصتک بعنی جنبیۃ بقوارع وکلام وایات والجراۃ علی فانی من عرفت لست بضعیف الغمز ولا ہش المشاشۃ ولا مریئ الماکلۃ وانی لمن قریش کاوسط القلادۃ معرق حسبی لا ادعی بغیر ابی وقد تحاکمت فیک رجال من قریش فغلب علیک الامہا حسبا واعظمہا لعنۃ فایاک عنی فانک رجس ونحن اہل بیت الطہارۃ اذہب اللہ عنا الرجس وطہرنا تطہیرا

عمر عاص نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو طواف کعبہ کرتے ہوئے دیکھا اور کہا کہ اے حسنؑ آپ کو یہ زعم (آپکا یہ دعوی) ہے کہ دین اسلام ؟ بغیر آپ کے یا آپ کے باپ کے قائم نہیں رہسکتا لیکن (بخلاف آپکے عقیدے کے) خدا نے اوسکا (اسلام کا) قیام معویہ کے ساتھ قائم فرمایا ہے اور مخفی رہنے کے بعد اسکو ظاہر کر دیا ہے کہ کیا خداوند عالم قتل عثمان سے راضی ہوا ہے؟ کیا جائز طور پر اوسکے گھر کا محاصرہ کیا گیا تھا؟ جسطرح اونٹ پانی پینے کی جگہ کو گھیر لیتے ہیں۔ آپ کا دامن آلودہ ہے اور آپ ہی عثمان کے قاتل ہیں اور خدا کی قسم آدمی جسطرح دلدل یا شورے ریگستان میں پھنس جاتا ہے اوسی طرح معویہ نے آپ کو آپ کے باپ کے امور (حوضوں) میں محصور و مجبور کر رکھا ہے۔ امام حسن علیہ السلام نے اوسکے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اہل دوزخ کے لئے چند علامتیں ہیں جن کے ظاہر ہونے پر وہ پہچانے جاتے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ۔ خدا کے دین میں الحاد کرنا۔ دشمنان خدا سے موالاۃ کرنا اور دین خدا سے انحراف کرنا۔ خدا کی قسم۔ تو اسکو یقین کر لے کہ حضرت علی مرتضی علیہ السلام نے کبھی امر میں تاخیر نہیں کی اور ایک چشم زدن کے لئے بھی خدا کی معرفت میں شک نہیں کیا۔ اور خدا کی قسم اے ابن عاص میں تجھے رسوا کر ڈالونگا اور تیرے تمام پوشیدہ واقعات کو اپنے کلام اور بیان سے کھول کر رکھ دونگا (یہ بہتر ہو کہ) تو مجھ پر جرات کرے! میں تو تجھکو قدیم ضعیف العمر چغلخور اور مفلوج الاعضا شخص سمجھتا ہوں اور ایسی ناکارہ شے جانتا ہوں جو حلق سے اوتاری نہیں جاتی۔ اور میں جانتا ہوں کہ تو عرب کے بہترین سلسلہ نسب میں ہے اور تیری اصلیت غیر شخص کیطرف ہے اور تیری اصلیت دریافت کرتے وقت قریش سے ایک آدمی نے محاکمہ کیا اور (اس فیصلہ پر) تیرے حسب خبیث میں خبیث ترین عیوب اور عظیم ترین لعنتیں داخل ہو گئیں اور (یا اینہمہ) تو مجھ سے برسر مقابلہ آتا ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ تو میرے نزدیک (سراپا) نجس ہے۔ اور ہم لوگ اہل بیت طہارت میں جن سے خدائے پاک و منزہ نے تمام آلائشوں کو دور فرمایا ہے اور ہم لوگوں کو ایسا طاہر فرمایا ہے جیسا طاہر ہونے کا حق ہے

## امام حسن علیہ السلام اور عمر عاص پھر ایک مجمع میں

قال واجتمع الحسن ابن علی صلوات اللہ علیہما وعمرو ابن عاص [illegible]

حضرت امام حسن ابن علی صلوات اللہ علیہما اور عمر عاص (پھر) ایک مجمع میں جمع [illegible]

عزّ ارومنہا المراطبع علی ضعف ولم اعکس علی خسف اعرف لنسبی نسبا وادعی لا بی فقال عمرو قد علمت قریش انک من اقلہا عقلا واکثرہا جہلا وان فیک خصالا لو لم یکن فیک الا واحدۃ منہا لشانتک خزیہا کما شان البیاض الحالک وایم اللہ لئن تنتہ عما اراک تصنع لا کسبن لک صافۃ کجلد الحائط اذا اعتاطت رحمہا فما احتمل ارمیک من خللہا باحر من وقع الاثافی اعرک منہا ادیمک عرک السلعۃ فانک طالما رکبت المنحدر ونزلت فی اعراض الوعر التماسا للفرقۃ وارصادا للاعتنۃ ولن یزید لک اللہ فیہا الا فظاعۃ

فقال الحسن اما واللہ لو کنت تسمو بحسبک وتعمل برایک ما سلکت فج قصد ولا حللت رابیۃ مجد اما واللہ لو اطاعنا معویۃ لجعلک بمنزلۃ العدو الکاشح فانہ طال ما طوی ما اخر شانک واستشرى داؤک وطمح بک الرجاء الی الغایۃ القصوی التی لا یورق بہا غصنک ولا یخضر منہا مرعاک اما واللہ لتوشکن یا ابن العاص ان تقع بین لحیی ضرغام ولا ینجیک منہ الروغان اذا التقت حلقتا البطان[عنہ]

ہیں کہ آداب بتلانیوالا ہوں اور میں قریش کے اون لوگوں میں سے ہوں جو کبھی ضعف و کمزوری کیطرف مائل نہیں ہوتے اور کبھی پستی کیطرف نہیں پھرتے ۔ میں اپنے حسب و نسب کا جانتے والا ہوں اور اپنے باپ کیطرف سے لوگوں کو دعوت دینے والا یعنی قائم مقام ہوں ۔ عمر عاص نے تعریضاً یوں کلام کرنا شروع کیا اور کہا میں بھی قریش کو جانتا ہوں ۔ آپ قریش میں اونکے جیسے ہیں جیسے (نعوذ باللہ) سب سے زیادہ کم عقل اور جہالت اختیار کرنیوالا ہے اور آپ لوگوں میں ایسے خصائل ہیں کہ اگر وہ خصائل زائل بھی ہوجائیں اور ان میں سے صرف ایک ہی رہجاوے ۔ تاہم آپ کی رسوائی مٹنے والی نہیں ہے جیسی تھوڑی سی سفیدی کوے کو کوے کے کھلانے سے باز نہیں رکھتی اور خدا کی قسم ۔ تم چپ ہونے والے نہیں جبتک کہ تمہاری غلط بیانی کی جلد دکھا نہ دوں اور تمہارے حسب و نسب کی پوری جامہ دری کر کے تاکہ بیوقوف آدمی تمہاری بنیاد کی قبولیت کا تحمل نہ کرلے ۔ تمہارے (ان واقعات) گذشتہ کو بیان کرکے ) جو تم نے اپنی ہتی کا ہوں سے سینگیوں کی طرح اپنی فرشہائے شکستہ پر پیچھے چھوڑ رکھی ہیں اور تم بغایت ظالم ہوا ور تمہارا قتل جائز ہے اور تمہارا مقصد حسد و کینہ ہے اور تمہاری غرض فرقہ بندی ہے اور تمہارا طمع نظر عیب جوئی ہے اور ان تمام امور سے خدائے تعالیٰ کا ارادہ تمہاری نسبت سوائے فضیحت و رسوائی کے کچھ اور نہیں ہے ۔ امام حسن علیہ السلام نے جواب دیا کہ اگر تجھکو لوگ تیرے نام کیساتھ تیرے حسب و نسب کو بھی بیان کریں اور تیری رائے پر عمل کریں تو تجھ میں پاکیزگی کی بو بھی نہ پائیں گے اور عظمت و بزرگی کی کوئی علامت بھی نہ دیکھینگے ۔ خدا کی قسم ۔ اگر ہم معویہ کی اطاعت بھی کریں (تاہم) تو ہمارا دشمن ہی بنا رہیگا اور تو ہماری عداوت کو بڑھاتا رہیگا اور کبھی حسب خواہش اپنے مقام کو نہ پائے گا ۔ یہاں تک کہ تیرا قلب سوراخ دار ہوجائے اور تیرے چہرہ پر وطمع و حسد اسد رجہ غلبہ پاجائے کہ تیری شاخ تمنا میں کبھی برگ و بار نہ آئے اور تیری امیدیں کبھی ہری نہ ہوں اور خدا کی قسم اسمیں کوئی شک نہیں اے عمر عاص ۔ عنقریب ایک شیر شکار افگن تیرے سامنے آئے گا جس سے تجھے بھاگنا پڑیگا اور اوس وقت تجھکو سخت سے سخت مشکل پڑ جاییگی اور تیرا دم گھٹنے لگے گا ۔

## عبداللہ ابن عباس اور ابن زبیر مکہ میں

قال ابن منذر عن ابیہ عن الشعبی عن ابن عباس انہ دخل المسجد وقد سار الحسین ابن علی الی العراق فاذا ھو ابن الزبیر فی جماعۃ قریش قد استعلاھم بالکلام[عہ]

ابن منذر اپنے باپ سے ۔ اوس نے شعبی سے اوس نے ابن عباس سے نقل کی ہے کہ میں (ابن عباس) ایکبار مسجد (کعبہ) میں گیا ۔ یہہ وہ زمانہ ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام عراق کی طرف تشریف لیجا چکے تھے

---

عنہ التقت حلقتا البطان ۔ عرب کا خاص محاورہ ہے جو سخت مشکل کے وقت استعمال کیا جاتا ہے ۔ ای اشتد الامر وضاق (صراح)

عہ یہہ واقعہ قبل وقوع جنگ صفین اوس وقت کا ہے جب امام حسن علیہ السلام قبائل بصرہ و کوفہ میں اپنے والد بزرگوار کیطرف سے دعوت دیتے تھے مولف عفی عنہ

فجاء ابن عباس فضرب بیدہ علی عضد ابن الزبیر وقال
اصبحت واللہ کما قال الشاعر ؎

یا لک من قنبرة بمعمر
خلا لک الجو فبیضی واصفری
ونقری ما شئت ان تنقری
قد ذهب الصیاد عنک فابشری
لابد من اخذک یوما فاصبری

قد خلت الحجاز من الحسین ابن علیؑ واقبلت تهدر فی جوانبها
فغضب ابن الزبیر وقال واللہ انک لترى انک احق بهذا
من غیرک فقال ابن عباس انما یری ذلک من کان فی حال
شک وانا من ذلک علی یقین قال ابن الزبیر وبای شیء استحق
عندک انک احق بهذا الامر احق منی فقال ابن عباس لانا
احق بمن یدل حقه بای شیء استحق عندک انک احق
بها من سائر العرب الا بنا فقال ابن الزبیر استحق عندی
انی احق بها منکم لشرفی علیکم قدیما وحدیثا فقال ام
انت اشرف ام من شرفت به فقال ان من شرفت به زادنی
شرفا الی شرفی، فقال امنی الزیادة ام منک فتبسم ابن
عباس فقال ابن الزبیر یا ابن عباس دعنی من لسانک هذا الذی تقلبه
حیث شئت واللہ یا بنی هاشم لا تحبوننا ابدا قال ابن عباس
صدقت نحن اهل البیت مع اللہ لا نحب من بغضه اللہ قال
یا ابن عباس اما ینبغی لک ان تصفح عن کلمة واحدة قال انما
نصفح عمن اقر واما من هر فلا الفضل لاهل الفضل قال
عند اهل البیت لا تصرفه عن اهله فتظلم ولا تضعه فی
اهل غیرہ فتندم قال ابن الزبیر افلست منی اهله قال بلی
ان نبذت الحسد ولزمت الجدد (وانقضی حدیثهما)

میں ایسے وقت مسجد میں داخل ہوا کہ جب ابن زبیر ایک جماعت قریش کے آگے
اپنی تقریر میں اپنی عالی مرتبتی کا اظہار کر رہا تھا میں نے اوسکا شانہ ہلا کر کہا کہ
تمہاری حالت ایسی ہے جیسا شاعر نے کہا ہے۔

اے چنڈول۔ خوشحال بنیرا کہ تو اپنے جائے آبادانہ میں ہے
تیرے لئے میدان خالی ہے خوشی سے انڈے دے اور بچے نکال
اور انڈے دینے کی جگہہ کو جتنا چاہو درست اور منظم کر لے
کیونکہ صیاد تو چلا گیا اب تو خوب خوش ہو
تاہم تجھکو ایک ایسے دن کا انتظار کرنا چاہئے جبکہ تو پکڑی جائیگی

(بیان سے ہم جانبین کی گفتگو کو مکالمہ کے طور پر لکھتے ہیں)

**ابن عباس**۔ ابن زبیر سے) ملک حجاز تو امام حسین علیہ السلام سے خالی ہو گیا لیکن
مجھ خوف ہے کہ کہیں تیرا خون بھی نہ اس اطراف میں جائز کر دیا جاوے

**ابن زبیر** (غضبناک ہو کر) خدا کی قسم۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ تم نے میری نسبت
خیال کیا ہو اوسکے مستحق تم ہی اپنے غیر سے زیادہ ہو

**ابن عباس** تو نے جو کچھ معلوم کیا ہے وہ صرف شک کی حد تک ہے اور میں نے جو سمجھا ہے
وہ یقین کے درجہ تک پہونچا ہوا ہے

**ابن زبیر** تم کس شئے سے اس امر خلافت میں اپنے آپ کو مجھسے زیادہ مستحق سمجھتے ہو
**ابن عباس** ہم اسکے لئے تم سے زیادہ مستحق ہیں اون دلائل کی رو سے جن سے تمام
استحقاق قائم کئے جاتے ہیں۔ اب تم بتلاؤ تم کس شئے سے بمقابلہ تمام عرب کے باستثناے
ہمارے اسکے لئے اپنے آپ کو مستحق سمجھتے ہو۔

**ابن زبیر**۔ میرے استحقاق میرے پاس ہیں اور وہ یہ ہیں کہ میں قدامت
اور حسب دونوں کے اعتبار سے تم پر شرف و فضیلت رکھتا ہوں

**ابن عباس**۔ یہ شرف تمہارے ذاتی ہیں یا کسی کے واسطے سے تم کو حاصل ہوئے ہیں
**ابن زبیر**۔ جس نے مجھے یہ شرف دیا ہے اوسنے میری ایک شرف کو دوسرے
شرف پر اضافہ کیا ہے

**ابن عباس** یہ شرافت تمہاری طرف سے ہے یا خاص تمہاری طرف سے
یہ کہکر ابن عباس مسکرا دیئے۔

**ابن زبیر**۔ اے ابن عباس۔ تم اپنی زبان ہی مجھے بچا لو۔ یہ تو وہی ہے کہ جدہر
چاہتی ہے اولٹ دیتی ہے۔ خدا کی قسم۔ تم بنی ہاشم۔ کبھی ہم سے محبت رکھنے والے نہیں،

**ابن عباس**۔ یہ تم سچ کہتے ہو۔ ہم اہل بیت خدا کے ساتھ ہیں۔ اور کبھی اوس شخص سے محبت نہیں رکھتے جو خدا سے عداوت رکھتا ہو
**ابن زبیر**۔ کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں ہوا کہ تم نے (امت کے) ایک امر اتفاق کردہ (اجماع امت) سے انحراف کیا۔

**ابن عباس** - اچھا جنھون نے انحراف کیا پھر (آج تک) اونھون نے (اپنے انحراف کا اقرار کیا - یا وہ (اس امر اجماع کو) مکروہ سمجھکر (آج تک) انکار رہی) کرتے ہیں - (لیکن یہ یقین کرلو) کہ فضیلت اہل فضیلت ہی کے لئے ہوتی ہے

**ابن زبیر** (تو ہم بھی تو سنین) وہ فضیلت کیا ہے؟

**ابن عباس** - ہم اہل بیت کے نزدیک جو اس (الخلافت) کو اوسکے مستحق جانب سے نکال لے گا وہ ظلم کرنے والا ہوگا اور جو اس امر کو اوسکے غیر مستحق کے حوالے کرے گا وہ ندامت اوٹھانیوالا ہوگا

**ابن زبیر** - تو کیا تم (حقیقتاً) مجھسے زیادہ اس امر کے مستحق ہو

**ابن عباس** - ہان ضرور) اگر حسد چھوڑدیا جاوے اور کوشش (تحقیق) اختیار کیجاوے

(ابن زبیر اور ابن عباس کی تقریر ختم ہوگئی)

## عبداللہ ابن عباس معویہ کے دربار مین

روی ابن عباس انہ قال قدمت علی معویۃ وقد قعد علی سریرہ وجمع بنی امیۃ ووفود العرب عندہ فدخلت فسلمت وقعدت فقال معویۃ یا ابن عباس من الناس فقلت نحن قال فاذا غبنا قلت فلا احد قال فانت ترے انی قعدت ھذا المقعد بکم قلت نعم فبمن قعدت قال بمن کان مثل حرب بن امیۃ قلت من کفا علیہ اناءہ واجاز بردائہ قال فغضب وقال ارحنی من شخصک شہرا فقد امرت لک بصلتک واضعفتہا لک فلما خرج ابن عباس قال لخاصتہ الا تسألونی ما الذی اغضب معویۃ قالوا بلے فقل بفضلک قال ان اباہ حربا لم یلق احدا من رؤساء قریش فی عقبۃ ولا مضیق الا تقدمہ حتی یجوزہ فلقیہ یوما رجل من تمیم فی عقبۃ فتقدمہ التمیمی فقال حرب من انا من حرب بنی امیۃ فلم یلتفت الیہ فقال لہ عبد المطلب فقال لہ عبد المطلب احتل قد رأیت ابن میلع علی حرب فاتی لیلا الی دار الزبیر بن عبد المطلب فدق بابہ فقال الزبیر لعبد اللہ قد جاءنا رجل اما طالب قری واما مستجیر فقد اجبناہ الی ما یرید ثم خرج الزبیر الیہ فقال التمیمی

لاقیت حربا فی الثنیہ مقبلا
والصبح ابلج ضوءہ للساری

ابن عباس سے منقول ہے کہ مین ایکبار معویہ کے پاس گیا وہ اپنی تخت پر بیٹھا تھا اور تمام بنی امیہ اور عرب کے سردار و وفود اوسکے پاس موجود تھے - ہم گئے اور سلام کرکے بیٹھ گئے - معویہ نے پوچھا (بہترین) انسان کون (لوگ) ہین - مین نے کہا ہم لوگ ہم - معویہ نے کہا تم ابنتے ہو کہ فی الحال اس مقام پر ہم تمہاری بدولت بیٹھنے والے ہین یعنی ہم حکمران وقت ہین اور تم محکوم - مین نے کہا - ہان تم کس امر مین میری مہربانی کرتے ہو - معویہ اسکی مثال میں تو حرب ابن امیہ کی آتا ہے وقیادت موجود ہے - مین نے کہا ہان (ابو سفیان کے باپ حرب) کون ایسا شخص تھا جو اسکے ظروف دسترخوان اونٹھاتا اور اوسکی مدد کرتا دیتی (یعنی نوکر تھا) ہر آلو احادیث - ابن عباس بیان کرتے ہین کہ یہ سنکر معویہ غضبناک ہوا اور کہنے لگا اے ابن عباس - اپنی حاضری سے ایک مہینہ تک مجھے آرام لینے دو - یعنی ایک مہینہ تک میرے پاس نہ آنا میں تمہارے وظیفہ مقررہ کے دیے جانیکے بلکہ اس سے بھی اضعاف عطا کئے جانیکا حکم دیتا ہون - جب ابن عباس معویہ کے یہاں سے اوٹھکر اپنے مکان کو گئے تو کہا کیا تم لوگ ہم سے پوچھنا چاہتے ہو کہ (معویہ) کس چیز نے معویہ کو ایسا غضبناک بنا دیا - سب نے کہا ہاں - مہربانی فرماکر بیان کیجیے - ابن عباس نے کہا کہ اوسکے باپ حرب کا یہ قاعدہ تھا کہ وہ سرداران قریش میں کسی کو اپنے سے آگے کسی جگہ چلنے کا روادار نہ ہوتا تھا - بلکہ اگر کوئی اوس سے آگے چلا جاتا تو - کو اپنا پیشان کرتا تھا کہ لوگ آخر اوسکو ضمانت پر مجبور کرتے - ایکبار بنی تمیم کے ایک شخص

[illegible]

نے اوسے (حرب کو) اپنے پیچھے دیکھا اور وہ چلتے چلتے ہی یکبارگی آگے بڑھ گیا - آخر اوس (حرب) نے اوسکو (مرد تمیمی کو) آگاہ کر دینے کے لیئے کہا کہ مین حرب بن امیہ ہون - اوس مرد تمیمی نے انکے کہنے پر کوئی توجہ نہین کی اور راہ کے آگے آگے چلا گیا - حرب نے کہا کہ کیا تم مکہ جاتے ہو - اوسکے سوال سے مرد تمیمی کو خوف ہوا جب مکہ مین داخل ہونے لگا تو اوس نے دریافت کیا کہ کون شخص اوسکو حرب بن امیہ سے بچا سکتا ہے لوگون نے کہا عبد المطلب اور وہی ایسے جلیل القدر بزرگ ہین جو انکو حرب ابن امیہ سے پناہ دے سکتے ہین - وہ مرد تمیمی رات کے وقت زبیر ابن عبد المطلب کے دروازے پر پہونچا اور دق الباب کیا اور (آواز سنکر) زبیر نے اپنے غلام سے کہا کہ (دیکھو) کوئی (شخص) ہمارے گھر قیام کرنا چاہتا ہے یا (ہمارے گھر) پناہ لینا چاہتا ہے (بہرحال) اوسکا جو ارادہ ہو وہ مجھے قبول ہے - کواڑ کھولے - زبیر (مہمان کے خیر مقدم کو) باہر نکل آئے - مرد تمیمی (جو انکی گفتگو سن چکا تھا) انکو دیکھ کر کہنے لگا -

فدعا بصوت واكتنى ليروعني
فتركته كالكلب ينبح ظله
واتيت قوم معالم وفخار
ليثا هزبرا يستجار بعزة
رحب المباة مكرم للجار
ولقد حلفت بمكة وبزمزم
والبيت ذي الحجار والاستار
ان الزبير لمانعي من خوفه
ما كبر الحجاج في الامصار

مین نے حرب کو اوسکی بڑی شان کے ساتھ اپنے آگے جاتے دیکھا - اوسوقت صبح کی روشنی چلنے والون کو راہ دکھلاتی تھی (یعنی اچھی طرح دن نکل آیا تھا) پھر وہ ایک مہیب آواز سے خوف دلانے کو لیئے حملہ کرتا ہے - مین نے اوسکو کتے کی طرح زور سے بھونکتا ہوا پیچھے چھوڑا اور (مین) اون لوگون سے آملا جو مرکز علم وافتخار ہین - ہمسایون کو آرام دینے والے اور تکریم کرنیوالے ہین - اونکی اصلیت مکہ زمزم اور اوس خانہ (خدا) سے ہے جو پتھر کا بنا ہے اور جس پر پوشش پڑی ہے - اور ان لوگون مین زبیر ایسے شخص ہین جنکی تکبیرون کی آوازون کے خوف سے حاجی لوگ تکبیرین کہہ سکتے (مونہہ سے آواز نہین نکال سکتے)

فقدمه الزبير واجاره ودخل به المسجد فرآه حرب
فلطمه فحمل الزبير بالسيف فولى هاربا يعدو حتى دار
عبد المطلب فقال اجرني من الزبير فاكفا عليه جفنة
كان هاشم في الناس فيها تعمهم ساعة ثم قال له
اخرج قال وكيف اخرج وعلى الباب تسعة من بنيك
قد احتبوا بسيوفهم فالقى عليه رداء كان كساه
اياه سيف بن ذي يزن له طرتان خضراوان فخرج
عليهم فعلموا انه قد اجاره عبد المطلب فتفرقوا عنه

پس زبیر اوسکو گھر لایے اور اوسکی جان کے ضامن ہوے پھر اوسکو لیکر بیت اللہ مین لایے - حرب بن امیہ نے اوس مرد تمیمی کو دیکھا اور جھپٹ کر اوسکو طمانچہ مارا - یہ دیکھکر زبیر نے اوسپر تلوار سے حملہ کیا - حرب خوف سے بے تحاشا بھاگا اور عبد المطلب کے گھر مین داخل ہوا اور چلا چلا کر کہنے لگا - مجھکو زبیر سے بچاؤ - اوسکو ہاشم کی ڈھال کے نیچے چھپا دیا گیا پھر اوس سے کہا گیا کہ باہر آؤ - حرب بولا - واہ - کیسے باہر آؤن - ابھی تو دروازے پر تمہارے نو لڑکے کھڑے ہین - وہ مجھکو اپنی تلوارون سے گرا دینگے - اوسوقت حرب ایک چادر اوڑھے تھا اور وہ حاشیہ دار کملی تھی جو سیف بن ذی یزن (بادشاہ یمن) نے اونکو دی تھی - اور اوسمین سبز رنگ کے دو حاشیے لگے تھے - حرب نے وہ چادر لوگون کو دکھا کر سامنے سے چلا گیا لوگون نے سمجھ لیا کہ عبد المطلب کا یہ حق ہمسایہ ہے - لوگ اوس سے علیحدہ ہو گئے -

# عبداللہ ابن جعفر عبداللہ ابن عباس اور عمر عاص کی تعریض کا جواب

قال وحضر مجلس معوية عبد الله ابن جعفر فقال عمر بن العاص
قد جاءكم رجل كثير الخلوات بالتمني والطربات بالتغني محب
القيان كثير مزاحه شديد طماحه صدود عن السنان
ظاهر الطيش رخي العيش اخاذ بالسلف منفاق بالسرف
قال ابن عباس كذبت والله انت وليس كما ذكرت ولكنه
لله ذكور ولنعمائه شكور وعن الخنا زجور جواد كريم سيد
حليم اذا رمى اصاب واذا سئل اجاب غير حصر ولا هياب
ولا عيابة مغتاب حل من قريش في كريم النصاب كالهزبر
الضرغام الجري المقدام في الحسب القمقام ليس بدعي و
لا دني لا كمن اختصم فيه من قريش شرارها فغلب عليها
جزارها فاصبح الامها حسبا وادناها منصبا ينوء منها
بالذليل ويأوي منها الى القليل مذبذب بين الحيين
كالساقط بين المهدين لا المضطر فيهم عرفوه ولا الظاعن عنهم
فقدوه فليت شعري باي قدر تتعرض للرجال وباي حسب
تعتد به عند النضال ابنفسك وانت الوغد اللئيم و
النكد الذميم والوضيع الزنيم ام بمن تنتمي اليهم وهم اهل
السفه والطيش والدناءة في القريش لا بشرف في الجاهلية
شهروا ولا بقديم في الاسلام ذكروا جعلت تتكلم بغير لسانك
وتنطق بالزور في غير اقرانك والله لكان ابين للفضل وابعد
للعدوان ان ينزلك معوية منزلة البعيد السحيق فانه طالما
سلس داءك وطمح بك رجاءك الى الغاية القصوى التي
لم يخضر فيها لك مرعى ولم يورق فيها غصنك فقال عبد الله بن
جعفر اقسمت عليك لما امسكت فانك عني ناضلت ولي فاوضت
فقال ابن عباس دعني والعبد فانه قد يهدر خاليا ولا يجد
ملاجيا وقد اتيح له ضيغم شرس للاقران مفترس وللارواح

ایک بار معویہ کے دربار میں عبداللہ ابن جعفر تشریف لائے۔ عمر عاص نے حاضرین کو مخاطب کر کے کہا کہ چلو گون یہ وہ شخص آیا ہے جو زیادہ تر خلوت میں رہنے کا خواہشمند ہے۔ گانے بجانے کا شائق ہے اور گانے والی عورتوں کا عاشق ہے کثرت سے مزاح کرنے والا متلون الطبع مغلوب الغیظ عیش پسند۔ اسلاف پر غرور کرنے والا۔ فضول خرچی کا نام بخشش رکھنے والا۔ ابن عباس (جو اوس وقت مجلس میں بیٹھے تھے) کہنے لگے۔ عمر عاص۔ تو جھوٹ بکتا ہے۔ تو خود ایسا ہے۔ اور جسکو تو بتلاتا ہے وہ ایسا نہیں ہے۔ وہ ایسے ہیں جنھیں خدا نے قابل الذکر قرار دیا ہے اور وہ اسکی نعمتوں پر شکر کرنے والے ہیں وہ خیانت سے نفور ہیں صاحب جود و کرم ہیں۔ سید و بار ہیں۔ اہل مصیبت کی مصیبت سنکر ملول ہوتے ہیں اور جب اون سے سوال ہوتا ہے تو بلا دریافت انتہا و مقدار قبول کر لیتے ہیں۔ اونکی عیب جوئی بدزبان ہے۔ وہ قوم قریش کے سردار اور نیکوکار ہیں۔ شیر میدان ہیں شجاع سبقت کنندہ ہیں۔ صاحب نسب روشن ہیں (خدانخواستہ) اونکا نسب السا پست و ذلیل نہیں ہے جیسا کہ اوس شخص کا جسکی نسبت بدکاران قریش نے جھگڑا کیا۔ اور (بالآخر) اون میں ایک اونٹ ذبح کرنے والا (قصاب) غالب آگیا۔ پھر اوسکی اصلیت حسب کو اوسکی ماں نے ظاہر کیا جس سے اسکی ذلت معلوم ہوئی جسکی بہت نسبی کی بنا ذلت اور رذالت پر قائم ہوئی اور جسکی اصلیت پہچاننے والے بہت کم نکلے غرضکہ اوسکی حقیقت مشکوک و مذبذب ہے جیسے گہوارے کی دو طرف والی لکڑیاں۔ جو شخص اسکی اصلیت کو چاہتا ہے وہ کبھی مضطر اور غیر مطمئن نہیں رہتا اور جس نے اوس سے منہ پھیر لیا وہ بھی اوسکے ٹکڑے ٹکڑے کرتا رہا (باوجود ان شبہات کے) میری سمجھ میں نہیں آتا کہ پھر تو کس منہ سے صاحبان حسب و نسب پر اعتراض کرتا ہے اور (اپنی) کس حسب کے اعتبار سے دوسروں پر تیر افگنی (طعن) کرتا ہے۔ اگر تو اپنی رذالت کے سبب سے ایسا کرتا ہے تو (یقین کر لے) کہ تو نا اہل اور کمینہ شخص ہے سرکش اور بدخو ہے۔ (خوانخواہ) اوس نسب میں ملا ہوا ہے جسمیں تو ہرگز نہیں ہے۔ باوجود اسکے کہ جن لوگوں کی طرف تو نے اپنے باپ کو منسوب کیا ہے۔ وہ خود (عرب میں) بیوقوف اور بدعقل مشہور ہوتے تھے

مجلس فقال عمرابن العاص دعنی یا امیرالمومنین انتصف منه فوالله ماترك شیئا قال ابن عباس دعه فلا یبقی المبقی الا علی نفسه فوالله ان قلبی لشدید و ان جوابی لعتید و انی لکما قال نابغه بنی ذبیان

اور قبائل قریش میں پست ترین (مردم) شمار کیے جاتے تھے۔ نہ ایام جہالت میں وہ مشہور ہوئے اور نہ زمانہ اسلام میں اونکی سابقت مذکور ہوئی۔ تو بھی اس قابل ہوا کہ باوجود خود مقدوح ہونیکے دوسروں پر زبان طعن لعن کھولے اور اپنے سے بڑوں کے حق میں کمزوری کے کلام کرے حالانکہ خدا کی قسم وہ باعتبار بزرگی کے روشن ترین اور بلحاظ دشمنی و خصومت دور ترین۔ اگر معویہ تجھے رتبہ بلند و رفیع پر بھی پہونچا دے (تاہم) تو (ظالم ہی) کہا جائے گا۔ اسلیے کہ اوس نے تیری خواہشوں کو آسان کر دیا اور اسوجہ سے تیری حریص الطبعی اسدرجہ سرکش اور ناقابل برداشت ہوگئی ہے کہ تیری مراد (خود) پوری نہو سکی اور تیری شاخ تمنا بارور نہ ہوسکیگی۔ اتنا سنکر حضرت عبداللہ ابن جعفر نے (غایت اخلاق سے) فرمایا۔ اے ابن عباس میں آپکو قسم دیتا ہوں کہ آپ خوش ہوجایئں۔ یقیناً آپ نے میری طرف سے خوب (معترض پر) تیر افگنی فرمائی اور کامل طور سے میری قائم مقامی کے حقوق ادا فرمائے۔ عبداللہ ابن عباس نے فرمایا کہ آپ مجھے اور اس غلام (زادے) کو چھوڑ دیں کیونکہ وہ قابل سزا ہے اور کوئی اسکی پشت پناہی نہیں کرسکتا پس اوسپر وہ شیر غضبناک حملہ آور ہوا جو دلیروں کا معین و مددگار ہے اور (دشمنوں کی) ارواح کا نکال لیجانے والا ہے۔ یہ سنکر عمر عاص نے معویہ کو مخاطب کرکے کہا اے امیرالمومنین۔ میری دادرسی کیجئے۔ خدا کی قسم۔ اب تو کوئی بات اوٹھا نہ رکھی۔ حضرت عبداللہ ابن عباس نے کہا ہم نے اوسے چھوڑ دیا اور اب باقی رکھنے والے نے سوائے اوسکی ذات کے کچھ باقی نہیں چھوڑا۔ قسم بخدا میرا قلب استوار ہے اور تم دونوں کے لئے میرا جواب (ہمیشہ) طیار ہے۔

## غانمہ بنت غانم کی اہل مکہ سے تقریر دربار معاویہ میں اوسکی طلبی اور دلیرانہ تقریر

قال وبلغ غانمة بنت غانم ثلب معوية وعمرابن العاص لبنی هاشم فقالت لاهل مكة ايها الناس ان بنی هاشم سادت فجادت وملكت وفضلت وفضلت واصطفت واصطفيت ليس فيها كدر فلا افك وريب ولا خسر ولا طاغين ولا خازين ولا نادمين ولا هم من المغضوب عليهم ولا الضالين ان بنی هاشم اطول الناس باعا وامجد الناس اصلا واعظم الناس حلما واكثر الناس علما وعطاء ومنا عبد مناف المؤثر وفيه يقول الشاعر

كانت قريش بيضة فتفلقت
فالمح خالصها لعبد مناف

وولده هاشم الذی هشم الثريد لقومه وفيه يقول الشاعر

عمرو العلى هشم الثريد لقومه

معویہ کو خبر ملی کہ غانمہ بنت غانم بنی ہاشم کی طرف سے معویہ اور عمر عاص کے عیوب بیان کرتی ہے اور اس ذیل میں اوسنے اہل مکہ سے کہا ہے کہ بنی ہاشم وہ بزرگوار اور صاحبان وقار ہیں جو ہمیشہ سرداری اور بہتری کرتے آئے ہیں۔ بادشاہ (حاکم) ہیں اور بادشاہ نیا یے گر۔ صاحبان فضیلت ہیں اور صاحبان فضیلت تائے گئے ہیں منتخب ہیں اور منتخب کیے گئے ہیں۔ اونمیں کسی قسم کی کدورت نہیں۔ اونکے نفوس میں جھوٹ اور شک داخل نہیں۔ اونکی شان اعزاز کو گمراہان زمانہ۔ الداران دنیا اور امرا و سلاطین گھٹا نہیں سکتے اور نہ وہ مقدس گروہ مغضوب علیہم لا الضالین میں گنا ہے یقیناً بنی ہاشم سب کے لئے فراواں ترین اور بلند ترین مردم میں نسل شریف ترین۔ استعمال ما عظیم ترین۔ علم و عطا کے اعتبار سے کثیر الاوصاف ہیں انہی لوگوں میں عبد مناف صاحب ایثار تھے جنکی شان میں شاعر کہ گیا ہے۔ قوم قریش ایک بیضہ (تخم مرغ) کی مثال ہے جب وہ شگفتہ ہوا تو اوسکے زردہ خالص عبد مناف ہیں

انکے فرزند ہاشم ہیں۔ یہ وہ بزرگوار ہیں جو اپنی روٹیاں توڑکر قوم کو کھلاتے ہیں اور تمام مکہ کے لوگوں کو لاغری سے موٹا کردیا اور انہیں لوگوں میں

ورجال مکۃ مستنون عجاف ومنا عبد المطلب الذی سقینا
بہ الغیث وفیہ یقول ابی طالب ؎ ونحن سنی المحل قام شفیعا
بمکۃ یدعوا والمیاہ تغور ؛ وابنہ ابی طالب عظیم قریش
وفیہ یقول الشاعر ؎ اتیتہ ملکا فقام لحاجتی ؛ وتری
العلیج خائبا مذموما ومنا العباس بن عبد المطلب اردفہ
رسول اللہ صلعم واعطاہ مالہ وفیہ یقول الشاعر ؎ ردیف
رسول اللہ لم تری مثلہ ؛ ولا مثلہ حتی القیامۃ یولد ومنا حمزۃ
سید الشہداء وفیہ یقول الشاعر ؎ ابا یعلی بکت الارکان ہا
وانت الماجد البر الوصول ومنا جعفر ذو الجناحین احسن
الناس حالا واکملہم کمالا لیس بغدار ولا جبان ابدلہ اللہ
بکلتی یدیہ جناحین یطیر بہما فی الجنۃ وفیہ یقول الشاعر ؎
ہاتوا کجعفر نا ومثل علیّنا ؛ کانا اعز الناس عند الخالق ومنا
ابو الحسن علی ابن ابی طالب صلواۃ اللہ علیہما افرس بنی ہاشم
واکرم من احتبی وانتعل فیہ یقول الشاعر ؎ علی الف القرآن
صحفا ؛ ووالی المصطفی طفلا صبیا ومنا الحسین بن علی
علیہما السلام سبط رسول اللہ صلعم وسید شباب اہل الجنۃ
وفیہ یقول الشاعر ؎ حب الحسین ذخیرۃ لحبہ ؛ یا رب
فاحشرنی فی حزبہ ۔ یا معشر القریش واللہ ما معویۃ
کامیر المومنین علیؑ ولا ہو کما یزعم ہو واللہ شانی
رسول اللہ وانی اتی معویۃ وقائل لہ ما یعرق عنہ
جبینہ ویکثر منہ عویلہ وانینہ فکتب عامل معویۃ
الیہ بذلک فلما بلغہ انہا قربت منہ امر بدار ضیافۃ
فنظفت والقی فیہا فرش فلما قربت من المدینۃ استقبلہا
یزید فی حشمہ ومالیکہ فلما دخلت المدینۃ اتت دار اخیہا
عمر ابن غانم فقال لہا یزید ابن معویۃ ان اباعبد الرحمان
یامرک ان تنتقلی الی دار ضیافۃ وکانت لا تعرفہ فقالت
من انت کلاک اللہ قال انا یزید ابن معویۃ قالت فلا
رعاک اللہ تعالی یا ناقص لست بزائد فتغیر لون یزید

عبد المطلب ہین جنکے وسیلے سے ابر ہملوگون پر پانی برساتا ہے جنکی شان مین ابی طالب نے کہا ہے ؎ ہملوگ وہ عالی مقام ہین کہ جب شفاعت کے لئے کھڑے ہوتے ہین اور مکہ مین دعا مانگنے لگتے ہین تو چشمہاے آب جوش مارنے لگتے ہین اونکے فرزند ارجمند ابیطالب ہین جو قریش کے سردار ہین جنکی شان مین شاعر قریش کہتا ہے ؎ خدا نے اونھین حکومت و ملکداری دی ہے اور وہ سب کی حمایت و حاجت برآری کیا کرتے ہین اور کافر دیدین یہ دیکھکر ذلیل و پشیمان ہوا کرتا ہے ۔ ہمین لوگون مین عباس ابن عبد المطلب بھی ہین جو سواری پر رسول اللہ صلعم کے ساتھ سفر مین ردیف ہوا کرتے تھے اور جنھون نے اپنا مال آنحضرت صلعم کو نذر کر دیا تھا اونکی تعریف مین شاعر نے کہا ہے ؎ رسول اللہ صلعم کے ردیف تھے ۔ اونکی مثال آج تک نہین دیکھی گئی اور نہ مثال اونکی قیامت تک پیدا ہوسکے گی ۔ ہمین لوگون مین حمزہ سید الشہداء تھے اونکی مدح مین شاعر نے کہا ہے ؎ اے ابو یعلی حسین شخص کی ایکی یتیمین بیہ پیش کیا ؛ آپ ایسے عالی حوصلہ ہین کہ آپ نے اوسکے صلہ مین اوسے آزادی کا ال عطا فرمائی ۔ ہمین لوگون مین جعفر ذو الجناحین ہین دو شہپر والے جنکے ذریعہ سے وہ بہشت مین پرواز کرتے ہین اونھین کی مدح مین شاعر نے کہا ہے ؎ تم بھی لاؤ کوئی ہمارے جعفر اور ہمارے علی کے ایسا یہ دونون بزرگوار خالق روزگار کے آگے عزیز ترین مردم ہین ۔ ہمین لوگون مین ابو الحسن علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہین جو شجاع ترین بنی ہاشم ہین اور ہمارے محبوب ترین بزرگوار شاعر نے انکی تعریف مین کہا ہے ؎ علی وہ بزرگ ہین جنھون نے قرآن مجید کو کتاب کی صورت مین جمع کیا ؛ اور بچپن ہی کے عالم مین خدا نے اونکی پرورش فرمائی ۔ ہمین لوگون مین جناب امام حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام بھی ہین ۔ جو جوانان بہشت کے سردار ہین اور سبط رسول مختار ۔ جنکی مدح مین شاعر نے کہا ہے ؎ حسینؑ کی محبت سرمایہ (آخرت) ہے ؛ اے پروردگار ۔ کل (روز قیامت) تو مجھکو اونکے گروہ مین محشور فرما ۔ اے معشر قریش ۔ خدا کی قسم ۔ کبھی معاویہ علیؑ کے برابر نہین اور نہ کبھی وہ ایسا ہے جیسا مشہور کیا جاتا ہے خدا ہمارا کفیل حال ہے اور نبی ہمارا جاے پناہ ہے ۔ اور اوس (معویہ) سے یہ سب کہدو (کہ ان وائل کہ سکر) کہ اوسکی پیشانی پر پسینہ آجائے

[illegible]

فاتی اباہ فاخبرہ فقال هی اسن قریش واعظمهم حلما قال یزید کم یعتدلها قال کانت تعدّ علی عهد رسول الله ۴ ارنعمایة عام وهی من بقیّة الکرام فلمّا کان من الغد اتیها معویه فسلّم علیها فقالت علی المومنین السّلام وعلی الکافرین الهوان والملام ثمّ قالت افیکم عمرو عاص قال عمرو ها انا ذا قالت انت تسب قریشا وبنی هاشم وانت اهل السّب وفیك یعود السّبّ یا عمرو والله انی عارفة بك وبعیوبك وعیوب امّك وانی اذکر انّك ولدت من امة سوداء مجنونة حمقاء تبول من قیامها وتعلوها اللئام واذا لامسها الفحل فکان نطفتها انفذ من نطفة رکبها فی یوم واحد اربعون رجلا واما انت فقد رأیتك غاویا غیر مرشد ومفسدا غیر مصلح والله لقد رأیت فحل زوجتك علی فراشك فما غرت ولا انکرت واما انت یا معویة فما کنت فی خیر ولا ربیت فی نعمة فما لك ولبنی هاشم انساء امیّة کنسائهم ام اعطی امیّة فی الجاهلیّة والاسلام ما اعطی هاشم وکفی فخرا برسول الله صلی الله علیه واله وسلم فقال معویة انا کاف عن بنی هاشم قالت فانی کتب علیك کتابا فقد کان رسول الله صلعم دعا ربّه ان یستجیب لی خمس دعوات فجعل تلك الدّعوات کلها فیك فخاف معویة فحلف ان لا یسبّ بنی هاشم ابدا - فهذا ما کان بین معویة وبنی هاشم من المفاخرة

اور اوسکا غم والم بڑہ جائیگا - حاکم مدینہ نے یہ ساری روئداد معویہ کو لکھ بھیجی معویہ نے غانمہ کو بلا بھیجا - جب معویہ کو خبر ہوئی کہ غانمہ اوسکے پاس جاتی ہے تو معویہ نے دار الضیافت (شاہی مہمانخانہ) مین اوسکے ٹہرائے جانیکا حکم دیا اور اوسمین فرش کیا گیا جب غانمہ مدینہ کے قریب پہنچی تو (باپ کی طرف سے) یزید نے تمام حشم وخدم کو ساتھ لیکر اوسکا استقبال کیا جب شہر مین وہ داخل ہوئی تو سیدہ راست اپنے بھائی عمر ابن غانم کے گھر مین چلی گئی - یزید نے اوس سے کہا کہ ابو عبد الرحمن نے (معویہ کی کنیت ہی) حکم دیا ہے کہ مین تمکو یہان سے لیجاکر مہمان خانہ شاہی مین ٹہراؤن - غانمہ یزید کو نہین پہچانتی تھی - کہنے لگی - ارے تو کون ہے ؟ خدا تجہکو رسوا کرے - یزید نے جواب دیا - مین یزید معویہ کا بیٹا ہون اوس نے کہا - خدا تیری ریاست کو نہ رکھے - ارے تو تو ناقص ہی - زائد کہان سے ہوگا یہ سنکر یزید کا رنگ اوڑ گیا - وہان سے لوٹ کر اپنے باپ کے پاس چلا آیا اور تمام واقعہ سے اوسکو اطلاع دی - معویہ بولا وہ عورت تمام قریش مین سب سے زیادہ عمر والی ہے اور اونمین سب سے زیادہ قدر والی - یزید نے پوچھا اوس کا کیا سن ہوگا معویہ نے کہا وہ جناب رسولخدا صلعم کے زمانے مین چار سو برس کی ہو چکی تہی - اور فی الحال وہی باقیماندگان بزرگان سلف مین شمار ہوتی تہی - دوسرے دن معویہ خود اوسکے پاس آیا اور اوسے سلام کیا اور اوس نے کہا کہ مومنین پر میرا اسلام پہونچے اور کافرین پر میری اہانت وملامت - پہر اوس نے پوچہا کیا تملوگون کے ساتھ عمرو بن عاص بھی ہی - عمرو عاص بولا - ہان مین تو یہین ہون - اوس نے پوچھا - ارے تو ہی قریش اور بنی ہاشمیون کو برا کہتا ہے - ارے تو ہی تو برا ہے اور تیری خلقت برائی سے بہری ہے اور تیرا برائی کرنا یا گالی دینا تجہی پر لوٹ کر پڑتا ہے - اے عمرو عاص - تو یقین کرلے کہ مین تیری حقیقت اور اصلیت کو خوب جانتی ہون - اور تیرے اور تیرے ماں باپ کے عیوب کو خوب پہچانتی ہون اور مین اونکو اسوقت تجہسے بالتفصیل بیان کیے دیتی ہون (اور وہ یہ ہے) کہ تجہکو ایک زن حبشیہ نے پیدا کیا جو مجنون تہی اور بے وقوف وبے عقل - کہڑے کہڑے پیشاب کرتی تہی - اوس پر بدمعاش اور اوباش سواری کیا کرتے تہے - اونہین بدکارون مین سے کسی نے مقاربت کی اور تو اوسکے نطفہ سے خارج ہوا - ایکبار چالیس مرد اوس پر چڑہے اور تیرے اور باب الخین ماسوے تو اپنی خواہت طبعی کو سمجھ لیے - تو راہ دکھلانیوالا نہین ہے بلکہ گمراہ کرنے والا - تو اصلاح کرنے والا نہین ہے بلکہ فساد پہیلانیوالا - خدا کی قسم - مینے تیری مان کے فرش پر ایک جوان کو خود دیکھا ہے لیکن نہ کبھی تجہکو اسکی غیرت آئی اور نہ کبھی تو نے اس سے منع کیا - اور تو اے معویہ - تجہ مین کبھی نیکی نہ سمائی اور نہ کبھی تو نے نعمات الٰہی مین پرورش پائی - ارے تجہے بنی ہاشم کے ساتھ کیا پڑ گئی ہی - ارے تیری عورتین کیا اونکی عورتون کا سی ہو سکتی ہین ؟ اور کیا بنی امیہ نے جہالت واسلام دونون زمانون مین ایسا ایثار وکرم کیا ہے جیسا بنی ہاشم نے کر دکھلایا ہے - اور اون کی مفاخرت کے لئے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات بابرکات کافی ہی - معویہ نے جواب دیا - اے میری بزرگ عورت - میری طرف سے بنی ہاشم کا فی ہے - اوس نے کہا اگر حقیقتاً ایسا ہی ہے تو اسے لکھ لے کہ مینے ایکبار آنحضرت صلعم کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا ہے کہ پروردگارا تو میری ان پانچ دعاؤن کو قبول فرمالے اور مجہے خوب یاد ہی کہ وہ پانچون دعائین تیرے خلاف تہین یہ سنکر معویہ ڈر گیا اور اوسنے حلفاً قسم کہائی کہ وہ بنی ہاشم کو آج سے برا نہ کہیگا

(اس مقام پر) بنی ہاشم اور بنی امیّہ کی باہمی مفاخرت کا باب ختم ہوگیا)

# انکشاف حقیقت

(مقدمہ)

**مفاخرت بنی ہاشم پر تاریخ کی تصدیقی شہادت**

مفاخرت کے مذکورہ بالا مکالمات پر۔ عقاید کی تفنیبات کو ہٹاکر۔ اگر محض تاریخی تصدیقات کے اعتبار سے دیکھا جائے تو معلوم ہوجائے گا کہ مرواؔن۔ عمر عاص۔ زیاد ابن سمیّہ اور خود معویہ کی زبانی محاسن۔ بنی امیّہ کی مکارم اخلاق کی تلمیحات و اشارات۔ صریح زبردستی اور حکومت پرستی ہے جسکو نہ واقعیت سے علاقہ ہے اور نہ اصلیت سے سروکار۔ عنوان واقعہ ہی مین معویہ نے پہلے حضرات بنی ہاشم کے مقابلہ مین اپنی کمزوری او باہمی مکالمہ کی مجبوری کا اعتراف کرکے اپنی اور اونکی (تمام بنی امیہ کی) طرف سے انکشاف حقیقت کردیا ہے۔ اس بناپر معویہ اور بنی امیّہ کے ضعف استدلال کی حقیقت تو یہین سے معلوم ہوگئی لیکن اونکے حواشی کی غلط مدح سرائی اور حوصلہ افزائی نے ان مجالس مفاخرت کی بنیاد ڈالی اور نتیجہ مین ذلت و رسوائی اور ندامت و پشیمانی اوٹھائی۔

**استحقاق مفاخرت**

معویہ۔ مروان۔ عمر عاص اور زیاد بن سمیّہ وغیرہم نے اپنی مختلف تقریرون مین اپنی طرف سے جو اسباب و استحقاق مفاخرت پیش کیے وہ مجموعًا حسب ذیل پایے جاتے ہین۔

(۱) بنی امیہ کا معرکہ جنگ مین عدیم المثال استقلال

(۲) معرکہاے جنگ مین بنی امیّہ کے دلیرانہ اور شجاعانہ مظاہرے

(۳) فتوحات کے بعد مفتوحین کے ساتھ بنی امیّہ کی خاص مراعات و رعایات

(۴) بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کے حملات پر بنی امیّہ کی فروگذاشت

(۵) بنی امیّہ کی مہمان نوازی اور عام فیاضی

**پہلی دلیل استحقاق** ۔ پہلی دلیل بنی امیّہ کی معرکہاے جنگ مین استقامت و استقلال ہے۔ اسکے اجمالی جواب مین۔ بدر۔ احد۔ خندق وغیرہ کے جنگی کارنامے شہادت تاریخی کیلئے کافی ہین۔

**دوسری دلیل استحقاق** ۔ دلیرانہ اور شجاعانہ مظاہرات بھی بنی امیّہ کے فتح مکّہ کے دن ثابت ہوگئے۔

**تیسری دلیل استحقاق** ۔ اپنی قدیم شرافت پیش کرکے بنی امیّہ کے موجودہ معارف کا یون اظہار کیا جاتا ہے کہ زمانہ رسالت مین بنی ہاشم و بنی عبد المطلب (آنحضرت صلعم) کے ہاتھون سے۔ بدر۔ احد۔ خندق اور فتح مکہ مین متواتر شکستین کھاکر بنی امیّہ نے جو نقصانات اوٹھاے اپنے دوران حکومت مین اونکا کوئی خیال نہین کیا۔ بلکہ بخلاف اسکے عبد المطلب کو گویا معاف کردیا۔ اسکے اجمالی جواب مین تو حضرت علیؑ کے ساتھ معویہ اور تمام بنی امیہ کی معارکہاے صفین مین سترہ لڑائیان۔ مالک ابن اشتر کی زہر خورانی۔ محمد ابن ابی بکر کا قتل۔ پسران حضرت عبد الله ابن عباس کا بیدردی سے ظالمانہ قتل۔ اسکے بعد خاص حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوانا تاریخی شاہدات موجود ہین

**چوتھی اور پانچوین دلیل استحقاق** ۔ بنی امیّہ کی رعایات و مراعات۔ اونکی مہمان نوازی اور عام فیاضی کی نسبت امیّہ اور ہاشم۔ حرب اور عبد المطلب کے واقعات عرب کی تمام تاریخون مین محفوظ ہین۔ وہی باہمی ترجیح و تفضیل کے فیصلہ کن ثابت ہون گے۔

**حقیقت کا تفصیلی انکشاف**

حقیقت بین نگاہون مین یہ تمام فرد بیان سفید جھوٹ ہے۔ حقیقت حال معاملہ کو برعکس

تبلاتی ہے۔ قبل و بعد اسلام معرکہ ہائے جنگ میں ہمیشہ بنی ہاشم ہی کا استقلال تاریخوں سے ثابت ہے نہ بنی اُمیہ کا۔ ایام جہالت کی قریب الاسلام زمانہ کا آخری قومی معرکہ۔ حلف الفضول ہے۔ ظالمان قوم کے ساتھ بنی امیہ تھے۔ بنی ہاشم نہیں۔ بالآخر سید ان جنگ بنی ہاشم ہی کے ہاتھ رہا ابن ہشام ابن اثیر۔ طبری۔ اسلامی معارک میں فتح بدر سے لیکر فتح مکہ تک۔ ہر موقع اور ہر مقام پر بنی ہاشم ہی کا استقلال ثابت ہوتا ہے۔ اور بنی اُمیہ کا ہمیشہ فرار اسی سے انکے دلیرانہ اور شجاعانہ مظاہروں کا بھی پورا اندازہ ہوجاتا ہے

اب رہا بنی امیہ کی وعدہ وفائی اور مہمان نوازی کی جگہ انکی بدعہدی۔ کج خلقی۔ مظالم۔ بخالت اور سخت سود خواری کے واقعات عرب کی سیر و تاریخوں میں بھرے پڑے ہیں۔ انکے خلاف بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کے محاسن اخلاق۔ استغنا۔ ایثار و احسان۔ اعانت مظلومین اور ضیافت و اکرام غربا و مساکین کی تفصیل میں دفتر کے دفتر طیار ہیں۔ پھر ان مشاہد تاریخی کے مقابلہ میں محاسن بنی امیہ کی بکواس کون سُنے گا جسکو اصلیت و واقعیت سے کوئی لگاؤ نہیں۔

**بنی امیہ کے ہاتھ سے بنی ہاشم کے عظیم نقصانات**

جنگ بدر میں شیبہ۔ ربیعہ۔ ولید اور حنظلہ بن ابی سفیان کے قتل سے جسقدر بنی امیہ کو نقصان اوٹھانے ہوئے تھے اتنے ہی آنحضرت صلعم کو بھی۔ ابو عبیدہ ابن حارث ابن عبد المطلب۔ حارثہ ابن سراقہ۔ عمر ابن الحمام۔ عوف ابن حارث انصاری اور سعد بن خثیمہ کے پے در پے شہادت پانے اور ہمیشہ کے لیے چھوٹ جانے کی وجہ سے صدمہ عظیم پہونچا تھا۔

**ابو عبیدہ کی شہادت کی تفصیلی حالات**

اب ان شہدائے بدر کی شہادت کے تفصیلی حالات یہ ہیں۔

جنگ بدر کے موقع پر۔ کفار قریش سے حسب ذیل بنی ہاشم مقابل ہوئے۔ حضرت حمزہ نے عتبہ سے مقابلہ کیا۔ ابو عبیدہ نے شیبہ سے اور حضرت علی نے ولید سے۔ عتبہ کو حضرت حمزہ نے مار گرایا۔ ولید کو حضرت علی کی تیغ آبدار نے بسمل کر دیا۔ مگر شیبہ کی تیز دستی ابو عبیدہ کی ران پر زخم کاری لگا گئی۔ اور وہ زخمی ہوکر زمین پر گر پڑے۔ انکے گرتے ہی حضرت حمزہ اور حضرت علی نے موقع پر پہونچکر شیبہ کا کام تمام کر دیا اور مجروح ابو عبیدہ کو اپنے کاندھوں پر اوٹھا کر خدمت رسول میں اوٹھا لائے۔ ابو عبیدہ کا زخم کاری تھا۔ اور کثرت سے خون جاری۔ ابو عبیدہ نے حاضر خدمت ہوکر نہ زخم کی تکلیف بیان کی اور نہ درد و تکلیف کی شکایت۔ جمال مبارک پر نظر کرتے ہی پوچھا تو یہ۔ یا رسول اللہ کیا میں درجہ شہادت پر فائز نہیں ہوا آپ ذات خالق جان نثار رسالت اور طلبگار شہادت کو جواب میں ارشاد فرمایا۔ تم ضرور بالضرور شہادت ہوئے۔ زبان رسالت سے یہ بشارت سنتے ہی ابو عبیدہ کی چہرہ افسردہ اور رُوئے پژمردہ پر اصلی فرحت اور ابدی اطمینان و راحت کے آثار نمایاں ہوگئے اور اوس کامل الایمان نے بطور یادگار عرض کی۔ یا رسول اللہ۔ ہمارے اور آپ کے چچا ابو طالب افسوس ہے کہ اسوقت زندہ نہیں۔ اگر وہ موجود ہوتے تو اس موقع پر وہ معترفانہ طور پر اقرار کرتے کہ اونکے اس شعر کا۔ جو حضور ہی کی مدح میں نظم کیا گیا تھا اصل مستحق میں ہوں وہ شعر یہ ہے۔

ونسلمہ حتی نصرع حولہ ونذھل عن ابنائنا والحلائل

ہم اوسوقت تک محمد کو دشمنوں کے حوالہ نہ کرینگے جبتک کہ اونکے گرد لڑکر نہ مرجائینگے ہم محمد کیلیے اپنی بیٹوں اور اپنی بی بیوں کو بھول جائیں گے

اوپر بیان ہوچکا ہی کہ انکا زخم کاری تھا۔ جنگ بدر سے واپسی میں منزل روحا پر پہونچکر یہ مجاہد جان نثار انتقال کر گیا اور یہ شہید راہ خدا وہیں مدفون کر دیا گیا۔ صحیح بخاری باب التفسیر میں ہے

عن قیس بن عباد قال قال علی انا اول من یجثو بین یدی الرحمن للخصومۃ یوم القیامۃ قال قیس وفیھم نزلت ھذان خصمان اختصموا فی ربھم قال ھم الذین تبارزوا یوم بدر حمزۃ وعلی وعبیدۃ

قیس ابن عبادہ سے روایت ہو کہ فرمایا حضرت علیؑ نے کہ میں قیامت کے دن سب سے پہلے اپنا جھگڑا پیش کرونگا۔ قیس کہتے ہیں کہ یہ آیت۔ دو مدعی اپنے رب کی واسطے الخ۔ اونہیں لوگوں کے واسطے نازل ہوئی ہے جو جنگ بدر میں لڑے اور

من المؤمنین و عتبة و شیبة و ولید بن عتبة من الکافرین — وہ حمزہ علی اور ابو عبیدہ مومنین سے تھے اور عتبہ شیبہ اور ولید بن عتبہ کافرین سے تھے

**حارثہ بن سراقہ کی شہادت**

علامہ زرقانی انکی شہادت کی یون تفصیل کرتے ہین ۔

حارثہ بن سراقہ باخراشہ لشکر اسلام کی صفون مین گھوم گھوم کر دیکھتے تھے کہ کون شخص مقابلہ کیلئے نہین نکلتا ہے ۔ اس اثنا مین ایک تیر اوڑتا ہوا آیا انکے وسط حلق پر بیٹھا اور یہ جان بحق تسلیم ہوگیے ۔ انکی خبر سنکر ان کی ماں ام ربیع یہ حال دیکھکر آنحضرت صلعم کیخدمت مین دوڑی آئین اور عرض کرنے لگین ۔ آپ ارشاد فرمایئے ۔ اگر حارثہ بہشت مین داخل ہوگیا ہے تو پھر مین صبر کرکے خوش ہوجاؤن ۔ ورنہ آپ دیکھ لینگے مین دشمنون کے ساتھ کیا کرونگی ۔ آپ نے فرمایا بہشت ایک نہین ہے بلکہ اوسکے متعدد درجے ہین ۔ حارثہ اوس درجہ بہشت مین ہے جسکو جنت الفردوس کہتے ہین ۔ یہ روایت صحاح کی ہے

**عمر ابن الحمام کی شہادت**

ابن ہشام جلد دوم ص ۱۰ ۔ طبری ۱۳۲۴ ۔ زرقانی ص ۳۶ مین انکے حالات شہادت یون لکھتے ہین ۔

جب آنحضرت صلعم نے ان الفاظ مین لشکر اسلام کو قتال کفار پر تاکید فرمائی کہ مجھ اوس خدا کی قسم ہے جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہے ۔ جو شخص صبر و تحمل سے اور ضبط و خاموشی سے قدم آگے بڑھاتا ہو ۔ بھاگنے کیلئے پیچھے نہ ہٹتا ہو ۔ قتل کیا جایگا تو وہ یقینی بہشت مین داخل ہوگا ۔ عمر ابن الحمام اوسوقت اپنے ہاتھون مین کھجورین لئے کھا رہے تھے ۔ کہنے لگے واہ واہ آپ تو میرے داخلہ جنت مین کوئی شے حائل نہین ہوسکتی ۔ مین تو خوش ہون ۔ یہ قوم مجھ مار ڈالے ۔ یہ کہکر کھجورین پھینکدین اور تلوار لیکر لشکر کفار مین جا پڑے اور یہ رجز پڑھنے لگے ۔ مین تو اپنے خدا کے پاس بغیر کسی توشہ کے جاتا ہون اور میرے پاس کوئی توشہ نہین ہے سوائے تقوے ۔ عمل آخرت ۔ جہاد فی سبیل اللہ و مصائب پر صبر کے کچھ اور نہین ہے یہ کہکر غنیم سے مقابل ہوے اور شہید ہوگئے ۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً و سعۃً ۔

**عوف ابن حارث کی شہادت**

طبری نے انکی تفصیلی روئداد شہادت یون لکھی ہے ۔

جنگ کی عین گرم بازاری مین جب طرفین سے شدید حملے ہورہے تھے عوف ابن حارث آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر تھے ایکبار جوش شجاعت اور فرط خلوص و عقیدت سے سرشار ہوکر عرض کرنے لگے ۔ یارسول اللہ صلعم ۔ بندہ کی کونسی ادا پروردگار کو خوش کرتی ہے ارشاد ہوا کہ بغیر سلاح جنگ کے دشمنان خدا سے برہنہ ہوکر لڑنا ۔ یہ سنکر عوف نے سلاح جنگ جو پہنے ہوے تھے اوتار کر پارہ پارہ کر ڈالے ۔ برہنہ جسم ہوکر تلوار لی اور کفار سے لڑنے لگے ۔ یہان تک کہ فائز بشہادت ہوے ۔ طبری ۱۳۲۲ جزء

**سعد بن خزیمہ کی شہادت**

سعد بن خزیمہ طبقہ نقبا مین داخل تھے ۔ عقبہ اولی مین مشرف باسلام ہوے تھے ۔ خود صحابی تھے ۔ صحابی کے بیٹے تھے ۔ خود شہید تھے ۔ اور شہید کے بیٹے تھے ۔ انکو عمر ابن عبد ود نے شہید کیا زرقانی مطبوعہ مصر ص ۵۳۵

ان واقعات تاریخی سے استقلال ۔ دلیرانہ مظاہرات اور کریمانہ تحمل و رضا بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب کا ثابت ہے نہ بنی امیہ کا

## غزوۂ کدر مین بنی امیہ کے قزاقانہ حملے

جنگ بدر کے بعد ابوسفیان رئیس بنی امیہ کا ایک قزاقانہ حملہ غزوہ کدر یا غزوۃ السویق کی صورت مین واقع ہوا جسکے تفصیلی حالات حسب ذیل ہین ۔

ابوسفیان قصاص بدر کیلئے بے چین ہورہا تھا ۔ اوس نے عہد کرلیا تھا کہ جب تک اہل اسلام سے کشتگان بدر کا انتقام نہ لیگا

نہ غسل جنابت کریگا۔ نہ کپڑے بدلے گا اور نہ سر میں تیل ڈالے گا۔ اوسکا اضطراب قصاص اوسکو ایسا ہی بیتاب بنائے تھا کہ شکست بدر کے بعد ہی دو سو سواروں کے ساتھ مدینہ تک چڑھ آیا۔ لیکن اب اسلام کے سونہ پر چڑھ آنا آسان نہیں تھا۔ بلکہ اب اوسکے سامنے آنے میں پھونک پھونک کر قدم رکھنے کی ضرورت تھی۔ اسوجہ سے ابوسفیان مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر چاہ کدر (قرقرۃ الکدر) پر او ترپڑا۔ اسلام کی طرف سے یہود کی بیدلی اور بدعہدی کی خبر اوسے مل چکی تھی اسلئے اوسنے یہودیوں سے پہلے استفسار حالات اور نیز اونکو اپنا ہم خیال و ہم آہنگ بنالینے کی تدبیر سوچی۔ چنانچہ وہ رات کی تاریکی میں چھپکر مدینہ پہونچا۔ سب سے پہلے حی ابن اخطب کے گھر آیا۔ رات زیادہ گئی تھی۔ اوسکے گھر کے کواڑ بند ہو چکے تھے کھل نہ سکے۔ مجبور ہوکر سلام بن مشکم کے گھر گیا جو یہودان بنی نضیر کا سردار اور تمام یہودیوں کے خزانوں کا امانتدار تھا۔ دروازے پر دستک دی کواڑ کھلے۔ سلام نے بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا۔ بڑے اکرام و احترام سے مہمانی کی۔ عمدہ عمدہ کھانے پکوائے۔ کھانے کے بعد رات بھر بادہ نوشی کی صحبت جمی رہی اور اسی صحبت میں اصل مدعا پر بھی گفتگو ہوتی رہی۔ سلام بن مشکم نے ابوسفیان کے تمام مستفسرات کا جواب دیا اور اسلام کے متعلق ہر ہر جزئیات کی اطلاع دی۔ لیکن آخر میں یہ بھی کہدیا کہ ابھی مقابلہ و مقاتلہ کا وقت نہیں ہے۔ تھوڑا اور توقف کرنا چاہئے۔

ابوسفیان علے الصباح مدینہ سے چلکر اپنی فرودگاہ۔ چاہ کدر پر پہونچگیا۔ عرب میں اپنی عہد کا پورا کرنا ایسا فرض تھا کہ کسی وقت و حالت میں وہ چھوڑا نہیں جاسکتا تھا۔ ابوسفیان چونکہ قصاص بدر کا عہد کرکے آیا تھا اوسکو جزوی یا کلی طور پر ادا کرنا واجب تھا اسلئے اوس نے کدر سے ملی ہوئی مسلمانوں کی بستی عریض پر حملہ کر دیا۔ عریض میں انصار کے چند قبائل آباد تھے۔ ایک مرد انصاری سعد ابن عمر کو جان سے مار ڈالا اور انصار کے چند مکانات جلاکر خاک سیاہ کر ڈالے۔ مویشیوں کے چارے کے انبار میں بھی آگ لگادی اور اونکو بھی بیکار و ضائع کر دیا اور اس طریقہ سے اوس نے گویا جزوی طور پر اپنی قسم کو پورا کر دیا

سیرۃ النبی میں شبلی صاحب نے صرف سعد ابن عمر کا قتل لکھا ہے۔ لیکن ابن ہشام اپنی سیرت میں اوسکے حلیف کا قتل کیا جانا بھی لکھتے ہیں۔ اس بنا پر ابوسفیان نے بلا سبب انصار کے دو آدمیوں کا خون ناحق کر ڈالا ابن ہشام ج ۲ ص ۴۹ مصر

قرقرۃ الکدر کا واقعہ تو ابوسفیان اور بنی امیہ کی کھلی قزاقی تھی۔ جسکو بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب ہمیشہ روکتے اور منع کرتے رہے اور ثبوت بھی اونکے بیا افتخار۔ رسول ہاشمیؐ۔ نبی مطلبیؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں مظالم و مفاسد کے امتناعی احکام کی منجانب اللہ تبلیغ و تعلیم فرمارہے تھے بدر کیطرح اس واقعہ میں بھی جو کچھ نقصان جان و مال ہوا وہ بنی ہاشمیوں کا یا اونکے آدمیوں کا۔ بنی امیہ کی درگذر کردینے والی صفت خاص کا تو اسی واقعہ سے پورا مظاہرہ ہورہا ہے کہ جنگ بدر کے جذبات قصاص اور جوش انتقام میں ابوسفیان دیوانہ بنے ہوئے تھے اپنی زندگی کے تمام کاموں کو ترک کیے بیٹھے تھے۔ جیسا کہ آغاز واقعہ میں تفصیل سے قلمبند ہوچکا ہے۔ کیا کوئی عقل کھکر کہہ سکتا ہے کہ درگذر کرنے والے کی یہی صورت ہوتی ہے۔

## جنگ احُد

جنگ احد میں تو خوش قسمتی سے کسی بنی امیہ کی نکسیر تک نہ پھوٹی۔ شامت اعمالی اور شوم بختی سے جو گذرنے والی تھی وہ اکیلے بنی عبدالدار کے علمداروں پر گذر گئی۔ حضرت علیؑ کی ذوالفقار نے مردوں سے لیکر اونکی عورتوں تک کا ایسا صفایا کر دیا کہ میدان جنگ میں اس شجرہ خاردار کا ایک تنکا تک باقی نہ رہا۔ ان واقعات کے اعتبار سے جنگ احد میں تو بنی امیہ کو بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب کے مقابلہ

مین کوئی نقصان ہی اوٹھانا نہین ہوا - اسلیئے جنگ اُحد کے متعلق اونکو کسی نقصان یا درگذرکرنیکا کوئی حق ہی نہین ہے - لیکن بخلاف انکے بنی مطلب کو بنی اُمیہ کے افسر خاندان - اور بقول شبلی صاحب کے - قریش کے سپہ سالار اعظم - ابوسفیان کی حسن تدبیر اور اونکی اہلیہ (سٹرہاف) ہندہ کی کرشمہ تدبیر سے جو ناممکن الوصول نقصان پہونچا - وہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کی افسوسناک شہادت ہی - انکے بعد مصعب ابن عمیر ہاشمی کا قتل - حنظلہ ابن الربیع - عمارہ ابن زیاد اور نضر ابن مالک کی خون ناحق ہین - تاریخ کی اس فہرست مصدقہ کو دیکھکر تو ہر شخص سمجھ لے گا کہ ابوسفیان اور بنی امیہ کے نقصانات سی تو بنی عبدالمطلب اور آنحضرت صلعم کے نقصانات و صدمات کا پلہ کہین بھاری ہے -

**حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کی شہادت**

حضرت حمزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے چھوٹے چچا تھے - سن مین تقریباً آنحضرت صلعم کے برابر اور رضاعی بھائی تھے - دونو صاحبون نے ابولہب کی لونڈی ثوبیہ کا دودھ پیا تھا - حضرت حمزہ کچھ دنون تک کتمان ایمان فرماتے تھے - آخر کار ایکدن خانہ کعبہ مین برسرعام اپنے اسلام کا اعلان فرمایا - واقعہ یون ہوا کہ حضرت حمزہؓ کا مذاق خاص سپہ گری اور شکار افگنی تہا - تمام تمام دن شکار کھیلتے تہے - شام کو گھر واپس آتے تہے - پہلے حرم مین جاتے تھے - طواف بجالاتے تہے - رؤسائے قریش حرم مین الگ الگ دنگل جمائے بیٹھتے تھے - حضرت حمزہ سب سے صاحب سلامت کیا کرتے تہے - کبھی کسی کے پاس بیٹھ بھی جاتے تھے - اسطریقہ سے سب سے یارانہ تھا اور سب لوگ انکی قدر و منزلت کرتے تہے - آنحضرت صلعم کے ساتھ مخالفین جس بے رحمی سے پیش آتے تہے وہ انکی نگاہون سے دیکھا نہین جاتا تھا - ایکدن ابوجہل نے روبرو آنحضرت صلعم کے ساتھ گستاخی کی (طمانچہ مارا) - ایک کنیز دیکھ رہی تھی - حضرت حمزہ آئے تو اوس نے تمام ماجرا کہہ سنایا - حضرت حمزہ غصہ سے بیتاب ہو گئے - سیدھے کمان لئے حرم مین چلے آئے اور ابوجہل سے فرمایا - مین مسلمان ہو گیا ہون - یہ کہتے ہوئے اوسکے سر کے قریب آگئے اور اپنی کمان سے اوسکے سر پر ایسی ضرب شدید لگائی کہ اوسکا سر پھٹ گیا اور پھر تاکید کے لحاظ سے فرمایا کہ دیکھ - تو نے جسکو آج مارا ہے مین آج سے اوسکے دین مین داخل ہو گیا -

حضرت حمزہ کی تفصیلات شہادت - بنی امیہ کے اون غلط دعوی کی پوری تردید کرتی ہین جسمین اونھون نے لغو یانہ اور منسوبانہ طور پر بنو عبدالمطلب کے ہاتھون سے بنو امیہ کا مصائب اوٹھانا بیان کیا ہے - جیسا کہ حضرت حمزہؓ کی شہادت کی تفصیلی حالات سی حسب ذیل ثابت ہوتا ہے -

وحشی حضرت حمزہؓ کے قاتل کا خود بیان ہے کہ علاوہ اسکے کہ مکہ مین ہندہ اور میرے درمیان قتل حمزہؓ کے متعلق وعدہ وعید ہو چکے تہی تاہم مکہ سے احد مین آتے وقت رستہ بھر مین جہان جہان مجھے ہندہ سے ملنے کا اتفاق ہوا وہ مجھکو برابر اس امر خاص کا خیال دلاتی جاتی تھی اور تاکید شدید کرتی جاتی تھی - یہان تک کہ روز احد جب سباع غبشانی کو قتل کرکے حضرت حمزہ آگے کی صفون مین بڑھے تو مین آپ کی تاک مین لگا ہوا تھا - اپنا چھوٹا سا نیزہ جسے زبان حبش مین حربہ کہتے ہین پھینک کر مارا وہ آپ کے وسط ناف مین لگا اور پار ہو گیا - حضرت حمزہؓ نے مجھپر اپنی تلوار کا وار کرنا چاہا - لیکن لڑکھڑا کر گر پڑے اور روح پرواز کر گئی

**لاشِ حمزہؓ پر مظالم**

وحشی اسکے آگے بیان کرتا ہے کہ جب حضرت حمزہؓ کا کام تمام ہو گیا - تو مین اونکی لاش سے کچھ دور ہٹ کر کھڑا ہو گیا اور انتظار کرنے لگا کہ جب اپ بالکل ٹھنڈے ہو جائین تو مین سامان لیے اوٹھون - اتنے مین کچھ مسلمان انکی لاش کے پاس آگئے اور اونھون نے اونکی کنیت سے ابو عمارہ کہکر پکارا - لیکن وہ بالکل ختم ہو چکے تھے کچھ نہ بولے - مین دور سے کھڑا دیکھ رہا تھا

پکارنے پر بھی انکے نہ بولنے سے مین سمجھ گیا کہ اب یہ بالکل ٹھنڈے ہو گئے اس اثنا مین لوگ انکی لاش کے پاس سے چلے گئے۔ تو مین پھر پہونچا اور مین نے ناف چیر کر اپنا حربہ نکال لیا اور پھر اوس سے انکی سینہ کو چاک کیا۔ اونکے جگر کو نکالا اور وہ جگر خون آلود لئے ہوے سیدھا ہند کے پاس چلا آیا اور کہنے لگا۔ لے۔ یہ تیرے باپ کے قاتل کا خون جگر آلود ہے۔ ہندہ کی خوشیون کی حد نہ تھی۔

**حضرت حمزہ کی لاش پر ہندہ کے خاص مظالم**

ہندہ نے بڑے شوق سے اوس جگر خونچکان کو ہدیہ کو وحشی کے ہاتھون سے لے لیا اور اوسکے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھا گئی۔ مگر بنی امیہ کی اس کالی مائی سے عبدالمطلب کے لخت جگر کا خون ناحق ہضم نہو سکا۔ فوراً استفراغ ہو گیا اور وہ جگر کے ٹکڑے مونہہ سے باہر نکل آیے۔ اس شریر النفس نے پھر اونکو اوٹھا کر دہو یا اور ہار بنا کر گلے مین پہن لیا۔

**لاش کے ساتھ خاص مظالم**

وحشی کا بیان ہے کہ ان وحشیانہ حرکتون کے بعد ہندہ نے بڑی کشادہ دلی سے اپنا وعدہ پورا کیا اور اس حسن خدمت کے صلے مین ایک جوڑا کپڑا اور اپنے زیور مجھے دیدیے اور مزید وعدہ یہہ کیا کہ مکہ پہونچکر دس ہزار دینار سرخ تجھکو انعام مین دونگی۔ لیکن اب میری آخری تمنا یہہ ہے کہ تو مجھے حمزہ کی لاش پر لے چل تو جو کچھ آرزو دلمین باقی رہگئی ہے وہ بھی نکال لون الغرض مین اوسکو حمزہ کی لاش پر لے آیا اوس بیرحم نے آپ کے مردہ کی ناک کاٹی۔ پھر دونو کان کاٹے اور نہایت احتیاط سے اونکو اپنے ہمراہ مکہ لیتی گئی۔ روضۃ الاحباب ص ۲۸۰

**حضرت حمزہ کی شہادت پر آنحضرت صلعم کا حزن و ملال**

جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت حمزہ کی شہادت سے کتنا نقصان عظیم اور انکی مفارقت سے کیسا صدمہ شدید پہونچا ہوگا جو خاصکر ام بنی امیہ ہندہ کی خاص کرتوت ثابت ہوتی ہے۔ اوسکی تفصیل حسب ذیل ہے خاتمہ جنگ پر شہدائے احد کی تلاش ہوئی۔ سب سے پہلے حضرت حمزہ کی لاش ڈہونڈھی گئی۔ ایک انصاری صحابی تجسس مین بھیجا گیا۔ جب اوسکے آنے مین دیر ہوئی تو آنحضرت صلعم نے حضرت علی کو تلاش کیلئے بھیجا جب یہہ لاش پر پہونچے تو دیکھا وہ عقیدتمند مرد انصاری اوس جسم صد پارہ اور پیکر شگافتہ پر کھڑا رو رہا ہے۔ اپنے عم محترم کی لاش کی یہہ بیحرمتی دیکھکر حضرت علی مرتضیٰ بھی دیر تک اشکبار رہے۔ پھر جناب رسولخدا صلعم کیخدمت مین حاضر ہوکر روداد عرض کی۔ آپ کے بھی حزن و ملال کی کوئی انتہا نہین تھی۔ فوراً اوٹھے اور حضرت حمزہ کی لاش پر تشریف لائے اور دیر تک اشکبار رہے حضرت حمزہ سے آپ کو کمال انس تھا۔ لاش کی بیحرمتی دیکھکر آپنے ارشاد فرمایا۔ مجھے آجتک کسی مقام کے مشاہدے نے ایسا خشم آلود نہین کیا ہے جیسا اس مقام کے منظر نے۔ مصلح قدرت نے فوراً پیام تسکین بھیجا۔

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ۝ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ

اگر تم ایسی ہی سختی کرو جیسی تمہارے ساتھ کی گئی (تو برابر کی ہوجائے گی)۔ لیکن صبر کرلو۔ صبر کرلینا صبر کرنے والون کے لئے بہرحال بہتر ہے۔ صبر کرلو۔ اور تمہارا صبر تو خدا کے لئے ہے۔ اور (ان مصیبتون پر) ملول نہو اور (ناروا) غم والم مین آلودہ نہو۔

آپ نے یہہ حکم الٰہی سنکر فوراً صبر فرما لیا اور ستر بار اپنے عم مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرمائی

**بہن بھائی کی لاش پر**

حضرت صفیہ کو بھائی کی شہادت کی خبر مل چکی تھی۔ بھائی کے درد سے بیچین ہوکر دوڑی چلی آتی تھین۔ زبیر اونکے لڑکے پاس کھڑے تھے۔ حکم دیا کہ ماں کو جاکر راہ مین روک لو۔ بھائی کی لاش کو اس حالت خراب سے دیکھنے کی تاب نلائین گی زبیر ابن العوام دوڑے۔ ماں کو روکنا چاہا۔ لیکن وہ نہ رکین۔ بیٹے سے اتنا کہا کہ مین کچھ بھی نکرون گی۔ صرف بھائی کے آخری دیدار کو دیکھکر چلی آونگی۔ چنانچہ یہہ معظمہ بھائی کی لاش پر آئین۔ اور جو کہا تھا وہی کیا۔ بھائی کی لاش صد چاک کو دیکھا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھکر ہٹ آئین۔ ہٹنا تھا کہ غم والم اور صدمہ و ملال کا آسمان ٹوٹ پڑا۔ ڈھارین مار مار کر رونے لگین اور اونکے ساتھ جناب سیدہ اور دیگر خواتین ہاشمیہ ملکر فریاد وزاری کرنے لگین۔ جناب رسولخدا صلعم سے بھی ضبط نہو سکا۔ اوس نوحہ خوان گروہ نسوان کی طرف مخاطب ہوئے اور حضرت

صفیہ سے خطاب کر کے صدا ہے غم آلود کے ساتھ ارشاد فرمایا

یا عمتی لن اصابک بمثلک ھذا — اے عمہ آپ سے بڑھکر کوئی دوسرا مصیبت زدہ نہوگا

افسوس کہ مسلمان ساٹھ ہی برس مین رسول اللہ صلعم کے اس تعلیم کے ہوے آداب تعزیت اور مقتضیات اخلاق و ہمدردی کو بھول گیے۔ میدان کربلا مین فوج قریش سے کہین زیادہ مسلمانون کی جمعیت موجود تھی مگر اتنی کثیر تعداد مین کسی فرد واحد کو اتنی توفیق نہوئی کہ نور دیدہ مصطفیٰ جگر گوشہ فاطمہ زہرا۔ حضرت زینب کو اپنے مجروح و مقتول بھائی کی لاش صد پارہ پر آنے سے روک لیتا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اسکے بعد جناب رسولخدا صلعم نے ادن مخدرات علیا سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ اے صفیہؓ۔ اے فاطمہؑ۔ بشارت ہو کہ جبرئیل نے اکر مجھی یہہ مژدہ سنایا ہے کہ ملا ٔ اعلےٰ نے حمزہؓ کو۔ اسد اللہ و اسد رسولہ کے لقب خاص سے مشہور و مرقوم کیا ہے

**مصعب ابن عمیر ہاشمی کی شہادت**

مصعب ابن عمیر ابن عبد مناف ابن ہاشم ابتدا مین نہایت خوشحال و مالدار تھے اور نہایت عیش و آرام سے رہتے تھے کہ دو دو غلام انکی سواری جلوس کے ساتھ نکلا کرتی تھی۔ جسم پر ہمیشہ قیمتی لباس ہوا کرتا تھا کبھی کسی نے انھین معمولی لباس مین نہین دیکھا۔ لیکن جب اسلام سے مشرف ہوے تو ان تمام ظاہری اور فانی نمائشات کی حقیقت معلوم ہوگئی۔ پھر تو انکی یہ حالت ہوگئی کہ جب مدینہ مین خدمت تبلیغ پر مامور ہوکر آیے تو تمام گلیون اور کوچون مین صرف کمل کا ایک ٹکڑا کمر سے لپیٹے اور دوسرا گلے مین ڈالے ہوئے دین خدا کی منادی کیا کرتے تھے۔ اسلام مین زاہد صلی اور مجاہد حقیقی کی یہی شان ہے۔ عقبہ ثانیہ مین انصار مدینہ کی درخواست پر کہ اونکو ایک معلم اسلام کی سخت ضرورت ہے۔ مصعب ابن عمیر کو مقرر فرما کر آنحضرت صلعم نے اونکی ہمراہ کر دیا۔ انکی خدمات کی تفصیل ہم اسوۃ الرسولؐ جلد دوم ص ۲۸۷ مین لکھہ چکے ہین۔ اونکو اعادہ کی ضرورت نہین۔ اتنا مختصراً لکھدینا کافی ہوگا کہ یہہ مصعب ابن عمیر ہی کی حسن تدبیر تھی کہ مدینہ کے تمام بڑے بڑے انصار کے قبیلے مثل۔ بنی ظفر اور بنی عبد الاشہل وغیرہم کے نہایت آسانی سے دائرۂ اسلام مین داخل ہوگئے۔

اکثر مورخین و محدثین کے قول کے مطابق جنگ احد مین علمدار تھے۔ آغاز سے خاتمہ جنگ تک بیہ غنیم سے مقابلہ و مقاتلہ مین اپنی شجاعت و دلیری اور ہمت و جرات کی لاجواب مثالین قائم کر رہے تھے۔ کفار کی صفون کو درہم و برہم کر کے قلب لشکر مین دور تک بڑھ گیئے تھے۔ وقت برابر ہو چکا تھا۔ ابن قمیئہ کی زد پر آگیے۔ زخم کھا گیے اور شرف شہادت پا گیے۔ آنحضرت صلعم سے بہت مشابہ تھے۔ ابن قمیئہ نے مصعب کو رسول اللہ سمجھکر شہادت رسولؐ کی غلط افواہ مشہور کر دی۔ جناب رسولخدا صلعم انکی خبر شہادت سنکر سخت محزون و ملول ہوے اور آدمی کو بھیجکر حضرت علی مرتضیٰ سے کہلا بھیجا کہ لشکر کا علم لیکر آگے بڑھین۔ ابن ہشام ج ۲ ص ۸۱

حضرت حمزہؓ کے دفن سے فراغت پاکر آنحضرت صلعم انکی تکفین و تدفین مین معروف ہوے۔ مصعب ابن عمیر مرحوم طویل القامت تھے اتفاق سے کفن کی چادر چھوٹی تھی۔ سر چھپایا جاتا تھا تو پاؤن کھلے رہتے تھے اور پاؤن چھپایے جاتے تھے تو سر کھلا رہتا تھا۔ بالآخر سر سے چادر ڈالدی گئی۔ پاؤن کھلے رہگیے۔ اونکو گھاس سے پوشیدہ کر دیا گیا رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً۔

**حنظلہ ابن سعد الربیع کی شہادت**

سعد ابن الربیع جوانان انصار مین تھے۔ اسلام کے جان نثار۔ کامل تھے اور وفادار خالص۔ جنگ احد مین آغاز سے لیکر انجام تک شرط وفاداری اور فرض جان نثاری پر قائم رہکر فائز بشہادت ہوے اور اس قیامت خیز ہنگامہ مین کسی کو بھی انکی شہادت کی خبر معلوم ہوئی اور نہ یہہ معلوم ہو سکا کہ انکا قاتل کون تھا۔ میدان جنگ سے دشمنون کے چلے جانیکے بعد جب شہدا ے احد کی تلاش ہوئی تو یہہ بھی ڈھونڈھے گیے۔ تو ایک مرد انصار کو یہہ جانباز اسلام دم توڑتا ہوا ملا (پ) اور ابن ہشام اس عقیدت مند اور خالص وفادار کی آخری تقریر ان الفاظ مین تحریر کرتے ہین۔

وہ بزرگ انصاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے انہیں کشتوں میں پڑا ہوا پایا۔ اسوقت تک انہیں میں جان باقی تھی میں نے پکار کر کہا کہ اے سعد۔ مجھے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلئے بھیجا ہے کہ تمہیں تلاش کروں کہ تم زندوں میں یا مردوں میں۔ سعد بولے میں تو مردوں میں ہوں لیکن مہربانی فرماکر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر میرا سلام کہنا اور عرض کرنا کہ خدا تعالے آپ کو جزائے خیر دے۔ جو کسی نبی کو اوسکی امت کیطرف سے دی گئی ہو اور قوم کے لوگوں کو بھی میری طرف سے سلام کہنا اور کہدینا کہ سعد کہہ گیا ہے کہ جبتک تم لوگوں میں ایک آنکھ بھی جھپکنے والی باقی ہے اسوقت تک اگر دشمن نبی صلعم کے قریب پہونچ گیا تو خدا کے حضور میں کیا عذر پیش کروگے۔

**عمارۃ ابن زیاد کی شہادت** یہ وفادار انصاری آغاز جنگ سے خاتمہ تک قائم فی الجہاد رہا۔ اور آخر کار فائز بشہادت ہوا اسکی شہادت کی خبر پہونچی تو جناب رسول خدا صلعم نے شفقت خاص سے اسکی لاش حضور میں اوٹھوا منگائی۔ جب لوگ انکی لاش اوٹھالائے تو فرمایا قریب لاؤ جب قریب لائے تو ارشاد ہوا اور قریب لاؤ یہانتک کہ انکی لاش آپ کے قدموں سے بالکل مل گئی اور وہ اپنے رخسار قدم رسول صلعم پر رکھکر جان بحق تسلیم ہو گیا۔ رحمۃ اللہ علیہ طبری ۳۰۳

**انس بن نضر کی شہادت** انس ابن مالک خادم رسول اللہ صلعم کے چچا انس بن نضر اپنے گروہ منہزمین اسلام کو جنگ کفار پر غیرت دلاکر۔ فوج کفار کی گھنی صفوں میں نہایت شوکت وشان سے کود پڑے اور لڑتے لڑتے فائز بشہادت ہوئے۔ کفار نے انکو تلواروں سے اتنا چور کردیا تھا کہ لاشوں کے جانچنے کی وقت انکی لاش کو کوئی نہ پہچان سکا۔ بالآخر انکی مصیبت نصیب بہن نے ہاتھ کی انگوٹھی سے پہچانا۔

## جنگ خندق یا احزاب

جنگ احد کے بعد ہی اگرچہ کفار قریش کے مع سامان ابوسفیان کے ارادے پست اور ہمت شکست ہوچکی تھی اسلام یا بنی ہاشم وبنی عبد المطلب کی تنہا ئی ابدا سے تاب مقاومت باقی نہیں تھی۔ لیکن اس غیرتدار سپہ سالار لشکر کفار نے۔ مرتا کیا نکرتا۔ کے قول کے مطابق ایک حرکت مذبوحی دکھلاکر اپنی آخری قسمت آزمائی کرنی بدر واحد کے گذشتہ معرکوں کے بعد۔ جنگ خندق یا جنگ احزاب بنی امیہ یا قریش مکہ کی آخری جنگ تھی اسی جنگ میں ابوسفیان۔ عمر عبد ود سے پہلوان۔ عرب کو رستم دستان کو چڑھا لائے تھے مگر نتیجہ میں سوائے محرومی وناکامی کے کچھ نصیب نہوا اور پھر حضرت علی مرتضیٰ کی ذو الفقار نے ابوسفیان کے رستم دستان کو میدان قتال میں پر زوال کیطرح پامال کردیا۔ تفصیل جنگ منظور نہیں۔ موضوع بحث سے مقصود ہے۔ اس جنگ میں بھی ابوسفیان کا خس بھر بھی نقصان نہیں ہوا بنی امیہ کے کسی فرد واحد کے خراش بھی نہیں آئی جسکے لئے یہ اپنے مقابل بنی ہاشم وبنی عبد المطلب کو درگذر کرتے بلکہ آپ کے مفسدانہ اور مخالفانہ بندوبست اور انقطاع رسد رسانی کے انتظام سے کامل مہینہ بھر تک مدینہ اور مدینہ والوں پر عموماً اور جناب رسول خدا صلعم پر خصوصاً۔ بھوک پیاس۔ لشکر کی فاقہ کشی اور عالمگیر قحط سے جو مصیبتیں اور دشواریاں اسلام کے معاملات میں واقع ہوئیں وہ آنحضرت صلعم کے نقصانات کو پورے طور سے ثابت کرتی ہیں اور پھر انھیں مصائب کے ساتھ سعد ابن معاذ کے ایسے جان نثار اور وفادار کی شہادت ومفارقت آپ کے قلبی صدمات کے ثبوت میں موجود ہے۔ جب اس جنگ میں بنی امیہ کا کوئی نقصان جان ومال بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کے ہاتھ سے ثابت نہیں تو درگذر اور عفو واحسان کا اظہار محض لغو اور بیکار ہے۔

**سعد ابن معاذ کی شہادت** سعد ابن معاذ رئیس انصار اور اسلام کے جان نثار تھے۔ انکی شہادت کی تفصیلی کیفیت یہ ہے۔ حضرت عائشہ سے منقول ہے کہ خندق کے روز جس قلعہ میں ہم پناہ گزین تھے اوس میں سعد بن معاذ کی ماں بھی تھیں حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ میں قلعہ کے باہر نکل کر پھر رہی تھی پیچھے سے پاؤں کی آہٹ معلوم ہوئی مڑکر دیکھا کہ سعد ہاتھ میں حربہ لئے ہوئے جوش کی حالت میں بڑی تیزی سے بڑھے جاتے ہیں اور یہ شعر زبان پر ہے جسکا ترجمہ یہ ہے ذرا ٹھہر جا لڑائی میں ایک اور شخص پہونچ جائے وقت جب آگیا تو موت سے ڈر کیا ہے۔ سعد کی ماں نے سنا تو کہا بیٹا۔ دوڑ کے جا۔ تو نے دیر لگادی سعد کی زرہ اتنی چھوٹی تھی کہ انکے دونوں ہاتھ باہر تھے حضرت عائشہ نے سعد کی ماں سے کہا کاش سعد کی زرہ ذرا اور بڑی ہوتی اتفاق کہ ابن العرقہ نے تاک کر کھلے ہاتھ پر تیر مارا کہ اکحل کی رگ کھل گئی رفیدہ ایک خاتون تھیں جو اپنے پاس دوا بھی رکھتی تھیں اور زخم مرہم پٹی بھی کرتی تھیں انکا خیمہ مسجد رسول میں خندق کے غزوہ کے بعد کھڑا کردیا گیا تھا اور یہ سعد کا علاج کرنے لگیں آنحضرت صلعم نے خود دست مبارک سے مشقص لیکر داغا پھر ورم آگیا۔ دوبارہ پھر داغا فائدہ یہ ہوا بنی قریظہ کے بعد یہ زخم کھل گیا اور اسی صدمے سے وفات پائی۔ سیرۃ النبی جلد اول ۴۱۱

ہم نے پوری تفصیل سے اون تمام معارکہائے جنگ کے تفصیلی حالات لکھدئے جو بنی امیہ کیطرف سے بالکل جارحانہ اور مخالفانہ طور پر بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب پر کئے گئے تھے لیکن انمیں سے کسی ایک جنگ میں بھی یہ امر ثابت نہیں ہوتا کہ بنی امیہ کو بنی عبد المطلب کے مقابلہ میں سخت سے سخت نقصانات اٹھانے ہوئے۔ بلکہ اسکے خلاف بنی عبد المطلب کو بنی امیہ کے ہاتھوں ہر معرکہ میں ناقابل تلافی مصائب اٹھانے پڑے۔ اسکے علاوہ تمام تاریخ وسیر کی اسلامی کتابیں کیا بلکہ مخالفین اسلام کی تالیفات تک اس امر کا اعتراف کرتی ہیں کہ بنی امیہ کی تمام لڑائیاں جارحانہ تھیں۔ اور بنی ہاشم وبنی عبد المطلب کے تمام جہاد مدافعانہ تھے اور خاص الخاص اصول حفاظت خود اختیاری پر مبنی تھے اس بنا پر جب بنی ہاشم کیطرف سے کسی جنگ میں نہ سبقت ثابت ہوتی ہے اور نہ شدت تو پھر درگذر کس زیادتی سے کی گئی اور معافی کس جرم کی دی گئی ہم عنوان بحث میں لکھ چکے ہیں کہ مروان کی یہ منطق معکوسی معلوم ہوتی ہے حقیقت حال اسکے خلاف ہے۔ مروان اور جملہ بنی امیہ کے دعووں کے خلاف بنی ہاشمیوں کی درگذر۔ عفو جرائم رعایت واشفاق خاص جو حاکم بنی امیہ کے ساتھ ملحوظ رکھے گئے ثابت ہوتے ہیں جنکو ہم انشاء اللہ آخر بحث میں پوری تفصیل سے قلمبند کرینگے۔ اسلئے کہ ہم کو اپنے موجودہ سلسلہ کلام میں کوئی بے ترتیبی پیدا کرنا پسند نہیں مروان یا بنی امیہ کا یہ دعوے کہ ہم نے اون پر یعنی بنی ہاشم پر حملہ کیا ہم اون پر غالب رہے ہم اون سے لڑے اور اون پر فتح پاکر اونکے مالک ہوگئے اور اب ہمکو اختیار ہے چاہیں اونکو معاف کردیں چاہے اون پر سختی کریں اونکی نخوت وانانیت کے مظاہرات ہیں اور واقعات کے اعتبار سے یہ بھی خالی لن ترانیاں ہیں اور حقیقت حال انکے خلاف ہے بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کے مایۂ ناز حضرت حمزہ پر قابو پاکر جو جاہلانہ اور وحشیانہ سلوک اونکے مردے کے ساتھ عمل میں لائے گئے اور جس حیوانانہ اور خونخوار آنہ طریقہ سے اونکی لاش کی بیحرمتی کیگئی وہ ابھی ابھی تفصیل سے قلمبند ہوچکی ہے صرف ایک یہی واقعہ دعوی مروان کی تکذیب وتردید کیلئے کافی ہے۔ واقعات تو یہ بتلاتے ہیں کہ بنی ہاشم اور اونکے متعلقین قابو پاکر کبھی درگذر نہیں کیگئی بلکہ سخت سے سخت آزار پہونچائے گئے اور شدید سے شدید تکلیف واذیت پہونچائی گئی ہم اسکے ثبوت میں مشاہدات تاریخی عنقریب پیش کرینگے۔

**جواز کہاں؟ جنگ میں محاسن بنی ہاشم اور مظالم بنی امیہ کا فیصلہ** پہلے یہ ذہن نشین کرنا چاہیے کہ قریش کے تمام مظالم مرکز بنی امیہ تھی اسلئے

بنی ہاشمیون کے ساتھ قریش کو کوئی خاندانی منافرت اور مخالفت نہین تھی اور نہ عرب کی کسی تاریخ قدیم سے اسکا پتا ملتا ہے۔ مخالفت و منافرت کی ابتدا امیہ اور ہاشم کے زمانہ سے شروع ہوئی اور پھر اوسوقت سے لیکر دو صدی ہجری کے خاتمہ تک قائم رہی۔

ظہور اسلام کے وقت حسب قرارداد مولوی شبلی صاحب تمام قریش کی کمان بنی امیہ کے زیر کمان تھی اور حرب ابن امیہ اور اونکے بعد اونکے بیٹے ابوسفیان ابن حرب قریش کے امیر ـ سردار اور سپہ سالار اعظم تھے ـ اس بنا پر قریش کے مظالم بنی امیہ کے مظالم تھے اور بنی امیہ کے مظالم قریش کے مظالم ہم اپنے اس بیان کے ثبوت مین اسلامی مہاجرین کے چند مصائب لکھتے ہین اور بنی ہاشم اور اونکے متعلقین و معتقدین پر بنی امیہ اور قریشیون کا قابو پاجانیکے بعد درگذر کی حقیقت دکھلاتے ہین۔

**حضرت ام سلمہ کو مصائب**

حضرت ام سلمہ کہتی ہین کہ میرے شوہر ابوسلمہ نے ہجرت کا ارادہ کیا ـ مجھے اونٹ پر بٹھایا ـ میری گود مین میرا بچہ سلمہ تھا جب ہم چلے تو بنی مغیرہ نے آکر ابوسلمہ کو گھیر لیا اور کہا تو جاسکتا ہے ـ مگر ہماری لڑکی کو نہین لیجا سکتا ـ اب بنو اسد بھی آگئے ـ اونھون نے کہا ابوسلمہ ـ تو جاسکتا ہے ـ مگر ہمارے لڑکے کو نہین لیجا سکتا ـ غرض اونھون نے ابوسلمہ سے اونٹ کی مہار لیکر اونٹ کو بٹھادیا ـ بنو اسد تو بچہ کو ماں کی گود سے چھین کر لیگئے اور بنو مغیرہ ام سلمہ کو لے آئے ـ ابوسلمہ جو ہجرت کو دین کیلئے فرض سمجھتے تھے عورت اور بچہ کو چھوڑ کر مدینہ چلے گئے ـ ام سلمہ روز شام کو اوس جگہہ پہونچ جاتین جہان وہ بچہ اور شوہر سے الگ کی گئی تھین گھنٹون رو دھو کر واپس آتین ایک سال تک اسی طرح روتے دھوتے سر پیٹتے چلاتے گذر گیا ـ حضرت ام سلمہ کے چچازاد بھائی کو اسکی خبر لگی ـ وہ آئے اور دونو قبائل کو سمجھا بجھا کر حضرت ام سلمہ کو بچہ کے ساتھ شوہر کے پاس بھیجدیا۔

**حضرت زینب بنت رسول پر مظالم**

جنگ بدر کے بعد جب ابوالعاص زینب فدیہ دیکر رہا ہوئے تو مکہ آئے اور اپنی بی بی (حضرت زینب) کو جناب رسول اللہ صلعم کے پاس مدینہ بھیجدیا ـ قریش کو اسکی خبر لگی ـ زینب کی سواری روک دی ـ زینب حمل سے تھین ـ ہبار ابن الاسود جو متعلقین بنی امیہ مین سے تہا ـ انکی سواری پر اس زور سے نیزہ مارا کہ اوسکی تکان کے صدمہ سے زینب کا حمل ساقط ہوگیا ـ لیکن یہ غریب اوسی حالت مصیبت مین ظالمین قریش و بنی امیہ سے بچکر کسیطرح مدینہ پہونچگئین ـ جناب رسول خدا صلعم نے ہبار کا خون ہدر فرما دیا تھا یعنی حلال کردیا تہا ـ جسکو ملے وہ اوسے مار ڈالے

**خبیب ابن عدی اور زید بن الدثنہ کی شہادت**

خبیب ابن عدی اور زید بن الدثنہ آنحضرت صلعم کے دو مبلغین کو قریش کے دو مہمان کش میزبان گرفتار کرکے مکہ لے آئے ـ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو اسوۃ الرسول جلد دوم ص ۵۰۵ ـ خبیب کو حارث ابن عامر کے بیٹون نے خرید لیا اس لئے کہ خبیب نے جنگ احد مین اونکے باپ حارث ابن عامر کو قتل کیا تہا ـ زید بن الدثنہ کو صفوان بن امیہ نے قتل کی نیت سے خرید لیا ـ پہلے ہم خبیب کی دہشتناک سرگذشت لکھتے ہین۔

حارث ابن عامر کے بیٹون نے خبیب کے قتل کئے جانیکے بڑے انتظام کئے اسی لئے فراہمی سامان اور درستی انتظام تک اونکو اپنے گھر ہی مین قید رکھا ـ انکو قید خانہ مین چند روز گذرے تھے کہ ایکدن بنت حارث کی نواسی کو گود مین لئے ہوئے گھر کے غلامون کی طرح کھلا رہے تھے ـ اتفاق وقت سے اونکے ہاتھ مین اوسوقت ایک چھوٹی سی چھری تھی ـ لڑکی کی ماں اتفاقا اودہر سے آنکلی ـ انکی گود مین لڑکی ـ ہاتھ مین چھری دیکھکر خوف و اضطراب کے عالم مین زرد ہوگئی ـ خبیب اوسکے چہرے سے اوسکے محسوسات قلبی کو پہچان گئے ـ فوراً کہنے لگے ـ تم خاطر جمع رکھو مسلمان ایسے بیدرد نہین ہین کہ معصوم کو بیگناہ قتل کرڈالین ـ یہ شیدایان اسلام کا کام نہین ہے بلکہ خونخوار بنی ہاشم کا ـ لڑکی کی ماں کو قدرے اطمینان ہوا تو اوس نے لڑکی کو فوراً انکی گود سے لے لیا

پھر انکی باتوں کو حیلۃ الوقتی پر محمول سمجھکر اپنے بھائیوں سے سارا واقعہ بیان کردیا - وہ بھی باپ کی قاتل ہونیکی وجہ سے ڈر گئے -

**خبیب کا ہولناک قتل**

خبیب کو کچھ چھری سے نہیں بلکہ حدود مکہ سے باہر لیجا کر مقام تنعیم میں قید کردیا - دو چار روز کے بعد تمام عمائد اور اکابر قریش کو اور نیز دیگر قبائل اور ممتاز لوگوں کو دعوت دی گئی اور قتل خبیب کی نوید تقریب بھیجی گئی - بڑی مسرت سے سب موقع پر حاضر ہوے جنمین قریش کے میرسامان ابوسفیان اور اونکے فرزند بلندنشان معویہ جناب بھی خصوصیت کیساتھ حاضر تھے - یہ سب کے سب خبیب غریب کی زیر صلیب تماشہ دیکھنے کے لئے اکٹھا ہتو - صفیر مرحوم سے

تیغ وہ کھینچے ہوے ہیں اپنے بیگانے ہیں جمع
معرکہ میں آج میرا امتحان ہونیکو ہے

خبیب کیلئے پہلے ہی سے سولی تیار ہوچکی تھی - جب یہ سولی کے پاس لائے گئے تو خبیب نے بڑے استقلال و پائداری سے کہا کہ ہمیں صرف دو رکعت نماز پڑھ لینے دو - اجازت ملی - انھوں نماز پڑھ لی - نماز پڑھ چکے تو کہا جی تو چاہتا تھا کہ نماز آخر بجمیع خاطر کے ساتھ بڑی پڑھی جائے لیکن مجھے صرف یہ خیال آیا کہ تملوگ سمجھو گے کہ موت کے خوف سے ڈرتا ہے اسلئے نماز میں دیر کرتا ہے - یہ کہکر بکمال استقلال سولی پر چڑھ گئے اور یہ اشعار پڑھنے لگے

۱ لقد جمع الاحزاب والبوآء
دینوہ دارینوہ لوگ میرے گرداگرد جمع ہوگئے ہیں

قبائلهم واستجمعوا كل مجمع
اور ادھوں نے بڑی بڑی جماعتوں کو بلالیا ہے

۲ وکلهم مبدی العداوة جاهدا
سب کے سب میرے دشمن اور عداوت کا اظہار کرنیوالے ہیں

علی لانی فی وثاق بمضيع
اور میں اس (دار) ہلاکت میں بندھا ہوا ہوں

۳ وقد جمعوا ابناءهم ونساءهم
عتبیلوں نے اپنی بچوں اور عورتوں کو بھی بلالیا ہے

وقربت من جذع طويل ممتنع
اور مجھے ایک طویل اور مضبوط لکڑی میں باندھ رکھا ہے

۴ وقد خیروني الكفر والموت
اونھوں نے کہدیا ہے کہ کفر اختیار کرنے سے آزادی مل سکتی ہے

وقد هملت عيناى من غير مجزع
اس سے تو موت آسان تر ہے اسلئے میری آنکھیں نم نہیں

۵ فلست بمبد للعدو تخشعا
میں دشمن سے عاجزی نکروں گا اور نہ چلاؤں گا

ولا جزعا انی الی الله مرجعی
اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ میں خدا کیطرف جاتا ہوں

۶ ومالی حذار الموت انی لمیت
موت سے مجھے ڈر نہیں ہے اسلئے کہ میں تو مرجاؤں گا

ولكن حذاری جحم نار ملفع
لیکن میں لپیٹنے والی آگ سے ڈرتا ہوں

۷ العرش صبرنی علی ما یراد بی
اس عرش کے مالک نے مجھسے کچھ خدمت لینی چاہی ہے

فقد بضعوا لحمی وقد باس مطمعی
صبر کرنیکو کہا ہے اب انھوں نے ذرہ ذرہ کردیا ہے میرا گوشت کو ڈالا ہے اور میری

۸ الی الله اشکو غربتی ثم کربتی
میں اپنی بیکسی و بیوطنی کی فریاد اور دشمنوں کی

وما ارصد الاحزاب لی عند مصرعی
آرزوں کے مالہ و فریاد جو میری جان لینے کے بعد ہیں ہیں خدا کیطرف کو ہو

۹ فوالله ما ارجو اذا مت مسلما
بخدا جب میں اسلام پر جان دے رہا ہوں

علی ای جنب کان فی الله مصرعی
تو یہ پرواہ نہیں کرتا کہ کس پہلو پر گر کر جان دیتا ہوں

| | |
|---|---|
| وذلک فی ذات الالٰہ وان یشآء<br>خدا کی ذات سے امید لگی ہے اگر وہ چاہے | یبارک علی اوصال شلو ممزع<br>تو میرے پارہ ہاے گوشت کو برکت عطا فرما |

خبیب مرحوم کے ان دردبھرے اشعار مین چند شعر تشریح طلب ہین - اسلیئے ناظرین کی واقفیت کیلیئے اونکی شرح کردینا مفید ہوگا -

ساتوین شعر مین اس مرنیوالے مبلغ اسلامی نے کفار قریش کے مظالم کی تصریح کرتے ہوے یہ بتلایا ہے کہ انہون نے زدوکوب کر کے میرا تمام گوشت کوٹ ڈالا ہے - واقعہ یہ ہے کہ سولی دینے سے پہلے کفار قریش نے انکو ڈنڈون اور کوڑون سے خوب مارا تھا - یہ اسی کیطرف اشارہ ہے

پھر نوین شعر مین جو یہ فرمایا ہے کہ جب مین اسلام پر جان دے رہا ہون تو مین یہ پروا نہین کرتا کہ کس پہلو پر گر کر جان دونگا حقیقت یہ ہے کہ انکے واقعات شہادت مین جیسا کہ تاریخ وسیر کی کتابین ثابت کر رہی ہین کہ خبیب سولی پر چڑھا کر فوراً قتل نہین کر دیئے گئے - بلکہ تختہ پر انکو بٹھلا کر ہر شخص نے اپنا نیزہ اوٹھالیا - اور اونکی خونین نوکین چارون طرف سے انکے جسم مین اسطرح چبھونے لگے کہ یہ جدھر پھرتے تھے اوسیطرف نیزون کی نوکین انکے بدن مین چبھو دی جاتی تھین - جیسا کہ بہت جلد ہمارے سلسلہ بیان سے ظاہر ہوگا -

بہرحال ان اشعار کو پڑھکر اس اہل وفا اور کامل الولا نے بارگاہ خدا مین ہاتھ اوٹھا کر یہ دعا کی -

| | |
|---|---|
| اللّٰھم بلّغنا رسالۃ رسولک فبلّغہ ما تصنع بنا | پروردگار ہم نے تیرے رسول کی رسالت ادا کر دی تو اپنے رسول کو ہمارے حال سے آگاہ کر دے |

دعا کے بعد یہ فدائی اسلام سولی پر کھڑا رہا - چالیس جوان نیزہ دار نیزہ کی نوکون سے انکے بدن کو کونچنے لگے اونکی ہر ضرب پر انکا جسم ادہر سے اودہر ہوجاتا تہا - لیکن یہ کامل الایمان ہربار اپنا مونہہ کعبہ کی طرف پھیر کر فرماتا تھا -

| | |
|---|---|
| الحمد للّٰہ الذی جعل وجھی نحو القبلۃ التی رضی لنفسہ ولنبیہ وللمومنین | اوس خدا کا شکر ہے جس نے میرا مونہہ کو قبلہ کیطرف پھیر دیا اور مین اپنی ذات سے اپنے نبی سے اور مومنین سے راضی ہوتا ہون |

اس اثنا مین ایک بیدردنے ایسا نیزہ مارا کہ پشت سے پار ہوگیا اور مظلوم خبیب اقرار توحید و رسالت کرتے ہوے شہید ہوگئے رضی اللّٰہ تعالےٰ عنہ

**ابوسفیان اور معویہ تماشائیون مین تھے**

قرینہ غالب ہے کہ بنی امیہ کے طلیق اللسان اسپیکر مروان الحکم خود بھی اس خونین منظر مین شریک ہونگے اور اگر اپنی بدقسمتی سے وہ اس خون ناحق کے موقع پر ظالمون کو مدد دینے کیلیئے موجود نہ تھے تو اونکے دگرگون ہونیوالے بزرگ بنی امیہ ابوسفیان اور معویہ - خود آمدہ اند و صاحبزادگان را ہم آوردہ اند - کی پوری مثال بنکر موقع پر ضرور حاضر تھے - مگر نہ معلوم کہ اوس وقت درگذر کرنیوالی فطرت اور جرم و خطا کی بھولجانیوالی آپ کی عادت کہان چلی گئی تھی کہ یہ دونو باپ بیٹے ان خونخوارانہ مظالم کو اپنی دونو آنکھون سے دیکھتے رہے اور ہون یا چون نکر سکے -

محدثین کا اتفاق ہے کہ اوسیوقت سے یہ دستور ہوگیا کہ قاتل سے مقتول دو رکعت نماز کی اجازت لیکر نماز پڑھ لیتا ہے تو قتل کیا جاتا ہے

**خبیب کے خون ناحق سے عام خوف**

اس امر پر بھی تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ خبیب ابن عدی کے مرقومہ بالا اشعار و دعا نے حاضرین مقتل کے قلوب پر ایسا پر ہیبت اثر پہنچایا تہا کہ وہ سب کے سب حواس باختہ ہوگئے تھے - چنانچہ ہم ان چند تماشائیون کے خوف و دہشت اور اثرات و جذبات ذیل مین تاریخ روضۃ الاحباب کے ترجمہ سے نقل کرتے ہین

معویہ ابن ابوسفیان کا بیان ہے کہ مین اس واقعہ مین موجود تہا اور ابوسفیان نے مجھے خبیب کی دعا کی ہیبت و خوف سے اوندھا زمین پر لٹا دیا تھا - کیونکہ عرب مین یہ دستور قائم تھا کہ اگر کوئی شخص کسی کے حق مین دعاے بد کرے تو جس پر دعاے بد کیجائے

اور وہ بلعمس اوندھا زمین پر لیٹ جاتیے تو دعا کا اثر جاتا رہتا ہے۔ دیکھیے بزرگان بنی امیہ کس مزے سے تماشہ دیکھ رہے ہیں اور درگذر کیسی مسلمانی سوختا تمسکر دئیے جاتیکا بھی حکم نہیں دیتے۔ حقیقتاً اسلام کشی میں انلوگون کو مزہ آتا تھا۔

خویلطب بن العزی کہتے ہیں کہ خبیب کی ہیبت دعا سے میں نے اپنے کانون میں انگلیاں دے رکھی تھین۔ وہان سے مارے خوف کے بھاگ آیا تھا۔

حکیم بن حزام کہتے ہین کہ مین اونکی دعا کی ہیبت سے بھاگ کر ایک درخت کے پیچھے چھپ گیا۔

حضرت عمر کے زمانہ مین سعید ابن عامر (قاتل خبیب) امیر حمص تھے۔ اونکو کبھی کبھی بیہوشی بھی ہو جایا کرتی تھی۔ ایکبار حضرت عمر نے ان سے پوچھا کیا تمہین جنون و بیہوشی کی بیماری ہے۔ اوںھون نے کہا نہ مجھے جنون ہے اور نہ بیہوشی کا مرض ہے۔ بات یہ ہے کہ مین قتل خبیب کے موقع پر حاضر تھا۔ جب مین اوس خوفناک منظر کو یاد کرتا ہون تو بیخود ہو جایا کرتا ہون روضتہ الاحباب و رحمتہ العالمین ص ۱۱۳

**زید بن الدثنہ کی شہادت**

خبیب کے بعد اب زید بن الدثنہ کی آخری سرگذشت بھی ملاحظہ ہو

زید بن الدثنہ کا قتل بھی تماشہ کی غرض سے منظر عام مین بڑی طیاریون کے ساتھ حل مین لایا گیا۔ حاضرین مین ابو سفیان بھی تھے۔ جب یہ اجل نصیب ملوار کے نیچے بیٹھ چکا تو ابو سفیان فخریہ زید سے پوچھنے لگے۔ کہو زید۔ اگر اسوقت تمہاری جگہ محمد (صلعم) ہوتے تو کیا تم اسکو اپنی بہت بڑی خوش قسمتی نہین سمجھتے۔ یہ کامل الایمان بول اوٹھا۔ برب کعبہ مین تو اپنی جان کو اسکے برابر بھی عزیز نہین رکھتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤن مین کانٹا بھی چبھ جاے۔

ان غریب کی قتل مین بھی ذلت کا ایک خاص شعبہ لگا دیا گیا وہ یہ کہ کسی قریش نے انکی گردن نہین ماری۔ بلکہ صفوان بن امیہ نے اپنے غلام نسطاس کو حکم دیا اور اوس بدیدہ نے انکا سر قلم کر دیا۔ رحمتہ اللہ علیہ رحمتہ واسعہ

**بنی امیہ کے مظالم**

ہم نے ضرورت سے زاید ایسے واقعات لکھکر پیش کر دئیے ہین جنسے کامل طور پر ثابت ہوتا ہے کہ بنی امیہ اور اونکے زیر فرمان کفار قریش نے بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب اور اونکے متبعین و معتقدین پر قابو پاکر کبھی کوئی درگذر نہین کی۔ اونکے ساتھ انصاف و ہمدردی کیے کوئی سلوک قائم نہین رکھتے۔ بلکہ بخلاف اسکے اونکو سخت سے سخت اذیتین پہونچائین۔ اون پر شدید سے شدید مظالم کئے۔ اونکو وحشیانہ طور پر قتل کیا۔ پانی کیطرح اونکے خون بہاے۔ قزاقانہ طور سے دن دہاڑے اونکے مال و جائداد کو لوٹ کر خاک سیاہ کر ڈالا۔

**بنی ہاشم کے احسان**

بنی امیہ اور ابو سفیان کے ان مظالم و مفاسد کے خلاف بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کے راس الرئیس جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ جنکے یہ ہمیشہ در پئے آزار۔ دشمن جان اور خون کے پیاسے رہے۔ ان پر کافی قابو۔ کامل فتح اور پورا اختیار پاکر انکے ساتھ کیسی مراعات اور احسانات قائم رکھے اور کس مہربانی اور کشادہ پیشانی سے اون تمام ناقابل معافی جرائم کو ایک ایک کر کے معاف کر دیا جو اون سے اسلام کی مخالفت اور بانی اسلام کی عداوت مین پیش آئے تھے اگر چہ ظہور اسلام سے پہلے۔ بنی ہاشم و بنی امیہ کے زمانے مین بھی۔ جانبین کی اس سعادت و شقاوت۔ اس ستمگاری و رواداری کی مثالین کثرت سے ملتی ہین اور ہم اونکو اسی وقت اور اسی موقع پر لکھ بھی دیتے۔ لیکن زاید از ضرورت اور باعث طوالت سمجھکر نہین لکھتے۔ لیکن تاہم عنوان بحث کی تمہید اور سلسلہ کلام کی ترتیب کو مد نظر رکھکر صرف دو مثالین ذیل مین لکھے دیتے ہین

**بنی ہاشم کے قدیم محاسن اطوار اور بنی امیہ کے مظالم وآثار**

امام المورخین طبری ہاشم اور امیہ کی تفصیل مخالفت مین لکھتے ہین - اگرچہ امیہ کو ہمیشہ ہاشم کے ساتھ ہمسری کا دعویٰ تھا مگر وہ کبھی (اپنی اخلاقی کمزوریون کی وجہ سے) اسکو پورا نکر سکا - ایک دفعہ امیہ نے ہاشم سے خدمت رفادہ کے دیدینے کے لئے بہت اصرار کیا اور تکرار کی نوبت پہونچائی - ہاشم نے حالت کی نزاکت کا خیال کرکے رفادہ کی خدمت امیہ کو سپرد کردی اور کہدیا کہ کوئی ایسی بدنظمی نہو کہ خاندانی بدنامی حاصل ہو - امیہ نے بھائی سے اجازت پاکر اپنی طرف سے حجاج کی ضیافت کا بڑا سامان کیا اور اپنا تمام سرمایہ حاجیون کی دعوت مین اوٹھا ڈالا مگر تاہم حجاج کو پیٹ بھر کھانا نہین ملا - بہت سے حاجی بھوکے رہگئے - امیہ کو تو کوئی جانتا بھی نہ تھا - ہاشم کی شکایت ہوگئی - ہاشم کی غیرت جوش مین آگئی - اپنی بدنامی کو وہ ایکساعت کیلئے بھی برداشت نکر سکے - فوراً اپنے پاس سے پچاس اونٹ ذبح کئے اور حجاج کی پوری ضیافت کرکے تمام شکایتون کو اونکے دلون سے دھودیا - اسکے بعد ہاشم نے امیہ کو اس حرکت پر سخت ڈانٹا اور وہ پشیمان ہوکر مکہ سے شام کو چلا گیا پھر سال بھر تک مکہ مین مونہہ نہ دکھایا - طبری جلد ۴ ص ۳۷۲

طبقات ابن سعد مین ہے -

فحسدہ (ای هاشم) امیه بن عبد الشمس بن عبد مناف بن قصی وکان ذا مال فتکلف ان یصنع صنیع هاشم فعجز عنه فشمت به الناس من قریش فغضب ونال من هاشم ودعاه الی المنافرة فکره هاشم ذلك لسنه وقدره فلم تدعه قریش واحفظوه قال فانی انافرك علی خمسین ناقة سود الحدق ننحرها بمکة والجلاء عن مکة عشر سنین فرضی بنی امیه بذلك وجعل بینهما الکاهن الخزاعی فنفر هاشما علیه فاخذ هاشم الابل فنحرها واطعمها من حضرة وخرج امیه الی الشام فاقام بها عشر سنین فکانت اول عداوة وقعت بین هاشم وامیه

امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف بن قصی کو ہاشم کے ساتھ بوجہ امارت وحکومت رشک وحسد پیدا ہوا اور امیہ صاحب مال ودولت تھا اور اپنی مالی قوت کے اعتبار سے اوس نے ہاشم کے ساتھ عظمت ووجاہت مین بھی مساوی اور مقابل ہوجانیکے خیال سے وہی امور بجا لانیکی کوشش کی جو ہاشم کیا کرتے تھے - لیکن حقیقتاً امیہ نکر سکا اور عاجز رہا - تمام لوگون نے اوسکی اس تضعیف الحرکاتی پر سخت طعن وتشنیع کی امیہ کو غصہ آگیا اور اوسنے ہاشم سے اسکی شکایت کی اور اسکے ساتھ ہاشم کو منافرت کی دعوت دی ہاشم نے منافرہ کے انعقاد کو اپنی شان ومراتب کے خلاف سمجھکر انکار کردیا - لیکن قوم وقبیلہ کے لوگون نے اسکا سترضا پر مجبور کردیا - بالآخر ہاشم نے امیہ کے ساتھ منافرہ کی یہ شرطین پیش کین کہ جانبین سے جو مغلوب ہوجاوے وہ پچاس سیاہ آنکھ والے اونٹ نحر کرے گا اور دس برس تک مکہ کی سکونت ترک کردے گا - امیہ اس پر راضی ہوگیا - قبیلہ خزاعی کا مرد کاہن حکم قرار پایا منافرہ مین ہاشم غالب آے اور شرط منافرہ کے مطابق ہاشم نے وہ اونٹ امیہ سے لیکر ذبح کئے اور اوسیوقت اونکا گوشت پکاکر تمام حاضرین کو کھلوادیا اور امیہ نے اوسی وقت سے سکونت مکہ چھوڑدی اور دس برس تک شام مین جاکر مقیم رہا اور یہ پہلی عداوت تھی جو سلسلہ ہاشمیہ اور خاندان بنی امیہ کے فیمابین واقع ہوئی -

ابن اثیر تاریخ کامل مین لکھتے ہین -

وولی هاشم بعد ابیه عبد مناف ما کان الیه

جب ہاشم اپنے باپ عبد مناف کے بعد اونکی ریاست سقایہ

من السقایه والرفادة فحسده امیة بن عبد الشمس علی ریاسته فکانت اول عداوة وقعت بین هاشم وامیه

اور رفادہ کے رئیس اور والی ہوئے تو امیہ بن عبدالشمس کے دل میں ہاشم کی طرف سے رشک و حسد پیدا ہوا اور یہ پہلی عداوت تھی جو ہاشم اور امیہ میں واقع ہوئی۔

ان دونو واقعات سے ہاشم اور امیہ کے مخالف طبایع اور طرز عمل کا پورا ثبوت ملتا ہے اور ظاہر ہوتا ہے کہ ابتدا ہی سے امیہ کی طبیعت میں خفیف الحرکاتی اور رشک و حسد کا خزانہ بھرا تھا اور ہاشم کے فطرت صالحہ میں رواداری اور صبر و تحمل کے جوہر ودیعت ہوئے تھے پہلے واقعہ میں ہاشم نے امیہ کو موقع بھی دیا لیکن نتیجہ میں سوائے بدنامی اور توہین خاندانی کے کچھ اور حاصل نہوا آخرکار ہاشم کو اپنے صرف خاص سے اس بدنامی کو رفع کرنا ہوا۔

امیہ کے دل پر فطرت کی کجی اور عقل کی کمی کی وجہ سے اولٹا اثر پڑا اور نوبت منافرہ کی آئی۔ ہاشم نے خلاف شان ہونیکی وجہ سے اوسکو بہت ٹالا۔ لیکن موئدین امیہ نے نہ مانا۔ بالآخر جو نتیجہ ہوا وہ ظاہر ہے۔ غرضکہ ان واقعات میں بھی سبقت مخالفانہ امیہ ہی کی طرف سے ثابت ہوتی ہے اور رواداری۔ عفو اور درگذر ہاشم کی طرف سے۔

اب امیہ اور ہاشم کے عہد حرب ابن امیہ اور عبدالمطلب کے واقعات بھی ذیل میں ملاحظہ ہوں۔ پہلے یہ مقدمہ ذہن نشین کر لینا چاہئیے۔ ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں۔

اوصی هاشم ابن عبد مناف الی اخیه مطلب ابن عبد مناف فبنو هاشم وبنو مطلب ابدا واحد الی الیوم وبنو نوفل وبنو عبد الشمس ابدا واحد الی الیوم ص ۶۴

ہاشم نے اپنے بعد اپنے بھائی مطلب کو اپنا وصی قرار دیا اور اوس وقت سے بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہوگئے اور آجتک ایک کہے جاتے ہیں اسیطرح بنو نوفل اور بنو عبدالشمس (بنی امیہ) ایک ہوئے اور آجتک ایک ہیں۔ ص ۶۴

اوپر بیان ہو چکا ہے کہ امیہ الدار شخص تہا اور طبیعت کا تنگ۔ ہاشم معتدل سرمایہ کے بزرگ تھے اور کشادہ دل۔ قریش کے ساتھ ہاشم کے مسالک مہمانی یا اصلاح و رفاہ ملکی و قومی تک محدود تھے۔ قریش کے لین دین۔ کاروبار اور سود بٹے کا بیوپار اور اوسکی ضروریات امیہ سے وابستہ تھیں اس بنا پر قریش کے کثیر التعداد قبیلے بہت جلد بنی امیہ کے ہمراز و ہم آواز ہو جاتے تھے۔

**قریش اور عبدالمطلب کی مخالفت**

چنانچہ حضرت عبدالمطلب جب اپنے والد بزرگوار فیاض عرب حضرت مطلب ابن ہاشم کے بعد مکہ میں سریر آرائے حکومت ہوے اور رویائے صادقہ کے ذریعہ سے گمشدہ چاہ زمزم کے پھر کھودنے پر طیار ہوئے تو آپ کے اس خواب کو سنکر حرب ابن امیہ اور اوسکے ساتھ تمام قریش نے مضحکہ اوڑایا اور کوئی فرد واحد اس امر عظیم اور کار خیر میں اونکا معاون نہوا یہاں تک کہ اس مجاہد فی سبیل اللہ نے تن تنہا اپنے ایک صاحبزادے حرث کے ہمراہ اس کار خیر کو آغاز کر دیا۔ اوسوقت تک آپ کے یہی ایک صاحبزادے حرث کام کرنیکے قابل ہوئے تھے۔ اور کوئی صاحبزادے اوسوقت تک عالم وجود میں نہیں آئے تھے۔ دیکھئیے ابن ہشام کیا لکھتے ہیں۔

فغدا عبد المطلب ومعه ابنه الحرث ولیس له یومئذ ولد غیره فوجد قریة النمل ووجد الغراب ینقر عندها بین الوثنین اساف ونائلة الذین کانت قریش تنحر

صبح سویرے عبدالمطلب اپنے بیٹے حرث کو (اوسوقت تک اوکے یہی ایک بیٹے تھے) ساتھ لیکر (چاہ زمزم) کنوان کھودنے لگے اور قریۃ النمل و غراب کو ملاتا بینات قدرت کے مطابق جو عالم رویا میں خدا کی

عندهما ذبائحها فجاء بالمعول وقام ليحفر حيث امر فقامت
اليه قريش حين رأوا جده فقالوا والله لا نتركك تحفر
بين وثنينا هذين اللذين ننحر عندهما فقال عبد المطلب
لابنه الحرث دعني حتى احفر والله لامضين لما امرت
به فلما عرفوا انه غير نازع خلوا بينه وبين حفره

طرف سے بتلائے گئے تھے اور جہاں پر دو بتوں اساف و نائلہ کے واقع
تھا اور جنکے آگے قریش اپنے جانوروں کو ذبح کیا کرتے تھے۔ جب عبد المطلب
یہاں کدال وغیرہ لیکر کنواں کھود دینے کے لئے آئے تو ایکبارگی تمام قریش جنمیں
بنو نوفل اور بنو امیہ بھی شامل تھے اونکی مخالفت پر آمادہ ہوگئے اور کہا
ہم ہمکو ان دونوں بتوں کے درمیان کنواں نہیں کھودنے دینگے عبد المطلب
نے اپنے بیٹے سے کہا ان لوگوں کو ہمارے پاس سے ہٹا دے کہ ہم بغیر کنواں کھودے نہیں رہینگے اور کبھی اوس کام کو نہ چھوڑینگے جسکے انجام کرنیکا حکم ہمکو
مل چکا ہے۔

انکی یہ تقریر سنکر قریش کو یقین ہوگیا کہ یہ اپنے ارادے سے کبھی باز نہ آئینگے اس لئے تمام لوگ اونکے اوزار اونکے گڑھا کنیکے مقام کو۔
چھوڑ کر ہٹ آئے۔

اسکے آگے ابن ہشام لکھتے ہیں۔

فلم يحفر (عبد المطلب) الا يسيرا حتى بدا له الطي
فكبر وعرف انه قد صدق فلما تمادى به الحفر وجد
فيها غزالين للذان دفنت جرهم فيها حين خرجت من
مكة ووجد فيها اسياف قلعية وادراعا فقالت له
قريش يا عبد المطلب لنا معك في هذا شرك وحق
قال لا ولكن هلم الى امر نصف بيني وبينكم

عبد المطلب نے تھوڑا کنواں کھودا تھا کہ چاہ قدیم کے آثار نکل آئے عبد المطلب نے
خوشی میں تکبیر کہی اور یقین ہوگیا کہ خواب میں جو کچھ اونھیں
دکھلایا گیا ہے وہ بالکل سچ ہے۔ جب کچھ اور کھودا تو دو سونے کے
ہرن۔ جنکو جرہم نے مکہ سے جاتے وقت چاہ زمزم میں ڈال دیا تھا
نکلے۔ پھر اوسمیں قلعی کی ہوئی تلواریں اور زرہیں بھی عبد المطلب
کو دستیاب ہوئیں۔ تب تو قریش پھر چلے آئے اور عبد المطلب سے کہنے لگے
کہ ان اشیاء برآمد شدہ میں ہمارا بھی حق و حصہ ہے۔ عبد المطلب نے کہا نہیں۔ مگر ہاں اگر تم باخود بالتصفیہ کرنا چاہو تو ہم نصفا نصف کر دینگے
قریش اور بنی امیہ باخود بالتصفیہ پر راضی ہوئے اور عبد المطلب نے بھی اونکو اون چیزوں میں کوئی حصہ ندیا۔ قریش وغیرہ نے اس معاملہ کے
تصفیہ کے لئے ایک کاہنہ کو فیصلہ کن حکم قرار دیا۔ اور جانبین اس قرارداد پر راضی ہوکر مکہ سے چلے۔

ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں

قریش و بنی امیہ کی شقاوت و
بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کی سخاوت

خرج مع عبد المطلب
عشرون رجلا من
بني هاشم وعبد مناف وخرجت قريش بعشرين رجلا
من قبائلهما فلما كانوا بالفقير من طريق الشام اوحذوه
فني ماء القوم جميعا فعطشوا فقالوا لعبد المطلب
ما ترى فقال هو الموت فليحفر كل رجل منكم حفرة
لنفسه وكلما مات رجل دفنه اصحابه حتى يكون
آخرهم رجلا واحدا فيموتون ضيعة السير

عبد المطلب کے ساتھ بیس آدمی بنی ہاشم و بنی عبد مناف کی اولاد
میں سے اور قریش کے ساتھ تمام قبائل کے ایک ایک آدمی مکہ سے چلے جب
علاقہ شام کے مقام فقیر یا جذوہ میں پہونچے تو تمام لوگوں کا پانی چک
گیا اور سب پیاسے رہگئے تو سب نے عبد المطلب سے کہا کہ اب تمہاری کیا
رائے ہے۔ عبد المطلب نے کہا کہ موت۔ تم میں سے ہر آدمی اپنے لئے ایک
گڑھا (قبر) کھود لے۔ جو آدمی مرجائے اوسکا ہمراہی اوسکو دفن کر دیے
یہاں تک کہ تم میں ایک آدمی تنہا باقی رہجائے گا اور وہ البتہ بلا
تیمارداری اور نہایت بیکسی و بے یاری کی موت مرے گا مگر اس

من ان نموتوا جمیعا فحفروا ثم قعدوا ینتظرون الموت
فقال عبد المطلب واللہ ان القائنا بایدینا ھکذا العجز
لانضرب فی الارض فعسی اللہ ان یرزقنا ماء ببعض
ھذہ البلاد فارتحلوا وقام عبد المطلب الی راحلتہ ـ
فرکبھا فلما انبعثت بہ انفجرت تحت خفھا عین ماء عذب
فکبر عبد المطلب وکبر اصحابہ وشربوا جمیعا ثم
دعا القبائل من قریش فقالوا ھلم الی الماء الرواء
سقانا اللہ فشربوا واستقوا وقالوا قد قضی اللہ لنا علینا
الذی سقاک ھذا الماء ھذہ الفلاۃ ھو الذی
سقاک زمزم فواللہ لانخاصمک فیھا ابدا فرجع ـ
فرجعوا معہ ولم یصلوا الی الکاھنہ وخلوا بینہ و
بین زمزم

تھی کہ ساتھ ایک آدمی کا مر جانا اتنے آدمیوں کی تختی سے مر جانے سے بہتر ہوگا ان
لوگوں نے گڑھے کھودے اور اپنی اپنی موت کے لئے منتظر ہو کر بیٹھ رہے ۔
جب عبدالمطلب نے اونکی یہہ حالت دیکھی تو کہا کہ یہہ ہماری ہاتھوں کی بلائی
ہوئی مصیبت کہی جاے گی اور یہہ ہمارے ضعف و کمزوری کا نتیجہ کہا
جایے گا - (یعنی گھر میں باخود بیٹھکر تصفیہ کرلیا ہوتا جیسا کہ ہم نے کہا تھا
تو آج یہہ آفت کیوں نصیب ہوتی ۔ اور اسطریقہ سے ہماری جہالت اور
ذلت کی مثال دنیا میں قایم ہوجایے گی اگر خدا کو منظور ہے تو اس مقام سے کسی
دوسرے مقام پر ہمکو پانی عنایت فرمایے گا - یہاں سے لوگ چلنے پر طیار
ہوگئے اور حضرت عبدالمطلب بھی سوار ہونے کے لئے اپنی سواری کے قریب
آکھڑے ہوے اور وہاں سے چلنے ہی کو تھے کہ آپ کے پاؤں کے نیچے آب شیرین کا
ایک چشمہ یکایک نظر آیا - اسکے دیکھتے ہی حضرت عبدالمطلب اور اونکے
ہمراہیوں نے تکبیر کہی اور سب نے سیر ہو کر اوس پانی کو پیا ۔ پھر اون

مخالف قبائل کو بھی آواز دی اور کہا کہ اس آب رواں کی طرف آؤ جو خداوند عالم نے ہمکو عنایت فرمایا ہے - یہہ سنکر وہ تمام لوگ بھی آیے ۔ اوس پانی کو پیا
اور پلایا اور کہنے لگے کہ اب ہماری موجودہ نزاع کا فیصلہ ہوگیا جس شخص نے ہمکو اس چشمہ زمین سے پانی پلایا ہے - بیشک وہی ہمکو چاہ زمزم کا بھی پانی پلایے گا
خدا کی قسم اب اس امر میں ہم اوسکی مخاصمت نکرینگے پس وہ لوگ حضرت عبدالمطلب کے ساتھ اوسیوقت لوٹ آیے اور اوس کاہنہ شامیہ کے پاس
نہ گیے اور پھر زمزم اور حضرت عبدالمطلب سے دست بردار ہوگیے ۔

سیرت ابن ہشام میں بھی قریب قریب یہی الفاظ ہیں مگر اوسمیں جو امر خاص قابل ذکر ہے وہ قریش اور بنی ہاشم کے اخلاقی اوصاف کے
اختلاف ہیں - ذیل کی عبارت سے اوسکا پورا انکشاف ہوتا ہے

فخرجوا حتی اذا کانوا ببعض تلک المفازۃ بین الشام
والحجاز فنی ماء عبد المطلب واصحابہ فظمئوا حتی
ایقنوا بالھلکۃ واستسقوا من معھم من قبائل قریش
فابوا علیھم فقالوا انا بمفازۃ ونحن نخشی علی انفسنا مثل
ما اصابکم فلما رای عبد المطلب ما صنع القوم وما یتخوف
علی نفسہ واصحابہ قال ماذا ترون قالوا ما رایُنا الا تبع
رایک فامر ما شئت صفحہ ۶۹

فریقین نکلے اور جب شام و حجاز کے درمیان پہونچے تو حضرت عبدالمطلب
کے ہمراہیوں کا پانی ختم ہوگیا ۔ اور وہ پیاسے رہگئے اور جب پیاس سے
ہلاکت کے قریب پہونچگئے تو اونھوں نے قبائل قریش سے پانی مانگا اونلوگوں
نے قطعی انکار کردیا اور کہا کہ ہم اپنی جانوں کے لیے اوسی مصیبت کا خوف و
اندیشہ کرتے ہیں جو تمہاری جانوں پر آئی ہے اور جسکو ہم خود اپنی آنکھوں سے
دیکھ رہے ہیں - یہہ جواب سنکر حضرت عبدالمطلب نے کہا دیکھتے ہو
جو تمہاری قوم تمہارے ساتھ کر رہی ہے اور اوسکو ہمارے اصحاب اور
ہماری جان کا کوئی درد او خوف ولحاظ نہیں ہے ۔ اب تمہاری کیا رائے ہے اصحاب عبدالمطلب نے جوابدیا ہماری کوئی رایے سوا ہے اسکے
نہیں ہے کہ ہم آپ کی رایے کی متابعت کریں - جو آپ تجویز کریں وہ ہمکو حکم دیں ۔

بنی امیہ کی بیدردی

ابن ہشام کی تحقیق میں پہلے قریش کا انکار درج ہو چکا ہے تب اسکے بعد چشمہ ... آب ... [illegible]

اس واقعہ سے پہلی جس چیز کا انکشاف ہوتا ہے وہ تعمیم و تخصیص کا مسئلہ ہے اور معمول کے ظاہری اصول پر ہر شخص تخصیص کو اکثر حسن ارادت کا نتیجہ اور خلوص عقیدت کا مقتضی سمجھتا ہے اسی بنا پر اکثر لوگ بنی ہاشم کی بنی امیہ پر ترجیح و تفضیل کے مسئلہ کو قابل تسلیم نہیں سمجھتے بلکہ اسکو مولفین کی خوش عقیدگی سمجھکر قلم انداز کر دیتے ہیں شبلی صاحب بھی اسی مسلک کے بزرگ تھے۔ لیکن اس غلط اصول تعمیم کے خلاف یہی دو واقعات کامل طور سے ثابت کرتے ہیں کہ بنی امیہ اور تمام قریش کو باوجود ہم اصلی اور ہم بطنی کے بنی ہاشم کے ساتھ اخلاق۔ تہذیب۔ عام ہمدردی۔ فیاضی اور اشفاق کے تمام محاسن و اوصاف میں کوئی مشابہت اور مماثلت نہیں ہے اور انہیں واقعات سے آپ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ ان اوصاف و محامد کے لیے ہمقومی۔ ہم بطنی اور ہموطنی کی ضرورت نہیں۔ انکی تفویض قدرت کی تدبیر اور مشیت کی تجویز پر مبنی ہوتی ہے۔ ورنہ عالم انسانی میں ممکن نہیں ہے کہ ایک قوم ایک ملک اور ایک شہر کے لوگ اپنی جمعیت میں اپنے لوگوں کو۔ گو وہ اوسوقت اونکی مخالف خیال ہی کیوں نہوں پیاس سے مرتا ہوا آنکھوں سے دیکھیں اور اپنے پاس کافی مقدار میں پانی رکھکر اون پیاس سے مرتے ہوے انسانوں کو پانی دینے سے صاف انکار کر دیں اور پانی کی ایک بوند نہ دیں۔ جیساکہ ابن ہشام کی مرقومہ بالا عبارت سے ثابت ہوگیا ہے کہ حضرت عبد المطلب اور اونکے ہمراہیوں نے پیاس سے تڑپ کر اور موت کے قریب پہونچکر اپنی ہمقوم اور ہموطن قریشی بھائیوں سے پانی مانگا اور اون لوگوں نے نہ دیا۔ پر نہ دیا۔

بنی ہاشم کی ہمدردی

اس واقعہ کا دوسرا رخ بدلا جاتا ہے تو طبقات ابن سعد اور سیرت ابن ہشام دونوں کی متفقہ عبارت سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ خدا کے فضل وکرم سے جب لب تشنگان عبد المطلب کو آب شیریں کا چشمہ مل گیا تو ان سیر چشموں نے اپنا تنہا پینا اور اس زلال رحمت سے خود ہی سیراب ہونا اپنی فطرتی اخلاق کے خلاف سمجھا۔ دردمندان قوم نے مسکین اور خشمگین جماعت قریش کو بلایا اور اس چشمہ رحمت کا پانی سب کو پلایا۔ یہی دونوں واقعات جانبین کی فطرت اور مقتضاے طبیعت کو بخوبی بتلاتے ہیں۔ دونو ہم اصل بھی ہیں اور ہم بطن بھی۔ مگر ایک کی طبیعت میں عداوت و قساوت کے اتنے اجزا و عناصر بھرے پڑے ہیں کہ اونکی ظاہری تصویر انسانی بالکل ترکیب حیوانی معلوم ہوتی ہے۔ بخلاف انکے دوسرے فریق کے مزاج و فطرت میں ہمدردی۔ رحم۔ مروت اور محاسن اخلاق کے اتنے بیش بہا اور لاانتہا جوہر بھرے پڑے ہیں کہ باوجود ایسی شدید مخالفت و مخاصمت کے بھی وہ اپنے ایسے مخالف اور دشمن کو بھی اپنی اوس نعمت خاص میں شریک کر لینے اور حصہ دینے میں ذرا بھی تامل نہیں کرتے جو خداے سبحانہ تعالی کیطرف سے اونکو خاص طور پر عنایت فرمائی گئی ہے۔ یہی دو واقعات بنی امیہ اور تمام قریش کے طبایع حیوانی اور بنی ہاشم کے محاسن اخلاق اور تہذیب انسانی کو صاف بتلاتے ہیں اور تعمیم و تخصیص کے امتیاز خاص کا انکشاف حقیقت کرتے ہیں۔

## ابوسفیان اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ان واقعات سے پوری طور سے ثابت ہوگیا کہ بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کے ساتھ قریش عموماً اور بنی امیہ کسی فریق نے قابو پاکر درگذر نہیں کی اور باوجود اسکے کہ بنی ہاشم و بنی عبد المطلب ہر واقعات و معاملات میں اونکے ساتھ مراعات و مساوات کرتے رہے لیکن اونھوں نے اپنے اختیار و اقتدار کے وقت اونکے تمام احسانات کو نسیاً منسیا کر دیا

چونکہ خلقی اور فطرتی تاثر تھا اسلئے نسلاً بعد نسل بطناً بعد بطن فریقین کی طبیعتوں میں قائم رہے۔ فطرت میں تغیر و تبدل ناممکن ہے۔ اسی بناپر قریش و بنی امیہ کی بدنفسی اور کج فطرتی جیسی زمانہ جہالت میں تھی ویسی ہی دورہ اسلام میں بھی قائم رہی۔ اسیطرح بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کی فطرت صالحہ اور اخلاق حسنہ جیسے پہلے تھے ویسے ہی اب بھی تھے اسی لیئے۔ امیہ

حرب بن امیہ - ابوسفیان بن حرب - معویہ بن ابوسفیان اور یزید ابن معویہ کی شرارت طبعی اور بدکاری کی نسبت جہالت کا عذر نامعقول پیش کرنا - عذر بدتر از گناہ کے حکم مین داخل ہے

فتح مکہ کے دن تمام قریش کے مظالم کو لاتثریب علیکم الیوم (آجکے دن تم پر کوئی گناہ نہین) کیسا سے سات ہے نکلکر یہ حیا ناالفاظ معفو کر گئے - پھر معارک صفین مین - ابتدائے جنگ کے موقع پر - نہر فرات پر قبضہ پاکر زبان امامت سے واللہ لاافعل کما فعل اباعه وظلله (قسم بخدا - مین تو وہ ہرگز نکرونگا جو اوسکے اصحاب اور ظالمین کر چکے ہین) اور پھر بار دیگر وفات سے کچھ قبل اپنے قاتل کو شربت پلانیکے موقع پر اشربه قبل ان یشربنی (مجھسے پہلے اسکو شربت پلاؤ) کی تقریر کریمانہ مین جلوہ پذیر ہوا - پھر یہی خصائص طبیعت اور امتیاز فطرت واقعہ صفین سے اکیس ۲۱ برس بعد کربلا کے قیامتناک مقتل مین یون ظاہر ہوا کہ انمین سے ایک فریق قاتل کی صورت اپنے دوسرے فریق مقتول و مظلوم کے سینہ پر سوار ہے - فریق مقتول جانور ذبیحہ کی مثال قاتل کے زیر زانو دبا ہوا ہے - پیاس سے دم توڑنا چاہتا ہے ایک قطرہ آب کا قاتل سے سوال کرتا ہے اور وہ بیدرد باوجودیکہ ایک جام یا ایک کوزہ آب پر کیا پورے دریائے فرات پر قابض ہے مگر اوسکو (مقتول کو) ایک قطرہ آب نہین دیتا ہے اور جلد از جلد ذبح کر رہا ہے - مقتول مایوس ہو کر قاتل کی اس بیدردی کے جواب مین اپنے قاتل کو دعا دیتا ہے اور دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جاتا ہے اور سلسلہ ہاشمیہ اور خانوادۂ مطلبیہ کی پاک سیرت اور نیک اخلاق کی سچی مثال ابدالآباد تک دنیا مین قائم کر جاتا ہے -

ابھی ابھی تفصیل سے اوپر بیان ہو چکا ہے کہ ابوسفیان ابن حرب - راس الرئیس بنی امیہ نے جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے معاصر بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب کے سید و سردار کے ساتھ عداوت - مخاصمت اور قتل و غارت کا کوئی قرینہ - وسیلہ اور حیلہ اوٹھا نہین رکھا جنگ بدر - احد اور خندق کے واقعات اور اونکے مظالم و مفاسد اور نیز دوسرے مصائب و شدائد کے تمام و کمال حالات فتح مکہ تک بیان ہو چکے ہین - جنکے ایک ایک واقعہ سے بنی امیہ اور اونکے متبعین قبائل قریش کے مظالم کا پورا ثبوت ملتا ہے اب اونکے مذکورہ بالا افعال ذمیمہ اور اعمال قبیحہ کے خلاف ذیل مین راس الرئیس بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب حضرت رسول خدا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے احسانات و تفضلات بالتفصیل بیان کئے جاتے ہین

بنی امیہ کے ساتھ آنحضرتؐ کے احسانات

فتح مکہ کے وقت بنی امیہ اور قریش کی خموش مخاصمت اور چھپی ہوئی عداوت معرکہ حنین مین ظاہر ہوئی جو فتح مکہ کے دو چار روز بعد ہی واقع ہوا - یہی ابوسفیان - رئیس قریش و بنی امیہ ہین جو فتح مکہ کے بعد بظاہر مسلمان ہی ہین اور اہل ایمان ہے مگر جنگ حنین مین ذرا سے وقتی انقلاب کے ہو جاتے ہی رسول اللہ صلعم کا ساتھ چھوڑ کر پہاڑ پر چڑھ جاتے ہین مسلمانون کو گریزان دیکھکر خوب خوش ہوتے ہین اور بغلین بجا لاکر فرماتے ہین کہ ہوازن کے لوگ اب مسلمانون کو سمندر کے کنارے تک پہونچائے بغیر نہین رکتے - خوش ہو کر لوگون کو فتح کی مبارکباد دیتے ہین اور لوگون سے ہزیمت اسلام کی مبارکباد لیتے ہین - خود بھی کہتے ہین اور دوسرون سے بھی کہلاتے ہین کہ (نعوذ باللہ) آج محمد (صلعم) کا سحر باطل ہو گیا جیسا کہ بہت جلد انکے رسوخ ایمان کی تفصیل بیان مین معلوم ہوگا - مگر یہ سب قدرت کا دم بھر کا تماشہ تھا اور چشم زدن کا معاملہ - پلٹا مارنے کی ہوا جو دیری تو سبحان اللہ شان تیری - کفار کا نصیب اولٹتا ہے اور مسلمانون کا اقبال پلٹتا ہے - تنہا علی مرتضیٰ ہاشمی و مطلبی کی ذوالفقار آبدار قوم ہوازن و ثقیف کا میدان جنگ مین ستھراؤ کر دیتی ہے - انکے دیکھا دیکھی بھاگے ہوئے مسلمانون کو غیرت آتی ہے - سو سو کی ٹکڑی ٹکڑی بنکر جمع ہو جاتے ہین اور حنین کا وسیع میدان دم کے دم مین کفار کے وجود سے بالکل خالی ہو جاتا ہے رسول اللہ صلعم کے پاس پھر حنین کا مال غنیمت جمع ہو کر انبار ہو جاتا ہے - پھر طائف سے ثقیف کا مال فراوان آتا ہے - حکم رسول صلعم سے

بود نو مقاموں کے اموال کثیر مقام جعرانہ میں جمع ہوئے ہیں۔ جب انحضرت صلعم کو انتظام ملکی و فوجی سے پوری فراغت اور کامل فرصت ہوجاتی ہے تو تقسیم اموال کا کام شروع فرماتے ہیں۔ اب اسوقت بنی امیہ کے رئیس خاندان ابوسفیان اور اونکے تمام اعزہ و اعوان کی غیر متمنانہ شان ایک طرف۔ اور ہاشم و عبد المطلب کے فخر خاندان اور مایہ ناز دودمان جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ایثار و احسان کے فیاضانہ مناظر دوسری طرف برائے العین ملاحظہ و مشاہدہ فرمایے جائیں۔ معارج النبوۃ رکن چہارم میں مرقوم ہے

ابوسفیان بن حرب کہ بامساک شہرتے داشت فرصتے غنیمت شمردہ بمجلس ہمایوں حاضر گشتہ گفت یا رسول اللہ ؐ تو امروز متمول قریشی انحضرت صلعم تبسم فرمود ابوسفیان تحریک سلسلہ طمع نمودہ گفت ازایں اموال چیزے بمن بدہ۔ چہل اوقیہؐ نقرہ و صد شتر بوے انعام نمودہ ابوسفیان گفت پسرم یزید را نیز سرفراز گردان۔ حضرت اشارت فرمود تا موازی انعام الیشان بوے دادند۔ ہنوز قوت طامعہ اش آرام نگرفت و گفت نصیب پسر دیگرم معویہ را ہم کرم فرما۔ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم معویہ را نیز چہل اوقیہ نقرہ و صد شتر بگرداد۔ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ص ۴۶۸ ترجمہ ابن خلدون۔ آلہ اباد۔ قرۃ العیون۔ اگرہ و روضۃ الصفاج ۲ ص ۱۸۲

ابوسفیان جو بخالت میں مشہور تھے فرصت غنیمت پاکر دربار رسالت میں حاضر ہوے اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلعم آج آپ کا شمار بھی تو قریشیوں میں ہے۔ یہہ سنکر انحضرت متبسم ہوے اور ابوسفیان نے اپنی طمع کے سلسلہ میں کہا کہ ان اموال غنیمت سے کچھہ مجھکو بھی ملے۔ آپ کے حکم سے (اوسیوقت) انکو چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ انعام میں دیے گئے۔ ابوسفیان نے عرض کی میرے بیٹے یزید کو بھی سرفراز فرمایا جاوے۔ انحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا اتنا ہی اونکو بھی دیا گیا (اتنے ملنے پر بھی) ابوسفیان کی حرص مال کم نہوئی کہنے لگے میرے دوسرے بیٹے معویہ پر بھی کرم فرمایا جاوے۔ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے معویہ کو بھی چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ دلوا دیے

غرضکہ مجموعًا ابوسفیان کو اپنا اور دونو بیٹوں کے حصے ملاکر۔ تین سو اونٹ۔ ایکسو بیس اوقیہ چاندی ملی تقسیم حنین میں جتنی رقم ابوسفیان کے حصہ میں آئی اوتنی کسی کے حصہ میں بھی نہ آئی۔ کیا بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کے ساتھ اوسکے عشر عشیر۔ احسانات و مراعات کی کوئی مثال بنی امیہ یا اونکے مویدین کیطرف سے پیش کی جاسکتی ہے۔ کیا رسول اللہ صلعم کے ان محاسن اخلاق ایثار و احسان سے کہیں ضمنًا و اشارتًا اسکا نشان پایا جاتا ہے کہ ابوسفیان نے کبھی آپ کی مخالفت کی ہتی۔ یا آپ کو کوئی آزار پہونچایا تھا۔ یا آپ کے خاطر آئینہ مآثر میں کبھی اونکی کافر کرداریوں کا خیال بھی تھا

تقسیم حنین کے تفحص حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ بنی امیہ کے ساتھ آپکی یہہ فیاضانہ داد و دہش عام شکایت کا باعث ہوگئی خصوصًا انصار کے چند جوان مزاجوں نے اسکی نسبت اشعار بھی نظم کر ڈالے۔ عباس ابن مرداس السلمی نے کھلے کھلے الفاظ میں تعریض بھی کی جو تمام تاریخ و سیر کی کتابوں میں مرقوم ہے۔ یہہ سب کچھہ ہوا۔ لیکن جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے حکم پر مستقل رہے آپ نے پہلے ہی کہدیا تھا کہ بنی امیہ کو تالیف قلوب کی غرض خاص سے غنیمت میں زیادہ حصہ دیا جاویگا۔ لیکن افسوس ہے کہ اصول فطرت کے خلاف ہونیکی وجہہ سے بنی امیہ پر اس ایثار رسالت کا کوئی اچھا اثر نہیں پڑا بلکہ برعکس اسکے وہ آپ کے ساتھ اور آپ کی اولاد و اقارب کے ساتھ مظالم و مشدائد میں اور تیز ہوگئے ؎ باب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ؛ گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ لیکن حقیقت یہہ ہے کہ جناب رسول خدا علیہ و آلہ التحیۃ والثنا بھی تو کسی طرح اپنی فطرت صالحہ کے مخالف و منافی عمل پیرا

---

ؐ۱ آٹھہ حونہ سے مونہ ملی ہوے جو کا ایک اوقیہ ہوتا ہے۔ مولف عفی عنہ

نہین ہوسکتے تھے اور جبتک یہہ متضاد مخالف واقعات ظہور پذیر نہوتے ۔ جانبین کے مظالم ومحاسن کے امتیازات نہ ہوتے ۔ ممکن ہے کہ ان امور کی پردہ پوشی کے لئے موئدین کی طرف سے بنی امیہ اور قریش کے اوسوقت تک اسلام نہ لانیکا عذر پیش کیا جاوے تو اس عذر سے پہلے عذر کرنیوالون کو خدائے سبحانہ تعالی کے تبلایے ہوے اصول (لا فطرۃ اللہ تبدیلا) کو پہلے ذہن نشین کرلینا چاہیئے ۔ اب خلاق عالم کے بتلائے ہوے اوسی اصول محکم کے مطابق ابوسفیان اور بنی امیہ کے اسلام لانیکے حالات بھی ملاحظہ کرلیئے جائین ۔

## ابوسفیان کی حقیقت ایمان

ابوسفیان فتح مکہ کے وقت سنہ ۸ ہجری مین ۔ بعد از ہزار خرابی بصرہ ۔ اسلام بھی لایے تو اس حالت کذائی مین جیساکہ تاریخ ابن ہشام کی اس ترجمہ عبارت سے ظاہر ہے ۔

قریش نے لشکر اسلام کی خبر پاکر ۔ بدیل ابن ورقاء ۔ حکیم ابن حزام اور ابوسفیان بن حرب کو جاسوسی کی خدمت پر بھیجا اور تاکید کردی کہ اگر رسول اللہ صلعم سے ملاقات ہو تو معاہدہ حدیبیہ کے پھر شرائط منظور کرا کے آپ کو راستہ ہی سے واپس کردینا چونکہ جاسوسی کی خدمت تھی اور یہہ معلوم نہ تھا کہ آنحضرت صلعم کس راہ سے مکہ مین آتے ہین ۔ اسلیئے تینون تین راہین پکڑے ہین بدیل اور حکیم تو دوسرے رستون سے گھوم کر پیچھے آے لیکن ابوسفیان رات ہی کو سب سے پہلے لشکر اسلامی مین پہونچگیا ۔ خلاف معمول چارونطرف میدان مین آگ جلتی دیکھکر اوسکے حواس باختہ ہوگیئے ۔ وہ اسی حیرت مین تہا کہ اتفاقاً حضرت عباس اوسطرف سے گذران خچر پہ نکلے ۔ باہمی گفتگو ذیل کے مکالمہ مین ملاحظہ ہو

**عباس** (ابوسفیان کی آواز پہچان کر) ابوسفیان ! ابوسفیان !

**ابوسفیان** (آواز دیکر) ۔ ہان ۔ اے اباالفضل ۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون ۔ یہہ کیا ہے ؟

**عباس** ۔ یہہ رسول اللہ صلعم کا لشکر ہے اور اب قریش کے لئے صبح ہی صبح ہے ۔ اور بس

**ابوسفیان** (گڑگڑاکر) میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون ۔ میرے بچنے کا کوئی قرینہ ہے

**عباس** ۔ یہہ سمجھ رکھو کہ فتح (مکہ) ہوتے ہی تمہاری گردن ماریجایے گی (تمہارے حق مین یہی بہتر ہے کہ) میرے خچر کے پیچھے سوار ہولو مین تمہین آنحضرت صلعم کی خدمت مین لیجاکر امان دلوادون ۔

ناظرین کتاب یہین سے بنی امیہ کی قابو پرستی اور ابن الوقتی ۔ اور بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کی عفو و درگذر ۔ مروت و رواداری کو چشم عبرت سے دیکھ لین ۔ بہرحال ۔ اب آگے اور بڑہیئے اور راوی تاریخ ابن ہشام کی آیندہ عبارت پڑہیئے

ابوسفیان مرتا کیا نکرتا ۔ حضرت عباس کے گدھی کے پیچھے (دُم کے پاس) سوار ہوجاتے ہین اور حضرت عباس اوکو رسول اللہ صلعم کی خدمت مین لے آتے ہین اور عرض کرتے ہین ۔ ابوسفیان حاضر ہے ۔ آپ نظر مبارک اوٹھاکر اوسکی طرف دیکھتے ہین اور ارشاد فرماتے ہین

**رسول اللہ صلعم** ۔ کیون ابوسفیان ۔ کیا اب بھی تمکو یقین نہین آیا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہین ہے

**ابوسفیان** ۔ اگر کوئی اور خدا ہوتا تو آج ہمارے کام آتا

**رسول اللہ صلعم** کیا اسمین کچھ شک ہے کہ مین خدا کا رسول ہون

**ابوسفیان** ۔ اسمین تو ابھی ذرا شبہہ ہے

**عباس** (ابوسفیان کو ڈانٹ کر) وائے ہو تجھپر - جلدی سے حق کا کلمہ پڑھ دے - نہین تو - خدا کی قسم - ابھی تیری گردن ماریجاتی ہے

**ابوسفیان** (انگنا بنیا سودا کر کے) لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

**ابوسفیان مسلمان بھی ہوے تو کیسے مسلمان ہوے**

خیر - جیون تیون کرکے ابوسفیان مسلمان تو ہو گئے مگر کیسے مسلمان ہوی - خود آنحضرت صلعم کی زبان صداقت سے سن لیجئے - ابن ہشام لکھتے ہین کہ مسلمان ہونیکے بعد ہی ابوسفیان او حکیم ابن حزام نے آنحضرت صلعم کیخدمت مین عرض کی کہ یا رسول اللہ صلعم آپ ایسے اوباش لوگون (انصار مدینہ) کی جماعت لیکر آئے ہین جو آپ کے قبیلے اور عشیرے والون کی کوئی حقیقت نہین سمجھتے آپنے ارشاد فرمایا تم تو خود ظالم ترین و فاجر ترین محروم قرار پائے ہو

**ابوسفیان بنے ہوے مسلمان تھے**

آگے چلئے - محدث دہلوی - مدارج النبوۃ مین آنحضرت صلعم کی زبانی ابوسفیان کی نسبت لکھتے ہین انہ رجل مستسلم و لا مسلم (یہ شخص بنا ہوا مسلمان ہے مسلمان نہین ہے - یعنی اس نے اسلام کو بہ تکلف اختیار کیا ہے - رغبت اور طیب خاطر سے نہین - اس سے بڑھکر ملاحظہ ہو -

**بنی امیہ کے اجمالی فضائل**

ویل لبنی امیۃ ویل لبنی امیۃ ویل لبنی امیۃ - لکل شیٔ آفۃ وآفۃ ھذا الدین بنی امیۃ - سیکون فی امتی زنادقۃ وشر قبائل العرب بنو امیۃ وکان ابغض الاحیاء او الناس الی الناس والی رسول اللہ بنی امیۃ

ہلاکت ہو بنی امیہ پر - ہلاکت ہو بنی امیہ پر - ہلاکت ہو بنی امیہ پر ہر شے کے لئے ایک آفت ہے اور اس دین کی آفت بنی امیہ ہین میری امت کے زنادیق اور شریر ترین قبائل عرب بنی امیہ ہین سب سے زیادہ زندہ لوگون مین رسول اللہ صلعم سے بغض رکھنے والے بنی امیہ ہین تاریخ معاویہ مطبوعہ جون پور ص ۳۴۸

**مولفۃ القلوب کے لقب خاص سے ملقب**

ابوسفیان اور انکا پورا خاندان اسلام مین مولفۃ القلوب کے لقب خاص سے مشہور ہے - دربار رسالت سے یہ خطاب انکو اور انکے تمام قبیلے کیلئے خاص طور پر مخصوص کر دیا گیا ہے - قران مجید کے سورہ توبہ (عذاب) مین بھی یہ لوگ اسی خطاب سے مخاطب فرمایے گئے ہین -

**ابوسفیان کی معیار و مقدار ایمان**

کہان تک لکھا جایے سے ہمہ ورق کہ سیہ گشت و مدعا باقیست - اسلام لانیکے بعد انکی مقدار اسلام تو معلوم ہو گئی اب معیار اسلام بھی ملاحظہ ہو - طبری اور ابن ہشام دونو کا ترجمہ عبارت حسب ذیل ہے شبلی صاحب اندونون کی اسناد سے لکھتے ہین -

لشکر اسلام جب مکہ کی طرف بڑہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت عباس سے کہا کہ ابوسفیان کو پہاڑ کی چوٹی پر لیجاکر کھڑا کر دو کہ افواج الٰہی کا جلال آنکھون سے دیکھے - کچھ دیر کے بعد دریائے اسلام مین تلاطم ہوا - قبائل عرب کی موجین جوش مارتی ہوئی بڑھین سب سے پہلے غفار کا پرچم نظر آیا - پھر جہینہ - ہذیل - ہذیم اور سلیم ہتیارون مین ڈوبے ہوے تکبیر کے نعرے مارتے ہوے نکل گیے - ابوسفیان ہر بار مرعوب ہو جاتا تھا - سب کے بعد انصار کا قبیلہ اس شرف و شان سے آیا کہ ابوسفیان کی آنکھین خیرہ ہو گئین

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اس تدبیر سے ابوسفیان نے کیا نتیجہ نکالا - یہ ترکیب رسالت کہان تک اس مبتدی اسلام کی سبق آموزی مین کامیاب ہوئی - حضرت عباس سے ابوسفیان کی حسب ذیل مکالمت تبلا رہی ہے

ارشاد رسالت کے مطابق حضرت عباس انکو لشکر اسلامی کی جلالت و سطوت دکھلانیکی غرض سے پہاڑ کی چوٹی پر لیے آے

اور او نھوں نے مرتبہ بالا لشکر اسلامی کی جلالت و عظمت دیکھکر حضرت عباس سے پوچھا

**ابوسفیان** عباس- یہ کون لوگ ہین ؟

**عباس** - یہ مہاجر و انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جان نثار ہین

**ابوسفیان** (سخت حیران و متعجب ہوکر) ایسی تو پہلے (عرب مین) کسی کی شان و قوت نہین بھی - اے ابا الفضل خدا کی قسم - اب تو تمہارے بھتیجے کی بڑی سلطنت ہوگئی -

**عباس** - وائے ہو تجہپر - یہ سلطنت نہین ہے اقتدار رسالت ہے -

انا للہ و انا الیہ راجعون - تعلیم رسول صلعم سے کیا اچھی تعلیم و تادیب حاصل کی گئی ہے - سلطنت و نبوت حکومت و رسالت کے فرق مابہ الامتیاز کو ماشا اللہ کس خوبی سے سمجھا گیا ہے سہ قدر ہر کس بقدر ہمت اوست

ابوسفیان کے ساتھ حضرت عباس کے خاص اشفاق

بہر حال پھر وہی عبد المطلب کے فرزند رشید کام آتے ہین اور سیدھا راستہ بتلاتے ہین طبری - ہشام اور مواہب لدنیہ وغیرہ مین سلسلہ مکالمت یون تمام ہوتا ہے -

**ابوسفیان** آپ جو کچھ کہتے ہین - صحیح ہے - اچھا - مین اب کیا کرون - یہ تو بتلائیے

**عباس** اب تمہارے حق مین یہی بہتر ہے کہ اب تم شہر مین سیدھے چلے جاؤ اور قریش کو سمجھاؤ کہ فساد کا قصد نکرین اب کچھہ شدنی نہین ہے -

اتنا بتلا کر عبد المطلب کے اوسی خلف صالح (حضرت عباس رض) کو بنی امیہ کے اس بزرگ کے ساتھ امتیازی ہمدردی کا خیال آیا اور خیال کے ساتھ اوسکے عملی صورت مین ظاہر کر دینے کا قصد فرمایا - ابوسفیان کا ہاتھ تھامے ہوئے آنحضرت صلعم کی خدمت مین لے آئے اور عرض کی - تاریخ طبری کی عبارت کا ترجمہ ملاحظہ ہو -

ابوسفیان ایک مفاخرت پسند آدمی ہے - اسکے لئے کوئی امتیاز خاص خصوصیت ہو - جو اسکی قوم مین اسکے امتیاز کا باعث ہو - ارشاد ہوا - اچھا - پھر یون اعلان فرمان ہوا - کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر مین چلا آئیگا امان پائیگا - اور جو مسجد الحرام مین چلا جائیگا - وہ بھی امان پائیگا - اور جو اپنے گھر کے دروازے بند کر کے بیٹھ رہیگا وہ بھی امان پائیگا - طبری ص ۱۶۳۳

مکہ مین ابوسفیان کا قومی اور خانگی استقبال

بنی مطلب ہاشمی کے دربار رسالت اور پایگاہ نبوت سے رئیس خاندان بنی امیہ یہ تمغہ امتیازی لیکر شہر مین داخل ہوئی تو انکی قوم - انکے اعزہ و احباب نے عموما اور انکی زوجہ محترمہ ہندہ بنت عتبہ نے خصوصا انکی کیا گت بنائی - محدث شیرازی کی تاریخ روضۃ الاحباب کی عبارت کا ترجمہ ملاحظہ ہو

حضرت عباس نے ابوسفیان سے کہا کہ جلد چلے جاؤ اور لوگون کو تنبیہ کرو کہ وہ اپنی فکر کرین اور جلد مسلمان ہو جائین کہ اونکی نجات ہو جائے ورنہ سب ہلاک ہو جائینگے - ابوسفیان دوڑتا ہوا مکہ مین آیا اور لشکر اسلام مقام ذی طوی (مکہ سے ملا ہوا مقام) مین پہونچکر ٹھہر گیا - اسلئے کہ آنحضرت صلعم اون سے آکر مل جائین - اوسدن بہت گرد و غبار رہا - تمام پہاڑ کی چوٹیاں گرد سے بھری تھین اور اوسوقت تک کفار کو آنحضرت صلعم کی آمد کی کوئی خبر نہین تھی - جب لوگون نے ابوسفیان کو جلد جلد آتے دیکھا تو اوسکے استقبال کو آگے بڑھے اور اوس سے پوچھا تمہارے پیچھے کون ہے اور یہ غبار کیسا ہے ابوسفیان

دیکھا کہ یہ محمد صلعم کا لشکر ہے جو اندر ادہین کیشہ ہے اور بالکل غرق آہن و فولاد ہے اوسمین ایسے دلاوران جنگ ہین جن سے کسی کو تاب مقابلت و محاربت نہین ہے۔ محمد صلعم نے مجھ سے کہدیا ہے کہ جو شخص میرے مکان مین آجایے گا وہ امان مین رہیگا اور جو ہتیار ڈالدیگا وہ بھی امان پائیگا اور جو شخص مسجد الحرام مین جایے گا وہ بھی امان پایے گا۔

یہ سنکر سب نے کہا خدا تجھکو ذلیل کرے۔ یہ تو کیسی خبر لایا ہے۔ ہندہ بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان۔ شوہر کی خیر آمدید کو قوم کے ساتھ آئی تہین۔ شوہر کے ان ناشنوا کلمات کو سنکر بیتاب ہوگئین۔ شوہر کی داڑھی پکڑلی اور مجمع عام مین اوسکی بڑی ذلت کی اور چلاکر (تمام قریش سے) کہنے لگین کہ اس بوڑھے احمق کو مارڈالو کہ پھر (تم لوگون سے) ایسے احمقانہ کلام نکرے ابوسفیان نے جوابدیا جو میری ذلت چاہو کرو مگر مین خدا کی قسم کھاکر کہتا ہون کہ اگر تو مسلمان نہو جایے گی تو تیری گردن ماری جایے گی۔ جا اور اپنے گھر کو دروازے بند کرکے بیٹھ رہ روضۃ الاحباب لکہنو ص ۴۲۷

> جنگ حنین مین ؛ ابوسفیان کی ابن الوقتی

جنگ حنین مین جو باعتبار قربت کے گویا فتح مکہ کی صبح تہی۔ دنیا کی قابو پرست اور ابن الوقت لوگون نے راہ گریز اختیار کی۔ انہین سب سے پہلے خلفائے امویہ کے مورث اعلیٰ۔ امیر معویہ کے پدر نامدار۔ کفار قریش کے سپہ سالار۔ ابوسفیان ابن حرب بھاگ نکلے۔ انکی نسبت مورخ ابوالفدا لکہتے ہین۔

جب مسلمانون نے راہ فرار اختیار کی تو اہل مکہ کے دلوں مین جو کینہ اور حسد مخفی تھا ظاہر ہوگیا چنانچہ مسلمانون کے بھاگنے پر ابوسفیان بن حرب کہنے لگے کہ یہ لوگ (مسلمان) جبتک کہ سمندر کے کنارے تک نہ پہونچ لینگے۔ دم نہ لینگے۔ بحوالہ تاریخ احمدی ص ۱۹۰

ابھی صبح و شام نہین ہوئی تھی کہ انھین ابوسفیان کے ایسے دشمن جان و ایمان کو ساتھ پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام نے کیسے کیسے احسانات کئے تھے۔ کیا کیا تفضلات و الطاف دکھلائے تھے۔ جان بخشی فرمائی۔ تمام جرائم معاف کردیے۔ ذاتی اعزاز و امتیاز عنایت کیا۔ یہان تک کہ انکے گھر کو اہل جرائم کے عفو تقصیرات کا مامن اور رحمت و نجات کا مامن بنادیا۔ ان تمام احسانات و رعایات کے جواب مین ایک ذراسے انقلاب کو سوتے تہی۔ انکی فطرت نے فوراً کروٹ بدلی۔ پھر نہ خدا اتھا نہ رسول۔ نہ اسلام تہا نہ ایمان ابھی ابھی جس مذہب کو قبول کیا تہا اور جس بانی مذہب کے دست مبارک پر بیعت کی تہی اوسی کی کھلی کھلی مخالفت اور معارضت کرنے لگے۔ ابن ہشام انکی ان معارضانہ اور محاربانہ طرز عمل پر حسب ذیل روشنی ڈالتے ہین۔

جب لوگ بھاگ گئے اور مکہ کے لوگون نے جنکے دلون مین کینہ و عداوت باقی تہی مسلمانون کے عالم ہزیمت و فرار کو دیکھ لیا تو آپس مین اسکا ذکر کرنے لگے۔ ابوسفیان بولا کہ اب یہ بغیر سمندر تک بھاگے نہین رکینگے۔ ابوسفیان کے پاس کمان بھی تہی اور کمان مین تیر بھی تھے۔ جبلہ بن حنبل نے وہ بقول ابن ہشام کلدہ ابن حنبل نے اپنے بھائی صفوان ابن امیہ سے جو اسوقت تک مشرک تھا کہا کہ آج کے دن (نعوذ باللہ) محمد کا سحر باطل ہوگیا۔ صفوان نے ڈانٹ کر کہا کہ چپ رہ۔ خدا تیرے مونہہ کو توڑے۔ میرے نزدیک اگر کوئی قریش کی ستائش و طرفداری کرتا تو بہتر ہوتا اس سے کہ کسی مرد ہوازن کی تعریف و جنبہ داری کرے ج ۲ ص ۱۱ مصر

محدث شیرازی ان بدنام کنندگان اسلام کے حالات مفصلہ ذیل عبارت مین لکہتے ہین

کفار قریش مین وہ لوگ جو نئے مسلمان ہوئے تہے اور ابھی تک اونکے سینے حسد و کینہ سے پاک و صاف نہین ہوئے تہے مسلمانون کی ہزیمت دیکھکر برے کلمات کہنے لگے۔ ایک نے کہا کہ محمد صلعم کے صحابہ ایسے بھاگے جاتے ہین کہ بغیر سمندر تک پہونچے نہین رکینگے اور کلدہ بن حنبل جو صفوان بن امیہ کا علاتی بھائی تھا کہنے لگا کہ آج سحر کے باطل ہونیکا دن ہے اور دوسرا صفوان کو

مخاطب کرکے کہنے لگا کہ تمہین مبارک ہو دیکھو محمدؐ او ر اونکے اصحاب بہاگ گیے۔

محدث شیرازی نے ان کافرانہ خطابات کو عموماً مسلمانون کیجماعت کیطرف منسوب کیاہی۔ لیکن ابن ہشام اور طبری اور ابوالفدا نے پہلی کلمہ کا متکلم ابوسفیان کو اونکا نام مع ابنیت کے لکھکر بتلایا ہے اور تاریخ روضۃ الصفا اور تاریخ الانبیا کی عبارتون سے ظاہر ہوتا ہے کہ اور کلمات کے کہنے والے بھی یہی ابوسفیان تھے اور مبارکباد کی خوشخبری بھی پانے والے بھی یہی تھے۔ چنانچہ روضۃ الصفا اور تاریخ الانبیا جلد دوم کی عبارتون کی تفصیل مترجمہ یہ ہے۔

فوج اسلام مین ابوسفیان بھی تھے۔ اول تو جیسے یہ مسلمان ہوے تھے ظاہر ہے۔ فوج اسلامی کی حالت (فرار) دیکھکر پہاڑ پر چڑھ گیے اور وہان سے فوج اسلامی کا انتشار اور علے العموم اہل اسلام کا اضطرار دیکھکر قہقہہ لگانے لگے اور اپنی چھپی ہوئی مخالفت کا پورا موقع پاکر مسلمانون سے بدلہ چکانے کرلیے تیر و کمان بھی لیس کر رکھی۔ تیر بھی کون- وہی ازلام- جہالت کی زمانہ مین جس سے جوا کھیلا جاتا تھا اور فال لیجاتی تھی- جسکی حرمت قرآن مجید کی آیت انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان - شراب- جوا اور (جوئے اور فال کے) تیر شیطان کے عمل سے بھی بدترین- مین نص صریح ہے اور کہنے لگے مجھے امید ہے کہ قوم ہوازن اہل اسلام کو بغیر سمندر کے کنارے پہونچائے نہین رہے گی یا کئے بخیال یہی انکے ہمراہ تھے سب کے سب انکے ہمراہ تھے اور سیر کر رہے تھے کسی کو مسلمان ہوے ایک ہفتہ ہوا تھا کسیکو دو کسیکو تین ہفتے- پھر اونکی آنکھون مین اسلام کی وقعت ہوتی تو کیسے۔ وہ تو صرف غنیمت کے لئے اسلام کے پیچھے پڑے تھے وہ سب ملکر اسلام کی ہزیمت سے بہت مسرور ہوئے۔ ابوسفیان کو جو سابق مین اونکا سردار تھا- ملکر مبارکباد دینے لگے اور کہنے لگے ای ابوسفیان آج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے اصحاب کا سحر باطل ہوگیا- اونکے اصحاب نے جنگ مین ہزیمت پائی تجھکو مبارک ہو- ماذ ابن حیل نے کہا آج محمدؐ کا سحر باطل ہوگیا جو سالہا سال سے اہل عرب کے دلون پر کارگر ہورہا تھا- ابوالفدا ص ۳۹۴ روضۃ الصفا ج ۲ ص ۱۳۶- تاریخ الانبیا ج ۲ ص ۳۸۹

امام طبری اور ابوسفیان کی حجت

انہیں امور کو پیش نظر رکھکر امام المورخین طبری نے مخالفت رسول صلعم مین جس شدت و عصبیت کے انکی خصوصیت بتلائی ہے وہ ذیل مین اونکے ترجمہ الفاظ سے ظاہر ہے۔

آنحضرت صلعم کی قوم کے کثیر التعداد اشخاص نے اور بڑے بڑے گروہ نے آنحضرت صلعم سے عناد کیا اور قطع تعلق کیا اور اونکی تکذیب کی اور اون سے لڑے بھی اور وہ لوگ اونکی تکذیب و ملامت کر ساتھ پیش آتے تھے اور اونکی تکذیب- اذیت اور ہلاکی کا قصد کرتے تھے اور کھلی کھلی دشمنی کرتے تھے اور اونکے لئے لڑائی کھڑا کرتے تھے اور اونکیطرف جانیوالون کو روکتے تھے اور جو اونکا پیرو ہوتا تھا اوسکو (طرح طرح کے) عذاب مین مبتلا کرتے تھے اور خصوصاً ابوسفیان ابن حرب اس بارے مین سب سے زیادہ شدید العداوۃ (سخت دشمن) تھا اور بڑا زبردست مخالف تھا اور ہر لڑائی مین مقدمۃ الجیش ہوا کرتا تھا- جو جھنڈا اسلام کے خلاف اوٹھتا اوس کا اوٹھانیوالا اور اوس گروہ کا رئیس و سرگروہ وہی ہوا کرتا تھا یہی حالت ابوسفیان کی جنگ بدر و احد و خندق تمام لڑائیون مین رہی اور اوسکے ساتھ اوسکا گروہ ...

رایتنا الملعونین فی کتاب اللہ ثم ملعونین علی لسان رسولہ اللہ فی عدۃ مواطن وعدۃ مواضع ...

بنی امیہ ازروئے کتاب خدا بھی ملعون ہین اور پھر اکثر مقامات پر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان ...

سب کے حق میں لعنت جاری ہوئی ہے - اسلئے کہ ان سبھوں کا نفاق و کفر خدا کے علم میں گذر چکا تھا - ابوسفیان برابر آنحضرت صلعم کو آزار پہنچاتا رہا اور آپ سے لڑتا رہا اور قطع تعلق کرتا رہا حتی قهر السيف وعلی امر اللہ - یہانتک کہ تلوار نے اوسکو زیر کیا اور خدا کا حکم غالب آیا - حالانکہ وہ سب کو سب (ابوسفیان وغیرہ) کراہیت کرتے رہے (اسلام سے) فتقول بالاسلام غیر منطوی علیه واسر الکفر غیر مقلع منه - پھر زبانی اسلام بھی لایے تو اوپر کے دل سے اور باطن میں کفر چھپائے رہے - اس (حالت نفاق) سے باز نہ آے - اوسکو (ابوسفیان کو) اسی نفاق کے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سب مسلمانوں نے پہچانا تو امتیاز کے لئے (رسولخدا صلعم کے مطابق) ان سبھوں کو مولفۃ القلوب کے لقب سے نامزد کیا - اس لقب کو ابوسفیان اور اوسکی بطیب خاطر قبول کیا - اس لقب کو مدنظر رکھکر جن مقامات پر خدا ے سبحانہ تعالے نے ان سبھوں پر اپنے نبی کی زبانی لعنت نازل کی - وہ آیت یہ ہے -

| | |
|---|---|
| وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا | قرآن میں یہ وہ شجرہ ملعونہ ہے جسکے لئے ہمیشہ خوف و عذاب ہے اور جسکے لئے سوائے گمراہی کے اور کوئی ترقی نہیں ہے |

ولا خلاف بين احد انه اراد بها بني امية اور اسمیں کسیکو بھی اختلاف نہیں ہے کہ شجرہ ملعونہ سے مراد بنی امیہ ہیں

تاریخ طبری حصہ سوم از صفحہ ۲۱۶۹ تا صفحہ ۲۱۷۰

**ابوسفیان تمام عمر اسلام سے کورے رہے**

اب رہا یہ شبھہ کہ شاید ابوسفیان اگر اسوقت نہیں تو آیندہ چلکر کسیوقت رسوخیت فی الاسلام کے شرف سے فائز ہوئے ہوں گے - لیکن حقیقت اور واقعیت یہ بتلاتی ہے کہ یہاں تو ابتدا سے لیکر انتہا انکا ایک ہی رنگ قائم رہا - ابوسفیان کے گویا مرتے دم تک کے حالات رسوخیت اسلام و ایمان امام عبدالبر مکی کی مفصلہ ذیل عبارت میں ملاحظہ فرمائی جاے

| | |
|---|---|
| وروی عن ابوالحسن ان اباسفیان دخل علی عثمان حین صارت الخلافة الیه فقال قد صارت الیک بعد تیم وعدی فادرها کالکرة واجعل اوتادها بنی امیه فانما هو الملک ولا ادری ما جنة ولا نار وله اخبار من نحو هذا ردیه ذکرها اهل الاخبار لم اذکرها وجهالات فی بعضها ما یدل علی ان اسلامه لم یکن سالما | جب حضرت عثمان خلیفہ ہوگئے تو ابوسفیان نے انکو کہا کہ اب تو تیم (ابوبکر) اور عدی (عمر) کے بعد خلافت تمہارے ہاتھ آئی ہے اسکو گیند کیطرح اوچھالو اور اوسکی میخیں بنی امیہ کو بناو (یعنی اس خلافت میں سوائے بنی امیہ کے کسی غیر کو رتی بھر دخل نہو) کیونکہ حقیقت میں (خلافت اسلامی) بادشاہی ہے اور ہم نہیں جانتے کہ بہشت کیا چیز ہے اور دوزخ کیا ہے - امام عبدالبر لکھتے ہیں کہ اسی طرح اور بہت سی ایسی باتیں اہل اخبار نے لکھی ہیں |

جو ہم ایسی ردی باتوں کو لکھنے کی کوئی وجہ نہیں دیکھتے اسلئے کہ بعض باتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اوسکا (ابوسفیان کا) اسلام ہی درست نہیں تھا

استیعاب حاشیہ اصابہ جلد چہارم مطبوعہ مصر صفحہ ۸۰ و استیعاب قلمی ورق ۳۰۴

علامہ حسین دیار بکری تاریخ الخمیس میں اسی روایت کو ذرا سے اضافہ کے ساتھ اس عبارت میں لکھتے ہیں -

| | |
|---|---|
| یا بنی امیه تلقفوها تلقف الکرة فوالذی یحلف به ابوسفیان ما من عذاب ولا حساب ولا جنة ولا نار ولا بعث ولا قیامه | ابوسفیان نے کہا کہ اے بنی امیہ اس خلافت کو آپس میں گیند کیطرح اوچھالو یعنی تقسیم کرو - ابوسفیان قسم کھا کر کہتا ہے کہ جسکی قسم کھائی جاتی ہے (اللہ) - خدا کا نام بھی لینا نہیں چاہتے) کہ نہ |

عذاب ہی نہ حساب ہی - نہ جنت ہی نہ دوزخ ہی - نہ بہشت ہی نہ قیامت ہی - جلد دوم مطبوعہ مصر

انا للہ و انا الیہ راجعون - جب تمام اصول اسلام ہی سے انکار ہے تو پھر وہی کفر کا اقرار ہے اور اوہی پر دارومدار

شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین اس واقعہ کو ان الفاظ مین لکھتے ہین -

در استیعاب می گوید کہ طائفہ روایت میکنند کہ وی (ابوسفیان) پشت وپناہ منافقان (کہف المنافقین) بود ازان کہ اسلام آورده بود و در جاہلیت منسوب بزندقہ بود روایت کرده شده است از حسن کہ ابوسفیان درآمد بامیر المومنین عثمان بسوئے او وقتیکہ رسید بروے واو اعمی شدہ بود ابوسفیان گفت گردیده است خلافت بسوئے تو بعد از تیم وعدی پس بگردان تاوان بنی امیہ را ونیست آن مگر ملک ومن نمی یابم جنت راونار را - جلد دوم مطبوعہ ناصری ص ۶۲۶

استیعاب مین منقول ہے کہ راویون کا ایک گروہ ابوسفیان کو اسلام لانے کے بعد بھی منافقین کا پشت وپناہ لکھکر بتلایا گیا ہے اور جہالت مین اوسکو زندیق ٹھہرایا گیا ہے اور حسن سے روایت ہے کہ ابوسفیان حضرت عثمان کے پاس اوسوقت آئے جب انکو خلافت مل چکی - ابوسفیان اندھے ہو چکے تھے - کہنے لگے کہ آپ تیم (ابوبکر) اور عدی (عمر) کے بعد خلافت تمہارے پاس آئی ہے پس تم بنی امیہ کے سب نقصانات پورے کردو - یہہ (خلافت) ایک شاہی ہے (اور بس) اور نہ مین (کہین) جنت کو پاتا ہون اور نہ (کہین) دوزخ کو -

علامہ مسعودی مروج الذہب مین انکے رسوخ فی الدین کی ایک مضحکہ خیز نقل فرماتے ہین - وہ یہہ ہے

قال ابن عباس لقد کنا فی محفل فیہ ابوسفیان وقد کف بصرہ وفینا علیؑ فاذن الموذن فلما قال اشہد ان محمدا رسول اللہ قال ابوسفیان ھہنا یحتشم قال واحد من القوم قالوا لا فقال للہ در اخی بنی ھاشم انظروا این وضع اسمہ فقال علی اسخن اللہ عینیک یا اباسفیان فقال ابا سفیان اسخن اللہ عین من قال لیس من یحتشم -

ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک صحبت مین ہم بھی تھے اور ابوسفیان بھی اور اونکی آنکھین بھی جاچکی تھین اسی جلسے مین حضرت علیؑ بھی تھے - اس اثنا مین موذن نے اذان کہی جب اشہد ان محمدا رسول اللہ پر پہونچا تو ابوسفیان نے کہا - یہان کوئی غیر تو نہین ہے - کسی نے کہدیا - نہین کوئی نہین ہے - ابوسفیان نے کہا خدا بھلا کرے برادر بنی ہاشم کا (آنحضرت کی طرف اشارہ ہے) دیکھو - اپنا نام کہان لکھا ہے - حضرت علیؑ نے کہا خدا تیری آنکھون کو گرم کرے (خدا اوسکو یہہ عزت دی ہے کہ فرمایا ہے ورفعنا لک ذکرک) ابوسفیان نے کہا خدا اوسکی آنکھوں کو گرم کرے جس نے بیان کیا یہان ایسا کوئی نہین ہے جس سے خوف کیا جاوے

سب سے آخر مین ہم جاحظ عثمانی (مصنف کتاب المفاخرت - عرب کے سب سے بڑے ادیب اور متوکل جیسے ناصبی خلیفہ کے لڑکون کا معلم) کی وہ فیصلہ کن رائے نقل کرکے ابوسفیان کی داستان کو ختم کرتے ہین جو اونھون نے اسکے (ابوسفیان کے) اسلام و ایمان کی پوری تصویر کھینچکر قائم کی ہے -

قد عرفنا کیف اباسفیان فی عداوۃ النبی صلعم وفی محاربتہ وجدالہ علیہ وغزوہ ایاہ و

ہمکو خوب معلوم ہے کہ ابوسفیان رسول اللہ صلعم کا جیسا دشمن تھا اور آپ سے کسطرح لڑائیان لڑا اور کوششین کین اور حملے

لوگون کو آپ کی دشمنی پر امادہ کیا اور اسی طرح حضرت علی سے بھی کس کس طرح اس نے جہاد کیا۔ ہمکو اسکا اسلام بھی خوب معلوم ہے جیسا اوسکا خلوص تہا (حضرت عباس سے جو کچھ لشکر اسلام کی شان و شوکت دیکھکر کہا تھا کہ تمہارا برادر زادہ اب تو بڑا بادشاہ ہو گیا) وہ بھی معلوم ہے۔ جو کلمہ اوس نے بروز فتح حنین کہا تھا (لاان بطل سحر محمد صلعم اسوقت سحر (نعوذ باللہ) سحر محمد باطل ہو گیا) اور وہ کلمہ بھی معلوم ہے جو ابوسفیان نے اوسوقت کہا تھا کہ حضرت بلال نے خانہ کعبہ پکے بالاخانہ پر اذان کہی تھی۔ ماخوذ از رسالہ اصلاح بابت ماہ فروری سنہ ۱۹ع

## معویہ ابن ابوسفیان

### الولد سر لابیہ

### بیٹا وہی قدم بقدم ہو جو باپ کے

ابوسفیان کی داستان کو پوری تفصیل سے بیان کر کے۔ اونکے دہبانی بیٹے معویہ کے حالات حسب ذیل پیش کئے جاتے ہین۔

**نام اور کنیت** انکا نام معویہ ہے۔ معویہ کے معنی۔ وہ کتیا جو عوعو کر کے کتون کو بلائے۔ انکے معتقدین انکی کنیت ابوعبد الرحمن بتلاتے ہین۔ اسکی تحقیق دشوار ہے کہ یہ کنیت انھون نے اپنے حصول امارت کے بعد اپنے لئے تجویز کی تھی یا آپ کے والد بزرگوار کہف النفاق۔ ابوسفیان صاحب نے اپنی پسند سے رکھی تھی۔ انکے والد ماجد ابوسفیان بن حرب تھے۔

**لقب** انکے اور انکے باپ کے القاب قریب قریب ایک ہی تھے لیکن تاہم کثرت القاب مین باپ کا نمبر بیٹے سے بڑھا رہا مولفۃ القلوب انکا بھی لقب بھی تھا اور انکے باپ کا بھی۔ معویہ وابوہ من مولفۃ القلوب۔ معویہ اور اونکا باپ مولفۃ القلوب تھے۔ طلیقانہ ازادکردہ رسول صلعم روز فتح مکہ ہونے کے انکو طلیق ابن طلیق بھی کہتے ہین۔ اسلئے انکا بھی لقب طلیق تھا اور انکے باپ کا بھی۔ وھو من الطلقاء الذین لا یجوز لھم الخلافۃ۔ معویہ طلیق ہین اور طلیق کے لئے امر خلافت جائز نہین (ازالۃ الغین ج ا مطبوعہ دہلی بحوالہ استیعاب۔ انکے باپ کہف النفاق کے لقب خاص سے مشہور تھے اور انکا یہ لقب ایسا مخصوص تھا جو شاید انکے صاحبزادے کے القاب سے زیادہ تھا۔ استیعاب مین امام عبد البر لکھتے ہین وطائفۃ تری انہ کان کہف المنافقین منذ اسلم و کان فی الجاہلیۃ ینسب الی زندقہ۔ ایک گروہ محدثین کا قول ہے کہ یہ منافقین کی پشت و پناہ تھے جبوقت سے اسلام لائے۔ اور ایام جہالت مین زندقہ کے ساتھ منسوب تھے۔ لیجیے یہ کیسے لشد ووشد۔ انکا ایک لقب صاحبزادے سے بھی بڑھ گیا۔ استیعاب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ زمانہ جہالت مین انکا لقب زندیق بھی تھا صدہ تازہ بتازہ نو بنو۔

**والدہ ماجدہ** معویہ کی مادر مہربان ہندہ بنت عتبہ تھین۔ جنکا لقب اکلۃ الاکباد (کلیجون کی چبا جانیوالی) تھا۔ یہ خطاب انکو بروزاحد دربار رسالت سے ملا تھا جب انھون نے عم رسول مقبول جناب سید الشہدا حضرت حمزہ کا کلیجہ دانتون سے چبایا تہا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ اس نے حضرت حمزہ کا کلیجہ چبایا مگر اسکو فراغ ہو گیا تو آپ نے فرمایا خدا نے دوزخ پر حرام فرمایا ہے کہ حمزہ کی گوشت کا مزہ چکھ سکے (ابوالفدا دفصل ثانیہ کا فیہ مطبوعہ بمبئی) اسی سے ہندہ جگر خوارہ کا جہنمی ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

**ہندہ جگر خوارہ کی ثنا خوانی حسان بن ثابت کی زبانی** حسان ابن ثابت دربار رسالت کے ملک الشعرا تھے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی ہجو و توہین میں۔ بنی امیہ وغیرہ بڑے بڑے قصیدے۔ طول و طویل نظمین لکہا کرتے تہے۔ آپ کیطرف سے حسان ابن ثابت اونکے دندان شکن جواب اشعار مین دیا کرتے تہے اسی لئے انحضرت صلعم نے انکو بشارت دی رکہی ہتی کہ جبتک تم ہماری مدح اور ہمارے دشمنون کی رد و قدح کرتے رہوگے اوسوقت تک روح القدس تمہاری تائید کرتا رہے گا۔

ایکبار بنی امیہ نے انحضرت صلعم کی توہین مین ایک سخت توہین انگیز اور طویل نظم لکہی اور اوسمین اپنی شرافت حسبی و نسبی بہت کچہہ فخر و ناز کیا۔ حسان ابن ثابت نے اوسکے جواب مین جو نظم طیار کی اوسمین۔ بی ہندہ۔ معاویہ کی مادر مہربان کے بہت سے راز سربستہ کہولدیئے۔ اوسمین سے چند اشعار ناظرین کی تفریح طبع کے لئے ذیل مین لکہے جاتے ہین

اشرت بکاع وکان عادتہا
توشہوت پرست اپنے نفس (امارہ) کی لونڈی ہتی

لوما اذا کان اشرت مع الکفر
تیری عادت قابل ملامت ہتی جسکو تو نے کفر کے ساتہہ مول لیا ہتا

لعن الالٰہ وزوجہا معہا
خدائے تعالے کی لعنت تجہپر ہو اور تیرے شوہر پر

ھند الھنود طویل البظر
اے ہندوؤن کی ہند۔ دراز شرمگاہ والی

اخرجت رقصۃ الی احد
بروز احد تو ناچتی ہوئی نکلی اور اوس قوم کے سامنے

فی القوم مقتبۃ علی بکر
گئی جو تیری جوانی پر شدید الشوق ہو رہے تہے

بکر ثقال لا حراک بہ
تیرے لئے تیری جوانی بار (وبال) جان ہوگئی

لا عن معاتبۃ ولا زجر
جسکی وجہہ سے تو خطاب و عتاب اور لعن طعن سے آزاد نہین ہو سکتی

وعصال استک تتیقن بہا
تیری بدکاریان ایسی مستقل ہین کہ ہر شخص کو اوسکا یقین ہو جاتا ہے

دق العجابۃ عاری الفخر
اور تو نے (شرم کی گردنوںمین) اکہی پیدا کردی ہے اور قریش کے لئے باعث عار ہے

قرحت عجیزتہا ومسرجہا
تیرے چوتڑ تیری چراگاہ (شرمگاہ) اور تیرا فرش سب گفتہ اور

من نقرہا قعدا علی القہر
پارہ پارہ ہین اور یہ سب تیری بدکاریون کی نشانیان ہین

زعم الولائد انہا ولدت
ابنائے زمانہ و عوبے سے کہتے ہین کہ تو نے جو چہوٹا بچہ جنا ہے

ولدا صغیرا کان من عہر
وہ حقیقتاً زنا سے ہے۔ یعنی زنا زادہ ہے

(دیوان حسان ابن ثابت انصاری مطبوعہ مصر صفحہ ۶۱)

اس اخر شعر کی تصدیق خود معویہ کی زبانی بہت جلد سلسلہ بیان مین اتی ہے۔

**حسب و نسب** معویہ ابن ابوسفیان (صخر) بن حرب بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف۔ اس اعتبار و شمار سے یہ سلسلہ بظاہر عبد مناف پر پہونچکر خانوادہ ہاشمی سے ملجاتا ہے لیکن ؎ حقیقت تیری اے ننگ عرب کچہہ اور کہتی ہے

فاضل معاصر۔ صاحب تاریخ معاویہ اسکی تفصیل مین تحریر فرماتے ہین۔

اور اگر علامہ سبط ابن جوزی کی تحریر پر بنا کی جاوے تو پہر یہ ایک ہی پشت اگے عبد المطلب سے مل جاتے ہین اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ یزید نے بزمانہ ولیعہدی امیر معویہ کے سامنے اسحق ابن طلحہ سے مذاق کیا کہ

تمہارے لئے تمام بنی حرب کا جنتی ہونا بہتر ہے (اسلئے کہ اسکے مادری خاندان کی کوئی عورت بعض بنی حرب سے متہم تھی) اسحق نے بھی ترکی بترکی جوابدیا کہ تمہارے واسطے یہی بہتر ہوگا کہ جب کل بنی عباس جنت میں داخل ہوجائیں تو لیعہد صاحب ایک الٹھ مزاج کے شہزادے تھے۔ اوسوقت تک (قتل کربلا کے جواز کا فتوے دیگر مجتہد بھی نہیں ہوئے تھے) اسحاق کی تلخ کو نہیں سمجھے۔ مگر معویہ صاحب گرم و سرد زمانہ چشیدہ۔ جنگ احزاب دیدہ۔ سمجھکر خاموش ہو رہے۔ جب اسحاق اوٹھکر چلے گئے تو یزید کو ڈانٹا۔ باپ بیٹے کی گفتگو بطور مکالمہ حسب ذیل ہے۔

معویہ ۔ بے سمجھے بوجھے کسی سے گالی گلوج کیوں کرکے منہ کی کھاتے ہو

یزید ۔ میں نے تو اسحاق پر طعن کی تھی۔

معویہ ۔ اوس نے بھی اوسیطرح دندان شکن چوٹ کی

یزید ۔ یہ بھلا کیونکر

معویہ ۔ اما علمت ان بعض قریش فی الجاھلیۃ یزعمون انی للعباس ۔ کیا تو نہیں جانتا کہ بعض قریش جاہلیت میں گمان کرتے تھے کہ میں عباس کے نطفہ سے ہوں۔ تذکرۂ خواص الامۃ ص ۱۵۰۔

کسی کو زعم ہے سکن کا یا وطن پہ دعوے ہے کسی کا خدا رکھے انھیں اپنے حرامی پن پہ دعوے ہے

اور آگے چلیئے۔ فاضل معاصر لکھتے ہیں۔

قدیم سلسلہ کے مطابق ابولہب (ابن عبد المطلب) معاویہ کا پھوپھیا تھا۔ ایکبار وز عقیل ابن ابیطالب معویہ کے دربار میں گئے۔ معویہ نے ارکین خلافت سے خطاب کرکے انھیں سنا کر کہا کہ آپ ہی کا نام عقیل ہے۔ آپ ہی کے چچا ابولہب تھے۔ عقیل (کب چپ رہنے والے تھے) کہنے لگے۔ حاضرین! آپ ہی کا نام معویہ ہے آپ ہی کی پھوپھی حمالۃ الحطب تھیں۔ پھر معویہ سے مخاطب ہوکر کہا کہ جب دوزخ میں جانا تو ذرا بائیں طرف دیکھ لینا۔ ہمارے چچا تمہاری پھوپھی کو فرش بنائے ہوں گے اور یہ بھی غور کرلینا کہ فاعل بہتر ہے یا مفعول۔

ثمرۃ الاوراق

بنی ہاشم سے بہ نسبی پر بجا ناز — بڑا ناز بنی ہاشم سے الحاق واتصال پر ہے۔ مروان یا بنی امیہ کا نجم تقابلہ و مفاخرہ یہیں تک پہونچکر ختم ہوجاتا ہے۔ کیونکہ مقابلت او مفاخرت اپنے سے بہتر کے اتحاد و اتصال پر کیجاتی ہے یہ امر تمام دنیا کے تمام تمدن و معاشرت کا مسلمہ ہے۔ اس بنا پر جبتک بنی ہاشم کی ترجیح بالمرجح بنی امیہ اور مروان کی آنکھوں میں قائم ہے اوسوقت تک اونکے توصل و توسل پر مفاخرت کے دعوے کیسے صحیح ہوسکتے تھے۔ بہرحال۔ اگر بفرض محال۔ تھوڑی دیر تک یہ توسل و توصل مان بھی لیا جاوے۔ تاہم فیما بین کفر و نفاق کی وہ ناقابل عبور خلیج حائل ہے کہ کبھی ایک دوسرے کے ساتھ فریقین میں مرکر مساوات و ہمسری پر جمع ہو نہیں سکتا۔

خدا سبحانہ تعالی نے خود بنی امیہ کو شجرہ ملعونہ سے ملقب کرکے اور بنی ہاشم کو شجرہ طیبہ کے خطاب مشرف فرما کے جانبین کی فرق مابہ الامتیاز کو صاف صاف بتلادیا ہے۔ ایسی نص صریح کے بعد پھر قدیم توسل کا دفتر پارینہ کا پیش کرنا سعی بیکار ہے مروان پر موقوف نہیں معاویہ صاحب خود بھی اس زعم باطل کو حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو

کی خدمت مین لکھ بھیجا تھا۔ اونکو اس خط کا جو جواب دار الامارۃ کوفہ سے لکھا گیا تھا اوسکی عبارت کا ترجمہ یہ ہے۔

اے معویہ۔ تو جو کہتا ہی کہ ہم تم بنی عبد مناف ہین۔ اسلئے ایک کو دوسرے پر فضیلت نہین۔ ایسا نہین ہی (یعنی تو جھوٹ نہین کہتا ہی) حقیقت مین نہ امیہ ہاشم کے برابر تھا نہ عبد المطلب کے برابر حرب تھا۔ نہ ابوطالب کے برابر ابوسفیان تھا (معہ ہمارے برابر تو ہے) نہ طلیق اور مہاجر برابر ہو سکتے ہین۔ ہمارے ہاتھ مین نبوت کا فضل و شرف ہی جسکی وجہ سی ہم نے تیرے بڑے بڑے معزز لوگون کو قتل کیا ہی۔ جس سے تیرے چھوٹون کا سر نیچا ہو گیا ہی۔ اخبار الطوال مطبوعہ مطبع سعادت مصر ص ۱۹۰

معویہ کی ولدیت انساب عرب کی کتابون مین ست مشکوک ہی

علامہ زمخشری ربیع الابرار مین لکھتے ہین

کان ابو سفیان ذمیما قصیرا وکان الصّباح عسیفا لابی سفیان شابا وسیما فدعته هند الی نفسها

ابوسفیان سوکھے پاکھے پست قد آدمی تھے اور صبّاح ابوسفیان کا مزدور موٹا تازہ جوان خوشرو تھا۔ اس وجہ سے ہندکی طبیعت اوس پر مائل تھی

علامہ سبط ابن جوزی ایک دوسری فہرست دیتے ہین۔

وکان عمّارۃ ومسافر وعبّاس من احباب ابوسفیان متہم بالھند فامّا عمارۃ بن الولید فکان من اجمل رجالات قریش

عمّارہ۔ مسافر اور عبّاس۔ ابوسفیان کے احباب ہند کے ساتھ متہم تھے اور انمین عمارہ ابن الولید تمام قریشون مین سب سی زیادہ خوبصورت تھا تذکرہ

پھر علامہ موصوف اسی کے متعلق ایک اور نمبر کا اضافہ فرماتے ہین۔

وکانت هند من المغتلمات وکانت تمیل الی السّودان من الرّجال فکانت اذا ولدت ولدا اسود اقتلته

ہند مغتلمہ (لونڈےباز) تھین اور اگرچہ کالے مردون (سنولیا) کی طرف انکا میلان طبع تھا۔ لیکن انکے پیٹ سی اگر کالا بچہ پیدا ہوتا تھا تو (گلا گھونٹ کر) اوسکو مار ڈالتی تھین۔

چنانچہ علامہ سبط ابن جوزی اسکی حقیقت اور شہرت کے ثبوت مین لکھتے ہین

قال الشعبی قد اشار رسول الله صلعم الی هند یوم فتح مکّۃ لشیٔ من هذا فانها لما جاءت تبایعه وکان قد اهدر دمها فقالت علی ما ابایعك فقال علی ان لا یزنین فقالت هل تزنی الحرۃ فعرفها رسول الله صلعم فنظر الی عمر فتبسم۔

شعبی نے کہا ہی کہ بروز فتح مکہ جب ہند بیعت کرنے آئی تو رسولخدا صلعم نے (اسی) طرف اشارہ کیا اور (پہلے) اوسکا خون مباح کر چکے تھے (کہ جو شخص ہندہ کو جسجگہہ پاوے قتل کر ڈالے) پس ہند نے کہا کہ ہم کس بات پر آپ کی بیعت کرین۔ رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ اب نہ زنا کرنا۔ ہند نے کہا کہین آزاد عورتین بھی زنا کرتی ہین۔ رسولخدا صلعم نے ہند کو پہچان کر حضرت عمر کیطرف دیکھا (کہ اسکی دیدہ دلیری پر نظر کرو) وہ ہنسنے لگے۔

امام فخر الدین رازی کی تحقیق یہ ہی

فضحك عمر رضی الله عنه حتی استلقی

تفسیر کبیر جلد اوّل مطبوعہ مصر ص ۱۹۳

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ ہنستے ہنستے لوٹ گئے

الغرض - حضرت سلامت (امیر معویہ صاحب) ان صور مختلفہ کی ترکیب مجموعی تھے اور اسی وجہہ سے آپ کو خیریت سے اپنی خوبصورتی کا بھی دعویٰ تھا -

معویہ اور شریک اعور رئیس بصرہ — ایک دن شریک اعور رئیس بصرہ سے اپنی خوشجمالی کا اظہار کرتے ہوے کہنے لگے کہ تو بدصورت ہے اور مین خوبصورت ہون - خوبصورت بدصورت سے بہتر ہوتا ہے - تیرا نام شریک ہے - اور خدا کا کوئی شریک نہین - تیرے باپ کا نام اعور ہے اور اعور کانے کو کہتے ہین اور کانے سے دو نو آنکھون والا بہتر ہے - تو پھر تو کیونکر اپنی قوم کا سردار ہوگیا -

شریک چپ رہجانیوالا آدمی نہین تھا - بولا ہی تان - آپ کا نام معویہ ہے اور معویہ اوس کتیے کو کہتے ہین جو عوعو کر کے کتون کو اپنے پاس بلاتی ہے - تیرے باپ کا نام صخر ہے - صخر کہتے ہین پتھریلی زمین کو اور سہل یعنی نرم زمین بہتر ہے پتھریلی زمین سے - تیرے دادا کا نام حرب ہے - حرب کہتے ہین لڑائی کو - اور سلم یعنی صلح بہتر ہے لڑائی سے - اور تو امیّہ کے خاندان سے ہے اور امیّہ (امۃ کنیز کی تصغیر ہے - پھر تو کیونکر سب کا سردار ہوگیا - مستطرف مطبوعہ مصر ص۲

بچپن — معویہ کے بچپن کے حالات پر بالکل پردہ ہے - قرینہ غالب یہہ بتلاتا ہے کہ اصلیت وہی بنی امیّہ - فطرت وہی بنی امیّہ - طبیعت وہی بنی امیّہ اور صحبت و تربیت وہی بنی امیّہ - تو پھر اس فضا مین تعلیم و تربیت بھی وہی ثابت ہوتی ہے جو علی العموم بنی امیّہ کی ہوا کرتی ہے - گندم از گندم بروید جو ز جو

دنیا پرست امام نے ایکبار بچپن مین انکی صورت دیکھی تھی - وہ غریب خبیب کے سلیب دئے جانیکا موقع تھا - انکو بھی انکے باپ تماشہ دکھانے لائے تھے اور دعائے خبیب کے خوف سے انکے باپ نے رسم جہالت کے مطابق انکو زمین پر اوندھا لٹا رکھا تھا اسلئے کہ ان پر دعا کا اثر نہو جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے - دوسرے بار غزوہ خندق مین باپ کے ساتھ ذرا سا دکھلائی دیتے ہین - پھر غائب -

اسلام کیساتھ ابتدا ہی سے متنفر تھا — اسلام سے آپ بھی ویسے ہی متنفر تھے جیسے آپ کے باپ - اور کیونکر نہوتے - فطرت وہی - طبیعت وہی صحبت وہی اور تربیت وہی - بلکہ تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ باپ سے انکی نفرت اسلام کہین زیادہ بڑھی ہوئی تھی - کیونکہ ظہور اسلام کے بعد انکے باپ نے نفرت و کراہت اسلام کی وجہہ سے سکونت مکہ کو ترک نہین کیا - لیکن صاحبزادے (معویہ) اپنی غایت نفرت کے سبب سے اسلام کا ذکر تک سننا نہین چاہتے تھے بلکہ اکثر کفار مکہ مثلاً کعب بن زبیر - وحشی - عکرمہ بن ابی جہل وغیرہم کیطرح بیرونی علاقہجات اور دور دراز مقامات مین چلے گئے تھے - علامہ سبط ابن جوزی کے قول کے مطابق معویہ یمن مین چلے گئے تھے - اور فتح مکہ کے زمانہ تک وہان گوشہ گیر رہے

باپ کو مسلمان ہونے پر ڈانٹنا — معویہ نے یمن ہی مین باپ کے مسلمان ہونیکا حال سُنا تو باپ کو دوسرے ڈانٹ بتلائی کہ اسلام لاکر اپنے آپ کو فضیحت کر دو اور یہہ شعر اپنے خط مین اپنے باپ کو لکھ بھیجا

| | |
|---|---|
| یا صخر لا تسلمن طوعا فتفضحنا | بعد الذین ببدر اصبحوا |
| اے صخر (ابوسفیان) تم بخوشی اسلام لاکر ہمکو رسوا نکرو | بعد اونکے جو بدر کی لڑائی مین مسلمانون کے ہاتھون سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گئے |
| مزقا لا ترکنن الی امر تقلدنا | والراقصات بنعمان به الخرقا |
| تم ہرگز ایسی بات کیطرف توجہ نکرو جس سے ہمکو توقی گلے پڑے | قسم ہے تمکو اون ناقون کی جو وادی النعمان مین ناچتے اور پھرتے ہین |

مگر مکہ فتح ہو ہی چکا تھا۔ باپ مسلمان ہو ہی چکے تھے۔ ماں بھی اسلام کی گرفتار ہو ہی چکی تھیں۔ اب یہ جاتے تو کہاں گھر والوں سے علیحدہ ہوتے ہیں تو نہ گھر کے رہتے ہیں نہ گھاٹ کے بالآخر اٹکا بنیا سودا کرے۔ یہ بھی باپ کے ساتھ مجبوری اور محض خوف جان سے مسلمان ہوئے تھے اور مولفۃ القلوب میں داخل انکے اسلام کا آخر میں یہ معیار طیار ہوا۔

روی عن الشافعی انہ اسر الی الربیع انہ — امام شافعی نے اپنے شاگرد سے بطور وصیت کہا

لا یقبل شہادۃ اربعۃ من الصحابۃ وہم معویۃ — کہ صحابہ میں سے چار آدمیوں کی گواہی قبول نہیں۔ معاویہ۔

وعمرو ابن العاص والمغیرہ وزیاد۔ — عمرو عاص۔ مغیرہ اور زیاد (ابو الفدا)

ان کا خاتمہ اسلام امام طبری کے الفاظ سے یہ ثابت ہوتا ہے۔

فقال النبی صلعم ان معویۃ فی تابوت نار — فرمایا جناب رسالتمآب صلعم نے کہ معاویہ ایک آگ کے

فی نار منہا ینادی یاحنان ویامنان فیقال لہ — صندوق میں پست ترین طبقہ جہنم میں ہے جہاں وہ

الآن وقد عصیت قبل وکنت من المفسدین — یاحنان یا منان چلایا کرے گا اسے ندا دیجائیگی کہ یہ

سب تیرے اعمال گذشتہ کا نتیجہ ہے جبکہ تو فساد پھیلانے والوں میں تھا۔

ہم نے اجمالا معاویہ کے اسلام کی اجمالی داغ بیل دکھلا دی ہے تفصیل ہمارے آیندہ سلسلہ بیان سے اپنے اپنے مقام ہوگی معاویہ جنگ خندق یا احزاب میں باپ کے ساتھ تھے اور مشرکین میں داخل۔ جنگ حنین میں گویا باپ ہی کے ایسے مسلمان تھے لیکن تاہم باپ کے ردیف و ہمرکاب بنام اسلام کے ساتھ تھے لیکن معرکہ جنگ کی ہوا بدلتے ہی بھی اپنے باپ کے ساتھ ہوا ہو گئے اسوقت کے اڈے ہوئے دوڑے مسرکر طائف کو آ مفید چند روز بعد مقام جعرانہ میں غنیمت حنین کا حصہ لینے کے آ دبکے۔

سلطنت... تیجری سے یزید بن معویہ کیا تمام بنی امیہ کی آمد ورفت شروع ہوئی باوجود اسکے کہ یہ لوگ اسلام ظاہری لائے تھے مگر ... ہیں کہ کفر و نفاق چھپا ہوا تھا طبری نے صاف لفظوں میں اظہار تبلادیا ہے۔

فقولوا بالاسلام ... سفیان ... — یعنی ... ابو سفیان وغیرہ اسلام لائے تو

واسروا الکفر غیر مسلم ... — اوپری ہی اور باطن میں کفر چھپائے رہے اس بات نہ رہے۔

اسی وجہ سے مسلمان ہونے پر بھی۔ ابو سفیان معاویہ اور تمام بنی امیہ کو کسی اہل اسلام نے کبھی عزت و وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھا۔ معاویہ کی بہن ام المومنین حضرت ام حبیبہ مدینہ ہی میں موجود لیکن خدمت جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مدت تک رہ کر وہ ادب شناس رسالت اور معرفت مراتب نبوت ہو چکی تھیں۔ فتح مکہ سے چند روز پیشتر ابو سفیان عہد نامہ حدیبیہ کی تجدید کے لئے مدینہ میں آئے ہوئے تھے بیٹی (ام حبیبہ) کے یہاں مہمان ہونا چاہتے تھے مگر بیٹی نے یہ کہکر باپ کو اپنے فرش پر بھی بیٹھنے نہ دیا کہ یہ رسول اللہ صلعم کا بستر ہے اور تم نجس العین کافر ہو یہ بھی اکبر میں یہ کہتے ہوئے اوٹھکر چلے گئے۔ بیٹی۔ یہاں آکر تیرے مزاج میں شر آگیا ہے۔ ابو سفیان کی اولٹی سمجھ تھی۔ شر کیسا۔ یہاں آکر دو تو سراپا خیر ہو گئیں ہیں۔ جب باپ کی بیٹی نے —

کوئی قدر نہین کی تو بہن بھائی کو کیا چیز سمجھتی۔ اس بنا پر قیام مدینہ کی مدت مین بھی ہمکو کوئی ایسا واقعہ نہین ملتا۔ جس سے بھائی بہن مین کوئی رسم و راہ یا اتحاد پایا جاتا ہو

**خدمت رسولؐ مین** خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین جو کچھہ رسوخ انکو حاصل تھا یا شہنشاہ رسالت کی نگاہون

**معویہ کی ذاتی وقعت** مین جو انکی ذاتی وقعت بھی اور مقدار و حیثیت۔ وہ ذیل کے واقعہ سے ظاہر ہے۔

وائل ابن حجر۔ قبائل یمن کے مشہور سردار آنحضرت صلعم کیخدمت مین حاضر ہوئے۔ آپ نے اونکا بڑا اکرام کیا جب اونکو رخصت فرمانے لگے تو غایت اخلاق و مہمان نوازی سے معویہ کو ہمراہ کر دیا کہ اونکو حد ترخیص تک پہونچا دے۔ چنانچہ یہہ پیدل چلے اور وائل اپنے اونٹ پر سوار۔ انکو وائل کی رکاب مین پیدل ہو نلینے۔ اور کچھہ اونٹ کی چال چلنا ہوا نتیجہ یہہ ہوا کہ دوڑتے دوڑتے پاون تھک گئے۔ تلوؤن مین چھالے پڑ گئے۔ آخر کار عاجز آکر وائل سے کہنے لگے کہ مجھے بھی اپنے اونٹ پر بٹھا لیجیے۔ وائل نے ایک ڈانٹ بتائی اور کہا۔"

امش فی ظل ناقتی کفاک بہ شرف | میری ناقہ کی دم کے پیچھے چلا آ۔ تیرے لئے یہی شرف کافی ہے ترجمہ ابن خلدون حصہ اول آلہ آباد ص ۱۳۵

**معویہ اور خدمات رسول صلعم** دو برس کی برائے نام اور ظاہری حاضری مین انکی کوئی خدمت قابل ذکر نہین ہے۔ ایک "کتابت" کی خدمت بڑی نقاشی اور قلمکاری کے بعد بتلائی جاتی ہے۔ جسکی حقیقت بہت جلد معلوم ہوتی ہے۔ لیکن ان تفاصیل سے پہلے خدمت اور متابعت رسولؐ مین انکی خوش عقیدگی اور خلوص کی اجمالی کیفیت اس واقعہ سے پہلے ذہن نشین کر لیجیے۔

**رسول صلعم کی دعائے خیر** حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ کسی ضرورت سے آنحضرت صلعم نے معویہ کو طلب کرنا چاہا۔ مین سامنے حاضر تھا۔ مجھی کو بلا لانیکا حکم دیا۔ مین فوراً انکے پاس گیا۔ انھون نے کہا جا کر کہدو کھانا کھاتے ہین۔ ابن عباس نے آکر یہی الفاظ خدمت رسالت مین عرض کر دیے۔ آنحضرت صلعم نے نہایت عتاب آمیز لہجہ مین ارشاد فرمایا لا اشبع اللہ بطنہ۔ خدا اوسکے پیٹ کو کبھی نہ بھرے

**کتابت کی حقیقت** تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ سوا اس حدیث کے اور کوئی حدیث معویہ کے متعلق صحیح نہین ہے۔ حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا مین لکھدیا ہے کہ رسول خدا صلعم کے کاتبون مین معاویہ بہت خوشخط تھا۔ لیکن مدائنی کی تحقیق مین زید بن ثابت کاتب وحی تھے۔ نقل حدیث مین حافظ ابو نعیم سے مدائنی کا پلہ بھاری ہے۔ لیکن۔ تاہم دونون کو مسامحہ ہوا ہے۔ معویہ اور زید مین سے کوئی بھی کاتب وحی نہین تھا۔ وحی کے لکھنے والے اور بزرگوار تھے۔

اگر بفرض محال کتابت وحی ثابت بھی ہوتی۔ تاہم معویہ کو اس سے کوئی فضیلت خاص حاصل نہین ہوتی اسلئے کہ ان سے قبل عبد اللہ بن ابی سرح سا کافر و منافق بھی جسکا خون بروز فتح ہدر فرمایا گیا تھا۔ کاتب وحی رہ چکا ہے۔ اور مروان سا طلیق و طرید رسول صلعم بھی یہہ خدمت کر چکا ہے۔ معویہ کی کتابت محض دھوکا ہے۔ زید کی کتابت کی حقیقت یہہ ہے۔

**زید کی کتابت کی حقیقت** زید بن ثابت کی کتابت وحی بھی غلط فہمی ہے۔ اسلئے کہ نزول رسالت کے وقت مدینہ مین یہہ بالکل بچے تھے۔ یہودی جو خیبر سے قید ہو کر آئے تھے وہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے اونکی دیت یہہ قرار دی گئی کہ وہ مہاجر و انصار کے لڑکون کو لکھنا پڑھنا سکھلا دین۔ انھین تعلیم پانے والے بچون مین زید بھی تھے۔ نزول مدینہ کے وقت سے

لیکر وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک انکا سن مشکل دس بارہ برس کا ہوگا - اس عمر مین کتابت وحی کی ذمہ داری کیسی انکی سپرد کیجا سکتی تہی - انکی کتابت وحی کی نسبت جو غلط فہمی واقع ہوئی ہی وہ خلافت اوّل کے زمانہ مین جمع قران کی ضرورت سے انکی نقل قران کی خدمت ہی - جیسا کہ کنز العمال کی حسب ذیل عبارت سے ظاہر ہے -

جب حضرت ابوبکر خلیفہ ہوے اور حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام قران مجید موافق تنزیل کے جمع کرکے لے آئے کہ اسکو بلاد اسلامیہ مین شایع کرو تو حضرت ابوبکر و عمر نے فرمایا کہ لیجاؤ ہمکو اسکی ضرورت نہین ہے کیونکہ قران سب کو یاد ہے - مگر یمامہ کی لڑائی مین جب بہت سے حافظ قران مارے گئے تو لوگون نے کہا کہ قران جمع کرکے لکھوا لو نہین تو ضایع ہو جاے گا تب حضرت ابوبکر و عمر نے زید بن ثابت سے کہا کہ قران جمع کرو - اوسوقت بھی امیر المومنین علی علیہ السلام سے نہین کہا کہ جو قران تم جمع کرکے لائے تہے - دیدو - اب اوسکی ضرورت ہے - زید کو خود پورا قران یاد نہین تہا - لوگون سے پوچھ پوچھ کے لکھ لیتے تھے یا لکھوا لیتے تہے - حالانکہ عبد اللہ ابن مسعود سا مشہور حافظ قران صحابی زندہ موجود تھا جسنے خود رسول صلعم سے سنکر اور سنا سنا کر قران جمع کیا تھا اور جمع کرنیکے بعد بھی پڑھکر اپ کو سنا دیا تھا یہانتک کہ آخر آیت آپ کو پڑھکر سنا دی تہی - لیکن باوجود اتنے اعتماد و استناد کے بھی قران کی تجمیع و تدوین مین انسے کوئی مدد نہین لیگئی خنیسہ رموز مملکت خویش خسروان دانند - لیکن علم القران کے ماہرین کو خلافت کی اس فروگذاشت پر ہمیشہ افسوس رہا کیا - چنانچہ علامہ ابن سیرین کا یہہ قول آجتک زبانون پر مشہور ہے اور کتابون مین لکھا ہوا موجود ہے کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا اگر جمع کیا ہوا قران اسوقت موجود ہوتا تو اوس سے بہت سے فائدے حاصل ہوتے

بہرحال کتابت وحی بھی ثابت نہین - اگر ہو بھی تو بقول حکیم سنائی غزنوی کے

ور نوشت او خطے ز بہر رسول

از خط و خال اعتبارے نیست

عہد رسالت مین معویہ کو کوئی عہدہ نہین ملا — عہد رسالت مین یہی ایک خدمت معویہ کے متعلق تبلائی جاتی ہی - وہ بھی ثابت نہین ہوتی اسکے علاوہ انکے متعلق کسی غزوہ یا سریہ کے فوجی خدمات معلوم ہوتے ہین اور نہ ملکی انتظامات تعلیم و تبلیغ دین کی خدمتون کیلئے تو معویہ سرے سے نا قابل تھے - اسلیئے کہ مولفۃ القلوب مین داخل اور مذبذبین مین فی لک مین شامل ہونیکی وجہ سے ان مناصب تعلیمی پر انکا تعین توسہ او خویشتن گم است کرا رہبری کند - کا ہم مطلب ہوتا یہان تالیف قلوب کی غرض خاص سے انکے باپ ابوسفیان کو دربار رسالت سے زکواۃ و صدقات کی وصولی کی خدمت ملی تھی

کسی غزوہ مین بہی شریک نہین ہوئے — فتح مکہ کے بعد تین غزوات - حنین - طائف اور تبوک - انکے اسلام ظاہری اور خاص موجودگی مین واقع ہوے - مگر کسی مین بھی انکی شرکت ثابت نہین ہوتی - آنحضرت صلعم کا آخری سفر حجۃ الوداع تھا - اوسکی فہرست رفقا مین بھی انکا نام پایا نہین جاتا - یہہ واقعات پورے طور سے مثبلا رہے ہین کہ اسلام اور بانی اسلام علیہ و آلہ السلام کی انکاہو نہین یہہ کسی خدمت و منصب کے لائق نہین تہے - ان پر موقوف نہین ہم تو تمام بنی امیہ مین کسی شخص کی نسبت بھی کسی خدمت و منصب کا تعلق نہین پاتے - ایام رسالت کے ڈہائی برس انکو اسی عالم کس مپرسی مین گذر گئے -

نظام خلافت

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات کے بعد خلافت بنی امیہ کی تنظیم بالاجماع کا انتظام ہوا اور اسی انتظام سے بنی امیہ کے قوم کی تنظیم ہوگئی۔ اور حقیقتاً بدیہی خلافت سے عمداً اور حضرت عمر کے ایسے پولیٹیکل دماغ رکھنے والے آدمی سے خصوصاً ایسی ناقابل اصلاح سیاسی غلطی عمل میں آئی جس نے اسلامی اتحاد کے شیرازہ کو پارہ پارہ کردیا بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب سے حضرت عمر کی فطرتی مخالفت اور خلقی نفرت اس کا باعث ہوئی علامہ ابن عبد ربہ اندلسی اپنی کتاب عقد الفرید کے ترجمۂ عبارت سے ہماری اس بیان پر حقیقت کی پوری روشنی پڑتی ہے :-

واپس ہونے لگے تو راستہ میں کسی سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی خبر ملی اور یہ بھی دریافت ہوا کہ ابوبکر خلیفہ ہوئے۔ کہا کہ علی و عباس کیا کرتے ہیں اس نے کہا کہ بیٹھے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ اگر خدا کی قسم میں اُن کی مدد کے لئے زندہ رہا تو اُنکی پشت و پناہی ضرور کروں گا پھر کہا کہ میں (اپنے دل میں) ایک غبار (یا غیرت) رکھتا ہوں جیسے بجز خون کے کوئی اور بجھا نہیں سکتا۔ اور جب مدینہ میں پہونچے تو تمام گلی کوچوں میں گشت لگاتے ہوئے یہ شعر پڑھتے پھرتے تھے۔

بنی ھاشم لا تطمع الناس فیکم ولا سیّما تیم بن مرہ او عدی

اے بنی ہاشم تمھاری موجودگی میں کسیکو (امر خلافت) لالچ نہونا چاہیئے خصوصاً بنی تیم بن مرّہ (ابوبکر) اور بنی عدی (عمر) کو

فلا الامر الا فیکم والیکم ولیس لھا الا ابو الحسن علی

خلافت تمہارے لیے ہے اور تم خلافت کے لیے اور اسکے لیے کوئی زیبا نہیں ہے مگر ابوالحسن (علی)

جب یہ خبر معلوم ہوئی تو حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہ ابوسفیان آگیا۔ یہ بڑا فسادی اور شریر آدمی ہے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسکی تالیف فرمایا کرتے تھے۔ اسکے پاس جو کچھ صدقہ کا مال ہے (اگرچہ سب مسلمانوں کا مال ہے) اسکے واسطے چھوڑ دو۔ ابوبکر نے ایسا ہی کیا بس (پھر کیا تھا) ابوسفیان صاحب راضی ہوگئے اور بیعت کرلی۔

پھر اسی کتاب عقد الفرید میں آگے چلکر لکھا ہے۔

یہی مضمون امیر المومنین علیہ السلام نے ایک مرتبہ معویہ کو لکھا تھا کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو تیرا باپ میرے پاس آیا اور کہا کہ ہاتھ بڑھاؤ ہم بیعت کریں کیونکہ تم سب سے بڑھ کر اس امر خلافت کے حقدار ہو۔ فکنت انا الذی ابیت علیہ مگر میں ایسے تھے کہ ہم نے اس کے مونہہ پر انکار کردیا۔ فخافۃ الفرقۃ بین المسلمین لقرب عھد الناس بالکفر اس خوف سے کہ مسلمانوں میں تفرقہ پڑجائے گا اور یہ خوف اسلئے تھا کہ لوگ ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں عقد الفرید جلد دوم ص ۲۸۶ مصر۔ اسی مضمون کو مگر مختصر الفاظ میں صاحب روضۃ الصفا نے یوں لکھا ہے۔

صدیق و فاروق را معلوم شد کہ ابوسفیان مخالفت دارد پسر او یزید را بامارت شام نامزد کرد ابوسفیان کہ

جب ابوبکر و عمر کو معلوم ہوا کہ ابوسفیان مخالفت پر طیار ہے تو اسکے بیٹے یزید کو ملک شام کی امارت دیدی اور ابوسفیان نے بھی یہ معلوم

این معلوم کرد ترک منازعت -  اور ابوسفیان نے بھی یہ معلوم کر کے مخالفت ترک کر دی
و مخالفت ننمود مطیع و منقاد گشت  اور اونکا محکوم و تابع ہو گیا  روضۃ الصفا جلد ۲ ص ۲۲۳ لکھنؤ

**یزید کی تعیین پر صحابہ کا اعتراض**

عجیب اتفاق ہے - دو برسوں کے بعد ہی ادھر حضرت ابوبکر کی وفات ہوئی ادھر یزید ابن ابوسفیان بھی شام میں دنیا سے چل بسے اور لطف تو یہ ہے کہ یزید بستر ضاد ستمر اج خلیفہ وقت معویہ ابن ابوسفیان اپنی بھائی کو اپنا وصی کر گئے -

اسیطرح حضرت ابوبکر بھی بغیر اجماع و شوریٰ اصحابہ حضرت عمر کو سند خلافت دیکر راہی عدم ہو گئے حضرت عمر نے حالات کی ساوت اور بنی ہاشم کی تضعیف قوت والی اپنی ضرورت سے مجبور ہو کر یزید کے معاملہ وصیت اور معویہ مسلہ امارت شام میں کچھ عذر نہیں کیا اور معویہ کو یزید کی جگہ پر اپنی سند جدید دیکر بحال کر دیا -

یزید ہی کے تعین کے وقت صحابہ نے فاضل و مفضول کا اعتراض کر دیا تھا اور بتلا دیا تھا کہ یزید ابن ابوسفیان کے مقرر کرنے سے صحابہ سابقین کی جو تمام اوصاف میں اوس سے زیادہ موصوف ہیں پوری حق تلفی ہوئی - اور یزید کو انپر بلا سبب ترجیح بالمرجح حاصل ہو گئی - پھر معویہ کی بحالی کے موقع پر بھی سوال اوٹھا - لیکن حضرت عمر نے اپنے سیاسی اجتہاد کی پوری قوت سے کام لیا اور کسی کی کچھ نہ سنی حضرت عمر انجان ایسی کر گئے کہ ارشادات سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی یہ حدیث صحیح کتب صحیح میں لکھی ہی رہ گئی -

ومن استعمل عاملا من المسلمين وهو يعلم ان فيهم اولى بذلك منه واعلم بكتاب الله وسنة نبيه فقد خان الله ورسوله وجميع المومنين -

اور اگر کوئی خلیفہ کسی ایسے عامل کو مقرر کرے اور اوسکو یہ علم ہو کہ اس شخص مقرر کردہ سے بہتر اور لوگ بھی موجود ہیں جو اوس کتاب خدا و سنت (حدیث) رسول کے بہتر جاننے والے ہیں تو اوس نے (ایسے شخص کی تقرری میں) خدا و رسول اور جملہ مومنین کی خیانت کی -

**حضرت عمر اور معویہ**

چاہے کتنی ہی احسان کئے جاویں - کیسے ہی ایثار بجا لائے جائیں اہل حق کج فطرتوں کے ساتھ یہ محاسن سلوک روا رکھے گئے لیکن اونکی نگاہوں میں سب خاک ہیں اونکی خود غرضی کے آگے نہ کوئی قدر و قیمت ہے اور نکوئی عزت و وقعت اونکی ابن الوقتی اونکی قابو پرستی اوسی وقت تک مجبور ہے جب تک کہ اونکا کام نہیں نکلتا مطلب نکلجانیکے بعد اور کام چل جانے پر کسی کا احسان و ایثار اونکی حافظہ کی کمزوری یاد نہیں رکھتی - اور نہ وہ اسکے یاد رکھنے کو اپنا اخلاقی فرض سمجھتے ہیں - ماموریت کے بعد ہی کیفیت حضرت عمر اور معاویہ کی ہوئی ولایت شام کا خود مختار انہ چارج لینے کے بعد وہ باقاعدہ خلیفہ خلافت محض ازادانہ طور پر ملک و رعایا کا انتظام کرنے لگے اور ظاہر ہے کہ کسی شخص کا محض آزادانہ اور خود مختارانہ نظم اور قواعد کے حدود میں نہیں آسکتا - حضرت عمر کو انکی یہ مطلق العنانی بری معلوم ہوئی اور انھوں نے چند بار اونکو اونکی زیادتیوں کو پیش سرزنش بھی کی اور چشم نمائی بھی فرمائی - مگر یہ کب سننے والے تھے مطلق العنانی کی شان میں اپنے ولی نعمت ہی سے لگے منہ آنے آخر بار بار شقہ خلافت کے جواب میں لکھ بھیجا یا عمرو والله قد بلغني اذاك ههنا وبالشام (اصابہ ابن حجر) (ترجمہ) اے عمر ہم شام میں بھی سنتے تمھارا دیہاں بھی دیکھتے ہیں کہ تم ہمکو تکلیف پر تکلیف دیتے ہو" (اصابہ ابن حجر ۴۲ مصر)

حضرت عمر بھی اپنے نام کے تھے اور بڑی گہری پالیسی کے بزرگ - انکا یہ گستاخانہ اور بے ادبانہ جواب پڑھکر اوسوقت تو خموش ہوگئے - لیکن ایک دوسرے موقع پر جب یہہ دربار خلافت مین حاضر ہوئے تو عبا ئے ریشمی پہنے کے خفیف جرم مین انکو بھرے دربار کے سامنے اتنے کوڑے لگوائے کہ دوائی دہیتے دہیتے اور معافی مانگتے مانگتے انکی زبان مین کانٹے پڑ گئے ابن حجر کے ایسے موید معویہ سے بھی انکے ایسے پیٹے جانے کا واقعہ نہ چھپایا جا سکا گیا تمنی باشد نہان رازی کزو سازند محفلہا آخر کار تطہیر الجنان حاشیہ صواعق محرقہ مین لکھہ ہی دیا

| | |
|---|---|
| دخل معویہ علی عمر ابن خطاب وعلیہ حلۃ خضرا | معویہ عمر ابن خطاب کے پاس آئے - وہ حلہ سبز (ہری ریشمی عبا) |
| فنظر الیہ الصحابۃ فلما رای ذلک عمر قام ومعہ | پہنے ہوئے تھے اونکو اس لباس مین دیکھکر صحابہ حاضرین مین |
| الدرۃ فجعل ضربا بمعویہ یقول یا اللہ یا اللہ | آنکھین اوٹھنے لگین - جب عمر نے یہہ کیفیت دیکھی تو وہ اوٹھ |
| یا امیر المومنین فیم فیم | کھڑے ہوئے اور اونکے ہاتھہ مین درہ تھا اور لگے اوس سے |

معویہ کو مارنے بہت تو معویہ لگے چلانے اللہ (کا واسطہ) اللہ (کا واسطہ) اے امیر المومنین بس کیجیے - بس کیجیے -

حضرت عمر کا دور دورہ بھی آخر تہا - چل چلاو کا وقت تہا مصالح وقتی پر نظر کر کے خلیفہ عصر نے اس سے زیادہ انکی تادیب کو مناسب نہ سمجہا اور اپنے موقع پر اوٹھا رکھا - مگر اجل موعود نے خود انکو اسکا موقع نہ دیا - اور بمصداق

| | |
|---|---|
| عَسَىٰٓ أَن تُحِبُّوا۟ شَيْـًٔا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ | جن چیزون کو تم پسند کرتے ہو وہی تمہاری نفرت کا باعث ہوتا ہے |

جن بنی امیہ کی سرپرستی مین اپنے اپنی تمام کوشش تمام کر دی اور بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کی محرومی اور ناکامی کے لئے اپنے بعد امر خلافت کو کل چہہ آدمیون کی ایسی مجلس منتخبہ کے حوالہ فرمایا جو سوائے بنی امیہ کے (عثمان کے) کسی دوسرے کو نامزد نہ کر سکیے - اب وہی بنی امیہ اسلام اور خلافت اسلام اور تمام دینی و دنیاوی انتظام کے تباہ کن ثابت ہوئے

**خلافت عثمان کی بنیاد** حقیقت تو یہہ ہے کہ وَاللّٰہُ أَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ - خدا خوب جانتا ہے جسکو تم لوگ نہین جانتے حضرت عمر سوچے کیا اور ہو گیا کیا - شورے کی اس مجلس منتخبہ سے حضرت عمر کا اصل مدعا بنی ہاشم کی محرومی تھی - لیکن عبد الرحمن ابن عوف کی فضول ترجیح نے بنی امیہ کی فائدہ رسانی کا پورا موقع دیدیا اور حضرت علیؑ کو محروم رکھکر امر خلافت حضرت عثمان کو حوالہ کر دیا -

**عبد الرحمن ابن عوف کی ندامت و پشیمانی** آخرین عبد الرحمن نے بھی اپنی اس غلطی کے تلخ نتیجون کو اپنی انکھون سے مشاہدہ کر لیا اور پھر تو اسقدر شرمائے اور پچھتائے کہ خلیفہ عصر حضرت عثمان کا مونہہ دیکھنا چھوڑ دیا تہا - نوبت یہانتک نفرت بڑھی کہ خلیفہ عثمان بستر موت پر عبد الرحمن کو دیکھنے گئے تو اونہون نے انھین دیکھکر انکی طرف سے مونہہ پھیر لیا اور دوسری طرف کروٹ لے لی - مگر اب کیا ہو سکتا تہا - جسطرح حضرت عمر نے بنی امیہ کی تائید کر کے آخرین ندامت اوٹھائی اوسی طرح عبد الرحمن کو بھی بنی امیہ کی اس ناحق طرفداری سے خجل اور پریشان ہونا پڑا - مگر نہ اب انکی ندامت سے کچہہ ہونیوالا تھا اور نہ انکی خجالت سے - جسکی بننے والی تھی اوسکی بن گئی -

**خلافت عثمان مین یا معویہ تھے یا مروان** نظم خلافت مین حضرت عثمان تو برائے بیت تھے - مدینہ مین جو کچھہ تھے

وہ مروان اور ہشام بن معویہ - ایک غیر مسلم یوروپین محقق لکھتا ہے

جبتک جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم زندہ رہے آپ کی قوت سلطانی بہی ان بیوفاون (بنی امیہ) سے خائف رہی - انمین بہتون نے براے نام اسلام قبول کیا تہا - صرف اپنی ذاتی غرض سے - یا اوس مال غنیمت کی لالچ سے جو مجاہدین اسلام فتوحات ملکی کے بعد دار الحکومت مین لاتے تہے - مگر انکی نفرت محمد صلعم کی امارت وحکومت سے کبھی کم نہوئی - شہوت پرست - بدکار - بدنیت اور ظالم (بنی امیہ) اس مساوات قائم رکھنے والے مذہب مین تو شامل ہونیکا دعوے رکھتے تھے - جس مذہب نے تقدیس اور اصول تہذیب (اخلاق) کی سخت تاکید کی تہی - مگر وہ دل سے (ابہی تک) بت پرست تہے - یہہ لوگ شروع زمانہ سے اس امارت وحکومت (اسلام) کو استیصال پر اور ان بزرگون کے برباد کردینے پر - جن پر اس امارت وحکومت کا دارومدار تہا ہمیشہ امادہ اور تیار رہتے تھے - (یہہ وہ بزرگ تہے) جسکی متابعت کی یہہ قسم کہا چکے ہین اور حلف اوٹہا چکے ہین

جناب رسولخدا صلعم کے دو قائمقامون نے انکے حسد وکبر کو ایک حد خاص تک محدود کر رکہا تہا اور انکے مکروفریب کی چالون کو ظاہر کردیا تہا - عثمان کی تخت نشینی اون فرقہ بندیون کے وجود کا باعث ہوی اور ان خموش بنی امیہ کی بدکاریون کا ظہور ہوا جس نے اسلامی دنیا کا دل توڑدیا اور اوسکی (اسلام) نہایت معزز اور قابل قدر خاندانون کو برباد کردیا

عثمان کے دوران خلافت مین دونو خلفاے سابقین کے انتظام وتدبیر سے پوری مخالفت کی گئی - جنکی تقلید واقتدا کا (خلیفہ بنائے جانیکے وقت) عثمان اقرار کرچکے تہے - اصحاب معززین پیغمبر صلعم اور بزرگان انصار جو ممالک اسلامی مین والیان ملک اور صاحبان اختیار بنائے گئے تہے معزول کردئے گئے - اونکی ذاتی لیاقتین اور اونکی خیرخواہانہ خدمتین فراموش کردی گئین - تمام معتبر اور پرمنفعت خدمتین بنی امیہ نے لیلین - تمام صوبون کی صوبہ داریاں اونہین کو دیدی گئین - جنھون نے اپنے آپ کو اسلام کا پورا مخالف ثابت کر رکھا تہا - انکے ساتھ سلوک اور رفق ومدارا کرنے سے لوٹ بیت المال (اسلامی) خالی کردیا گیا -

اسکے بعد کے واقعات کی نسبت جسے ہم تفریق اسلامی کے باب مین علیحدہ بیان کرینگے لیکن اتنا لکہدینا یہان کافی ہوگا کہ انتظام ملکی کی بدنظمیان - تمام انکی کارروائیون میں غفلت اور اپنے اقربا ولوا حق کے ساتھ سخت طرفداری اور عام شکایتون پر اوسکو نہ دہیان کرے) انکار بنے قدیم اصحاب رسول نے کیا تمام اہل اسلام مین ایک سخت بیچینی اور مخالفت پہیلا رکہی تہی اور یہہ مخالفت آخر مین بغاوت ہوکر ایسی عام ہوگئی جسمین حضرت عثمان اپنی جان ہی کہو بیٹھے

خلافت عثمانی مین معویہ کی بدعنوانی ہمکو حضرت عثمان کی خلافت کی تفصیلی حالات لکھنا منظور نہین ہے - ہم انکی خلافت کے صرف اونہین واقعات وحالات کو لکہینگے جو معویہ کی بدعنوانیون اور خودمختاریون کے کافی ثبوت ہین - اور جن سے معویہ کی سخت مظالم وایذارسانیان ظاہر ہوتی ہین خصوصًا اون اصحاب کبار پر جو انکی بدعنوانی اور مطلق العنانی کو روکنا چاہتے تہے - انھیں اوسکے ساتھ یہہ بھی معلوم کرلینا چاہئے کہ باوجود اتنی سرپرستی اور ایثار واحسان کے معویہ خود

حضرت عثمان کی برائے نام خلافت کو اپنے حصول مقاصد کیلئے سخت مضر سمجھتے تھے اور انکے ختم کر دیئے جانے کے انتظار
مین بیٹھے بیٹھے دن رات کاٹا کرتے تھے۔ حکومت عثمان کے دوران مین معاویہ کی بدعنوانیوں کی کسی تصریح کی ضرورت نہین
کیونکہ اصل مین ملک وسلطنت ہی انھین کی تھی۔ مشتے از خروارے حسب ذیل دو مثالین تاریخ اعثم کوفی کے اردو ترجمہ مطبوعہ
دہلی سے لکھی جاتی ہین۔

جزیرہ قبرس کی فتح کے بعد بہت سا مال ومتاع غنیمت مین دستیاب ہوا معویہ امیر لشکر تھے معویہ نے خلیفہ عصر کی اجازت
کا بھی انتظار نہ کیا اور وہ تمام مال غنیمت اپنی تجویز کے موافق اپنے مخصوصین لشکر پر تقسیم کر دیا جہان مال غنیمت مین اور چیزین تھین
وہان عورتین بھی اور بہت صاحب حسن وجمال۔ اس لشکر مین بہت سے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی موجود تھے۔
عبادہ بن صامت الانصاری۔ ابوالدرداء۔ صداد ابن اوس واثلہ ابن اصقع ابو امامہ الباہلی اور عبدالرحمن بن بشر المازنی
وغیرہم لشکر کے دو چار سوار دراز گوشون پر سوار آئے۔ عبادہ ابن صامت نے انلوگون سے پوچھا کہ یہ دراز گوش کس کے
ہین انھون نے کہا کہ ہمارے ہین۔ ہمکو ہمارے امیر لشکر معاویہ نے غنیمت مین دئیے ہین۔ عبادہ نے کہا معاویہ ہرگز ان کی
تقسیم کا مجاز نہین ہو سکتا ان لوگون نے یہ ماجرا معویہ سے کہا معویہ نے عبادہ کو بلا کر پوچھا تو انھون نے جواب دیا کہ تقسیم غنیمت
اموال کی نسبت مجھے خوب یاد ہے کہ خیبر کی فتح کے بعد جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اسکی نسبت ارشاد
فرمایا تھا کہ مجھکو بغیر خمس نکالے اونٹ کا ایک بال بھی لینا حرام مطلق ہے اب معویہ خوش ہوے اور وہ تقسیم واپس لیکر عبادہ
کے سپرد کر دی گئی تاہم اون عورتون مین سے ایک کنیز جو سب سے زیادہ صاحب حسن وجمال تھی اپنے لئے علیحدہ کر لی اور
عبادہ کو اسکی مطلق خبر نہ کی لیکن تقسیم کے بعد اہل اسلام نے انکی اس راز کو بھی طشت از بام کر دیا عبادہ نے اسکے لئے
انھین سخت پکڑا تو انھون نے ہزار مجبوریون کی ساتھ اوس کنیز کو خلیفہ عثمان کے ساتھ پاس بھیجدیا خلیفہ صاحب بھی
فریفتہ ہو گئے لیکن اپنی بی بی نائلہ کے خوف سے اوس پر قادر ہو نہ سکے پھر اسکو معویہ کو عنایت کر دیا۔ عطاے تو بلقائے تو
قبرس سے متصل ایک اور جزیرہ تھا جسکو ودس کہتے ہین جعفر اب موجود ہین بھی اسکا یہی نام ہے۔ وہ بھی اسی سلسلہ
فوج کشی فتح ہوا۔ اموال غنیمت مین ایک سونے کی انگوٹھی بھی مسلمانون کو ہاتھ لگی۔ اوس پر یاقوت کا نہایت خوشنما درخشان بڑا
یاقوت جڑا ہوا تھا معویہ اوس انگوٹھی کو دیکھکر بے اختیار ہو گئے۔ جو لوگ مبصر تھے اونھین دکھایا اون لوگون نے اسکی قیمت
بیس ہزار دینار لگائی معاویہ نے وہ انگوٹھی پسند کر لی اور اپنے پاس رکھ لی اور باقیماندہ چیزین خلیفہ عصر
کو بھیجدین۔ ترجمہ اعثم کوفی مطبوعہ دہلی از ص ۱۰۹ تا ۱۱۱۔ صحابہ کرام کے ساتھ معویہ کی بدعنوانیا اور خود مختاریان از دو نمو
شاہد تاریخی سے) معویہ کی مظالم ثابت ہو گئین۔ اب صحابہ کرام کو ساتھ ان کے محاسن سلوک بھی ملاحظہ فرمائین جاوین
حضرت ابوذر غفاریؓ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ جیسے جلیل القدر اور
کو ایذا رسانی سابق الایمان صحابی تھے وہ دنیائے اسلام کو پورے طور پر معلوم
ہے وہ مدینہ سے شام بن چلے گئے تھے۔ حضرت ابوذرؓ وہ بزرگ ہین جنکی بہشتی ہونیکی شہادت
خود مخبر صادق علیہ والہ السلام نے دی ہے۔ حضرت ابوذر غفاری ایک سادی روش کے بزرگ تھے نقرپسند قانع
زاہد۔ عابد۔ متقی اور تارک الدنیا اوامر ومناہی کے سخت پابند فرائض وسنن نے پڑھنے جاننے والے یہ اونلوگون مین

شامل تھی۔ جنمین جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و الہ وسلم کے فیضان صحبت نے کامل طور سے اثر کیا تھا۔ ملک شام توفی الحال معویہ کا اوسیطرح خالصہ ہو رہا تھا جسطرح مروان کا ممالک افریقیہ۔ یہہ رسول اللہ صلعم کا زمانہ دیکھے۔ شریعت اسلامی یہہ خرابیان کیسے دیکھ سکتی تھے۔ عوام الناس کو اوامر و نواہی اسلام اور اوسکے متعلق ضروری احکام بتلانے لگے معویہ اپنی امارت مین انکی شرکت کیون قبول کرتا۔ معویہ نے عثمان کو لکھ بھیجا کہ انکو بلا لیا جاوے۔ نہین تو اہل شام کو یہہ میری اور اپکی اطاعت سے منحرف کر دینگے۔ حضرت عثمان کو بات معویہ کے خلاف استمزاج کیسے کرسکتی فوراً حضرت ابوذر غفاریؓ کو شام سے مدینہ مین بلالیا اور پھر مدینہ سے ایک برہنہ پشت اونٹ پر سوار کر کے مقام ربذہ۔ جو حوالی مدینہ مین عراق جانیکے رستہ پر واقع تھا۔ یہہ خراب اور ویران ترین مقام تھا۔ جہان عسرت و افلاس اور حسرت و یاس کے خاص عالم مین اس جلیل القدر صحابی نے انتقال فرمایا۔ طبری جلد چہارم ص ۲۲۵ ابوالفدا ص ۱۰۴ روضۃ الصفا ج ۲ ص ۱۱۹

صاحب روضۃ الاحباب ان واقعات کے متعلق حسب ذیل تفصیل فرماتے ہین۔

ونیز پیوستہ کہ از ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ طریق امر معروف ونہی از منکر سلوک داشتہ بموجب قُلِ الحَقَّ وَاِنْ کَانَ مُرًّا عمل نمودہ معویہ را از بعضی امور کہ لائق حکام نمیدانست منع مینمود و از رسانیدن کلمہ حق ہیچ محابا نمیکرد وے را ازین معنی بتنگ آمدہ از ابوذر رضی اللہ عنہ شکایت بامیر المومنین عثمان نوشت

یہہ بہی منقول ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ امر معروف اور نہی منکر کا طریقہ عمل رکہتے تھے اور سچ بولنے کو۔ اگرچہ وہ کیسا ہی تلخ ہو۔ اپنا لائحہ عمل بنا لیتے تھے معویہ کو اون کامون کرلیئے جو انکے نزدیک حاکمون کے قابل نہین تھی منع کیا کرتے تہے اور حق کہنے مین کسی سے نہین ڈرتے تہے معویہ کو انکا یہہ طریقہ عمل پسند نہ آیا اور ابوذرؓ کی شکایت عثمان کو لکھ بھیجی۔

ہم اپنی موجودہ ضرورت بیان کیلئے یہان یہی ایک واقعہ لکھتے ہین اسلئے کہ عنوان بیان ہمارا حضرت عثمان کی خلافت مین معویہ کی بدعنوانیون کے بیان تک محدود تھا۔ ایک ایسے عظیم المراتب صحابی کے ساتھ انکا یہی ایک جابرانہ حسن سلوک اور تحکمانہ طرز عمل کافی ہے حضرت عثمان کے وقت مین انکی بدعنوانیون کی بحث کو تمام کرتے ہین۔ اور انکے اینده طرز سلوک جو زمانہ حکومت خاص مین دوسرے صحابہ کے ساتھ عمل مین لائے گئے وہ انکی امارت کے خاص واقعات مین بیان کئے جاوینگے۔

ہم اپنے عنوان بیان مین اوپر لکھ چکے ہین کہ اصحاب کرام سے قطع نظر کر کے خود حضرت عثمان کے جلد ہٹا دیئے جانیکی فکر و انتظار مین تہے۔ ہم اسکی تفصیل ذیل مین پیش کرتے ہین۔ ابتدا مین تو یہہ واقعہ بہت قدیم ہے اور معویہ کے ابتدائی حالات مین ہم کسیقدر اسکی تفصیل بھی کر چکے ہین۔ اسی واقعہ کا نتیجہ تاریخ معاویہ کی اسناد سے یون ہے۔

معویہ اپنے مفاد کے لئے حضرت عثمان کو مفید نہ سمجھتے تھے

معویہ کی ماں کے شوہر اوّل فاکہہ کو جب ہند کی بدچلنی معلوم ہوئی تو اوس نے اوسکو گھر سے نکال دیا۔ ہند کے باپ عتبہ کے کہنے سے خود عتبہ اور فاکہہ اپنے اپنے قبیلہ کی عورتون کو لیکر کاہن مین کے پاس فیصلہ کرانے گئے تو ہند کو کاہن نے پارسا ٹھہرایا اور یہہ پیشین گوئی کر دی کہ اسکے پیٹ سے ایک پادشاہ ہوگا جسکو لوگ معویہ کہینگے۔ ص ۱۲۰ بحوالہ الدرۃ الغاویہ فی المناقب المعاویہ

بہرحال یہہ تو بہت پرانی باتین ہین ۳۵ھ مین جب سرپرست خاندان بنی امیہ حضرت عثمان کے محصور ہونیکی خبر معویہ کو ملی تو یہہ بغرض حمایت فوج تو لیکر آئے نہین۔ لیکن تفحص حال اور معاملات مدینہ کی اینده سیاسی دیکھ بھال کے خیال سے

مدینہ مین

مدینہ میں ایسے اور مستفیان خلافت کے طبقات میں ادبراو وہر سراغ لیتے رہے۔ نیت کا حال تو یہیں سے معلوم ہوگیا حقیقت تو یہ ہے کہ بنی امیہ سے بڑھکر کوئی دوسرا احسان فراموش اور محسن کش قوم اور قبیلہ عرب میں نہیں تھا۔ حضرت عثمان کے ایسا ولی النعمت تو ایسی معتیناک مجبوری اور محصوری کی حالت میں گھر میں بند رہکر اپنی موت کا ہمہ وقت انتظار کر رہا ہو اور معویہ کی اسا پروردہ نعمت اونکی خبر نہ لے۔ مدد تو کجا اوسکے پاس تک نہ پھٹکے۔ بلکہ اونھیں باغیوں میں کسی بھاری پلہ والے کی تلاش کرے۔ صاحب مناقب مرتضوی اسکی تفصیل میں لکھتے ہیں۔

معاویہ روزے در ایام محاصرہ مدینہ با کعب الاحبار ملاقی شدہ وگفت می ترسم کہ اہل خلاف ہجوم آوردہ عثمان را بقتل رسانند کعب گفت کہ وقوع این حادثہ بسبب تقدیر امر لیست ناگزیر معویہ گفت اگر بدانم کہ خلافت برکہ قرار خواہد یافت نسبت باو شرائط اخلاص مرعی دارم کعب گفت بعد از عثمان این منصب بتو قرار خواہد شد اما پس از خونریزی بسیار مناقب

(محاصرہ عثمان کے ایام میں) ایک دن عثمان کعب الاحبار سے مدینہ کو ایک گلی میں ملے کہنے لگے مجھے خوف ہے کہ مخالفین کا گروہ کہیں عثمان کو مار نہ ڈالے۔ کعب نے کہا کہ اس واقعہ کا ہونا تو حکم تقدیر سے ہی۔ معویہ نے کہا کہ اگر مجھکو یہ معلوم ہوتا کہ اوسکے بعد خلافت کس شخص سے متعلق ہوگا تو میں (ابھی سے) اوسکے ساتھ خلوص و اتحاد کے سلوک اختیار کرتا۔ کعب نے کہا یہ منصب تو عثمان کے بعد تمہیں کو ملے گا مگر بڑی خونریزی کے بعد۔

مرتضوی شیعہ بمبئی ص ۲۳۱

تاریخ طبری جلد چہارم مطبوعہ لکھنؤ ص ۲۳۵ میں بھی قریب قریب یہی مضمون تحریر ہے۔

یک روز معویہ با کعب نشستہ بود کعب گفت من در کتاب چنین دیدہ ام کہ او (عثمان) را قتل کنند و این کار از وے برود معویہ گفت کاشکے من دانستم کہ از پس او این کار کرا بود تا انکس را خدمت کنم و نرمی نمایم کعب گفت این کار پس از او ترا بود معویہ گفت راست میگوئی مگر از فتنہ و خون ریختن لود

ایک روز معویہ کعب کیساتھ بیٹھے تھے کعب نے کہا کہ میں نے کتاب میں دیکھا ہے کہ لوگ انکو (عثمان) کو مار ڈالینگے اور امر خلافت اونکے ہاتھ سے نکل جایگا۔ معویہ نے کہا کہ اگر مجھکو یہ معلوم ہوجاتا کہ یہ کام کسکے متعلق ہوگا تو میں اوسکی خدمت کرتا اور اوس سے ملاطفت پیش آتا۔ کعب نے کہا کہ یہ کام اونکے بعد تمہیں ملیگا معویہ نے کہا تم سچ کہتے ہو مگر بہت فساد و خونریزی کے بعد۔

پھر کیا تھا۔ اتنا سننا تھا کہ معویہ صاحب مدینہ سے یہ چل وہ چل۔ اب کیسے عثمان اور کہاں کے سرپرست خاندان۔ شام میں پہنچے اور خلیفہ صاحب کے خاتمہ کا انتظار کرنے لگے۔ چنانچہ انکے اس طرز عمل کیطرف حضرت امام حسن علیہ السلام نے اپنی ایک تقریر میں جو معویہ سے پیش آئی تھی۔ اشارہ فرمائی تھی جسکو ہم علامہ سبط ابن جوزی کی کتاب خواص الامہ کے ترجمہ سے ذیل میں لکھتے ہیں اے معویہ تجھکو عثمان نے والی شام بنایا۔ اون سے تو نے خیانت کی۔ عثمان نے تجھے اور سر چڑھایا۔ اونکے قتل کا تو منتظر بیٹھا رہا۔

تاریخ معویہ مطبوعہ تہران ایران ص ۱۳۰

واقعات اسلامی پر سیاسی زاویہ نظر سے غور کرنیوالے خوب جانتے ہیں کہ خلافت عثمان معاویہ کے حصول مقاصد کے لیے اپنی موجودگی میں جسقدر غیر مفید تھی اوسیقدر اپنی خاتمہ کے بعد نفع رسان ثابت ہوئی۔ معویہ تو کعب الاحبار کے مکاشفات پر طیار ہوکر مدینہ سے شام کو واپس آئے اور وقت کا انتظار کرنے لگے۔ یہاں خلیفہ کی غریب جان پر کیا کیا نہ گذر گئی۔ مگر انکے کان پر جوں نہ رینگی۔ یہ کیوں؟۔

جنگ جمل پر معویہ کی تحریک

اصلی راز

اسلئے کہ یہی فتنہ کی مدافعانہ تحریک معویہ کی مصالح وقتی کے خلاف تھی۔ یہ خلیفہ کیطرف سے فوجکشی کرتے اور مخالفین

سے مقابلہ ہو کر اپنی فوجی قوت کو کمزور کرنا نہین چاہتے تہے بلکہ اس موقع خاص کو غنیمت سمجھکر نہایت خوشی کے ساتھ اپنی فوجی قوت کی ترقی - تجمیع - توسیع اور ترتیب مین صرف کرنا چاہتے تہے اسی لئے - حالانکہ - انکی امید کے خلاف - خلافت بدلی اور خلافت کے ساتھ ہی دنیاے اسلام کی ہوا بھی بدل گئی اور خلافت اوس برگزیدہ ہستی پر منتقل ہو گئی جسکی موجودگی کو یہہ ایک لحظہ دیکھنا پسند نکرتے تہے - انھین کے ہم خیالون کی مخالفت کی وجہہ سے بغاوت - ارتداد اور فتنہ و فساد کا طوفان عظیم چارون طرف سے اوٹھنے لگے مدینے سے کوفے - کوفے سے بصرے تک بغاوت پھیل گئی اور بصرے سے ملے ہوے میدان جنگ مین جنگ جمل واقع ہوا - اور سخت خونریزی بعد خلیفہ وقت کو باغیون پر فتح کامل حاصل ہوئی - یہہ سب کچھہ ہوا کیا لیکن معویہ کو کانون کان خبر نہوئی - بہت ممکن تہا کہ یہہ بھی اپنی فوجون کے ساتھ علاقہ شام سے اترا اور باغیون سے ملکر شریک جنگ ہو جاتے اور پھر اپنی متفقہ قوت سے مقابلہ کر کے خلیفہ عصر کو بہ شکست پہونچاتے - لیکن اول تو امر امارت مین یہہ کسی کی شرکت نہین چاہتے تہے دوسرے یہہ کہ اوسوقت تک اپنی فوجمین مقابلہ کی قوت نہ پاتے تہے - انھین وجہون سے یہہ خاموش رہے - اور سب سے آخر مین یہہ ایک بڑے پیمانہ پہ خلیفہ عصر سے مقابلہ کا سامان کرتے رہے - اس سے بآسانی سمجھہ لیا جاسکتا ہے کہ اگر انکو عثمان کے ساتھ ہمدردی یا بہی خواہی کا خیال ہوتا تو یا حضرت عائشہ - طلحہ اور زبیر کے امور کے ساتھ خود بدولت کو کوئی دلچسپی ہوتی تو یہہ ضرور اونکے شریک ہوتے اور ابتدا سے لیکر انتہا تک اونکے دست بگریبان رہتے - مگر یہہ تو اپنے ڈھب کے آدمی تہے اور کون کسے یار - یہین سے معلوم ہو گیا کہ انکی نیت خیر سے خالی تھی - اور حقیقتًا نہ اسلام انکو درد تہا اور نہ اسلامی حکومت و خلافت کے ساتھ کوئی ہمدردی - یہہ تو اپنی خود غرضی کے غلام تہے اور اپنی جلب منفعت کے شیدائی - اسمین بھی کوئی کلام نہین کہ حضرت عائشہ اور طلحہ و زبیر سے انکا پیمانہ خیال زیادہ وسیع تھا - جبکے لئے یہہ تنہا تجمیع و ترتیب فوج ہی سے شام مین بیٹھے بیٹھے یہہ کام نہین لے رہے تھے بلکہ انواع اقسام کی جعلسازی - افترا پردازی اور مکر و حیلہ کو عمل مین لا رہے تہے - صاحب مناقب مرتضوی نے کعب الاحبار کے قول لکھنے کے بعد اجمالًا اسکی طرف اپنی حسب ذیل عبارت مین اشارت فرمائی ہے -

چون عثمان کشتہ شد فوجے از عظماے بنی امیۃ کہ از ابن عم خیر البریۃ کینہ دیرینہ داشتند بوے پیوستہ او را بمخالفت شاہ ولایت ترغیب و تحریص نمودند و او ہمت بر مخالفت شاہ ولایت و بر طلب ریاست گماشتہ عقاید شامیان را بنسبت امیر المومنین خواست کہ فاسد گردد بنا برین فرمود کہ در ایام جمعہ پیراہن خون آلود عثمان بمسجد جامع دمشق بردہ چنان ظاہر میکرد کہ قتل عثمان بفرمودہ علیؑ واقع شدہ ص ۲۳۱

جب عثمان مارے گئے تو بنی امیہ کی ایک فوج کی فوج معویہ سے اکر مل گئی جو ابن عم رسول صلعم سے قدیم کینہ رکھتے تھے - اور معویہ کو شاہ ولایت کی مخالفت پر مشتعل دیا کرتے تہے اور معاویہ خود طلب امارت پر مستعد ہو کر اہل شام کو شاہ ولایت کیطرف سے بد عقیدہ کیا کرتے تہے اور اس غرض سے عثمان کا خون آلود پیرہن کو ہر جمعہ کے دن دمشق کے مسجد جامع مین لیجا کر تمام لوگون کو دکھلاتے تہے اور بتلا دیتے تہے کہ عثمان کا خون علیؑ کے حکم سے واقع ہوا ہے -

**معویہ اور معرفت اہل بیت کے مٹانے کی کمر اٹھانا تعلیم**

معرفت اہل بیت کے مٹانے مین جو معویہ کی مخالفت کا اصل مدعا تھا - اور اوسکے حصول مقصد کا بہت بڑا ضروری اور قوی ذریعہ - اپنی پوری کوشش اس نے صرف کر دی اور اہل شام کے دلون مین کسیطرح سوآے بنی امیہ اور اپنے خاندان کیے اور کسی دوسرے کا خیال اور کسی کی عقیدت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد بند ہنے نہین دی - اونکو پورے طور سے سمجھا دیا گیا کہ جناب رسولخدا صلعم کے بعد اونکے قریب رشتہ دار - اونکی امت کے

قریب اثر خیرخواہ - قریب تر وارث اور جانشین رسول اللہ ہین تو ہم یا ہمارا قبیلہ بنی امیہ اور اسوقت موجودہ طبقات مسلمین مین تمام فضائل و مراتب اور مکارم و مناصب کے لائق و سزاوار ہین تو صرف ہم یا ہماری قوم بنی امیہ - ہمارے سوا کوئی دوسرا ہمارا مقابل اور ہمسر نہین ہوسکتا - اہل شام نے اپنی عقیدت یا جہالت کے باعث سے اُسکی باتون کو کامل طور سے یقین کرلیا - اور اون کا یقین کرلینا ایسا تعجب انگیز بھی نہین - ان بیچارون نے جسدن سے دنیائے اسلام مین آنکھین کھولین اوسدن سے انکو سوائے بنی امیہ اور آل ابوسفیان کے کسی دوسرے کی صورت ہی دیکھنی نصیب نہین ہوئی - روز اول سے انھین کے مطیع و فرمانبردار رہے اور اپنے ملک پر ہمیشہ انھین کو حکمران دیکھتے رہے - انکی آنکھو نمین آجتک بنی امیہ ہی کا اعزاز قائم رہا پھر اسدرمیان مین وہ کسیکی قدر و منزلت اور حکومت و سلطنت کو نہ دیکھ سکے نہ جان سکے - تو ایسی حالت مین وہ بنی امیہ اور آل ابوسفیان کے سوا کسی دوسرے کی فضیلت یا عظمت کے کیونکر مطیع ہوسکتے تھے - یا تو وہ اونلوگون کے علاوہ اور کسی کی فضیلت و عظمت کا اپنی آنکھون سے مشاہدہ کرلتے یا کسی دوسرے سے ایسی لوگون کے فضائل و مراتب کو معلوم کرتے اور یہہ دونو باتین معویہ ابن ابوسفیان نے انکے لئے روک رکھی تھین - انھون نے سوائے بنی امیہ اور معویہ کے اچھی حالتون مین نہ کسیکو دیکھا اور نہ کسیکو اچھا سمجھا - نہ معویہ نے خود سوائے اپنی کسی اور کے اعزاز و منزلت کیطرف انکو رجوع ہونے دیا -

اہل بیت علیہم السلام کا خیال انلوگون کے دل سے مٹانے اور اونکی شان و عظمت گھٹانے مین جیسی جیسی تعلیمین معویہ نے اہل شام کو پہونچائین وہ ذیل کے واقعات سے ثابت ہین - جنکو پڑھکر ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ فضیلت اہلبیت کو مٹانے اور اون برگزیدگان خدا کی شان گھٹانے مین معویہ نے کتنا بڑا اہتمام کیا تھا اور یہہ ترکیب اسکے قیام سلطنت کا ذریعہ بنکر اسکے وقت مین اور پھر اسکے بعد قریب قریب تمام سلاطین بنی امیہ کے ایام مین کامل سو برس تک قائم رہی

علامہ مسعود ذہبی سنہ ۱۳۲ ہجری کے واقعات مین ذیل کا واقعہ تحریر فرماتے ہین -

اسسال خلافت اموی کا دور دورہ تمام ہوا - اور مروان حمار کے تعاقب مین عبداللہ بن علی نے جو ابوالعباس السفاح - اول خلیفہ بنی عباس کے چچا تھے اور سپہ سالار لشکر - ملک شام کا سفر کیا تو چند شیوخ شام کا ڈپیوٹیشن (Deputation) وفد - خلیفہ کے پاس روانہ ہوا - جنھون حلفاً یہہ بیان کیا کہ ابھی تک ہم یہی جانتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد اونکے قرابتمند صرف بنی امیہ ہین - جو اونکے وارث اصلی ہین - انکے سوا اونکا کوئی عزیز ہے اور نہ رشتہ دار - مروج الذہب حاشیہ کامل ابن اثیر جلد ششم ص ۱۰۹

علامہ ابن اثیر لکھتے ہین -

قال المغیرۃ لصعصعۃ بن صوحان وایاک ان یبلغنی انک تظہر شیئاً من فضل علی ابن ابی طالب فانا اعلم بذالک منک ولکن ہذا السلطان قد ظہر وقد اخذنا علیہ للناس فنحن ندع شیئاً کثیراً مما امرنا بہ فذکر الشئ الذی لا نجد منہ ابداً فع بہ ہولاء القوم عن انفسنا

مغیرہ ابن شعبہ نے صعصعہ ابن صوحان سے کہا کہ خبردار جو تو کبھی فضائل علی کا ذکر کرے - مین ضرور تجھسے زیادہ انکے فضائل کو جانتا ہون مگر سلطان وقت کی مصلحت کے خلاف ہے - کیونکہ ہم لوگ مجبور کیے گئے ہین معائب علی بیان کرنے پر کہ ہم اونکو ادمیون پر ظاہر کرین - بہت سی باتین تو ہم نے ان حکمون مین چھوڑ دی ہین اور جسمین ایسے ہی مجبور ہوجاتے ہین تو اوسکو رفع شر کے خیال سے بیان کردیتے ہین تاکہ اپنے نفسون سے اوسکو دفع کرین - کامل ابن اثیر جلد ۳ ص ۱۷۱

کسی نے ملک شام مین ایک شخص سے پوچھا جو اپنی ذاتی وجاہت کی وجہ سے نہایت معزز۔ ذی رتبہ اور صاحب عقل و رائے قرار دیا جاتا تھا۔ کہ یہ ابو تراب کون ہے۔ جس پر تمہارا امیر اور امام بالاے منبر لعنت کرتا ہے (معاذاللہ) اوس نے جواب دیا کہ ہم جانتے ہین وہ کوئی چور تھا۔ فتن کے چورون سے۔ مروج الذہب مسعودی جلد ۳ ص ۱۰۷

شہر بغداد مین حاکم سے ایک شخص نے پوچھا کہ فلان شخص زندیق ہوگیا ہے؟ حاکم نے پوچھا اوسکا مذہب کیا ہے۔ کہا رافضی۔ قدری۔ مجبی۔ حاکم نے جوابدیا تجھے کیسے معلوم ہوا۔ اوس نے جوابدیا کہ وہ معویہ سے عداوت رکھتا ہے۔ حاکم نے پوچھا کون معویہ۔ کہا وہی معویہ جو علی ابن العاص سے لڑا تھا۔ حاکم نے کہا ہم تیرے کن باتون کی قدر کرین۔ اصول کلام کی واقفیت پر ناز کرین یا علم الانساب کے تبحر پر۔

ایک عالم کا بیان ہے کہ ہم ایک صحبت مین بیٹھے ہوئے۔ ابوبکر۔ عمر۔ علی اور معویہ کا ذکر کر رہے تھے کہ اس اثنا مین ایک پیر مرد آیا جو سب سے عاقل جہاندیدہ اور واقفکار معلوم ہوتا تھا اور کہنے لگا کہ کہان تک انلوگون کا تذکرہ کرتے رہو گے ہم نے پوچھا اونکی نسبت تمہارا کیا خیال ہے۔ اونے کہا کسکی نسبت۔ ہم نے کہا علی کی نسبت اونے جوابدیا وہی علی نہ۔ جو (نعوذباللہ) فاطمہ کے باپ تھے۔ مین نے پوچھا کون فاطمہ۔ کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (معاذاللہ) بی بی جو عائشہ کی بیٹی تھین اور معویہ کی بہن (معاذاللہ) پھر مین نے اوس سے پوچھا کہ اچھا یہ تو بتلاؤ کہ پھر وہ علی کیا ہوے۔ اوس نے جوابدیا کہ وہ تو جنگ حنین مین جناب رسولخدا صلعم کے ہمراہ شہید ہوگئے۔

جنگ صفین کی عین گرم بازاری مین جب جانبین سے شدید لڑائی ہورہی تھی لشکر شام سے ایک شخص نکلا اور فوج عراق سے مقابل ہوکر جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی شان مین ناگفتہ بہ کلمات کہنے لگا۔ ہاشم مرقال جو سر معرکہ موجود تھے کہنے لگے کہ آخر تجھکو بھی ایکدن وہین جانا ہے جہان علی جائینگے تو اگر وہ تجھسے آج کی باتون کو پوچھین تو تو کیا جواب دیگا اوس نے کہا جہان علی جائینگے وہان مین کیون جانے لگا۔ ہاشم نے پوچھا کیسے۔ تو اوسنے جوابدیا کہ خدا کی قسم ایسا ہرگز نہوگا۔ ہمین بتلایا گیا ہے کہ تم اور تمہارا امام نماز نہین پڑھتے۔ روزے نہین رکھتے۔ ہم جانتے ہین تم لوگ منکر صوم و صلوٰۃ ہو۔ مروج الذہب ج ۳ ص ۱۰۸

تاریخ کامل ابن اثیر مین۔ بذیل تذکرہ سلطنت عمر ابن عبدالعزیز لکھا ہے کہ عمر ابن عبدالعزیز نے سب علیؑ کی امتناع کی وجوہ مین بیان کیا۔ کہ مجھکو اپنے بچپن سے اسکی امتناع کا خیال پیدا ہوا اور اوسکی وجہ یہہ ہوئی کہ عبداللہ ابن عتبہ ابن مسعود سے مین کلام اللہ پڑھتا تھا اور وہ میرا اوستاد تھا ایک روز مین لڑکون کے ساتھ کھیلتا تھا اوس وقت مین ہمارا کھیل یہی تھا ابوتراب کو گالیان دینا اہل بیت کو برا کہنا۔ لڑکے کھیل رہے تھے عبداللہ آگئے اور حسب المعمول مسجد مین چلے گئے۔ جب مین انکے سبق پڑھنے گیا تو انھون نے میری طرف سے موہنہ پھیر لیا۔ مین نے اونسے ناراضی کی وجہ پوچھی تو اونھون نے جوابدیا کہ تو علی کو برا کہتا ہے مین نے کہا تو پھر اسمین حرج ہی کیا ہے عبداللہ نے کہا کہ تو نے کلام اللہ مین کہین پڑھا ہے کہ اہل بدر سے حق سبحانہ تعالیٰ کہین راضی ہوکر پھر اون پر غضبناک ہوگیا ہو۔ مین نے پوچھا کیا علی اہل بدر سے تھے اوس نے کہا او بچے یا عمر۔ تو اتنا نہین جانتا کہ بدر تو بالکلیہ جناب علی مرتضیٰؑ ہی کے ہاتھون پر فتح ہوا۔ عمر ابن عبدالعزیز کا بیان ہے کہ مین نے یہہ سنکر اوسی دن سے اسکے (سب علیؑ کے) ترک کا اقرار کرلیا اور پھر کبھی اون کلمات کو زبان سے نہ نکالا۔

پھر عمر ابن عبدالعزیز اپنا ایک دوسرا واقعہ اسطرح بیان کرتے ہین کہ میرا باپ ہشام ابن عبدالملک [illegible]

مین اسیر ہوا تو ہر روز جمعہ کو مین زیر منبر حاضر رہا کرتا تھا۔ وہ خطبہ پڑہنے لگتا تھا تو مین خیال کرتا تھا کہ وہ تمام خطبہ تو کمال فصاحت وبلاغت سے ادا کرتا تہا مگر جب علیؑ کی مذمت کرنے لگتا تھا تو اوسکی زبان ژولیدگی کرنے لگتی تھی اور اوس پر ایک عجیب اضطراب پیدا ہو جاتا تھا۔ ایکدن مین نے اون سے کہا کہ آپ تو فصحاے زمانہ سے ہین پھر یہہ کیا ہی کہ جب اپ علیؑ کی مذمت کرنے لگتے ہین تو اپ کی زبان ژولیدگی کرنے لگتی ہے۔ اونسے کہا اے فرزند۔ یہہ لوگ اہل شام جو منبر کے نیچے بیٹھے رہتے ہین اگر اس مرد کی فضائل ومناقب سے اگاہ ہو جاویں جسطرح تیرا باپ آگاہ ہے تو سب لوگ ہم سے برگشتہ ہو جاوینگے اور پھر ایک ادمی بھی ہماری

اطاعت نکریگا (کامل ابن اثیر جلد ۵ ص ۱۲)

حضرات حسنین علیہما السلام کے صاحب ارجح المطالب لکھتے ہین

ذریتہ رسولؐ ہونیسے انکار عن ذکوان مولی المعویۃ قال قال معویہ لا اعلم احدا اسمی ہذین الغلامین ابنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولکن قولوا ابن علی فقال ذکوان فلما کان بعد ذلک امرنی ان کتبت بنیہ فی الشرف قال کتبت بنیہ وابنی بنیہ وترکت بنی بناتہ ثم اتیت بالکتاب فنظر فیہ فقال ویحک یا ذکوان اغفلت اکثر بنی فقلت من قال بنو فلانۃ ابنتی لابنی فقلت اللہ اللہ لیکون بنی بناتک بنیک ولا یکون بنی فاطمۃ بنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا یسمعن ہذا احد منک

(اخرجہ حافظ عبدالعزیز الاخضر)

ذکوان غلام معویہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ معویہ نے کہا مین نہین جانتا ان دونون لڑکون (حضرات حسنین علیہما السلام) کو کس نے جناب رسول خدا صلعم کا بیٹا قرار دیا ہے۔ اونکو تو علیؑ کے بیٹے کہنا چاہیئے ذکوان کہتا ہی اسکے بعد معویہ نے مجھکو دفتر مین اپنی اولاد کے نام لکہنے کیلئے حکم دیا مین نے اوسکے بیٹون اور پوتون کے تو نام لکھے او نواسون کے نام چھوڑ دیے اور وہ کاغذ معویہ کے پاس لایا۔ اوسکو دیکھکر معویہ کہنے لگا کہ افسوس ہی ذکوان تو میرے بیٹون کے نام لکھنا بھول گیا۔ مین نے کہا وہ کون ہین۔ اوس نے کہا کیا میری فلان بیٹی کے بیٹے میرے بیٹے نہین ہین۔ مین نے کہا اللہ اللہ تیری بیٹی کے بیٹے تو تیرے بیٹے قرار دیے جائین او رجناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے بیٹے انحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بیٹے نہ قرار دیے جائین

یہہ سنکر معویہ نے کہا چپ رہ۔ تجہہ سے یہہ کوئی بات نہ سن لے۔

اہل شام کی مقدار فہم

ان واقعات کو پڑھکر اگر کوئی یہہ رائے قائم کرے کہ اہل شام کیسے لا عقل تہے جو معویہ کی تعلیمون کو منزل من اللہ سمجہکر تسلیم کر لیتے تھے۔ ہم انکے مقدار فہم اور انداز عقل وشعور کی واقفیت عام کے لئے صرف ایک واقعہ ذیل مین مثلاً لکھدیتے ہین اور وہی ہمارے مدعا کے لئے کافی ہوگا۔

مورخ مسعودی مروج الذہب مین لکتے ہین کہ ایک شخص کوفہ کا رہنے والا کسی ضرورت سے شام مین ایا ایک شخص نے اوسکے اونٹ کو دیکھکر کہا کہ یہہ تو میری اونٹنی ہے۔ قصہ نے طول پکڑا۔ استغاثہ کے سوا کوئی چارہ نرہا۔ روبکاری کی نوبت پہونچی رعایا پرور امیر معویہ کے پاس معاملہ ہونچا۔ گواہی کا وقت پہونچا تو اوس مرد شامی نے پچاس ادمی اپنے دعویے پر گواہ گذرانے۔ وہ مرد کوفی بحال حیرت کے عالم مین خموشی سے تمام روئداد مقدمہ سنتا رہا۔ معویہ نے اوس مرد شامی کے حسب خواہ فیصلہ کر دیا اور اوس مرد کوفی کا اونٹ اونٹنی بناکر اوس مرد شامی کو دلوا دیا۔ جب مرد کوفی یہہ فیصلہ سن چکا تو حضور خلافت پناہ مین عرض کی کہ ذرا یہہ تو دیکھ لیا جاوے کہ یہہ اونٹنی ہے یا اونٹ۔ معاویہ نے کہا اب تو ہم فیصلہ دیچکے۔ شامی وہ اونٹ کوفی سے لیکر چلتا ہوا۔ مرد کوفی نے بھی مجبور ہوکر اپنا رستہ لیا تو معویہ نے پیچھے سے ادمی دوڑا کر اوسے واپس بلا بھیجا اور اوسکے اونٹ

کی دو ونی قیمت اوسکو اپنے پاس سے دیدی اور کہا کہ کوفہ مین جاکر امیر المومنین علیہ السلام سے کہدینا کہ اپ سے مقابلہ کرنیکو ہمارے پاس ایک لاکھ ایسے ادمیون کی جماعت طیار ہے جو اونٹ اور اونٹنی مین فرق نہین کرسکتی ۔ مروج الذہب حاشیہ کامل ابن اثیر جلد ۵

ان تمام واقعات سے اچھی طرح معلوم ہوگیا کہ معویہ نے اپنے زمانہ مین اور اونکے بعد اونکی تقلید مین اونکے تمام قائمقام سلاطین نے اہلبیت علیہم السلام کے فضائل ومناقب کو کس طرح چھپایا اور دلون سے مٹایا اور حتی المقدور قلمرو اسلامی مین اونکی معرفت کو کہین قائم نہونیدیا۔ توپھر ایسی عالمگیر جہالت وضلالت کی خاص حالت مین وہ اہل بیت کو کیا سمجہین اور کیسے سمجہین۔ ہان جیسا جیسا لوگون نے سمجہایا ویسا ویسا وہ سمجہے۔ بعض تو انہین برادر رسول ؐ۔ زوج بتول ؑ۔ ابو الحسنین ؑ کو چور بتلاتے ہین بعض اونکو تارک الصلوٰۃ اور منکر عن الفرائض ٹہراتے ہین۔ بعض سوائے بنی امیہ کے اور کسیکو رسولخدا ؐ کا عزیز ورشتہ مند جانتے ہی نہین بعض جانتے بھی ہین تو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اونکی قرابت کو ایسے رشتون کے ساتھ بیان کرتے ہین کہ تمام بنی نوع انسان مین کہین ایسی قرابت اور ایسی رشتہ مندی قائم ہی نہین ہوئی۔

الغرض یہ ایسی عجیب وغریب تعلیمین تہین جو کبھی کسی کے خیال مین بھی نہ ائی ہونگی۔ حضرت عثمان کی بارہ برس خلافت کا طویل اور مطمئن زمانہ جسنے معویہ کو پوری ازادی اور کامل اطمینان دے رکھا تہا۔ ان تمام تدبیر وتعلیم کی ترکیب وترتیب مین ختم کردیا گیا اور اس بارہ برس کے طول وطویل عرصہ مین معویہ نے نہایت اطمینان اور سہولیت سے اپنے ان تمام سامانون کو کامل طور پر طیار اور مرتب کرلیا۔

## خلافت علی ؑ اور بغاوت معویہ

ناظرین کو خیال ہوگا کہ اینده ہم پھر وہ تمام دکہال حالات بیان کرینگے جو سراج المبین جلد اول مین ہم پوری تفصیل سے لکھ چکے ہین۔ ہم اونکو اطمینان دلاتے ہین کہ ہمکو اتنی تفصیل کیضرورت نہین۔ اور نہ ہمارا موجودہ موضوع تالیف اسکا متقاضی ہے ہان۔ ہم جسطرح اور تین خلافتون مین معویہ کی بدعنوانیان اور مظالم بیان کرتے ائے ہین اوسیطرح اس خلافت مین بھی اونکی بدکاریون اور خونخواریون کو دکہلائین گے۔ مگر ہم اسکو کیا کرین کہ انکے مظالم ومفاسد بمقابلہ تین گذشتہ خلافتون کے اس خلافت مین ہمہ گیر اور بیحد بڑھ گئے۔ اون خلافتون مین انکی بدعنوانی اور مخالفت ایک حد تک مخفی رہتی تہی اس خلافت مین وہ پوشیدہ خلافت کھلی کھلی بغاوت ہوگئی۔ اس بنا پر تفصیل مین تطویل کا اندیشہ ہے لیکن تاہم حتی الامکان اختصار فی البیان سے کام لیا جاییگا۔

ابتدائے بغاوت معویہ کیطرف سے ہوئی۔ اہل مدینہ کے نام بغاوت کا عام سرکلر

بغاوت کی ابتدا معاویہ کی طرف سے یون ہوئی کہ معاملات بصرہ اور محاربات جمل سے حضرت عائشہ کی واپسی کے بعد معاویہ نے وقتی فتنہ وفساد سے مستفید ہوکر علم بغاوت بلند کردیا اور سب سے پہلے اہالیان مدینہ کے نام مخالفت علی ابن ابیطالب موجودہ خلیفۂ وقت کی تعلیم وتاکید مین ایک حکم عام (سرکلر) دار الامارت شام سے جاری کیا۔ جسکو ہم تاریخ روضۃ الصفا کے اردو ترجمہ سے ذیل مین نقل کرتے ہین۔

اما بعد آپ لوگون کو معلوم ہے کہ مین چونکہ فتنہ و فساد کے زمانہ مین جسمین حضرت عثمان کا واقعہ پیش ہوا۔ مدینہ مین نہین
اسلئے حقیقت حال پر مجھکو کافی اطلاع نہین۔ لیکن آپ لوگون پر یہہ حال ظاہر ہے کہ علی ابن ابیطالب نے اس قصر خلافت
کو گرانے مین بہت بڑی سعی کی۔ اور اب اوسی مظلوم خلیفہ کے قاتل انکے اہل مجلس مین اور مین چونکہ حضرت عثمان کا والی
ہون اور میرا ارادہ ہے کہ مین اون سے اونکے قصاص لون اور اون لوگون کو علیؑ سے مانگ لون اگر وہ دیدین تو مین اونسے
قصاص لیلون اور علی سے کچھہ تعرض نکرون اور پھر خلافت کو شوریٰ پر اوسیطرح چھوڑ دون جیسے حضرت عمر نے چھوڑا
تھا اور اگر علی مجھکو نہ دینگے تو مین اون سے ضرور لڑونگا۔ مقصود میرا آپ لوگون کو لکھنے سے یہی ہے کہ اپنے مظلوم خلیفہ کی
قصاص لینے مین آپ لوگ میری موافقت کرین اور میرے پاس چلے آنے مین تامل نفرمائین۔ روضۃ الصفا جلد دوم قلمی ص ۲۲۵

عامۃ المسلمین کے نام اس عام سرکلر کے علاوہ ممتازین مدینہ کو دعوت خصوصی کے لئے خطوط خصوصیت لکھے گئے انمین سے
ذیل کے خطوط قابل الذکر مین۔ عبد اللہ ابن عمر کا خط۔ سعد ابن ابی وقاص اور محمد بن مسلمہ کے خطوط

معویہ کے خطوط خصوصیت اور اون کے جوابات

معویہ کی نظر تو بڑی تیز تھی اور خصوصاً مخالفت علیؑ کے امور مین تو اور ڈوب کر ترکیبین پیدا
کرلیتے تھے۔ اس بنا پر خوب سوچکر اونھین کے نام خصوصیت کے خطوط لکھے گئے جو مخالفت علیؑ
مین انکے ہمخیال و ہمنوا ہوسکتے تھے۔ ان مین سب سے پہلے عبد اللہ ابن عمر کے نام خط اسوجہہ سے لکھا گیا کہ ابتدائے خلافت علی

---

ف معویہ کے مندرجہ بالا خط مین ذیل کی اشتعال انگیز باتین قابل لحاظ مین۔ من جملہ اون کے خط کے پڑھنے مین ادنیٰ تامل ہے کہ زمانہ قتل عثمان مین موجود نہ تھے۔
اس کتاب مین معتبر سند سے ثابت کردیا گیا ہے کہ ایام محاصرہ عثمان مین یہہ ضرور موجود تھے۔ لیکن امداد خلیفہ کے قصد سے نہین بلکہ تجسس احوال کے ارادے سے پھر
کعب الاحبار کی بشارت اور اپنے حصول امارت کی تدبیر و اشارت سے عمداً پہلو تہی کرکے مدینہ سے چلتے ہوے اور اب اپنے اس قصداً گریز کو اس مغویانہ طریقہ
سے دکھلایا جاتا ہے (۲) مجھکو حقیقت حال پر کافی اطلاع نہین لیکن آپ لوگون پر یہہ حال ظاہر ہے کہ علی ابن ابیطالب نے قصر خلافت کو گرانے مین بہت بڑی
سعی کی۔ کسقدر فریب انگیز اور فتنہ خیز ہے۔ صحیح حالات پر آپ کو اطلاع بھی نہین لیکن اس بیخبری اور لاعلمی کے ساتھ آپ پورے یقین کے ساتھ
اس واقعہ کو شایع بھی کرتے ہین۔ لطف انگیز تو یہہ ہے کہ واقعہ کی حقیقت و صداقت کی ذمہ داری ساری حضرات مخاطبین کے سر منڈھی جاتی ہے اور
آپ صرف یہہ کہکر کہ مین واقعہ مین موجود نہ تھا اس سے بالکل علحدہ اور بری الذمہ ہوجاتے ہین۔ معویہ کا یہہ طرز عمل اس آیہ کے مطابق معلوم ہوتا ہے
وَقَالَ الشَّيْطٰنُ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا يَعْمَلُوا الْكَافِرُوْنَ شیطان نے لوگون سے کہا کفر کرو پس جب اونھون نے کفر کیا تو
(شیطان) نے کہا کہ اے پروردگار مین کافرون کے کردار سے بری الذمہ ہون (۳) معویہ کے اس بیان دعوی مین کہ مین عثمان کا والی ہون۔ لفظ والی سے
کیا مراد ہے۔ اگر والی ملک سے مراد ہے تو پھر اوس کی تخصیص کی کیا ضرورت تھی۔ عثمان کے تمام مقرر کردہ والیان ملک اس استحقاق مین شریک ہین سب کی طرف
سے انفراداً یا مجموعاً یہہ محضرنامہ عام شایع ہونا چاہیئے تھا یا کم سے کم اس محضرنامہ (Manifesto) پر اونکے دستخط کرالینے چاہیئے تھے۔ اور
اگر والی سے ولی مراد ہے۔ جو معنیاً کسیطرح صحیح نہین۔ تو حضرت عثمان کی اولاد و ورثا کی موجودگی مین یہہ کس نص الٰہیہ اور نہج شرعیہ سے مقتول
کو وارث جائز ہوسکتے ہین۔ اسلیئے انکا یہہ دعوے بالکل مفتریانہ اور مغویانہ ہے جسکی حقیقت سعد ابن ابی وقاص نے انکے خط کے جواب مین کھولدی
ہے (۴) پھر لکھتے ہین کہ قاتلان عثمان کو دیدیئے جانے اور اون سے قصاص لیئے جانے کے بعد علی سے کوئی تعرض نہین کیا جاویگا۔ پھر فوراً یہہ بھی لکھا جاتا ہے
کہ خلافت کو شوریٰ پر چھوڑ دون اوسی طرح جسطرح حضرت عمر نے چھوڑ دیا تھا۔ نیت تو یہین سے معلوم ہوگئی کیونکہ عبارت کے حصہ اول مین تو
یہہ لکھا گیا ہے کہ قاتلان عثمان کے معاملات طے ہوجانیکے بعد گویا علی سے کوئی تعرض نکیا جاویگا۔ تو پھر اس اقرار و اظہار کے بعد نظام خلافت
کی تبدیلی کیسی۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ معویہ کا اصلی مقصود یہی ہے اور باقی سب مغویانہ اور مفسدانہ حاشیہ بندی ہے۔ چنانچہ امر خلافت
کے حل جانیکے بعد بھی انکے طرز عمل نے ثابت کردیا۔ نہ شوریٰ کیا گیا اور نہ مجلس مشورت قائم کی گئی۔ انواع اقسام کی مکارانہ اور عیارانہ ترکیبون سے
کہین بزور زر کہین بزور شمشیر کہین بحیلہ و تزویر یزید کی ولیعہدی منظور کرالی گئی فہو المراد۔ ان اللہ لا یحب الفساد۔ مولف عفی عنہ

سو یہہ بیعت علیؑ سے منکر تہے اور اسوقت تک اونکی بیعت مین نہین ائے تہے - سعد ابن ابوقاص بہی اسیوجہہ سے قابل پیام وسلام قرار دیئے گئے اسلئے کہ یہہ بہی اگرچہ عبداللہ ابن عمر کیطرح منکرین بیعت تو نہین تہے لیکن متوقفین مین تو ضرور تھے - اور ابتک حضرت علیؑ کی بیعت مین خموش تہے - نہ انکار ہی کرتے تہے اور نہ حاضر ہوکر اقرار ہی کرتے تہے معویہ نے انکی اس شان دو عملگی مین پورا فائدہ اوٹھانا چاہا اور انکو خط خصوصی لکھا - محمد بن مسلمہ کے انتخاب کی وجہہ عدم معرفت اہل بیت اور حضرت علیؑ کی مرتبہ ناشناسی کی بناپر تھی - کیونکہ انکے بہی ساکت اور گھر بیٹھ رہنے سے معویہ کو انکی حمایت و ہمدردی کا پورا یقین تھا -

ہم ان خطوط کی عبارت کی نقل محض طوالت کی وجہہ سے نہین لکھتے - مگر اتنا لکھکر بتلادینا ضروری سمجھتے ہین کہ جو مضامین عام محضرنا مین تہے وہی ان خطوط مین بہی تحریر تھے - ہان - انمین سے عبداللہ ابن عمر اور سعد ابن ابوقاص - ممتازین صحابہ کو ان خطوط کے جوابات جو معویہ کو بھیجے گئے اونہین تاریخ کے اردو ترجمہ سے ذیل مین لکھدیتے ہین -

عبداللہ ابن عمر کا جواب    امیر شام کو معلوم ہو کہ تیرا خط مجھکو ملا - اور مجھکو تیرے بہت بھاری سہو و خطا کرنے سے تعجب ہوا - یہہ خط لکھکر تو نے مجھکو اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کیطرف بلایا ہے - تجھکو یہہ گمان ہے کہ مین حضرت علی ابن ابیطالب کی طرفداری چھوڑکر تیرے پاس چلا اون اور تیری فرمانبرداری اختیار کرون افسوس تو نے یہہ عجیب طرح کا جھوٹا خیال پیدا کیا ہے اور تو جو یہہ لکھتا ہے کہ مین علیؑ کا مخالف ہون تو تجھکو تجربہ سے یہہ بتلانا ہوگا کہ یہہ امر تجھکو کیسے معلوم ہوا - مین ہرگز علی کا مخالف نہین ہون اور اونکی خلاف مین اپنا ایک قدم بہی اوٹھانا نہین چاہتا - اسلئے کہ مجھکو وہ درجہ و منصب جو باعث ایمان اور ہجرت و قربت و قرابت اور لڑائیون کے جو علی نے کی ہین اور جو بزرگیان حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کی خدمت مین حاضر رہنے سے اونکو حاصل ہوئی ہین وہ صحابہ مین سے کسی اور کو حاصل نہین ہوئین - تو خود ہی انصاف کر کہ اتنے بڑے بزرگوار سے روگردان ہوکر تجھ جیسے شخص کیساتھ اگر مل جاؤن جو دین کو دنیا کے ہاتھ بیچ چکا ہے - اور لذت دنیاوی پہ فریفتہ ہو چکا ہے - افسوس افسوس اے معاویہ تو ہی غور کر اور اس حال کی حقیقت پر خیال کر اب میرے پاس ایسی باطل اور بیہودہ باتین نہ لکھنا اور مجھکو ہرگز علیؑ کا مخالف نہ جاننا اور اپنی اطاعت کیطرف پھر کبھی نہ بلانا والسلام

سعد ابن ابی وقاص کا جواب    امابعد واضح ہو کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم نے مجھکو ایسے معاملات اور حادثات کو جو واقع ہونیوالے ہین خبر دیدی ہے ایام واقعہ عثمان مین جب ہم نے تمام فتنہ و فساد کے حادثات اور اونکے قتل کے واقعات کو آنکھون سے دیکھ لیا تو مجبور ہو کر گوشہ نشینی اختیار کرلی - ادمیون کے میل جول سے پرہیز کیا - تلوار کو توڑ ڈالا اپنی گھر مین جا بیٹھا اسلئے کہ مین دیکھ رہا تھا کہ اب مجھکو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میسر ہوتے نظر نہین آتا اور اس گوشہ نشینی اور عزلت گزینی مین اکیلا مین ہی نہین تھا بلکہ ایک جماعت کی جماعت جو انحضرت صلعم سے ایسے تمام حالات سن چکی تھی پوشیدہ ہوگئی اور سب نے گوشہ نشینی اختیار کرلی اسلئے کہ ہم تجھکو بیان کر چکے ہین کہ اب ہمارے ہاتھ اور ہماری زبان سے کچھہ کام بھی نہ نکلیگا اور فتنہ و فساد ہماری سعی و کوشش سے دور نہین ہوگا - پس تیسرا امر بہی عثمان کی مدد دینے مین یہی تہا جو مین نے بیان کیا اور اب اے معویہ تو جو اس کام پر پیشقدمی کرتا ہے غرض تیری اس سے سوائے مال و خزانہ دنیاوی حاصل کرنیکی کچھہ اور نہین ہے اور میرے اس کلام کا ثبوت اس دلیل سے صاف ظاہر ہے کہ جسوقت حضرت عثمانؓ نے عاجز اکر تیرے پاس مدد بھیجنے کے لئے اپنا خاص ادمی بھیجا اور تجھہ سے مدد مانگی تو تو نے کوئی مدد نہ دی - یہہ بات

ٓ اس خط کو اور اس جملہ عبارت کو جس پر ہم نے خط کھینچدیا ہے بڑے ضروری اور مخفی راز کا انکشاف کردیا ہے - وہ یہہ ہے کہ سعد ابن ابی وقاص نے ایسے جلیل القدر

کو معلوم ہے کہ اوسوقت تو نے عثمان کو چھوڑ دیا تھا۔ اب چونکہ امارت اور سرداری کی تازہ خواہش پیدا ہوئی ہے۔ اسلیئے طلبِ قصاص کا بہانہ کرکے اور دین کو دنیا کے ہاتھ بیچکر کے تو مال و دولت کی فکر میں پڑ گیا۔ قسم خدا کی تو پشیمان مگر یہ پشیمانی ایسے وقت میں تجپہ غلبہ کریگی کہ جب تجھکو کوئی فائدہ نہ پہونچیگا۔ والسلام

**جانبین کے مراسلات**

جنگ جمل کے شیوع سے پہلے طلحہ و زبیر کے نام جسطرح امیر المومنین علیہ السلام نے خطوط لکھے تھے اور اونکو اہل اسلام کی خونریزی اور ملک میں فتنہ و فساد پھیلانے سے جسطرح باز رکھنا چاہا تھا اور اون خطوط کی لیے اثری کے بعد معززین اسلام کو اپنی طرف سے بطور سفارت پیام مصالحت لیکر بھیجا تھا۔ بالکل اسی طرح اس موقع پر بھی امیر المومنین علیہ السلام نے پہلے خط کے ذریعہ سے جنگ صفین کے شرکاء کا تنخص حال فرمایا سب سے پہلا شخص جو اس غرض سے شام کیطرف روانہ کیا گیا وہ عبداللہ بن جریر البجلی تھے انکی معرفت جو خط بھیجا گیا اوسکی عربی عبارت کا اردو ترجمہ ذیل میں درج ہے۔

**معویہ کے نام امیر المومنین کا پہلا خط**

اما بعد۔ امیر المومنین علی ابن ابی طالب کیطرف سے معویہ ابن صخر کو معلوم ہو کہ تجھکو یہ امر خوب معلوم ہے کہ جب مہاجر و انصار نے انتظام خلافت و امارت کی لیئے آپس میں مشورہ کیا تو اس انجام دہی میں اونکی رائے ایک شخص پر قرار پائی اور اوسکو امیر اور خلیفہ رسول صلعم اور پیشوائے خاص و عام مقرر کیا گیا۔ اگر کسی نے اونکی اس انتظام سے سرتابی کی اوس سے جنگ کی گئی اور اوسکو مطیع بنایا گیا۔ یہی قواعد ابتک جاری ہین۔ چنانچہ یہ امر بھی تجھکو خوب معلوم ہے کسی تفصیل کی ضرورت نہین کہ جو معاملات اہل بصرہ کے درمیان پیش آئے اور جو جنگ و جدال واقع ہوئی وہ سب تجھکو معلوم ہے غرضکہ کوئی امر تجپر پوشیدہ نہین ہے۔ خلاصہ یہ کہ خدا تعالی نے مجھکو اون پر ظفریاب فرمایا وَظَهَرَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ كَارِهُونَ خدا کا حکم ظاہر ہو گیا اور وہ انکار کرتے ہی رہے۔ اب مین سنتا ہون کہ تو عثمان کے معاملہ مین مبالغہ کو دخل دے رہا ہے اور اون کے قاتلون کے حق مین بہت کچھ باتین بناتا ہے۔ صلاح یہ ہے کہ تو پہلے میری بیعت اور عام مسلمانون کی موافقت کرلے بعد اوسکے وارثان عثمان کو میرے روبرو لاکر قاتلان عثمان پر دعوے قصاص کرا دے تاکہ مطابق حکم خدا کے اونکا معاملہ کا تصفیہ کر دیا جائے لیکن (بخلاف اسکے) تیری آرزو کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنے بچے کو مدہ کا دیکر اوسکا خیال اپنی ترکیب سے بہلا یکہ وہ بچہ ایک وقت معین تک دودھ پیتے پر توجہ نکرے۔ اگر تو عقل کی نگاہ سے دیکھیگا تو تجھکو معلوم ہو جائیگا کہ خون عثمان کے معاملہ مین مجھسے بڑھکر کوئی بے سروکار نہین ہے۔ تجھکو خوب معلوم ہے کہ تیرا شمار اون لوگون مین[عله] نہین ہے جو خلافت کے لائق سمجھے جاتے ہین۔

مین یہ نصیحت آمیز خط تجھے لکھتا ہون اور جریر ابن عبداللہ بجلی کو جو اہل ہجرت اور صاحب دیانت ہے تیرے پاس بھیجتا ہون جو کچھ میرے انتظام احوال اور طریقہ و خیال مین مناسب ہوگا وہ اسکی زبان پر جاری ہوگا۔ مین جریر کو ہر قسم کا پیام دے چکا ہون اگر تو نے میری بیعت قبول کرلی اور میری باتون کو عقل کے کانون سے سن لیا تو تجکو دونوجہان کی بہتری حاصل ہوگی۔ والسلام

---

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ اور داخل عشرہ مبشرہ صحابی کے خاص شہادت سے ثابت ہو گیا ہے کہ باوجود عثمان کی امداد طلبی اور خواہش دہی بھیجنے کے بھی معاویہ نے اونکی کوئی مدد نہین کی اور اپنے مقام پر یون ہی چپ رہے۔ اس سے بڑھکر انکی غداری اور محسن کشی اور کیا ہو سکتی ہے۔ تاریخ و سیر کی کتابون مین اسکا عام طور سے اعلان سلطنت و حکومت کے خوف سے نہین کیا گیا ہے۔

عله امیر المومنین علیہ السلام کا یہ ارشاد اس حدیث معتبر الطلقاء الذین لایجوز لھم الخلافۃ سے ماخوذ ہے۔

اہل اسلام مین مجھکو ایک عزت حاصل ہے آپکی اور اگر تونے کجروی اختیار کیا اور اپنے آپ کو معرض ہلاکت مین ڈالدیا تو تجھکو خدا سے مدد لیکر تیری جنگ وجدال کے لئے آنا پڑے گا۔ اور مصلحت وقت کو اس کارعظیم مین انتہا تک پہونچانا پڑیگا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

**اصبغ بن نباتہ کی دوسری سفارت**

اصبغ بن نباتہ - جریر ابن عبداللہ کی ناکامیاب سفارت کے بعد بھیجے گئے انکی معرفت جو خط ہدایت دربارہ خلافت سے اوسکا مضمون اردو کی عبارت مین یہہ تھا۔

امابعد۔ اے معویہ۔ تونے یہہ مشہور کر رکھا ہے کہ مین نے عثمان کو قتل کیا اور یہی وجہہ مجھکو میری بیعت کرنے سے مانع ہے۔ تو پوشیدہ نہیں ہے کہ مین اس معاملہ مین بالکل مہاجرین کے ہمراہ تھا جس سے وہ باز رہے مین بھی باز رہا۔ نہ مین نے اونھین قتل کیا کہ آج اونکا قصاص مجھسے لیا جاوے اور نہ مین نے اونکے قتل کا حکم دیا کہ جسکی وجہہ سے مین اسوقت مجرم قرار دیا جاون۔ عثمان کے قصاص سے تمکو واسطہ کیا ہے۔ اسلئے کہ فرزندان عثمان تجسے زیادہ اولی ہین۔ تو ایک مرد سے بنی امیہ مین سے۔ اور اگر بفرض محال تو ہی اونکا دعویدار ہو تو تجھکو بھی لازم ہے کہ عامۃ المسلمین کیطرح پہلے میری بیعت کر پھر اوسکے تدارک کا خواستگار ہو۔ اہل مصر و شام مین جو فرق بتلاتا ہے اور اپنے آپکو طلحہ و زبیر سے زیادہ ممتاز بتلاتا ہے تو تیرا یہہ خیال خام ہے۔ یہہ بیعت عام ہے۔ جسکا حکم حاضر وغائب سب پر یکسیان ہے۔

**ابوہریرہ اور ولایت علی کا اقرار**

اصبغ بن نباتہ تمیمی کو یہہ خط دیا گیا۔ یہہ بزرگ بہت بڑے گویا۔ ادیب۔ خطیب۔ فصیح۔ اور بلیغ تھے۔ جسوقت یہہ دربار شام مین پہونچے تمام دربار امرا و شرفا کی کثرت سے بھرا ہوا تھا منجملہ سب کے ابوہریرہ۔ ابوالدرداء۔ ابو امامہ الباہلی اور نعمان ابن بشیر صحابی بھی موجود تھے۔ سب سے پہلے اصبغ کی نظر ابوہریرہ پر پڑی اصبغ نے انھین سے اپنا سلسلہ تقریر شروع کیا۔ اور کہا۔ ایہا الشیخ بیان کرو۔ تم نے غدیر خم والے روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی حضرت علی مرتضیٰ کے حق مین کیا سنا تھا۔ ابوہریرہ نے جوابدیا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ ترجمہ۔ جسکا مین مولا ہون اوسکا علی مولا ہے۔ پروردگار۔ تو اوسکو دوست رکھ جو اسے دوست رکھے اور تو اوسکو دشمن رکھ جو اسے دشمن رکھے اور تو اسکی مدد کر جو اسکی مدد کرے اور تو اوسکو ذلیل و رسوا کر جو اسکو ذلیل و رسوا کرے اصبغ نے یہہ سنکر جوابدیا کہ اے شیخ پھر تم کیون اوسکے مخالف کو اپنا دوست بنائے ہو اور کس لیے اوسکے دوستون کو دشمن بنتے ہو ابوہریرہ نے ایک آہ سرد بھری اور کہا انا للہ وانا الیہ راجعون ناسخ التواریخ باسناد علامہ اخطب خوارزمی

معویہ کو اصبغ کی یہہ تقریر نہایت ناگوار گذری اور اونکو پاس بلاکر کہا کہ اب تمکو خاموش رہنا چاہیے کیونکہ اس تقریر سے تیرا یہی مطلب ہو کہ تو ان باتون سے اہل شام کو قصاص عثمان سے باز رکھے اسمین شک نہین کہ علیؑ نے عثمان کو قتل کرایا انکا خون کسیطرح ضائع نکرایا جاویگا۔ تہذیب المتین ص ۹۰ و روضۃ الصفا جلد دوم

اگر ہم جانبین کے تمام مراسلات کو لکھنا چاہین تو ہماری یہہ مختصر تالیف اسکے لئے کافی نہین ہوسکتی۔ مراسلات اسیطرح مہینون جاری رہے اور امیر المومنین نے کوئی دقیقہ امیر شام اور اوسکے ہمراہیون کی موعظت اور پند و نصیحت کے متعلق اوٹھا نہین رکھا لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ کی تعمیل واجب سے فارغ ہوگئے۔ مگر وہان تو

| | |
|---|---|
| لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا أُولٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولٰئِكَ | اونکے دل ہین مگر سمجھتے نہین۔ انکے کان ہین مگر سنتے نہین اونکی آنکھین ہین مگر دیکھتے نہین۔ یہی لوگ جانور نہین بلکہ اون سے بھی گمراہ تر ہین |

اولٰئِکَ هُمُ الْغَافِلُوْنَ جزو ۹ سورۂ اعراف اور یہی لوگ حقیقی غافل ہین۔

کا حقیقی منظر پیش ہتا۔ تو یہ امیر المومنین کی دعوت کیطرف شنوا ہوتے تو کیسی
امیر المومنین ؑ کے دلائل کا جواب تو معویہ کے پاس ایک بھی نہ تھا مگر وہ جواب دینے مین عاری بھی نہین تہے۔ یہ انکی شمال
بدبختی اور انتہایے بیحیائی تہی۔ ہم نے جہان تک ان مراسلات پر غور کیا ہی ہمکو یہ امر پورے طور سے ثابت ہوگیا ہی کہ جب امیر المومنین ؑ نے
خط مین اپنی جانب استحقاق دکھلاے۔ اسکا جواب تو معویہ کیطرف سے ندارد مگر ہان ایک دوسرے سلسلہ سے خط کے جواب مین ابتدا
کی گئی مثلاً خون عثمان کی بیجا تہمت کا جواب پہلے خط مین دیدیا گیا۔ اسکا جواب ہوا یا تو اوسمین قصاص وغیرہ کا تو ذکر نہین جنگ
جمل کے معاملات پر اعتراضات پیش کردیے گئے۔ جب اسکا جواب بجواب بھیجا گیا تو معاملات جمل کو چھوڑ کر بیعت عامہ کے وثوق
مین عذر پیش کیے گئے۔ غرضکہ معویہ کیطرف کے تمام مراسلات ایسے ہی تھے۔ سوال از آسمان جواب از ریسمان۔ انکا لکھنا بیکار کی
طوالت ہی۔ تاہم نمونہ کے طور پر صرف دو خطون کی نقل پر جو شیوع جنگ سے بالکل قریب لکھے گئے تھے۔ اکتفا کیجاتی ہے۔

معویہ کا خط ہم بنی عبد مناف ایک چاہ سے پانی پیتے تھے۔ اور ایک ماں کا دودہ۔ ہم مین سے کسیکو ایک دوسرے پر ترجیح نہین
تھی اور کوئی قائم (بیٹھا رہنے والا) کسی قاعد (چلنے پھرنے والا) پر فخر وافتخار نہین کر سکتا۔ مجبور اور مختار دونون ایک ہی
بہاری جماعت متفق تھی۔ ہمارے قلوب خیانت سے پاک اور ہمارے نفوس حسد سے بری تھے حتی کہ تم نے اے علی ؑ اپنے ابن عم
عثمان سے حسد کیا اور لوگون کو اونکے خلاف برانگیختہ کیا اور ذرا بھی اونکی رعایت نہین کی۔ افسوس جسطرح تم نے ان کے
عیوب کا اظہار کیا تہا اونکی نصرت کا بھی اشتہار دیدیا ہوتا تو اسوقت کسیقدر تمہاری معذرت کے لئے گنجائش ہوتی
مگر تم اسکے خلاف اپنے گھر بیٹھے رہے اور اوباش و صدمات کو اونپر مسلط کردیا۔ وہ قتل ہوے تو مسرور و شاد ہوے
اور مسند خلافت پر کمر باندھی۔ بزرگان اسلام سے جبراً قہراً بیعت لی۔ پھر دو شیخ المسلمین ابو محمد طلحہ اور ابو عبد اللہ
زبیر جو مبشر بہ نعیم الجنۃ تھے۔ قتل کیا۔ ام المومنین عائشہ کو اجلاف عرب کے ہاتھون ذلیل کرایا۔ کوئی اون پر
تمسخر کرتا تہا۔ کوئی اونکو گھورتا تھا اور کوئی جھڑکیان دیتا تھا۔ مین پوچھتا ہون کہ اگر تمہارے ابن عم محمد مصطفی صلعم
اسوقت زندہ ہوتے تو تمہاری ان حرکات پر راضی ہوتے یا ناراض۔ علاوہ ان باتون کے تم نے دار الہجرۃ (مدینہ)
کو ترک کیا۔ حضرت رسولخدا صلعم فرما گئے ہین۔

اِنَّ الْمَدِیْنَةَ تَنْفِیْ خَبَثَهَا کَمَا یَنْفِی الْکِیْرُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ | مدینہ اپنی کثافت کو اسطرح دور کرتا ہے جیسے لوہار کی بھٹی لوہے کی کثافت دور کرتی
مجھکو اپنی جان کی قسم ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے سچ اور صحیح فرمایا۔ مدینۃ النبی ؐ تمہاری کثافت اور غلاظت سے پاک ہوگیا
تم نے کوفہ اور بصرہ کو مدینہ پر ترجیح دی اس سے پیشتر تم دونو خلفاے سابقین کی بیعت سے انکار کرتے ہوا اور اس امر کا قصد
کرتے تہے جسکے لئے تمکو خدا نے لائق نہ جانا۔ خدا کی قسم اگر تمکو اوسوقت خلافت ملتی تو اسلام مین اوسیوقت تفرقہ اور تباہی راہ
پاتی اور کفر وارتداد شروع ہوجاتا۔ اہل اسلام تمہارے دست و زبان سے عاجز آجاتے (معاذ اللہ)
اب مین مہاجرین و انصار کے ساتھ با شمشیرہاے شامی و سنانہاے قحطانی تمہاری طرف آتا ہون کہ حق سبحانہ
تعالی کے سامنے تم سے محاکمہ کرون۔ تم اپنے نفس پر رحم کرو اور عثمان کے قاتلون کو میرے سپرد کردو۔ ورنہ آگاہ
ہو کہ تمہارے اور تمہارے اصحاب کی شان مین یہ آیہ قرآنی صادق آے گا۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ

حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک قریہ کی مثال بیان کی ہے کہ جہان کے باشندے اطمینان سے زندگی بسر کرتے تھے۔ انکا رزق ہر طرف سے بفراغت چلا آتا تھا اوسنہون نے نعمات الٰہی کی ناشکری کی حق تعالیٰ نے اونکو فقر و فاقہ کا لباس پہنایا اوس امر کی سزا مین جو وہ کرتے تھے

حضرت امیرالمومنین علیؑ کا جواب۔ اما بعد۔ ہم ابتدا مین ایسے ہی تھے جیسا تو نے اپنے خط مین ذکر کیا ہے لیکن جدائی جہان مین یون ہوئی کہ ہم اسلام لائے اور تو نے کفر و نفاق پر اصرار کیا۔ دوسرا تفرقہ یہہ ہے کہ ہم صراط مستقیم پر ہین اور تو فتنہ و فساد مین غرق ہے سمجھ مین کوئی ایسا نہین ہے جو کراہت کے ساتھ اسلام نہ لایا ہو۔ تو اس سے مطمئن رہ کہ ہمارے۔ اور تیرے سابق رشتہ او میل جول سے ہمارے مراتب عالی مین کوئی فرق یا کوئی کمی نہین ہو سکتی اور نہ تو اس مواصلت سے ہماری مثال ہو سکتا ہے اور کیسے ہو گا۔ ؟ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صادق و امین ہم مین ہین اور (ابوسفیان) ساکاذب و مفتری تجھ مین۔ اسد اللہ و اسد رسولؐ (حمزہ بن عبدالمطلب) ہم مین اور اسد احلاف (اسد ابن عبدالعزیٰ) تجھ مین۔ ہم مین سرداران اہل جنت مین (حضرات حسنین علیہما السلام) اور صبیۃ النار (عقبہ ابن معیط) تجھ مین۔ سیدہ نساء العالمین (فاطمۃ الزہرا علیہا السلام) ہم مین اور حمالۃ الحطب (ام جمیل خواہر ابوسفیان) تجھ مین۔ انکے علاوہ اور بہت سی ایسی باتین ہین جن سے اسلام اور جہالت دونو مین ہمکو تجھ پر شرف و اعزاز دیا گیا ہے۔ کلام خدا ہماری فضیلتون پر گواہ ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ

کتاب خدا مین صاحبان قرابت مین ایک کو دوسرے پر ترجیح ہو گئی ہے

دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ

ہم نے ابراہیم کی وجہ سے لوگون کو فضیلت دی اور ان لوگون کو جو اونپر (ابراہیم پر) اور اس نبی (آنحضرت صلعم) پر ایمان لائے اور اللہ متقین کو دوست رکھتا ہے۔

تو کہتا ہے کہ مین نے طلحہ و زبیر کو قتل کیا ہے اور ام المومنین عائشہ کو ذلیل کرایا ہے مین نے کوفہ و بصرہ کی سکونت اختیار کی۔ یہہ سب باتین تجھ سے تعلق نہین رکھتی۔ اسلئے انکا جواب تجھکو نہین دیا جا سکتا۔ تو کہتا ہے کہ مین مہاجرین و انصار کے ساتھ آون گا مگر تو یہ نہین جانتا کہ تیری یہ ہجرت فتح مکہ کے روز جب تیرا باپ ابوسفیان اور تیرا بھائی یزید اسیر ہو کر آئے۔ تمام ہو گئی۔

ان امور سے بالکل علیحدہ ہو کر جو تو نے خون عثمان کا ذکر کیا ہے اور اس سے پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے اور مین بھی کئی بار تجھکو سمجھا چکا ہون او پھر سمجھائے دیتا ہون کہ اول تجھکو خون عثمان سے کیا علاقہ ہے۔ اونکی اولاد خود موجود ہے۔ اور تیرے ایسے ورثا بھی بہت سے ہین۔ اگر تیرا یہہ دعویٰ ہے کہ اون کے ورثا مین سب سے زیادہ خوشحال مین ہون تو جس کام کو مہاجر و انصار کر چکے ہین اور جس عہد و میثاق پر سب کے سب یکزبان ہو چکے ہین۔ تو تو بھی اوسی عہد مین داخل ہو جا اور اونکے ساتھ موافقت کر اور پھر قاتلان عثمان کی نسبت اپنی صدائے استغاثہ بلند کر کہ حکم خدا و رسول صلعم کے مطابق حکم معقول اوسکی نسبت نافذ کیا جاوے۔

اتنا لکھکر حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ذیل کے اشعار کا اضافہ فرمایا۔

محمد النبی اخی وصهری　وحمزة سید الشهداء عمی
محمد نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) میرے بھائی اور خسر ہین۔　اور حمزہ شہیدون کے سردار میرے چچا ہین

وجعفر الذی یضحی ویمسی　یطیر مع الملائکة ابن امی
جعفر۔ جو ہرروز صبح کرتے ہین اور سیر کیا کرتے ہین اور　پرواز کیا کرتے ہین ملئکہ کے ساتھ (بہشت مین) میری ماںجائے بھائی ہین

وبنت محمد سکنی وعرسی　مسوط لحمها بدمی ولحمی
محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بیٹی میری آرام دل اور میری بی بی ہے　اوسکا گوشت وخون اور میرا گوشت وخون ایک ہے

وسبطا احمد ابنای منها　فایکم له سهم کسهمی
سبطین رسول (حسنین علیہما السلام) میرے معزز بیٹے ہین　پس تم مین سے کس شخص کا حصہ میرے حصہ کے ایسا ہے

سبقتکم الی الاسلام طرا　مقرا بالنبی فی بطن امی
مین نے تم لوگون مین سب سے پہلے اسلام کو بطیب خاطر قبول کیا　اور مین تو اپنی مان کے پیٹ ہی مین اقرار نبوت کرتا تھا

وصلیت الصلوة وکنت طفلا　صغیرا ما بلغت اوان حلمی
مین نے تو (رسول اللہ ص کے ساتھ) ایام طفلی ہی سے نماز پڑھنی شروع کر دی　تھی اور اوس وقت تک مین بالکل کمسن تھا اور ایام جوانی تک بھی نہ پہونچا تھا

واوجب لی ولایته علیکم　رسول الله یوم غدیر خم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے غدیر خم والے دن　تم لوگون پر میری ولایت (امارت) کو واجب کر دیا تھا

انا اللیث الذی لم تنکروه　لیوم الرقبة والیوم اسلم
مین وہ (میدان جنگ کا) شیر شجاع مشہور ہون　جسکو تم ہرروز جنگ و وقت صلح خوب جانتے ہو

الا من شاء فلیومن بهذا　والا فلیمت کمدا بغم
(خلاصہ بحث یہ ہے) جس شخص کا جی چاہے مجھپر ایمان لاے　اور جو شخص (اب بھی) انکار کرے وہ غم والم مین ٹپرا مرا کرے

فویل ثم ویل ثم ویل　لمن یلقی الاله غدا بظلمی
واے ہو اوسپر۔ واے ہو اوسپر پس واے ہو اوسپر　جو شخص قیامت کے دن مجھپر ظلم کرکے خدا کے سامنے آیے

**جانبین کی مراسلات پر فاضل معتزلی (علامہ ابن الحدید) کی رآیے**

ہم اپنی طرف سے ان دونون خطون کی نسبت کچھہ لکھنا نہین چاہتے۔ علامہ ابن الحدید۔ ملقب بہ فاضل معتزلی نے اپنی شرح نہج البلاغة مین یہ تمام خطوط لکھکر جو اپنی رآیے لکھی ہے وہ اتنی کامل اور ایسی کافی ہے کہ اوسکے بعد پھر کسیکے راے کو فروغ نہین ہوسکتا۔ فاضل موصوف جانبین کے خطوط لکھکر اور اضطراب واستعجاب کی غیر متحمل جذبات سے متاثر ہوکر لکھتے ہین۔

ہرچند عجائبات و انقلابات لیل و نہار بحد و شمار ہین مگر عجیب انہین سے یہ ہین کہ اس زمانہ غدار کی گردش نے علی ایسے شخص کو معویہ کا نظیر اور عدیل بنایا تا اینکہ طرفین سے رسل و رسائل شروع ہوکر مناظرہ و مقاتلہ کی نوبت پہونچی کوئی لفظ امیر المومنین علی ابن ابیطالب کی زبان سے ایسا نہین نکلتا تھا اسیکہ معویہ مثل اوسکے یا اوس سے سخت تر اوسکے جواب مین نہ لکھہ بھیجتا تھا۔ کاش اسوقت جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم زندہ ہوتے تو ملاحظہ فرماتے کہ جس حکومت وسلطنت

اسلامی کو آپ نے سنان و شمشیر کو کام مین لاکر اور نیز اپنی مبارک اور عزیز جان پر مصیبتہائے عظیم برداشت فرما کر حاصل اور مرتب فرمایا تھا - اب وہ آپ کی دشمنون کے دست و قبضہ مین ہی

**فاضل معتزلی او معویہ کے تمام اعتراضات کا جواب طلحہ و زبیر کے معاملات**

امیر المومنین علیہ السلام کا جواب اجمالی تھا مفصل یہہ ہی کہ طلحہ و زبیر نے عہد شکنی کر کے اپنے آپ کو خود قتل کرایا - اطاعت کی راستہ پر مستقیم رہکر کیون مارے جاتے - ایسی ہی اگر حضرت عائشہ اپنی گھر بیٹھی رہتین تو اعراب بصرہ و کوفہ کی نگاہون مین اونکی وقعت کیون کم ہوتی - اس مین امیر المومنین کا کیا قصور - آپ نے تاہم اُن لوگون کے ساتھ تمام موقع پر ضرور لحوظ رکھتے تھے - ہان اگر یہہ لوگ عمر ابن خطاب سے پیش آتے تو وہ ان پر فتحیاب ہو کر انکے ضرور ٹکڑے ٹکڑے ڈالتے مگر حقیقت مین علی ابن ابیطالب علیہ السلام ایسی ہی کریم و حلیم تھے کہ آپ نے انکے مظالم کے عوض مین انکے ساتھ برابر عفو و احسان کے خیال رکھتے

**انحضرت صلعم کی ناراضی**

اب رہا یہہ امر کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و الہ وسلم اگر زندہ ہوتے تو راضی ہوتے یا ناراض تو بیشک امیر المومنین علیہ السلام نہایت ازادی سی جواب دیسکتے ہین کہ جناب رسول خدا صلعم اس امر مین ضرور ان لوگون (طلحہ و زبیر) سے خوشنود ہوتے کہ اونکی زوجہ اور اونکی برادر اور وصی کو آزار پہونچایا ہین - اور تو اے ابن ابوسفیان حضرت (علیؑ) سے خلافت مین نزاع کرے - او مسلمانون کی جماعت مین تفرقہ ڈالے اور پھر رسول صلعم علیؑ سے ناراض ہون اور تجھہ سے راضی - یہہ بالکل لغو ہے اور ناممکن - بیشک جناب رسول خدا صلعم اس پر کبھی راضی ہوتے کہ طلحہ اور زبیر حضرت علی سے بعیت کر کے بلا حجت اوسے توڑ ڈالین اور کہین کہ زر و مال ہمین مطلوب ہی - چونکہ بصرہ مین مال کثیر ہے اب ہمکو بصرہ کیطرف جانا ہی - " تو کیا یہہ امور رسول صلعم کو پسندیدہ ہوتے ؟ - نہین - ہرگز نہین -

**مدینہ منورہ سے نقل حکومت و سکونت**

اب رہا مدینہ سے امیر المومنینؑ کا اوٹھ جانا - ہر وہ شخص جو مدینہ سے باہر گیا کیا وہ خبیث ہی - اسطرح تو تمام صحابہ قریب قریب مثلاً عبد اللہ ابن مسعود سلمان الفارسی - ابی ذر غفاری رضوان اللہ علیہم مدینہ سے نکلے - دور دراز ملکو مین فوت ہوے - تو اونکو کیا کہا جاے گا - انکے علاوہ خود طلحہ - زبیر اور ام المومنین عائشہ کو نقل کرنے کیلئے کیا حکم ہوگا - پھر معویہ اپنے لئے اور اپنے بھائی یزید ابن ابوسفیان کے لئے کیا جواب دیگا -

**قتل عثمان کا غلط الزام**

یہہ اعتراض کہ امیر المومنینؑ آپ تو حضرت عثمان سے باز رہے اور لوگون کو اونکے قتل پر اشتعال دی اور دوسرے لوگون کو اپنی بعیت کے لئے مجبور کیا - یہہ صرف زبانی دعوے ہین اور ان پر کوئی دلیل قائم نہین ہوسکتی - او نفس الامر اسکے خلاف ہی -

**اگر علی پہلے ہی خلیفہ بنا دیے گئے ہوتے تو ملک تباہ ہوجاتا**

یہہ علم غیب ہی - جسکو سواے حق سبحانہ تعالی کے کوئی اور نہین جانتا - مگر گمان غالب یہہ ہی کہ اگر اوسیوقت خلافت حضرت علیؑ کو ملجاتی تو کوئی خرابی واقع ہوتی کیونکہ یہہ فتنے جو اسوقت تک برابر واقع ہوے صرف اسی سبب سی ہوے کہ حضرت عثمان کے بعد چوتھی مرتبہ خلافت آپ کو پہونچی - جب دوسرے لوگون کے تقدم سے آپ کی قدر صغیر اور شان حقیر ہوچکی تہی اور سابقین نے تابعین کے دل مین اس امر کا یقین دلادیا تھا کہ وہ حضرت خلافت کی یا سلطنت کی کامل صلاحیت ہی نہین رکھتے تھے - اگر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کے بعد ہی مستقلاً امیر المومنین خلیفہ بنا دئے گئے ہوتے اور خلافت اسلامیہ پر قابض کر دیے ہوتے تو آپ کی جلالت - قدر و منزلت

اختصاص رسولؐ اور فضائل و مناقب کی وجہ سے کسی دوسرے کو ان پر ترجیح نہیں ہو سکتی تھی

جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلاد اسلامیہ کی ترتیب و تنظیم میں جو جو مصائب اوٹھائے تھے اور سلطنت قائم فرمائی تھی۔ اگر آج آپ زندہ ہوتے تو خود مشاہدہ فرماتے کہ وہی سلطنت اب اونکو نصیب ہوئی ہے جو آپ کے قدیم دشمن تھے اور دعوت اسلام کے قبول کی جا پر آپ کی تکذیب کرتے تھے۔ انھیں نے آپ کو وطن سے نکالا تھا اور انھیں نے ضرب سنگ سے آپ کے رخساروں کو گلرنگ بنایا تھا۔ انھیں کے معرکوں میں آپ کے عزیز و انصار حتیٰ کہ آپ کے عم محترم حضرت حمزہ ابن عبد المطلب تک کام آئے گویا کہ آنحضرت صلعم نے انھیں کے لئے یہ زحمتیں اوٹھائی تھیں۔ اور انھیں کی راحت رسانیوں کے لئے یہ سلطنت اسلامی طیار کی تھی۔ عبرت کے لئے یہ واقعہ کافی ہے۔

حضرت عثمان کے زمانہ خلافت میں ابوسفیان ایکبار حضرت حمزہ کی قبر مطہر پر آیا۔ اور معاذ اللہ۔ اوس کو ٹھوکر لگا کر کہا۔ اے ابوعمارہ (حضرت حمزہ کی کنیت) جس سلطنت کے لئے ہمارے تمہارے درمیان تلواریں چلی تھیں آج وہی سلطنت ہمارے لڑکوں کے ہاتھوں میں ہے جس سے وہ کھیل رہے ہیں۔

اس پر بس نہ ہوئی۔ قیامت کا عبرت خیز منظر تو یہ ہے کہ معویہ نے علیؑ کی برابری کا دعویٰ کیا اور آپ کے ساتھ مقابلہ و مقاتلہ پر آمادہ ہوا۔

فاضل معتزلی بیان تک پہونچکر ذیل کے اشعار پر اپنی فاضلانہ رائے ختم کرتے ہیں۔

---

اذا عیر الطائی بالبخل مادر[1] | وقرع قسا بالسفاهة باقل[2]

جب مادر کے ایسا بخیل حاتم طائی کو بخل کا عیب لگائے | اور باقل کے ایسا بیوقوف قس بن ساعدہ کو بیوقوف بتلائے

وقال السہا للشمس انت خفیة | وقال الدجی یا صبح لونک حائل

ستارہ سہا آفتاب سے کہے کہ تیری روشنی مدھم ہے | اور تاریکی صبح سے کہے کہ تیرا رنگ میلا ہے

وفاخرت الارض السماء بسفاهة | وفاخرت الشہب الحصی بالجنادل

زمین از روے حماقت آسمان پر فخر و ناز کرے | اور سنگریزے شہاب ثاقب پر فخر و ناز کرنے لگیں۔

تو

اے موت۔ تو بہت جلد مجھسے ملاقات کر کیونکہ ایسی حالت میں زندہ رہنا مذموم ہے۔ اور اے جان۔ تو بدن سے نکل جا کہ اب زمانہ اب بہت بیہودہ باتیں کرنے لگا۔ شرح نہج البلاغت فاضل معتزلی۔

**معویہ کے پاس امیر المومنین کے وفود**

لوگوں کو شاید یہ خیال ہو کہ ہم نے کتاب ہٰذا میں کمراسلات میں سے دو ایک خط لکھے ہیں مگر طرفین کے وفود کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ اصبغ بن نباتہ کی سفارت کا اندراج اس ضرورت کو پورا کر دیتا ہے۔ اگر اوس سے ناظرین کا اطمینان نہو تو کامل ابن اثیر اور روضۃ الصفا کے اردو ترجمہ سے جانبین کے صرف ایک ایک وفد کا حال ذیل میں لکھدیا جاتا ہے۔

صاحب تاریخ روضۃ الصفا اور احمد ابن اعثم کوفی لکھتے ہیں۔

---

[1] مادر۔ بالکسر دال بخیل ترین مردم عرب [2] باقل بالکسر قاف۔ احمق ترین قوم عرب

خروفا جو معویہ کیطرف سے دربار کوفہ میں آیا اوسمین جناب رسولخداصلعم کے دو صحابی تھے - ایک ابوالدرداء - دوسرے ابوامامہ الباہلی ان حضرات کو جو جوابات امیر المومنین علیہ السلام نے دئے وہ ایسے ہی پر اثر اور مسکت تھے کہ صاحب روضۃ الصفا اور اعثم کوفی کی تحقیق میں یہہ دونوں صحابی امیر شام کی متابعت سے علحدہ ہو گئے - اور پھر صفین کے معاملات میں معویہ کیطرف شریک نہوے

شام کے کمیشن کی یہہ کیفیت ہوئی - اب ہم امیر المومنین علیہ السلام کے طرف ایک مرسلہ وفد کے حالات دکھلاتے ہیں جسکو رسالہ المرتضیٰ کے ذیقعدہ مصنف نے المرتضیٰ میں درج کیا ہے - اس سے اچھی طرح معلوم ہوجاتا ہی کہ معویہ ان اہل وفود کی دلیلوں سے ضرور قائل ہوجاتا تہا - مگر جب کوئی جواب نہیں چلتا تھا تو اونکو دربار سے نکلوا دیتا تھا -

کوفہ کا وفد - معویہ کی بیہودگی — امیر المومنین علیہ السلام نے ابوعمرو بشیر - سعید ابن قیس اور شبث ابن ربعی کو معویہ کے پاس بھیجا - جو کچھہ بشیر نے تقریر کی اوسکو ہم مکالمہ کیصورت میں حسب ذیل لکھتے ہیں -

**بشیر** (معاویہ سے) جماعت اسلام میں تفرقہ نڈالو - اور خونریزی نکرو -

**معویہ** - یہہ نصیحت اپنے رفیق علی ابن ابیطالب کو کیوں نہیں کرتے -

**بشیر** - وہ تم جیسا نہیں ہے - وہ سبقت فی الاسلام - قرابت خیر الانام کے رو سے سب سے زیادہ خلافت کا مستحق ہے -

**معویہ** - تو اب تمہاری کیا رایے ہے -

**بشیر** - بیعت کی نسبت علی مرتضیٰؑ جو کچھہ تمسے کہیں اوسے مان لو -

**معویہ** - کیا ہم قصاص عثمان چھوڑدیں - قسم بخدا یہہ مجھہ سے ہرگز نہوگا -

**شبث ابن ربعی** (معویہ سے) ہم خوب جانتے ہیں کہ تم نے قصاص کے بہانہ سے ان احمقوں کو اپنی طرف مائل کیا ہے - حالانکہ ہم عثمان کی مدد کرتے تھے اور تم نے خاصکر اسوجہہ سے وقفہ لگایا کہ آج تمکو یہہ موقع حاصل ہوجاے - خدا سے ڈرو اور اس ارادہ سے باز آو - اور جو اس خلافت کا مستحق ہے اوس سے ناحق نزاع نکرو -

**معویہ** - تم لوگ میرے سامنے سے چلے جاؤ - ہم میں تم میں تلواروں کے سوا اور کوئی فیصلہ کرنیوالا نہیں ہے - رسالہ المرتضیٰ باسناد تاریخ کامل ابن اثیر ص ۱۰۳ سوانح عمری علی علیہ السلام خواجہ عبید اللہ امرتسری ص ۲۶۰ تاریخ طبری جلد چہارم ص ۵۷۵

اس کمیشن کی واپسی اور امیر المومنین کی معاملات شام سے مایوسی اور خاموشی — وفد کوفہ کی اس حقارت آمیز واپسی کے بعد امیر المومنین علیہ السلام کو معاملات شام کی طرف سے پوری مایوسی ہوگئی اور آپنے معاویہ کا امور ذیل کی آیت قرآنی پر کر بالکل خاموشی اختیار فرمالی

| | |
|---|---|
| اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِى الْعُمْىِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ | (اے محمدؐ) تم اپنی دعوت مردوں کو یا ایسی چیزوں کو نہیں پہونچا سکتے جو پیٹھہ پھیر کر بھاگتے ہیں - اور تم کبھی دل کے اندہے کو اوسکی گمراہی سے ہدایت نہیں کر سکتے اور اوسکو کوئی بات نہیں سنا سکتے - مگر اونہیں لوگوں کو جو ہماری قدرتوں پر ایمان لاچکے ہیں - |

معاملات کو عقل سلیم سے سمجھنے والے - حالات پر انصاف و بے تعصبی سے غور کرنیوالے حضرت علیؑ اور معویہ کے طرز عمل کو صرف ان واقعات میں پڑھکر خود تصفیہ کرلینگے کہ جانبین میں کون حق پر تھا اور کون ناحق پر - کسکی نیت صفائی پر تھی اور کسکی فساد انگیزی اور مفسدہ ارائی پر - مصالحت کون چاہتا تہا اور فساد و جنگ کون - ہم نے ان باتوں کو اسلئے

لکھا ہی کہ معویہ کی فساد انگیز فطرت اور فتنہ خیز طبیعت کا کامل اندازہ ہوجائے۔ اور یہہ ہمارے موجودہ موضوع تالیف کا مدعا ہے

شیوع جنگ کی پہلو — معاملات شام مین مصالحت و یکسوئی کیطرف سے مایوسی تو ہو ہی چکی تھی۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے شہر

امیرالمومنینؑ کا خطبہ — احرام کی حرمت کی لحاظ سے محرم سنہ ۳۷ھ تک بالکل خاموشی اختیار فرمائی۔ محرم کا مہینہ ختم ہوگیا تو ترتیب

فوج اور درستی لشکر کیطرف توجہ فرمائی۔ تمام اعوان و انصار جمع ہوے۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے نہایت فصیح و بلیغ خطبہ پڑہا

جسمین معاویہ کی حیلے۔ اوسکی سفویانہ اور باغیانہ تدبیرین۔ مخالفانہ ترکیبین۔ امن و امان اور صلح و آشتی سے نفرت۔ اپنا صبر و تحمل اور

رفاہ قومی۔ اصلاح ملکی اور تبلیغ دینی پر اپنی مستعدی جسکو وہ خود اپنی آنکھون سے دیکھ رہے تھے۔ بیان فرمائین۔ اسکے بعد دنیا

کی ناپائداری۔ اسکی ثروت و اقتدار کی بے اعتباری اور بیوفاداری کی نسبت بہت سی دلچسپ اور مفید مثالین بیان فرمائین

ہمت۔ دلیری۔ شجاعت۔ ثابت قدمی اور استقلال کے متعلق ضروری تعلیم دیکر۔ خوف۔ اندیشہ۔ بزدلی۔ پست ہمتی

اور گریز پائی سے غیرت دلائی اور آخر مین خطبہ مبارک کو آیہ مقدسہ۔

قُل لَّن يَنفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِن فَرَرْتُم مِّنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ | اگر تم موت اور قتل سے بھاگ (کر بچ) جانا چاہو تو ان دونو مین سے تم کو کوئی بات نفع پہونچانے والی نہین ہے

امیرالمومنینؑ کے فوجی احکام — خطبہ کو تمام کر کے امیرالمومنین علیہ السلام نے ذیل کے فوجی احکام تمام فوجی افسرون اور اہل لشکر کو سنائے اور اونکی تعمیل کی سخت تاکید و تہدید فرمائی۔

(۱) جب تک غنیم تم سے نہ لڑے تم اوس پر ہاتھ نہ اوٹھاؤ

(۲) اگر مقابلہ کے وقت کوئی تمہین برے الفاظ سے یاد کرے تو تم سنکر خاموش رہجاؤ۔

(۳) رجز مین اپنی تقریر کو طول ندو۔ بلکہ خود ثنائی کیجگہہ خدا کا ذکر کرو۔ جو تمہارے لئے تمہاری رجز خوانی سے بہتر ہوگا۔

(۴) جو کوئی تم سے خوف کھا کر بھاگ جاوے تم اوسکا تعاقب نکرو۔

(۵) جو زخمی ہوجائے اوسے قتل نکرو۔

(۶) غنیم مین جو کوئی مقتول ہوا اوسے برہنہ نکرو۔

(۷) مقتول کی ناک کان کاٹ کر اوسکی ذلت و رسوائی نکرو۔

(۸) کسی کا مال نہ لو۔

(۹) عورتون سے مطلق مزاحم نہو۔ اگر وہ عورتین تمہاری عورتون کو یا تمہارے ناموس کو برا بھلا بھی کہین۔ تو تم اونھین خاموش رہکر سن لو۔ اونپر صبر کر لو۔ اور اون کا جواب ندو۔ المرتضی ص ۱۴۴ تاریخ طبری جلد چہارم ص ۵۷۷

ابوالفدا ص ۳۵۷ روضۃ الصفا جلد دوم

ان احکام کی نقل و تفصیل سے بھی ہماری غرض حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کا طریقہ عمل دکھلانا ہی کہ ان مصائب و شدائد۔ مظالم و مفاسد کی موجودگی مین بھی مخالف گروہ کے ساتھ جو اسوقت تک برائے نام مدعی اسلام تھے۔ کیسی اور کتنی ہمدردی اور لطف و رعایت کے خیال امیرالمومنینؑ کے ذہن نشین تھے۔ یہہ صرف اوسی برائے نام اسلام کا احترام تھا۔ اگر فرقہ مخالف کا بھی یہی طریقہ عمل تھا۔ اور اوسکو بھی اسلام اور مسلمانون کے ساتھ۔ اگرچہ وہ مخالف

ہی کیون ہنون ایسی سی رہا ہیں منظور تھین تو اج ہم عرب کی تاریخ وسیر کی کتابون مین اوسکے احکام بھی اسیطرح لکھے ہوے پاتے مگر تمام کتابین خالی ہین اور تمام دفتر سادے

میدان صفین میں جا پہنچین کی فوجین صفین کا میدان

تاریخون سے ثابت ہو کہ صفین کا میدان کسیوقت مین اباد تہا اور اوسوقت تک شاہان روم کی کرسی پتھری عمارتون کے کچھ نشان باقی تہے جو جابجا اوس وسیع میدان مین پائے جاتے تھے امیر شام اور اوسکے مشیرون نے ہر جہت سے اس مقام کو اپنے لئے مناسب سمجھا اور اپنے لشکر کے پڑاو ڈالدئے سب سے اچھا موقع تو یہ ہاتھ لگا کہ دریاے فرات انکی فرودگاہ سے قریب تہا جس پر یہ بارام تمام اتنے ہی قابض ہو گئے امیر المومنین کا لشکر بعد مین پہنچا

مظالم صفین مظالم کربلا کے دیباچہ تہے۔ امیر المومنین کے لشکر پر پانی بند

تین دن کے بعد امیر المومنین کا لشکر بھی جمع ہو کر پہونچگیا اس وادی مین دریاے فرات کی روانی اس طرح واقع ہوئی تھی کہ سواے ایک گھاٹ کے دور تک کسی دوسرے گھاٹ کا جہاں سے پانی لایا جا سکے نام و نشان نہین تہا معویہ نے اپنے اظہار مظالم اور لشکر کوفہ کی استیصال کیلئے اس موقع کو نہایت غنیمت سمجھا اور گھاٹ پر قبضہ کرلیا امیر المومنین کا مقدمۃ الجیش مالک ابن اشتر نخعی کی ماتحتی مین دوسرے دن پہنچا اور معاویہ کی ان عیارانہ چالون کو خوب سمجھگیا۔ اول تو امیر المومنین اوسوقت تک پہنچے نہین تہے اور انکا اذن و انتظار ضروری تھا دوم یہ کہ اپنی ایکہزار ماتحتی فوج کی قلت اور لشکر شام کی مجموعی کثرت و قوت کے سبب کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ کو مناسب نہ سمجھا اور بالکل خاموش رہا۔ سب سے زیادہ باعث مالک کی خاموشی کا انکے ہمراہیون کی بزدلی اور لشکر مخالف کی کثرت کا خوف تہا جسکی وجہ سے انکو آگے بڑھنے کی اجازت نہین دیتا تہا بلکہ پیچھے ہٹ کر اوترنے پر مصر تہا۔ مالک نے مصلحت وقت کے خیال سے اونکے خلاف مزاج کرنا نہین چاہا اور اونکی مرضی کے موافق لشکر شام سے دور ہٹ کر اپنے خیمے نصب کر دئیے۔

دوسرے دن امیر المومنین بھی اپنے ہمراہی لشکر کے ساتھ پہنچگئے۔ آپنے موقع کو خوب غور سے دیکھا اور سمجھا اور فوراً افسران مقدمۃ الجیش کو بلا کر دریا سے اتنی دور ہٹکر اوترنے کی وجہ پوچھی تو مالک ابن اشتر خاموش رہے۔ افسران دیگر نے جواب دیا کہ ہمکو خطرہ معلوم ہوا ہے کہ اگر ہم قریب دریا اوترتے تو معاویہ دریا کے اوس بند کو جو قریب ہی بندہا ہوا ہے کاٹ دیتا اور ہم غرقاب ہوجاتے امیر المومنین نے ارشاد فرمایا کہ یہ تمہارا خیال ہے۔ میرا یقین یہ ہے کہ معویہ کے ایسے حاسد اور کینہ پرور دشمن سے تمکو اب دریا سے پانی لینے کی قطعی امید نہین رکھنی چاہئے۔ معویہ کی مکاریون کی یہ بھی ایک چال ہے کہ اس نے بعضون کو اس افواہ کیلئے خاص طور پر مقرر کیا ہے جنہون نے اس خبر کو مشہور کر کے تمہارے دلون مین خوف پیدا کر دیا۔ میری راے یہ ہے کہ تم اسیوقت دریا کا فیصلہ کر لو۔ افسران فوج بولے حضور معاویہ مین اتنی طاقت کہان کہ ہمکو پانی لینے سے روکے اور نہ ہمکو اوس سے ایسی امید رکھنی چاہئیے۔

لشکر کوفہ اور اہل کوفہ کی کج فطرتی اور تمرد طبعی کا یہ پہلا زینہ اور پہلا نمونہ ہے جو میدان جنگ مین قدم رکھتے ہی پیش آیا بہرحال۔ امیر المومنین علیہ السلام نے بھی صعوبت سفر کا خیال کر کے اس بحث کو زیادہ طول ندیا۔ جہاں اوترے تھے وہین ٹھہرے رہے

معویہ نے پانی بند کر دیا امیر المومنین جو کہا وہی ہوا

دوسرے ہی دن لشکر کوفہ کو اپنی غلط فہمیون کا مشاہدہ ہوگیا تفصیل یہ ہے۔ اہل عراق پانی لینے دریا پر گئے۔ معاویہ کے محافظ جو ابوالاعور کی ماتحتی مین اسی غرض خاص سے متعین ہو گئے تہے۔ مزاحم ہوئے۔ امیر المومنین کو خبر ہوئی۔ ارشاد ہوا جس امر کو ہم ہونیوالا سمجھتے تھے اوسی کا تم سے اظہار کرتے تھے تم لوگ مجھکو کیون جھٹلاتے ہو اور مجھسے کیون خلاف کرتے ہو۔

**معویہ کے پاس امیرالمومنین کا قاصد**

امیرالمومنین کی فطرت صالحہ ہر امر کو بمصالحت و بمسالمت طے کرنا چاہتی تھی چنانچہ اس خوںخوارانہ و جفا کارانہ معویۃ کو اس قضیہ کو بھی آپنے اپنی حسن تدبیر سے صاف کردینا تجویز فرمایا۔ صعصعہ ابن صوحان عبدی کو بلایا اور معویہ کے پاس اونکو بھیجکر کہیلا بھیجا کہ اس جنگ کی غرض۔ امر دین اور مقدمہ امارت کا طے ہونا اور حق و باطل کا امتیاز ہوجانا ہے عامۃ المسلمین پر پانی بند کردینا اور اونکو غیر فطرتی طور پر تکلیف پہونچانا زیادتی ہے۔ اگر ہمکو بھی اس ظلم و تعدی کا خیال ہوتا تو ممکن تھا کہ ہم پہلے ہی اگر دریا پر قبضہ کرلیتے اور تجھکو بھی پانی نہ لینے دیتے۔ اب صلاح وقت یہی ہے کہ دریا سے اپنے محافظ او ٹھالے کہ خلقت خدا سیراب ہو۔ ورنہ۔ اگر دریا لینے ہی پر ہمارے تیرے فیصلہ ہونیوالا ہے تو ہم اسپر بھی راضی ہیں۔ جو گھاٹ لے لے اوسی کی فتح ہے۔ طبری جلد چہارم ص ۵۷۲

صعصعہ قاصد پیغام لیکر تو لیگئے مگر دربار شام میں کچھ شنوائی نہیں ہوئی۔ واپس آیے۔ اب تو غیرتداران عراق بھی دریائے غیرت میں نہاگئے اور ہر فرد و احد ندامت و خجالت میں ڈوب گیا۔ مالک ابن اشتر۔ شریح ابن ہانی اور زیاد بن نضر و غیرہم بہت سے شیردل اور پر ہمت جوان لشکر سے یہ ارادہ کر کے نکلے کہ جس سبیل سے ممکن ہوگا۔ پانی لائینگے اور معویہ کے پہرے داروں کو گھاٹ سے مار بھگائینگے

**امیرالمومنین کے لشکر نے دریا کا گھاٹ چھین لیا**

ہمت کامیابی کی دلیل ہے۔ یہ قوی ہمت جوان ایک دستہ فوج لیکر دریا کے گھاٹ پر پہونچ گئے محافظان فرات ان سے مزاحم کرنے پہلا شخص جو شامیوں کیطرف سے مقابل ہوا وہ صالح ابن فیروز عکی تھا مالک نے اوس سے مقابلہ کیا اور مار لیا۔ اسکے بعد ابوالاعور ملعون آب فرات کا افسر سامنے نکل آیا اور مالک ابن اشتر کو اپنے مقابلے کے لئے بلایا۔ وہ آیا اور دیر تک ان سے مقابلہ رہا آخر کار مالک نے اوسے مجروح کر دیا مگر وہ بھاگ نکلا۔ اس کی بھاگتے ہی ساری فوج شام دریا کا گھاٹ چھوڑ کر بھاگ گئی۔ مالک نے مخالف کو پوری ہزیمت دیکر گھاٹ پر قبضہ کرلیا۔ لشکر امیرالمومنین دو دن کا پیاسا تھا گھاٹ پر قبضہ کرتے ہی۔ سب نے سیر ہو کر پانی پی لیا۔ مالک ابن اشتر گھاٹ کا پورا انتظام کر کے واپس آیے۔

**معویہ کے دربار میں تشویش**

ابوالاعور ناکامیاب ہوکر معویہ کے پاس پناہ گزین ہوا معویہ نے اوسکی داستان سُنی تو کہا اب ہمیں اپنی فوج کسی دوسری جگہ لیجانی ہوگی۔ عمر عاص موجود تھا۔ بول اوٹھا۔ جو جیسا ہوتا ہو ویسا ہی سمجھتا ہے

**وفد شام کا آنا امیرالمومنین کا بغیر حجت ساقی کھلانا**

خدا کی قسم تو شوق سے پانی او جسکو چاہے پلا۔ علیؑ کا ایسا ظرف نہیں ہے جیسا کہ تیرا ہے۔ علیؑ سے ایسے مظالم نہیں ہونیوالے جیسے تجھ سے ہو چکے۔ وہ کبھی کسی متنفس کو اپنے فیض سے محروم نہ رکھینگے معاویہ نے بڑی نے غیرتی سے عمر عاص کے اس بیان پر غور کیا۔ کوئی چارہ کار نہ دیکھکر۔ پھر اپنی طرف سے بارہ آدمیوں کا وفد بناکر امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کیا۔ یہ لوگ معویہ کیطرف سے پانی پینے کی استدعا لیکر ساقی کوثر کے پاس حاضر ہوئے۔ جو شخص ان کی خطیب جو ان لوگوں میں سب سے زیادہ فصیح اور معتبر مشہور تھا امیرالمومنین کی خدمت میں ان الفاظ کے ساتھ عرض کرنے لگا۔

| | |
|---|---|
| امیرالمومنین ملکت اذا اسلج وخذ علینا بالماء واعف عنا سلف من معویۃ | اے امیرالمومنین۔ اب آپ مالک ہیں۔ ہمکو پانی دیجیئے اور جو کچھ معویہ سے ہوا اوسے معاف فرمایئے۔ |

ساقی کوثر نے کمال مہربانی اور بڑی کشادہ پیشانی سے ارشاد فرمایا کہ۔ ہاں۔ ہاں شوق سے پانی پیو۔ اور لیجاو۔ کوئی ممانعت نہیں اور یقین کرلو چشمہ۔ دریا۔ نہر۔ کسیکی بھی ملکیت نہیں۔ بلکہ خدا کی خاص رحمتیں ہیں۔ ان سے دوست دشمن سب کو برابر سیراب اور فیضیاب ہونا چاہئیے۔ میں ہرگز ہرگز تمہارے ساتھ وہ نکرونگا جو ابھی ابھی تم میرے ساتھ کرچکے ہو۔

امیرالمومنین علیہ السلام کے بعض مغلوب الغیظ اصحاب نے ۔ جبکو معاویہ کی اس سفاکانہ حرکتوں پر سخت طیش ایا تہا اور دودن کی پیاس کی تکلیفین یاد تہین ۔ آپ کو اسکے (حکم کے) خلاف بد ادوہی ۔ مگر اپنے اونسے اتفاق نفرمایا اور وفد شام کے سامنے اپنے اصحاب کو جواب مین ارشاد فرمایا

لا اخذوا بینی و بینہم ولا افعل ما فعلہ الجھلوانا وسنعرض علیہم کتاب اللہ وندعوھم الی الھدی فان اجابوا والا ففی حد السیف ما یغنی ھذا ان شاء اللہ

تم لوگ میرے اور اونکے درمیان دخل نہ دو ۔ بین ہرگز وہ کام نہ کرونگا جو یہہ جاہل ابھی ابھی کر چکے ہین ۔ بلکہ مین اونکو حکم خدا بتلاؤنگا اور ہدایت کی طرف بلاؤنگا ۔ اگر اونہون نے قبول کر لیا تو بہتر ۔ ورنہ ہم تلوار سے وہ کام نکال سکتے ہین ۔ جس سے ہم سیدہو سکین ۔ ان شاء اللہ

اہل فوج کو یہہ جواب دیکر امیرالمومنین علیہ السلام نے او سیوقت منادی کو بلوایا اور منادی کرادی کہ کوئی کسیکو پانی پینے دینا پانی لیجانے سے منع نکرے ۔ جسکا جی چاہیے بلا تامل دریا سے پانی لے ۔ شام کا آیا ہوا وفد امیرالمومنین ؑ کی دریادلی سے نہایت محظوظ و ممنون ہوکر اور اپنی فرودگاہ کو واپس گیا ۔ معاویہ کی سرشت کی انتہا نہ تہی مگر عزت و حیا کا نام نہتہا ۔ روضۃ الصفا ج ۲ ص ۳۹۳ ۔ تاریخ طبری جلد چہارم ۔ سوانحعمری علی علیہ السلام ص ۱۱۰ ۲ باسناد تاریخ مسعودی و مروج الذہب بر حاشیہ تاریخ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر

ان واقعات کی تفصیل ہمارے موجودہ موضوع تالیف سے اگرچہ بظاہر زاید معلوم ہوتی ہو مگر الیسا نہین ہے ہم اس واقعہ سے اپنے اصل مدعا کی پوری توثیق پاتے ہین ۔ اسلئے کہ باب المفاخرت مین موئدین و مقررین بنی امیہ کیطرف سے بنی ہاشم کے مقابل معاصرین زیادہ تر انہی افعین وغیرہ محاسن سے بحث کی گئی ہے اور انہی افعین اظہار استحسان پر زور دیا گیا ہے یعنی (۱) بنی ہاشم کیساتھ بنی امیہ کے برابر احسان و رعایات (۲) بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب پر بنی امیہ کا غلبہ اور قابو پاکر عفو و درگذر ۔ ہم نے اونہین معاملات کی شرح اور مفصل تمثیلات و واقعات و شاہدات ۔ تاریخ و سیرت کی کتابی عبارتون سے ۔ ہاشم و امیہ کے وقت سے لیکر سلسلہ وار انحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ تک لکہکر دکہلادیا ہے ۔ اور بتلادیا ہے کہ کبھی امیہ نے ہاشم کے ساتھ ۔ حرب نے عبدالمطلب کے ساتھ ۔ اور ابوسفیان نے انحضرت صلعم کے ساتھ احسان و رعایت نہین کی بلکہ حد درجہ کی بیرحمی اور شقاوت کے ایکساتھ ہمیشہ سلوک کئے ۔ انکو دعویٰ بیا بے باطل کے خلاف ۔ بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب نے البتہ وقت پڑنے پر اونہین کے ساتھ احسان کئے ۔ بنی امیہ نے کبھی المکوگون پر غلبہ پاکر معاف نہین کیا ۔ بلکہ ۔ تاریخون سیرتون اور حدیثون کی کثیر التعداد کتابون سے متفقہ طور پر بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب ہی کی عفو و درگذر انلوگون کے حق مین ثابت ہوتی ہے

جونکہ ہم اس بحث کو انحضرت صلعم کے عہد رسالت تک مسلسل طریقہ سے دکہلا چکے تہی اس بنا پر حضرت علی ؑ کے زمانہ امامت مین بہی اپ کی معاصر بنی امیہ کے معاملات مین اُسکی حقیقت کو دکہلادینا میرے لئے ضروری تہا ۔ ان واقعات نے صاف طور سے بتلادیا کہ کس نے احسان کیا اور کس نے بیرحمی اور شقاوت دکہلائی ۔ کس نے غلبہ اور قابو پاکر ظلم و زیادتی کی اور کس نے معاف و درگذر فرمائی

انہین امور کے ساتھ ان واقعات نے بنی ہاشم کی فطرت صالحہ اور بنی امیہ کی فطرت بہیمیہ کی تفریق نہاد ۔ شجرہ طیبہ اور شجرہ ملعونہ فی القران کے امتیاز و اختصاص کا بہی کامل طور سے انکشاف حقیقت کردیا ۔ فہو المراد والحمد للہ

جنگ صفین کے خلاصہ حالات۔

موضوع تالیف کے ساتھ تسلسل و ترتیب مضامین بھی مولف کا فرض اولین ہے۔ اس بنا پر ترتیب مضامین کی ضرورتوں کے لحاظ سے ہمکو اس جنگ کے حالات اوسی مقدار سے منتخب او رخلاصہ کر کے قلمبند کرنی ہی میں جن سے ہمارے موجودہ موضوع تالیف کو تعلق ہے اور جو اوسکے اندر آسکتے ہیں۔

چونکہ عنوان کتاب ہی میں مؤیدین و متبعین بنی امیہ نے بنی ہاشم و بنی عبد المطلب پر اپنا غلبہ اور اپنی فتح و کامیابی کی جھوٹی لفاظی کی ہے اسلئے ہم ابتدا سے لیکر عہد رسالت تک اپنے سلسلہ بیان میں اسکی تنقید و تردید کرتے آئے ہیں اور دکھلاتے آئے ہیں کہ یہہ بالکل غلط دعوے ہیں۔ اور سراسر جھوٹے بیان جنکو حقیقت و اصلیت سے کوئی واسطہ نہیں۔ اس بنا پر وہی سلسلہ کلام اور عنوان بیان بیان بھی قائم رکھنا ضروری ہے۔ چنانچہ جنگ صفین کے وہی چیدہ حالات و واقعات ذیل میں لکھے جاتے ہیں جو ہمارے مذکورۂ بالا موضوع تالیف کے اندر آتے ہیں۔

مشہور تو یوں ہے کہ معارک صفین میں شروع سے لیکر اخیر تک چھوٹی بڑی لڑائیاں سب ملاکر مجموعی چالیس ۴۰ اور بقول بعض سنتر لڑائیاں لڑی گئیں۔ لیکن تاریخ حرب کی تفصیل سے جسمیں اعثم کوفی نے اس جنگ کے روزانہ حالات لکھے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ شروع جنگ سے لیکر اخیر وز لیلۃ الہریر تک بیس معرکے واقع ہوے۔ اس تعداد میں وہ لڑائیاں شامل نہیں ہیں جو بیرونجات میں لشکر ہائے عراق و شام کے درمیان واقع ہوئیں۔ الجزائر سے لیکر حمص اور حوالی دمشق تک ان لڑائیوں کا لگاتار سلسلہ پایا جاتا ہے۔ اگر انکو بھی صفین کے معرکوں میں شمار کیا جاوے تو البتہ تعداد بڑھ جائے گی اور مرقومہ بالا قول مشہور کی بتلائی ہوئی تعداد کے قریب پہونچ جائیگی۔ صفین کی تفصیل بیان میں ہم نے پہلے بھی تاریخ احمد کوفی کو زیر نظر رکھا ہے اور اسوقت بھی وہی کتاب ہمارے سامنے ہے۔ اور ہم اوسی سے زیادہ تر اپنا انتخاب و خلاصہ طیار کرتے ہیں۔

پہلی لڑائی سے لیکر دوسری لڑائی تک کے حالات ہمارے لئے کسی خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر نہیں ہے۔ لیکن ابن اعثم کوفی کی اسناد سے یہہ لکھدینا ضروری ہے کہ ان دونو دنوں میں میدان جنگ لشکر عراق کے ہاتھ رہا۔

تیسری جنگ میں عمر عاص کے مقابلہ کا ذکر ہمارے لئے قابل بیان ہے اسلئے کہ ہمارے موجودہ موضوع تالیف کے باب المفاخرت میں بنی امیہ کے ایڈوکیٹ نمبر اول یہی ہیں مجلس مفاخرت کا کوئی جلسہ ایسا نہیں ہے جسکے صدر یا کم سے کم نائب الصدر یہہ نہ رہے ہوں اور معرکہ صفین کے صدر کیسے یہہ تو اصل مصدر ہیں اور ممالک شام کے مدار المہام۔ آج انکے مقابلہ کا دن ہے اور لطیف ترین تو یہہ ہے کہ انکے مقابلہ کے حالات سے ابن حجر دوستوائی النصیب دشمنان ہوکر۔ کے مطابق اترتے ہیں۔ یا یوں سمجھیے کہ۔ کھونٹے کی بلا بندر کے سر۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

امیر المومنین اور معویہ سے مبارز طلبی

تیسرے دن صبح سے پھر مقابلہ شروع ہوا۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے بنفس نفیس اپنا مرکب بڑھایا اور میدان جنگ میں پہونچکر معاویہ کو اپنے مقابلہ کے لئے بلایا۔ اور ارشاد فرمایا۔ اے پسر ہندہ۔ اب تو خلافت خدا پر زیادہ دست ظلم و تعدی نہ دراز کر۔ اور اوسکے خون نہ بہا۔ اسوقت میری طرح تو بھی میدان میں نکل آ اور ہم تم دونوں باہم مقابل ہوکر اپنی تلواروں کے فیصلہ پر راضی ہوجائیں۔ جو جسکو مارلے اوسی کی فتح ہے۔ اگر تو نے مجھکو مار لیا تو دنیا تیری ہوجائے گی اور اگر میں نے تجھکو مار لیا تو تمام مسلمانوں کو موجودہ رنج و مصیبت سے نجات ملجائے گی۔

معاویہ امیر المومنین ع کی اس تقریر کو سنتا رہا۔ کچھ جواب ندیا۔ وہ ایسا کیا تھا جو ان باتوں کا کوئی

کا کوئی جواب دیتا۔ عبیداللہ ابن عمر ابن الخطاب ذریکہ اوسکے سکوت کو توڑ دیا کہ اگر تو ابوسفیان کا بیٹا قریشیوں کی سرداری اور سپہ سالاری کا دعوے کرتا ہے کہ تجھے اپنی شجاعت و فنون جنگ میں بہت بڑا تجربہ حاصل ہے۔ تو ابھی اچھی لڑائی پر ستعد ہو جا کہ ہم بھی تیری لڑائی اور زور آزمائی دیکھ لیں۔ یہ بھی اپنے مقام پر تیوراتے رہے۔ معویہ نے ایک نہ سُنی۔

امیرالمومنین علیہ السلام نے دیر تک انتظار کیا۔ اوسکے سکوت سے مایوس ہو کر۔ مخالف کے میمنہ و میسرہ پر حملہ کر کے تمام صفوف کو درہم و برہم کر دیا۔

معاویہ اور عمرعاص۔ یہ حالت دیکھکر عمرعاص سے نہ رہا گیا معویہ کو ڈانٹ کر کہنے لگے آج مجھے تیری نادانی بزدلی اور پست ہمتی کا یقین کامل ہوگیا۔ اور تیری اس حرکت کو دیکھکر مجھے خود شرم آنے لگی۔ علی ابن ابیطالب آتنی دیر تک تجھے بلاتے رہے تو نے اونکا مقابلہ کیا جواب تک نہ دیا۔ عمرعاص کے یہ غیرت دلانے الفاظ بھی معویہ پر کوئی اثر نہ پیدا کر سکے۔ اور اوس نے انکی باتوں کا بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ سُن سُن کر اپنی خموشی سے بزار ﷺ اور انکی بدزبانی ایک ہو۔

عمرعاص اور امیرالمومنین سے مقابلہ۔ معویہ کے اس سکوت نے عمرعاص کی مردانگی میں ایک ہیجان پیدا کر دیا اور آخر کار وہ جھنجھلا کر صف سے نکل پڑا اور اہل عراق کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

یاقادۃ الکوفۃ واھل الفتن | انی بکم ولا اری ابوالحسنؑ
اے اہل کوفہ اے سرداران صاحبان فتنہ و فسا | میں تم سے لڑنے کو آیا ہوں مگر علیؑ کو نہیں دیکھتا

امیرالمومنینؑ کہیں دور نہیں تھے۔ پاس ہی کھڑے تھے۔ عمرعاص کی رجز خوانی سنکر اوسکے سر پر پہونچ ہی گئے۔ اور جواباً ارشاد فرمایا

ابوالحسینؑ واعلمنا ابوالحسنؑ | جاءك بقتادۃ العنان
اگاہ ہو جا کہ پدر حسنین علیہما السلام | گھوڑے کی باگ موڑ کر تیرے پاس آپہونچا

رجز سنتے ہی عمرعاص کے تمام حوصلے پست ہو گئے۔ سارے ولولے جاتے رہے۔ اب نہ وہ جنگ کی پرجوشی باقی رہی اور نہ مقابلہ کی مستعدی۔ امیرالمومنینؑ کی پرجلال صورت دیکھتے ہی گھوڑے کی باگ لی اور میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ کراّ غیر فرار نے اس فراری کا تعاقب کیا۔ اور قریب پہونچکر نیزہ سے کا وار کیا۔ نیزے کی انی اسکے دامن میں لگی اور وہ اپنے کپڑوں میں اولجھ کر کپڑے کی گٹھری کیطرح زین سے زمین پر گر پڑے۔ انکے گرتے ہی امیرالمومنینؑ انکے سر پر تھے۔ عمرعاص کو دیکھا جو اس وقت برہنہ پڑا ہے اس حالت میں دیکھکر امیرالمومنینؑ روئے مبارک انکی طرف سے پھیر لیا اور فرمایا۔ جا۔ آج تیری شرمگاہ نے تجھکو بچا لیا۔ یہ فرما کے اپنے لشکر میں چلے آئے۔ سوانحعمری حضرت علی علیہ السلام ص ۲۴۴ اعثم کوفی۔

عمرعاص کی اس حرکت پر فوج شام میں قہقہہ۔ عمرعاص کو اسوقت یہ ذلت بھی غنیمت معلوم ہوئی۔ زمین سے گرد جھاڑتے اوٹھے اور معویہ کے پاس پہونچے۔ بشرم چہ کشتی است کہ پیش مردان بیاید۔ جانبین نے عمرعاص کی اس گرہ بازی کا خوب سیر کی اہل عراق تو اہل عراق شام والوں نے خود انکو انکی اس حرکت پر آتنا یا کہ انکی جان پر آبنی۔ سب سے پہلے معویہ نے اصفین سے اکر کہا کہ آج تک کسی حریف نے اپنے مقابل سے بچنے کی ایسی تدبیر نہیں سوچی تھی۔ جیسی تم نے۔ تیری بزدلانہ حیا کی تعریف کروں۔ یا علیؑ ابن

عمرعاص کا اس کلام عبرت خیز اور غیرت انگیز کو دیکھکر معویہ سے اسوقت کٹ گئے سب کو حیرت کی ہوتی ہے۔ عمرعاص نے اسوقت جو کچھ کہا بالکل صحیح اور فی الواقع کہا مگر افسوس اسکا ہے کہ مفاخرت کے ذکلوں میں آپ ان واقعات کو وقت پر بھول جاتے ہیں۔ مولف عفی عنہ

ابیطالبؑ کی دلیرانہ اور شریفانہ ہمت و غیرت کی۔ جنہوں نے بجنہ الیسو حیادار مرو بیکار کو برہنہ پاکر بہتر نے قتل سے نا مجہ روک لیا عمر عاص معویہ کی یہہ تقریر سنکر نہیت ہی جھلایا۔ اور کہنے لگا اسے معویہ زیادہ باتین نہ بنا۔ اگر تو ایسے موقع پر ہوتا تو تجہہ سے اتنی بھی نہ بنتی اور ضرور مارا جاتا۔ اور علی ابن ابی طالبؑ تجہہ سو اس بیحیائی اختیار کرنیکے پہ بغیر ہی چھوڑ دیتے۔ الغرض معویہ کو دربار مفاخرت کے ایڈوکیٹ جنرل کی پاداری وحیاداری کے یہہ حالات تہے۔ اسی سے یہہ اندازہ ہوسکتا ہی کہ باب المفاخرت مین انکی رجز خوانیان حقیقت سے بالکل خالی تھین اور صرف زبانی کہانیان تھین۔

**چوتھی** لڑائی کے حالات شروع کرنیسے پہلے ہمکو یہہ بتلا دینا ضروری ہے کہ تیسری لڑائی کا دن بھی امیر المومنینؑ کے ہاتھ رہا۔ اس لڑائی مین کوئی امر قابل ذکر نہین۔ صرف یہہ کہ صبح سے شام تک لڑائی کی سخت شدت دیکھکر معویہ کے حواس باختہ ہوگئے اور عمر عاص کے ذریعہ سے حضرت عمار یاسرؓ کے پاس اپنے مسالمات و مطالبات کی دادرسی چاہی۔

**عمر عاص اور حضرت عمار یاسرؓ کی گفتگو** عمر عاص نے ابو الوزخ کو حضرت عمار یاسرؓ کے پاس بھیجا اور استدعا کی کہ اگر فرصت ہو اور کوئی امر مانع ہو تو میرے پاس چلے آو اور ہم تم ملکر مصالحت فیمابین کے متعلق کچہہ طے کرین اور باہمی اتحاد و اتفاق کی کوئی صورت نکالین۔ ابو الوزخ عمار یاسرؓ کے پاس آئے اور عمر عاص کا پیام سُنایا۔ عمار یاسرؓ نے جواب دیا۔ مین ضرور دن گا اور میرے لئے کوئی شئے مانع نہین ہے۔ اور کوئی وجہہ تامل نہین ہے۔ مین تو اس تجویز کیلئے عمر عاص کا بہت احسانمند ہونگا۔ عمار یاسرؓ نے اوسیوقت اپنے چند رفقا کو ہمراہ لیا اور عمر عاص کے پاس پہونچگئے۔

عمار یاسرؓ کے ایسا خالص الایمان اور کامل الاسلام جلیل القدر صحابی۔ جو سالہا سال سے عمر عاص کی عیاریون کو اپنی آنکہون سے دیکھ رہا تھا۔ عمر عاص کو دیکھکر دل ہی دل مین کہنے لگا سے اے صبا این ہمہ آوردہ تست۔ پہلے عمار نے عمر عاص کو بہت کچہہ پند ونصیحت فرمائی۔ پھر اصل مدعا پر پہونچکر اوسکو اور اوسکے ہمراہیون کو مخاطب کرکے کہا کہ مجھے پورا یقین ہے کہ تم لوگون نے قتل عثمان کے تمام مفصل حالات سُنے ہون گے اور یہہ بھی تمکو معلوم ہوا ہو گا کہ بعض لوگون نے انکی سے (عثمان سے) رسم وراہ ترک کردی تھی۔ اور بہت سے ایسے تھے جو اہل بلوا کو ان پر مستعد کرتے تھے۔ اس سبب خاص سے کوئی عام شخص عام اس سے کہ اوسکا شمار صحابی مین ہو یا عامی مین دار الخلافت اسلامی مین انکا معین و مددگار نہ نکلا۔ ایام محاصرہ مین انکی یہہ حالت تھی کہ لوگ اپنے گہرون سے مسجد تک بھی نہ آتے تھے۔ طلحہ و زبیر کے جو حالات تھے وہ بھی تمنے سنے ہون گے۔ اور دونون جسطرح عہد و پیمان توڑ سے اس سے بھی تمکو اطلاع ہے۔ مادر مسلمین حضرت عائشہ نے۔ جب عثمان نے انکا وظیفہ بند کردیا تو کچہہ اونکے حق مین ارشاد فرمایا وہ بھی تم نے سُنا۔ پھر انھین عائشہ نے بلوائیون کو جو اونکے قتل کی تحریک کی اور ترغیب دلائی وہ بھی تمکو معلوم ہے پھر ناحق مادر مومنان نے انھین کا قصاص طلب کیا باوجودیکہ عائشہ کو خدای سبحانہ تعالی کیطرف سے خون عثمان کے لئے کوئی حق حاصل نہین تھا۔ اب اونکے بعد معاویہ ابن ابو سفیان اُس کے قصاص کے لئے اوٹھا ہے اور امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ خلیفہ عصر سے قصاص عثمان طلب کر رہا ہے اور قاتلان عثمان کو اونسے مانگ رہا ہے۔ حالانکہ یہہ امر اچھی طرح معلوم ہے کہ قتل عثمان مین امیر المومنین علیہ السلام کی کوئی شرکت نہین تہی نہ آپ نے اونکے قتل کا حکم دیا اور نہ اونکے قتل پر آپنے رضامندی ظاہر کی۔ اس معاملہ مین مجھسے زیادہ تمکو سوچنا چاہیئے۔ ان معاملات مین تمکو حکم بن جانا چاہیئے۔ اور غور و تامل کرنا چاہیے اور سمجھنا چاہیئے کہ معویہ امر قصاص مین اپنے آپ کو کس حق سے حقدار سمجھتا ہے۔ کیونکہ نہ تو عثمان کا وارث ہے اور نہ اونکا

وصی ہے اور نہ ولی عہد۔

عمر عاص یہ سنکر کہنے لگا کہ اے ابوالیقظان۔ (حضرت عمار یاسرؓ کی کنیت ہی) جو کچھ تم کہتے ہو سچ ہی۔ واقعات عہد شکنی طلحہ و زبیر اور اونکا قتل عثمان پر اہل بلوہ کو رغبت دلانا جسمین ام المومنین عائشہ بھی ضرور شریک تھین بیشک صحیح ہے اور اون امور مین سے بعض کو تم نے خود اپنی آنکھون سے دیکھا ہوگا اور بعض کو معتبر لوگون کے زبانی سنا بھی ہوگا۔ اب رہا یہ امر کہ معاویہ خون عثمان طلب کرتا ہی۔ تو اس امر مین وہ حق پر ہے۔ اسلئے کہ معویہ بھی بنی امیہ کے سلسلہ مین داخل ہے۔ اور معویہ بھی اونکا رشتہ دار ہے اور عثمان کی جو شفقت معویہ کے حال پر تھی وہی آج اوسکو اونکے طلب قصاص پر توجہ دلا رہی ہے اور یہ باتین ظاہر ہین جنکے بیان کی ضرورت نہین۔ ہم لوگ یہان کسی کے حسب و نسب بیان کرنیکے لئے نہین بیٹھے ہین بلکہ ہماری غرض یہ ہی کہ اس لڑائی کی کیفیت پر جس پر زمانہ گذرتا جاتا ہے گفتگو کرین اور اسکی نیک و بد کی نسبت مشورت کرین اسلئے کہ بعد علی ابن ابی طالبؑ مین تم ہی سب سے بڑھکر ممتاز ہو اور تمہاری عزت سب سے بڑھی ہوئی ہی۔ شاید کہ تمہاری ہی وجہ سے یہ رنج و تشویش رفع ہو جائے۔ اور آدمیون کی جان بچ جائے۔ اے ابوالیقظان۔ تمکو خیال کرنا چاہیئے۔ کیا ہم تم ایک خدا کی پرستش نہین کرتے ہی۔ کیا ہم تم ایک قبلہ کیطرف نماز نہین پڑھتے؟ جو تم نماز پڑھتے ہو وہی ہم بھی۔ ہم بھی قرآن پڑھتے ہین اور اوسکے اوامر و مناہی کی تعمیل کرتے ہین۔ ہمارے تمہارے اتفاق کی تو یہ صورت ہی مگر تا ہم۔ ہم مین تم مین یہ مخالفتین آپڑی ہین۔ ہم مومنین و مسلمین کو باہمی اختلاف کیون کرنا چاہیئے اور باوجودیکہ ہم سب ایک ہی ترکیب سے نماز پڑھتے ہین پھر ہمکو تمکو کیون لڑنا چاہیئے۔ اور آپسمین کیون کشت و خون کرنا چاہیئے۔

حضرت عمار یاسرؓ نے جواب دیا کہ اے عمر عاص کبتک باتین بناتا رہیگا اور کہان تک یہ فقرہ حیرت خیز گفتگو کرتا رہیگا۔ تو نہ مثل گل نرگس کے شوخ رنگ ہی اور نہ گل لالہ کیطرح سرخ پوشاک ہی۔ پھر تجھکو گل سوسن کیطرح دو زبان بنجانا لازم نہین ہی۔ تو نے جو یہ کہا ہے کہ ہم اور تم ایک خدا کی پرستش کرتے ہین اور ایک قبلہ کیطرف نماز پڑھتے ہین۔ الحمد للہ یہ کلمات تیری زبان پر جاری تو ہوئے۔ مگر تجھکو اور تیرے ہمراہیون کو مجھسے اور میرے رفیقون سے کیا کام۔ خدا پرستی۔ نماز گذاری۔ قرآن خوانی۔ ایمانداری۔ دینداری اور راستبازی ہمارا شیوہ ہی۔ نہ تمہارا۔ ان سے ہمکو فائدہ پہونچیگا نہ تجھکو اور نہ تیرے رفیقون کو۔ ہم خدا و رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دوست ہین۔ ہم لوگ سازش۔ ریاکاری سے دور ہین۔ تو جاہ و مال پر ایسا حریص ہو رہا ہی کہ ہدایت و ضلالت کو نہین پہچانتا۔ سعادت و شقاوت مین تمیز نہین کر سکتا۔ تمکو اس نیلے اسمان کے نیچے کانٹون کے ڈھیر پر گلاب کے پھولون کا دہوکا ہوا ہے۔ مجھکو جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد یاد ہے اور وہ یہ ہے کہ اے عمار۔ تم ایک جماعت سے لڑوگے جو خدا کے اور اپنے عہد و میثاق کے توڑ ڈالنے کو جائز سمجھین گے۔ چنانچہ مین نے تم سے جنگ کی اور مجھسے جہان تک ہو سکا مین نے ارشاد نبوی کے مطابق انجام دیا اور مجھہ سے آنحضرت صلعم نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ تم ظالمون اور ستمگارون سے شمشیر زنی کروگے اور قاسطون اور بیدادگرون کو قتل کروگے۔ ظاہر ہے کہ تم لوگ اسی گروہ مین ہو اور تمہاری یہی صفت ہی جو بیان ہوئی ہے۔ پھر مجھہ سے آنحضرت صلعم نے یہ بھی فرما دیا تھا کہ تم مارقین سے بھی لڑوگے جو دین خدا سے اسطرح نکل جائینگے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہی۔ مگر مین نہین جانتا کہ مین اس گروہ کو بھی اپنے زمانہ حیات مین پاؤنگا یا نہین۔ کیون عمر عاص سچ کہنا کہ تو نے آنحضرت صلعم کو امیرالمومنین علی ابن ابیطالبؑ کے حق مین یہ فرماتے ہوئے نہین سُنا ہے۔ کہ مین خدا

کا دوست اللہ رسول ہوں اور علی امیر کا دوست ہوں۔ اب تم اپنا حال کہو۔ تم کسکے دوست ہو؟

عمرعاص نے جواب دیا ہم تو تم سے ملائمیت باتیں کرتے ہیں۔ اور تم ہم کو گالیاں دیتے ہو۔ اور بُرا کہتے ہو۔ اعثم کوفی اتنی طول گفتگو کے بعد عمرعاص نے حضرت عثمان کا خون عمار یاسرؓ کے سر لگانا چاہا اور جانبین سے بات بڑھ گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اہل شام عمار کی تقریر سے عاجز آکر اپنی لشکرگاہ کو واپس گئے۔ عمرعاص کے ہمراہیوں میں دو شخص ایک حصین ابن مالک دوسرا حارث ابن اعور عمار یاسرؓ کی باتیں سنکر لشکر شام سے علیحدہ ہوگئے۔ اور شہر حمص کی طرف چلے گئے۔ عمرعاص جب معویہ کے پاس پہنچے تو اوس نے کیفیت پوچھی۔ عمرعاص کے ہمراہیوں نے بیان کیا کہ عمار یاسرؓ کی تقریر کا یہ عالم تھا کہ زبان عمار برش اور کاٹ میں شمشیر آبدار بنی ہوئی تھی اور مار ڈالنے میں مار زہر دار۔ بخلاف اسکے عمرعاص کا حال باوجود دعوی تقریر کے اونکے سامنے ایسا تھا جیسا گونگا۔ وہ تو بالکل بے حس و حرکت ہو رہا تھا۔ الغرض آج کے دن بھی میدان امیر المومنینؑ کے ہاتھ رہا۔

پانچویں لڑائی اور عمارؓ کی شان میں حدیث

**پانچویں ۵** لڑائی بھی ختم ہوگئی اور آج بھی امیر المومنینؑ منصور و فتحیاب رہے۔ اس لڑائی کے متعلق ہمکو کسی جنگی حالات کی تفصیل منظور نہیں۔ جو مدعا سے بیان ہے وہ حضرت عمار یاسرؓ کی گذشتہ تقریر کی خوبی تاثیر ہے اور نتیجہ اخیر۔ اور وہ یہ ہے۔

اوپر بیان ہو چکا ہے کہ عمار یاسر رضی اللہ عنہ کی تقریر سے پر اثر ہوکر حصین ابن مالک اور حارث ابن عوف اوسیوقت معویہ کی ترک رفاقت کرکے شہر حمص کیطرف چلے گئے۔ انکی علحدگی کا اثر دوسرے افسران فوج پر بھی پڑا۔ احمد ابن اعثم کوفی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ عمرعاص کی واپسی پر اہل شام کے ایک معزز گروہ نے اوس سے دریافت کیا کہ ہم نے معتبر لوگوں سے عمار کی نسبت جناب رسولخدا صلعم کی ایک حدیث سنی ہے اور وہ یہ ہے کہ عمار کو حق چاروں طرف گھیرے ہے۔ عمرعاص نے اسکی تصدیق تو کی مگر فوراً اسکی تاویل بھی کر دی۔ یہ کہکر کہ ہم عمار سے کب جدا ہیں۔ تم نے ابھی نہیں دیکھا کہ ہم اور وہ کس کشادہ پیشانی سے باتیں کر رہے تھے اونکا شمار ہم میں ہے اور ہمارا شمار اون میں۔ رئیسان شام میں سے ذوالکلاع حمیری بول اوٹھا۔ اے عمرعاص تو کیوں انکو اپنے فریب میں لاتا ہے۔ جو کچھ تیرے اور عمار یاسرؓ کے درمیان گذرا اوسکو میں نے خود اپنے کانوں سے سنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا اوس نے اپنی سیف زبان سے تجھکو ایسا گھائل کر دیا جیسا کوٹھو کا بیل زخمی ہو جاتا ہے۔ تو اوسکی فصاحت و گویائی کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ اس سے اچھا ہوتا کہ وہ نہ آتا اور تم رسوا نہ ہوتے۔ عبیداللہ بن مسعود۔ ذوالکلاع حمیری سے کہنے لگا تجھکو کیا پڑی تھی جو ہمارے اس جلسہ میں شریک ہوا۔ وہ بولا صرف اس حدیث رسولؐ کی تصدیق کے لئے۔

یا عمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ تدعوھم الی الجنۃ ویدعونک الی النار

اے عمار۔ تمکو ایک فرقہ باغی قتل کریگا۔ تم اونھیں جنت کی طرف بلاتے ہوگے اور وہ تمکو دوزخ کیطرف بلاتے ہوں گے

عبداللہ ابن عمر التیمی معویہ کا جدا ہوکر امیر المومنین سے مل گیا

اسی جلسہ میں عبداللہ بن عمر التیمی بھی تھا وہ بھی ان دونوں کی باتوں کو سنتا تھا اور غور کرتا تھا۔ اسکی عقل ممیزہ نے عمار کی صدق کلامی کی تصدیق کرادی اور وہ اوسی رات کو معویہ کے کیمپ سے نکلکر امیر المومنین علیہ السلام کے لشکر میں چلا آیا اور یہ اشعار تصنیف کرکے عمرعاص کے پاس بھجوادیئے۔ جن کا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے۔

سواریون کے جلوس مین زنان رقاصہ ان اشعار کو گاتین اور سناتین۔ جو امور عمر عاص سے واقع ہوئے وہ معذور ہو۔ آج مین عمر عاص ہے اور اوس (معاویہ) سے علیحدہ ہو جاتا ہون معویہ اور اوسکی فوج کو چھوڑے دیتا ہون۔ اب مجھکو چاہیے دنیا کی کیسی ہی ضرورت ہو۔ مین عمار کی نسبت یہ حدیث سنکر قیامت تک اون سے نہ لڑونگا مین ذاوس سے موںھ موڑا اور اوسکو چھوڑا۔ اور مین (منجانب اللہ) اوسکے چھوڑ دینے پر مجبور ہون۔ ایسے وفا الکلاغ تو بھی اوسکو چھوڑ دے جنھون نے (حق سے صریح انکار کیا ہے تیری اون آنکھون کو درد آجایے جن مین سزا کا مطلق خوف نہین ہے۔ اسلئے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کسی حدیث مین شک و شبہہ نہین ہے آنحضرت صلعم کے ارشاد کا کوئی شخص امتحان لینے نہین سکتا۔

معویہ کو عبد اللہ ابن عمر التیمی سے یہ نکلجانیکی جب خبر معلوم ہوئی تو وہ عمر عاص کو بلاکر بہت برہم ہوا۔

عمر عاص اور معاویہ سے دو دو باتین

معویہ نے عمر عاص سے کہا کہ اگر تو ایسے ہی چپ چاپ بیٹھا رہا اور بیان کرتا رہا تو چند روز مین ہمیر السکر ہی خالی ہو جایے گا۔ ہم تجھہ سے زیادہ ان حدیثون کو جانتے ہین۔ مگر اور مصلحت خاص کی وجہ سے جسکو تو بھی جانتا ہے۔ اونکو مین بیان نہین کرتا۔ تو بے موقع ایسی حدیثون کو بیان کرتا ہے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لشکر ایک نام کا رہجاتا ہے اور جون سے خالی ہوجاتا ہے۔ دیکھیے۔ ابھی تیری ان حرکات سے ہمکو اور کون کون مصائب اوٹھانے ہوتے ہین۔

عمر عاص تو پہلے ہی سے جھنجلایا بیٹھا ہی تھا معویہ کی ان طعن آمیز باتون کو سنکر اوسکے بدن مین اور آگ لگ گئی۔ نہایت سختی سے بولا کہ مین نے عمار یاسر کے حق مین جو باتین آنحضرت صلعم سے سنی تھین صرف وہی بیان کردین جسوقت آنحضرت صلعم نے یہ حدیث عمار کے حق مین ارشاد فرمائی تھی اوسوقت نہ تیرا لشکر تھا اور نہ علی ابن ابی طالب کی فوج۔ نہ مجھکو علی کے ساتھ مخالفت تھی اور نہ اونکو میرے ساتھ۔ لیکن مین کیا جانتا تھا کہ میرے موںھ سے ایک بات نکلے گی کہ جس سے لاکھون آدمی صفین کے میدان مین جمع ہو جاینگے۔ اور انمین سے ایک کا سردار تو بنیگا اور دوسرے کا علی۔ عمار یاسر تو علی کے رفیق بنینگے اور مین تیرا۔ اور جو باتین کہ مین عمار کے حق مین بیان کرونگا اون سے تجھکو رنج پہونچیگا۔ اور ایک بہت بڑا اور بزدل تیرے لشکر سے نکل کر بھاگ جائیگا اور علی سے مل جایے گا اور اس لئے تو مجھہ سے رنجیدہ ہوگا۔ پس یہہ اگر تمام حالات مجھکو پہلے سے معلوم ہوتے تو پھر میری غیب دانی مین کس کو کلام تھا حالانکہ خدا سبحانہٗ تعالیٰ اپنے رسول سے فرماتا ہے کہ تو لوگون سے کہدو کہ مین غیب دان ہوتا تو بہت سے کار ہاے نیک کرتا اور مجھکو کوئی صدمہ نہ پہونچتا۔ غیب دان تو صرف خدا ہی ہے۔ اور اے معاویہ۔ تم نے بھی تو چند باتین عمار یاسر کی نسبت کہی ہین اگر مین نے بھی ایک روایت بیان کی تو کیا ہوا۔ اور اگر ایک جنگی آدمی تمہاری پچیس (۲۵۰۰۰) ہزار کی جمعیت سے علیحدہ بھی ہو گیا تو تمہارا کیا بگڑا۔ یہہ جنگ وجدال جو علی ابن ابیطالب کے شروع کی اگر ایک سی شخص کی نکلجانے سے۔ اخر ہو جایے تو بہتر ہے کہ تمہین اس کام سے دست بردار ہو جاو۔

اس طول و طویل تفصیل سے مدعاے بیان صرف اسقدر ہے کہ معاویہ کے معاملات ابتدا ہی سے مکر و دغا استخفاف حقیقت اور خلاف اصلیت پر واقع تھے۔ لیکن اتنے استخفاف اور حزم و احتیاط کے بعد خود اونھین کا اظہار و اقرار ہے۔ اور اونھین کے کردار و گفتار سے حقیقت کا انکشاف ہو ہی جاتا تھا۔ اور کیونکر نہ ہوتا تھا حقیقت کی حقیقی تعریف یہی ہے

کہ وہ کسی حال میں نہ چھپ سکتی ہے اور نہ چھپائی جا سکتی ہے۔ اس واقعہ نے علی اور عمار کے حق بجانب ہونیکا اقرار و اعتراف عمر عاص و معاویہ۔ دو نو شدید ترین مخالفین سے بیکجا و بیکوقت کرادیا۔ نہیں معلوم امام حسن علیہ السلام کے زمانہ امامت میں۔ ان دونوں حضرات نے مفاخرت کے جو دنگل ۔ ہیے۔ اونکی تقریروں میں ان واقعات کو کیوں سہو فرمایا گیا۔ حقیقت میں۔ نگاہوں میں معویہ اور عمر عاص جوالج سجھے رہی کل۔ یہہ تو اونکی ابن الوقتی اور رباہو پرستی کے مختلف کرشمے تھے جیسا موقع ویسی با

اس لڑائی کی تفصیل میں ہم ایک واقعہ ابھی اور لکھتے ہیں گے۔ جو سعادت و شقاوت کی اصلی تصویر ہے اور سچی مثال

اسی سے بخوبی سمجھہ لیا جائیگا کہ جانبین کی جمعیت میں کس انداز فطرت اور کس مقدار طبیعت کے لوگ تھے۔

**باپ بیٹے کے مقابلہ کا حال**
**سعادت و شقاوت کی مثال**

لشکر شام سے ایک شخص نکلا جسکا نام حجل تھا۔ اسکے مقابلہ میں فوج عراق سے اوسکا بیٹا جس کا نام اثال تھا۔ میدان میں آیا۔ مگر جانبین میں اتفاق سے ایسی لاعلمی طاری تھی کہ ایک دوسرے کو نہ پہچان سکا۔ اسکی وجہہ ہمارے معتبر مورخ خواجہ احمد کوفی یہہ بتلاتے ہیں کہ اوس دن حجل اپنا تمام موہنہ خود سے اسطرح چھپا ئے ہوے تھا کہ اوسکی دونو آنکھوں کے سوا کچہہ بہی نہ معلوم ہوتا تھا۔ اسلیے بیٹے نے باپ کو نہ پہچانا اور حملہ کردیا اور دم کے دم میں اوسکی پیری کی سالخوردہ عمارت کو آثار زین سے فرش زمین پر گرادیا۔ گرتے ہی حجل کے سر کا خود زمین پر آ تارہا اور یہہ راز سربستہ فوراً کھل گیا اور رستم نے سہراب اور سہراب نے رستم کو پہچان لیا۔ ہتیار پھینک کر بیٹا باپ کے قدموں پر جھک گیا اور لاعلمی کی معذرت کرنے لگا۔ اور زخموں کی کیفیت پوچھنے لگا۔ باپ نے آنکھوں میں آنسو بھر کر جواب دیا کہ زخم گہرے تو ہیں مگر مہلک نہیں۔ جو تکلیف ہے وہ رفع ہی ہوجایے گی۔ میرا وقت اخیر آپہونچا ہے۔ کچہہ باتیں میری ہیں کہ آیندہ تمہارے لئے مفید ہوں وہ یہہ ہیں کہ آمیں تجھے امیر معویہ کے پاس لیجا کر سپرد کردوں اور تیری تقصیرات کو معاف کرا کے اپنی جاگیرات اور اپنا منصب تجھے دلوا دوں اور اس تدبیر سے تیرے موجودہ افلاس و نکبت کو دور کرا دوں۔ میرا موجودہ ضعف مجھے اپنے امیر کی داد و دہش اور صلہ و بخشش کے پورے بیان کی قوت نہیں دیتا۔ ورنہ میں اونکو تفصیل سے بیان کرتا

خالص الایمان بیٹے نے جواب دیا کہ اے باپ ہماری دنیا بھی تمہارے ایسی ہی ضعیفہ ہوگئی۔ تھوڑے دن اور دونوں میں یہ بھی تمام ہوجایے گی۔ اسمیں جو کچہہ آرام و تکلیف وہ بھی فنا ہوجایے گی۔ اب ہمکو اوسطرف متوجہ ہونا لازم ہے۔ انسان کو دنیا میں کوئی مستحکم وسیلہ رکھنا لازم ہے میری دانست میں حصول آخرت کا عمدہ ترین ذریعہ اور وصول جنت کا بہترین وسیلہ امیر المومنین علی ابن ابیطالب ع کی اطاعت و متابعت کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہے میری رایے ہے کہ آپ ایسی حالت میں طمع دنیاوی سے بالکل دست بردار ہو کر میرے ساتھ امیر المومنین کی خدمت میں چلے چلیں تو میں آپ کو نعمت ابدی اور نجات اخروی سے بہرہ مند کرا دوں۔

یہہ دونوں باپ بیٹے شقاوت و سعادت میں مساوی قسمت رکھتے تھے۔ بیٹے کی تقریر سنکر باپ نے ترشروئی سے جواب دیا کہ میں تو علی کے پاس نہ جاؤنگا اور نہ مجھسے اونکی خدمت کیجایے گی۔ اسکا جواب بیٹے نے نہایت استقلال سے یوں دیا کہ پھر تو مجھسے بھی معاویہ کی صورت تک دیکھی نہ جایے گی اور میں کسیطرح اوسکے پاس نہیں جا سکتا۔ باپ بولا کہ پھر تو اوٹھ علی کے پاس چلا جا اور مجھ کو معویہ کے پاس جانے دے۔ بیٹے نے اسے قبول کرلیا۔ باپ اوٹھا اور گو ندامت چھپاتا ہوا اسے اپنے لشکر میں چلا گیا اور بیٹا امیر المومنین کی فوج میں واپس آیا۔ اوس دن کبھی ایسا نہ شنید

کے ہاتھ رہا۔

**چھٹی** اور **ساتوین** لڑائی مین کوئی واقعہ ہمارے لیے قابل ذکر نہین ہے۔ ان مین بھی امیرالمومنین علیہ السلام فتحمند رہے

آٹھوین لڑائی
معویہ کا انتہائی ظلم

**آٹھوین** لڑائی مین ہمکو معویہ کی انتہائے شقاوت کی ایک مثال دکھلانی ہے۔ اور بس۔ وہ یہ کہ معویہ اس جنگ کی شدت سے اپنی فوج کا تباہ حال دیکھکر گھبرا گیا ہوا تھا اوس نے عقیل ابن مالک کو جو قبیلہ بنی عبس کا بہت بڑا قوی دل اور شجاع سردار مشہور تھا۔ مقابلہ کا حکم دیا۔ عقیل نے جواب دیا کہ میری خود خواہش تھی کہ مین اس لڑائی مین بہت بڑی کوشش کرون اور تجھکو اپنی نمایان خدمات سے راضی کرون لیکن جب روز سے کہ عمر عاص اور ذوالکلاع حمیری نے آپسمین باتین کین اور باہم مناظرہ کیا اوسدن سے میرے دل مین سخت شبہ پیدا ہو گیا ہے اور اسی باعث سے اب مین علی ابن ابیطالب اور اونکے اصحاب سے لڑ نہین سکتا۔ مین اس معاملہ مین جہان تک غور کرتا ہون علیؑ کو حق پر اور تجھکو باطل پر پاتا ہون۔ اس دنیائے فانی کے ایام چند روز وہ بہت جلد گذر جائینگے۔ لیکن اب تو اوس جہان کا اندیشہ لگا ہے۔ محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عتاب اور خدا کے عذاب سے پناہ۔ خوف آگیں ہوا ہی ہے یہ دو روزہ زندگی تو بنی خوشی ناخوشی اور گرم و سرد مین گذر ہی جائیگی۔ عقیل کی یہ باتین سنکر معویہ کو سخت صدمہ ہوا اور اوسیوقت یہ کہکر اپنے دل مین ارادہ کر لیا کہ عقیل اگر یونس کی طرح مچھلی کے پیٹ مین بھی جا چھپے تو بھی مین اوسکو زندہ نہ چھوڑونگا پھر اوسی دن رات کو دو تین آدمیون کے ذریعہ سے عقیل کو قتل کروا دیا۔ آج کا دن بھی امیرالمومنینؑ کے ہاتھ رہا۔ اعثم کوفی

**نوین - دسوین** لڑائی۔ انمین کوئی حال قابل ذکر نہین ہے۔ دونون دن لشکر عراق فتحیاب رہا۔

گیارھوین لڑائی
بسر ابن ارطاۃ کی بیحیائی

**گیارھوین** لڑائی مین حضرت امیرالمومنین علیہ السلام تشریف فرما ہے معرکہ تھے معویہ نے تمام افسران فوج کے انکار کے بعد بسر ابن ارطاۃ کو امیرالمومنینؑ کے مقابلہ پر آمادہ کیا۔ بسر ابن ارطاۃ صحابی تھا اور امیرالمومنینؑ کی شجاعانہ نبرد آزمائیون کو بیسالت دیکھا تھا کچھ تو امیرالمومنینؑ کو منہ دکھلانے کی غیرت سے اور کچھ ذوالفقار آبدار کی چوٹین بچانے کی ضرورت سے سارے جنگ مین بالکل چھپا ہوا تھا اور شرم سے نام تک لینے پر بھی قادر نہین تھا۔ بسر مقابل تو ہوا مگر ضرب ید اللّٰہی سے اسکی بھی وہی کیفیت ہوئی۔ جو اوس کے قبل اسکے پیشوا اور ہمشان عمر عاص کی ہو چکی تھی۔ امیرالمومنینؑ نے بیساختہ اپنی آنکھین چھپا لین اور لشکر گاہ کو واپس آئے سوانحعمری علیؑ ص ۲۶۵

بارھوین لڑائی
مروان اور معویہ کی گفتگو

**بارھوین** لڑائی میں بھی باب امیرالمومنین علیہ السلام فتحیاب رہے اسکی تفصیل مین ہمکو مروان ابن حکم اور معویہ کی باہمی گفتگو کو نقل کر دینا اسلیئے ضرور ہے کہ باب مفاخرت کی مذکورہ بالا۔ دو نگار ان لئیم عمر عاص کے ہمشان اور ہمزبان۔ خاندان امیہ کے یہ بھی بڑے مداح اور ثنا خوان تھی۔ انکی اکثر تقریرین اور بنی امیہ کے اسلاف قدیم پر فخریہ بیانات عنوان کتاب مین اصل عبارت اور اوسکے اردو ترجمہ کے ساتھ مندرج ہین مروان نے اپنی اون تقریرون مین قوم بنی امیہ مین جن صفات و محاسن کے موجود ہونیکا اوسوقت دعوے کیا تھا۔ وہ تمام محاسن و اوصاف انہی کی گفتگو مین حضرات بنی ہاشم اور بزرگان بنی عبدالمطلب کے خاص حق اور حصہ بتلائے جاتے ہین۔ اس سے بڑھکر حقیقت کا انکشاف اور بنی ہاشم کے فضائل کا اعتراف اور کیا ہو سکتا ہے۔ اسی سے بآسانی

سمجھ لیں اور آپ یہ بتاکہ دیا معاویہ مین مفاخرت کے جھگڑون کی حقیقت ہی بالکل خالی تھین اور تقریر کرنیوالے حقیقت سے کوسوں دور۔ خالی پیشانی کے شرور ہیچے۔ ہمارا قدیم عربی مورخ خواجہ اعثم کوفی لکھتا ہے

معاویہ آج کی شکست سے انتہا درجہ کا ملول و محزون ہوکر اپنے کیمپ مین پہونچا اور تمام افسران فوجی کو بلاکر بحالت شکستگی خاطر اور حزن وملال کہنے لگا کہ مین دیکھتا ہون کہ میرے اس مصیبت کے وقت میرے ساتھ شفقت کرنے والا کوئی بھی نہین ہے ۔ تم مین سے کوئی بھی ایسا نہین نکلا جو میرے ساتھ کوئی خیرخواہی کی بات یا میرے فائدے کا کام کرتا یا اوس سے میری محبت کی قبولیت اور جسکو میرے سامنے یہہ کہنے کا موقع ملتا کہ ہم نے صفین کی جنگ مین ایسے ایسے کام کیے ہین میرزا اس اشد کیخلاف ۔ تم مین سے تو ایک بھی ایسا شخص نہین نکلا جو حریف سے مقابلہ کے وقت ۔ رسوا ۔ مغلوب اور ذلیل نہ ہوا ہو ۔ ہم کس کس کے حالات بیان کرین ۔ ایک عمر عاص ہی کو دیکھو عقلمندی ۔ مردانگی اور نبرد آزمائی ۔ اور زبان وبیان کی صفائی کے بہت دعوے ۔ لیکن جب میدان جنگ مین نکلے اور غنیم سے لڑے تو اس رسوائی سے بھاگے کہ سب نے تم مین بسر ابن ارطاۃ کو سنبھال کرو ۔ یہہ مقابلہ کو نکلے تو علی آ گئے ۔ الخ ۔ مگر نتیجہ جو ہوا وہ سب نے آنکھون سے دیکھ لیا ۔

معاویہ اپنی تقریر کو یہان تک پہونچا چکا تہا کہ مروان الحکم سے چپ نہ رہا گیا ۔ اوسکی بات کاٹ کر کہنے لگا کہ اے ابوسفیان کے بیٹے ۔ جو تو کہا گیا ۔ ہم سنتے رہے ۔ اب اپنی باتون کا جواب ہم سے لے ۔ معویہ بولا بیان کر ۔ مروان کہنے لگا ہم نہ اسیلئے کن وجہون سے علی ابن ابی طالب پر فضیلت پا سکتے ہین اور کیونکر تم کو اور اپنے آپ کو انکے برابر بنا سکتے ہین ۔ اگر سنت اسلام پر فخر کرین تو بزرگی کا لحاظ تقوے اور پرہیزگاری سے ہوتا ہے اور وہ تم مین مطلق نہین ۔ زمانہ جاہلیت کے فخر ومباہات عموماً حسب ونسب پر ہوتے ہین اور آج عرب مین ہر شخص کو قریش کی عظمت تقدیم اور تقدیس معلوم ہے مگر اسکے ساتھ ہی سب کو یہہ اعتراف بھی ہے کہ نسل قریش کے مایہ افتخار بنی عبدالمطلب ہین اور یہہ بھی ثابت ہے کہ علی ابن ابیطالب اسوقت تمام بنی عبدالمطلب کے سرمایہ ناز ہین ۔ ہم بنی عبدمناف ہوکر انپر کیونکر ترجیح حاصل کر سکتے ہین اور اپنے لوگون مین اونکا کیونکر مقابل بتلا سکتے ہین ۔ ہم لوگون کو امیرالمومنین علی ابن ابیطالب پر کبھی فضیلت نہین ہو سکتی

معویہ کو مروان کی یہہ تقریر بہت بری معلوم ہوئی ۔ جھلا کر اوسکے جواب مین کہنے لگا کہ مین نے صفین کے میدان مین ہزارون بہادر سپاہی جمع کر دیے ۔ لاکھون قسم کے الات حرب فراہم کر لیے اور ایک لاکھ کی جمعیت لیکر میدان مین کھڑی کردی ۔ صرف اسلیئے کہ علی ابن ابیطالب پر ثابت ہوجاے کہ تمام حسب ونسب پر بیچ ہارین ۔ زمانہ جاہلیت مین کون سردار رہ چکا ہے اور اسوقت بھی باعتبار کثرت الناس کے حمایت اسلام کے منصب پر ہم مین اور اونمین کون بہتر حکم دینے والا ہے تو اسوقت حسب ونسب پر فخر کرتا ہے ۔ ہمکو مفاخرت سے کیا علاقہ ۔ ہم لڑنے آے ہین یا اپنے آبا واجداد پر مفاخرت کرنے مین فخر ومباہات کو لیکر کیا کرون گا ۔ مجھکو تو صرف جنگ وجدال منظور ہے عـه اعثم کوفی آج کا دن بھی امیرالمومنین کے ہاتھ رہا

عـه معاویہ کے اس اقرار واظہار نے جس پر ہم نے خط کھینچ دیے ہین ۔ انکے تمام مفاخرت کے جھگڑون کو اور ان کی تمام پرزور تقریرون کو بیکار ۔ ثابت کردیا اور اسی کے ساتھ محاربات صفین کے متعلق انھون نے اپنا اصل مقصود بھی تمام دنیا کو بتلادیا ۔ جو صرف ملک گیری کی معمولی ملکی جنگ تھی ۔ مؤلف عفی عنہ

تیرھویں لڑائی سے لیکر سترھویں لڑائی تک کوئی حال ہمارے لئے قابل ذکر نہیں ہے۔ ان پانچوں لڑائیوں میں امیر المومنین علیہ السلام فتح مند رہے۔

**اٹھارہویں لڑائی اور حضرت عمار یاسرؓ کی شہادت**

اس لڑائی میں حضرت عمار یاسر رضی اللہ عنہ ابتدائے جنگ سے قلب لشکر کو چھوڑ کر اپنے چند رفقا کو ہمراہ لیکر میدان کارزار میں نکل آئے تھے اور دیر تک اپنی استقلال و شجاعت قوت و جنگجواری کے متعلق سمجھا چکے اور بتلا چکے تھے۔ اسکے بعد ان سے فرماتے تھے کہ ہم لوگوں نے تین بار رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ انہیں لوگوں کے مقابلہ میں جنکو تم فی الحال معویہ کے ساتھ دیکھ رہے ہو جنگ کی ہے میں آج انکے مقابلہ پر صرف آمادہ ہی نہیں ہوں بلکہ اپنی موت پر بھی اسیطرح آمادہ اور طیار ہوں۔ اگر میں حریف کے ہاتھ سے مارا جاؤں تو تمکو مناسب ہے کہ میرے ہتیار کھولکر مجھے دفن کر دو۔ یہ کہکر فوج مخالف سے مقابل ہوئے۔ فوج شام نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا اور اس ترکیب سے انکو انکے رفیقوں سے جدا کر دیا۔ نہایت شدت سے خونریزی ہوئی۔ عمار یاسرؓ نے باوجود پیرانہ سالی کے شام کے متعدد جوانوں کو قتل کیا اور آخر میں خود بھی مجروح ہوئے۔ ابن جویر السکونی نے انکو نہایت سخت زخم لگایا اور یہی زخم کاری تھے گویا اونکا کام تمام کر دیا۔

انکے ایک خادم رشید نامی نے اپنے مقدس مخدوم کی یہ حالت دیکھکر بہت جلد دودھ اور شہد کا تازہ شربت تیار کیا اور قبل اسکے کہ خادم رسول خدا صلعم کا یہ مقدس۔ متبرک اور ہونٹوں کا صحبت یافتہ رفیق زخم کی شدت سے نڈھال ہوکر گھوڑے سے نیچے آئے اس باوفا غلام نے یہ جام اخیر اپنے آقا کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت عمار یاسرؓ نے اپنے جان نثار خادم کو نہایت حسرت سے دیکھا اور ارشاد فرمایا

| | |
|---|---|
| صدقت یارسول اللہ اذ اقبل علیہ السلام یا عمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ یدعوہم الی الجنۃ و یدعونک الی النار و آخر زادک اللبن | اے رسول۔ آپ پر میرا سلام ہو۔ آپ نے جو ارشاد فرمایا تھا کہ اے عمار تجھکو ایک گروہ باغی قتل کریگا۔ تو اونکو جنت کیطرف بلاتا ہوگا اور وہ تجھے دوزخ کیطرف بلاتے ہوں گے |

اور دنیا میں تیری آخری غذا دودھ ہوگی۔ بالکل صحیح نکلا۔

پھر غلام وفادار سے مخاطب ہوکر فرمایا رشید۔ اب میری موت مجھے متیقن ہوگئی اور اب اسکی نسبت مجھکو کوئی شبہ نہیں ہے۔ یہ کہا اور شربت پی لیا۔ مگر وہ تمام شربت زخم کی راہ سے نکل پڑا۔ رشید نے یہ کیفیت دیکھی تو اپنے آقا کو میدان جنگ سے ایک محفوظ مقام میں اوٹھا لایا۔ گھوڑے سے جونہی زمین پر اوتارا تھا کہ فوراً روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ طبری جلد چہارم ۵۰۰ ابوالفدا ۲۳۵ ترجمہ تاریخ علامہ ذہبی باب الصفین ص ۵۷ رسالہ المرتضی باسناد صحیحین ص ۱۰۴

امیر المومنین علیہ السلام کو خبر ہوئی۔ لاش عمار پر فوراً تشریف لائے اور نہایت حسرت و ملال سے اپنے قدیم رفیق کو بیجان پاکر اوسکی فرط محبت۔ حسن رفاقت۔ خلوص و عقیدت اور اوسکی ذاتی وقار و عظمت کا خیال فرماکے ضبط و شکیبائی کا تحمل نفرماسکے۔ بیساختہ آنکھوں میں آنسو بھر لائے۔ عمار یاسرؓ کی لاش کے قریب بیٹھ گئے اور نہایت درد انگیز لہجہ میں ذیل کے اشعار ارشاد فرمائے۔

| | |
|---|---|
| الا یا ایھا الموت لیس بتارکی<br>اے موت تو مجھکو بھی چھوڑنیوالی نہین ہے<br>اراک بصیرا بالذین احبھم<br>مین دیکھتا ہون تو میرے دوستون کو اسطرح دیکھ لیتی ہے | ارحنی فقد افنیت کل خلیلی<br>اب مجھکو بھی راحت دے (مار ڈال) جبکہ تو میرے دوستون کو فنا کرچکی<br>کانک تنحوا نحوھم بدلیل<br>جیسے گویا کوئی تجھکو اونکی جانب راہ دکھلا دیا کرتا ہے |

روضۃ الصفا جلد دوم ص ۲۳۹ تہذیب المتین
قتل عمار سے معاویہ کا اضطراب ۔ حدیث
شہادت عمار کی غلط تاویل معویہ اور عبداللہ
ابن عمر عاص سے سوال و جواب ۔ حقیقت کا
معجز نما انکشاف

حضرت عمار یاسرؓ کے واقعہ شہادت نے کچھ اہل عراق ہی کو حزن وملال مین نہین ڈال رکھا تھا بلکہ معویہ اور اوسکے تمام اہل لشکر پر کمال اضطراب اور پیچ و تاب پیدا کر دیا تہا ۔ اس اثنا مین ابن جوہر السکسکی اور ابو العادیہ فرازی ۔ جو دونو عمار یاسرؓ کے قتل مین شریک تھے ۔ حصول انعام واکرام مین سچین ہوکر عمر عاص کے پاس لڑتے ہوئے آئے ۔ انمین سے ہر ایک شخص کا دعوی تھا کہ ہم نے عمارؓ کو مارا ہے اور ہم صلہ وانعام کے مستحق ہین ۔ عمر عاص دیر تک اندونون کی بحث پر غور کرتا رہا ۔ اوسکی آنکھون مین کچھہ ولایت مصر ہی نہین بلکہ تمام دنیا تاریک ہو رہی تہی ۔ اوسکو تقتلک الفئۃ الباغیۃ کی حدیث صحیح نے سراپا انتشار واضطرار بنا رکھا تھا ۔ آخرکار دیر کے سکوت کے بعد عمر عاص نے کہا تم دونو جہنمی ہو ۔ خدا کی قسم مین نے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے کانون سے کہتے ہوئے سنا ہے کہ عمارؓ کو گروہ باغی قتل کرے گا ۔ سوانح عمری علی علیہ السلام بانشاد خصائص امام نسائی وابن مسعود روضۃ الصفا جلد دوم ص ۲۴۰

اندونون نے عمر عاص کے اس فیصلہ سے ناراض ہوکر اسکی اپیل معویہ کے پاس پیش کی اور اپنا ماجرا کہہ سنایا معویہ ایسے کیا بچے تھے کہ قتل عمارؓ کا الزام اپنے سر لیتے اور اپنے کسی دعوے کو بے دلیل چھوڑ دیتے ۔ ان جاہلون کے ٹالدینے کے لئے کہنے لگے ۔ فرض کرو یہ حدیث صحیح بھی ہے تو تمہارے سر اسکا الزام کیسا ۔ عمارؓ کا قاتل وہی ہوگا جو اونکو اپنے ہمراہ لایا ۔ اور اونکے قتل کا باعث ہوا سوانح عمری ص ۲۴۳

اسکے بعد عمر عاص کو تخلیہ مین بلوا کر کہا کہ اگر ہر شخص کے سامنے تم ایسی ہی اظہار حق سے کام لیا کرو گے تو ہمارا کام تو نکل چکا ۔ ولایت شام ہی کی امیدین جب منقطع ہو جائینگی تو امارت مصرؑ کے خیال موہوم کب قائم رہ سکین گے ۔

خلاصۃ الوفا اور تاریخ الخمیس مین ہے ۔

| | |
|---|---|
| لما قتل عمار بن یاسر امسک عمر عاص عن القتال وتابعہ علی ذلک خلق کثیرا فقال معویہ لہ لا تقاتل قال قتلنا ھذا الرجل وقد سمعت رسول اللہ صلعم یقول لعمار تقتلک الفئۃ الباغیہ فدل علے انا نحن البغاۃ فقال معویہ اسکت | جب عمار یاسرؓ قتل ہوئے تو عمر عاص نے لڑائی سے ہاتھ روک لیا اور اس باب مین جماعت کثیر نے اونکا اتباع کیا معویہ نے جب اسکا سبب پوچھا تو انھون نے کہا کہ ہم نے جناب رسولخدا صلعم سے سنا ہے کہ عمار کو گروہ باغی قتل کریگا اور اس سے ثابت ہو کہ ہم لوگ باغی ہین ۔ معاویہ نے جواب دیا ۔ چپ رہو ۔ |

عہ قدم عمر عاص علی معویہ من فلسطین فوجد اھل شام یحضون علے الطلب بدام عثمان فقال لھم انتم علی الحق فاتفق عمرو معویۃ علے قتال علیؑ وشرط عمر علی معویہ اذا ظفر ان یولیہ مصر فاجابہ ۔ عمر عاص فلسطین سے شام مین پہنچے اونھون نے اہل شام کو طلب خون عثمان مین بیچین پایا تو اون سے کہا کہ تم لوگ حق پر ہو ۔ پہر معویہ اور عمر نے جنگ علی پر اتفاق کیا اور عمر عاص نے معویہ سے یہ شرط لی کہ جب تیری فتح ہو جائے تو والی مصر مجھکو کیجیو معویہ نے قبول کر لیا ۔ تاریخ ابو الفداء

انحن قتلناہ انما قتلہ علی واصحابہ جاؤا بہ حتی القوہ بیننا فبلغ ذلک علیا فقال ان کنت انا قتلتہ فالنبی صلعم قتل حمزہ ابن عبد المطلب حین ارسلہ الی القتال الکفار

عمارؓ کے قاتل ہم نہیں ہیں بلکہ علیؑ اور اونکے اصحاب ہیں جنہوں نے عمار کو لاکر ہم میں ڈالدیا۔ حضرت علی کو جب اسکی خبر لگی تو اونہوں نے کہا کہ جو شخص مجھکو عمارؓ کا قاتل کہے۔ گویا وہ یہہ کہتا ہو کہ حمزہؓ کے قاتل رسول مقبول ہیں کیونکہ آنحضرت ہی نے اونکو کافرون سے لڑنیکے لیے بھیجا تھا۔

ایسے جلیل القدر صحابی کا مارا جانا کوئی معمولی بات تو تھی ہی نہیں کہ کوئی اس سے متاثر نہیں ہوتا۔ شدہ شدہ اسکا تمام ذکر ہونے لگا۔ یہانتک کہ معویہ کا دربار بھی اس سے خالی نرہا۔ معویہ کے پاس عمر عاص۔ ولید ابن عقبہ۔ عبد اللہ ابن عمر عاص وغیرہم سب ہی عمائد و اکابر بیٹھے تھے اور حدیث تقتلک الفئۃ الباغیۃ کے خیال و فکر میں ہر شخص طبع آزمائی کر رہا تھا۔ معویہ نے اس مجمع کے سامنے بھی قتل عمارؓ کی وہی غلط تاویل پیش کی جو قبل اسکے جاہل قاتلان عمار کے آگے پیش کر چکے تھے۔ معویہ کی ایسی مہمل تاویل سنکر تمام حاضرین نے معویہ کیطرف نظر استعجاب سے دیکھا اور پہلے تو اونکے عقل و شعور کی بڑی تعریف کی۔ عبد اللہ ابن عمر ابن عاص سے نرہا گیا۔ بول اوٹھا۔ اے امیر۔ یہہ تیری دلیل کیسی فضول اور یہہ تیرا دعوے کیسا ضعیف ہے۔ اگر آپ نے صرف رفع الزام کے لیے یہ اصول قائم کر لیا ہے۔ تو سونچ لیجیے کہ آگے چلکر غزوات رسولؐ میں اہل اسلام کا خون کسکے سر جاییگا۔ اگر میرے باپ کی شرکت اس لڑائی میں نہوتی اور اوسکی اطاعت منجانب اللہ مجھپر فرضؐ نہ کی گئی ہوتی تو میں آجتک کبھی تیری متابعت چھوڑ دیتا اور محض ازادہ بنکر اپنے گھر واپس جاتا۔ معویہ کو اس جواب نے ایسا حیرت میں ڈالا کہ پھر وہ زانوے حیرت سے سر نہ اوٹھا سکا۔

امیر المومنین پر شہادت عمارؓ کا اثر

امیر المومنین علیہ السلام دفن عمار سے فارغ ہوکر میدان جنگ میں واپس آئے۔ خواجہ احمد بن اعثم کوفی کا بیان ہے کہ۔

آپ حضرت عمارؓ کے واقعہ سے اتنا متاثر ہوئے تھے کہ آپنے اوسی وقت باقیماندہ جنگ کا خاتمہ کر دینا چاہا۔ اور لشکر شام پر اپنی فوج سے شدید حملہ فرمایا۔ تاریخ ابن الوردی میں ہے۔

بعد قتل عمار انتدب علی علی عشر الفا وحمل بہم فلم یبق لاھل الشام الا انتقض

جب عمار قتل ہوے تو حضرت علیؑ نے بارہ ہزار فوج سے ایسا شدید حملہ کیا کہ لشکر شام کی صفیں سب کی سب درہم برہم ہوگئیں۔

مورخ ابو الفدا اسکی تفصیل میں امیر المومنین علیہ السلام کا ایک تصفیہ کن طرز عمل معویہ کی طلبی میں لکھتے ہیں۔ اونکی اصل عبارت مع ترجمہ حسب ذیل ہے۔

ثم نادی علی یا معویۃ علام یقتل الناس ما بیننا ھلم احاکمک الی اللہ فاینا قتل صاحبہ استقامت لہ الامور فقال عمر انصفک ابن عمک فقال معویۃ ما انصف انک تعلم انہ لم یبرز الیہ احد الا قتلہ فقال عمر وما یحسن بک مبارزتہ فقال معویہ طمعت فی الامر بعدی

پھر علی علیہ السلام نے آواز دی اے معویہ ہمارے تمہارے درمیان کیون اور لوگ قتل ہوں۔ آؤ ہم تم لڑلیں۔ تاکہ جو شخص اپنے مقابل کو قتل کرلے امر متنازع فیہ اوسکے لیے مستقیم ہوجاے۔ یہ سنکر عمر عاص نے کہا اے معاویہ علی نے بہت انصاف کی بات کہی ہے معویہ نے جوابدیا۔ واہ کیا انصاف کی بات کہی ہے تو جانتا ہے کہ جو شخص علی سے لڑتا ہے وہ مارا جاتا ہے۔ عمر عاص نے کہا مگر تمہارا انکے مقابلہ کرنا تمہارے لیے بہت نازیبا ہے معاویہ بولا۔ سمجھا ہے۔ تو یہ چاہتا ہے کہ میں قتل ہوجاؤں اور میرے بعد تو حکومت کرے۔

عہ صاحبزادیے کو باوجود دعوے اجتہاد کے اتنا نہیں معلوم کہ امر منکر میں اطاعت والدین واجب نہیں۔ از مولف۔

حضرت عمار کی شہادت نے معویہ کی تمام مکاریون کی قلعی کھولدی

علامہ ابن اثیر۔ اسد الغابہ مین بذیل ذکر شہادت حضرت عمار یاسر تحریر فرماتے ہین ۔

عن مخنف بن سلیم قال اتینا ابا ایوب الانصاری فقلنا قاتلت بسیفک المشرکین مع رسول اللہ ثم جئت تقاتل المسلمین امرنی رسول اللہ صلعم بقتل الناکثین والقاسطین وعن ابی سعید الخدری قال امرنا رسول اللہ صلعم بقتال الناکثین والقاسطین والمارقین فقلت یا رسول اللہ امرنا بقتال ھولاء فمع من قال مع علی ابن ابی طالب معہ یقتل عمار بن یاسر

معویہ کے ایک لشکری مخنف ابن سلیم نے ابوایوب انصاری سے (جو حضرت علیؑ کے لشکر مین تھے) کہا کہ تم نے رسول اللہ کی ہمراہی مین مشرکین سے قتال کی تھی اوراب مسلمانون کو قتل کرنے آئے ہو۔ ابوایوبؓ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ناکثین قاسطین اور مارقین کے ساتھ قتال کرنے پر مجبکو مامور فرمایا ہے اور ابوسعید خدری سے منقول ہے کہ ہمکو رسول اللہ صلعم نے ناکثین ۔ قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنیکا حکم دیا تو ہم نے پوچھا تھا کہ ہم کسکے ساتھ ناکثین ۔ قاسطین اور مارقین سے قتال کرینگے آنحضرت صلعم نے فرمایا علی ابن ابی طالب کے ساتھ جنکے ہمراہ عمار ابن یاسرؓ بھی شہید ہون گے ۔

پھر علامہ موصوف مارقین ۔ قاسطین اور ناکثین کی شرح یون فرماتے ہین ۔

الناکثین اصحب الجمل والقاسطین اھل الصفین والمارقین الخوارج

ناکثین سے اہل جمل اور قاسطین سے اہل صفین اور مارقین سے خوارج مراد ہین ۔

بہرحال امیرالمومنین علیہ السلام کیطرف سے فوج مخالف پر شدید حملہ کیا گیا اور اہل عراق نے صبح سے شام تک اہل شام کے تمام سکروالون کا قلع قمع کر دیا مشکل سے اونکے کسی رسالہ کا کوئی ادمی زخمی ہونیسے بچا ہو ۔ اعثم کوفی لکھتے ہین اس تیزی سے خونریزی واقع ہوئی کہ اہل شام کے کیمپ مین کوئی ایسا خیمہ نہین بچا جسکی طناب نہ کٹی ہون اور اونکی کٹی ہوئی رسیان مقتولین و مفرورین کے ہاتھ پاؤن سے نہ اولجھی ہون ۔ اسی کیفیت مین شام ہوگئی ۔ اہل شام زخمون سے چور اور اہل عراق فاتح و منصور ہوکر اپنی اپنی فرودگاہ کو واپس گیے ۔

اہل شام کا عام اضطراب

اعثم کوفی اس رات کو اہل شام کے اضطراب کی یون تصویر کھینچتے ہین ۔

یہ رات اہل شام کیلئے قیامت کی رات تھی ۔ اہل عراق کے حملون نے اونکے ساتھ خصوصاً قتل عمارؓ کے بعد وہ کام کیا تھا جو برق خرمن کے ساتھ کرتی ہے ۔ اونکے ایسے ایسے نامی دلاورون کا خاتمہ کر دیا جو اہل شام مین صاحب اعزاز و امتیاز تھے اور سرآمد نازـ ایسے لوگون کے قتل ہونے پر وہ اس شدت سے روتے تھے کہ اونکی رونیکی اوازین امیرالمومنینؑ کے لشکر مین صاف سنائی دیتی تھین ان مین سب سے زیادہ معویہ ابن خدیج الکندی بچین ہو رہا تھا وہ اپنے رفقا کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ ذوالکلاع حمیری کے مارے جانیکے بعد اب ہم جو زندہ رہین تو ہماری یہ زندگی بیکار ہے اور اگر اس حالت مین اہل عراق پر اب فتح بھی ہوئی تو یہ فتح شکست سے بھی بدتر سمجھی جاویگی ۔

معاویہ کا خاص اضطراب

اعثم کوفی مین معویہ کے خاص اضطراب کی یہ کیفیت لکھی ہے ۔ معاویہ نے لڑائی بند

ہوتے ہی اپنے باقیماندہ افسران فوج کو جمع کرکے جنگ کے آیندہ طرزعمل کے متعلق مشورت لی - فوج کی جو حالت ہورہی تھی وہ معویہ اور اوسکے رفقا کی آنکھوں سے پوشیدہ نہین تھی اہل عراق کے شدید حملون کا تجربہ وہ اوٹھا چکے تھے اور اوٹھا رہے تھے ہر بار باہمی مصالح و مشورت کے سوا سے اسکے اور تدبیر مناسب نہ معلوم ہوئی کہ کسی نہ کسی ترکیب سے یہہ جنگ موقوف کی جایے کہ فوج بھی تازہ دم ہوجایے اور زخمی بھی اچھے ہوجاین - یہہ تجویز کرکے معویہ نے معویہ ابن خدیج الکندی کو اشعث ابن قیس (دونوں ایک قبیلہ سے تھے) کے ساتھ خط لکتابت کرنے پر امادہ کیا - اس خط کتابت نے اگرچہ اشعث کے دل پر بہت بڑا اثر ڈالا جسکا نتیجہ اگے چلکر ظاہر ہوا - مگر اسوقت یہہ مراسلات کچہہ بھی مفید نہ نکلے - اسکے بعد نعمان ابن بشیر الانصاری و قیس ابن سعد الانصاری کی خدمت مین بھیجے گئے مگر اس سے بھی کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا - اعثم کوفی ص ۳۰۷

نہایت اضطراب | التوا سے جنگ کی ان متواتر ناکامیابیون کے بعد معویہ کی تمام امیدین منقطع ہوگئین - کامیابی سے تو
مین معویہ کا اصل | مایوسی ہوچکی تھی - فوج کی خراب حالت غنیم سے آیندہ مقابلہ کی جرات نہین دلاتی تھی - نہایت درجہ
راز کا انکشاف | کو انتشار نے انکے ہوش و حواس کھو دیے تھے - معاویہ پر اوسوقت ایسا ہی عالم یاس طاری تھا کہ اپنی تمام

وسیع ارزوون اور طویل تمناوٴن سے دست بردار ہوکر اوٹھون نے صرف اپنی ایک آرزو اکتفا کرنی ضروری سمجھا اور حقیقتاً اونکا اصلی مطلب بھی یہی تھا - اس بنا پر اوٹھون نے براہ راست امیرالمومنین علیہ السلام سے استدعا کیجاوے منت کیجاوے کہ کسی نہ کسی طرح - اگر اور کچھ نہین تو صرف علاقہ شام اپنے لئے مانگ لیا جایے - نہین تو یہہ موقع بھی قریب ہو کہ ہاتھ سے جاتا رہے - انھین امور کو خیال کرکے معویہ نے اپنے اوس راز کو جو سالہا سال سے دل مین چھپاے تھے - اخرکار افشا کردیا اور امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت مین اس امر کی نسبت استدعا لکھی - تاریخ روضۃ الصفا کی مفصلہ ذیل عبارت ملاحظہ ہو

امیرالمومنین کی خدمت مین معاویہ کا خط ؂؂

اما بعد من چنان گمان نمی بردم وہرگز نمی دانستم کہ مہم محاربہ تا اینجا خواہد رسید قطعاً و این امر شروع نمی نمودم - من ہم امید میدارم تو نیز امید میداری وہمچنانکہ من از مرگ می ترسم تو ہم می ترسی و بر تو روشن است کہ اخیار و صلحاے امت درین مخاصمت و منازعت کشتہ شدند و من پیش ازاین التماس کردہ بودم کہ حکومت شام بمن ارزانی دہ - بشرطیکہ در امر متابعت خود معاف داری - حالا نیز ہمان ملتمس خود را مکرر میگردانم واگر این محاربہ بدرازا نہ بہ بشود - بقیۃ السیف ہم زندہ بمانند - می باید کہ میان مایان چندان مخاصمت نماند چہ ماہر دو از عبد مناف متولد شدہ واز یک فرع متفرع گشتہ ایم و در میان مایان یک را بر دیگرے رجحان و تفضیل نیست

مجھکو اسکا گمان نہین تہا کہ یہہ لڑائی یہان تک پہونچ جایے گی - اگر مین یہہ جانتا تو ہرگز اسکو شروع ہی نکرتا - مجھکو بھی امید ہے اور اپ بھی امید رکھتے ہین مجھکو بھی خوف جان ہے اور آپ کو بھی - اپ پر بخوبی روشن ہے کہ امت کے نیکو کار زرگ اس لڑائی مین مارے گئے - مین نے اس سے پہلے بھی ایکدفعہ ملتمس استدعا کی تھی اور اب بھی مکرر التماس کرتا ہون کہ صرف حکومت شام مجھکو چھوڑ دی جایے - مگر مجھکو اپنی بیعت سے معاف رکھا جایے - اگر اس جنگ وجدل کا علاج اس ترکیب سے ہوجایے تو بہتر ہے - باقیماندہ لوگون کی جانین بچ جائین - ہملوگون کے درمیان تو یہہ لڑائی ہونی ہی نچاہیے اسلئے کہ ہم دونون عبد مناف کی اولاد اور ایک اصل کی شاخین ہین اس لیئے ہملوگون کے درمیان ایک کو دوسرے پر ترجیح و تفضیل نہین -

**امیرالمومنین کا جواب**

اے معویہ۔ نامہ تو رسید بیہ مغفرت اطلاع افتاد وبغی وظلم وعناد تو برمن روشن گشت۔ آنچہ نوشتہ بودی کہ اگر تو و ما دانستمی کہ جنگ باینمرتبہ خواہد انجامید۔ در این کار شروع نمیکردیم۔ من امروز ہم برائے کارزار وپیکار تو حریص تر ہستم از انکہ دے بودم۔ ونیز ما فیونا اینمعنی سمت ازدیاد خواہد پذیرفت وآنچہ نوشتہ بودی میان ما وشما خوف ورجا مساوی است چنین نیست زیراکہ شما اہل زیغ وشک اید وما ارباب صدق ولقین دیگر آنکہ حرص اہل عراق ماخرا متوبان اخروی بہتر است زحرص ارباب شقاوت بمزخرفات دنیوی اآحدیث التماس شام لے بیعت واطاعت من قبول نیست۔ پیش ازاین ہمین مسئلت نمودہ بودی وباجابت مقرون نشدہ بود اکنون چہ واقع شدکدام حق برذمہ ما ثابت دیدی کہ مستحق آن گشتی وآنچہ نوشتہ بودی کہ ما ہردو پسران عبدمنافیم۔ این سخن سیت نیست۔ واین غلط کہ ہیچ یکے را دیگرے فضل ورجحان نیست۔ زیراکہ ہرگز امیہ چون ہاشم نبود وحرب با عبدالمطلب ہمسری نداشت وابوسفیان بگرد ابیطالب نمی رسد۔ ونزد من تو چیستی از انیکہ تو طلیق ابن طلیقی۔ با مہاجر وروندہ طریق کہ صاحب توفیق اند دم مساوات نمی تواند زد۔ نہ ترا سابقین در اسلام ہستند نہ موافقین در مہاجرت با نبی علیہ السلام۔ وتو با من کہ ابن عم بل برادر ووصی ووارث علم وخلیفہ اویم درمیان امت چہ حقیقت وبکدام منصب با من معارضہ نمائی ودیگر آنکہ نسبت من با آنحضرت صلعم نسبت ہارون است باموسیٰ واگر باب پیغمبری بمہر نبوت مختوم نگشتی۔ چنانکہ بولایت خاص مخصوص ہستم۔ بنبوت ہم فائز می شدم۔ حضرت واہب العطایا مرا بتشریف آیات متواترات مشرف ساختہ ورایات عنایات برمن افراختہ اولاد کرام مرا بنات لیام تو چگونہ قیاس

اے معویہ۔ تیرا خط مجہہ ملا۔ مضمون پر اطلاع ملی اور تیری بغاوت۔ عناد اور ظلم وفساد ظاہر ہوگیا تو نے یہہ جو لکہا ہے کہ ہمکو اگر یہہ معلوم ہوتا کہ یہہ لڑائی یہان تک پہنچ جائیگی تو کبہی ہم جنگ شروع نہین کرتے تو مین اسوقت بہی تیرے ساتھ جنگ وپیکار کیلئے طیار ہون جیسا کل تہا اور یہ ارادہ قصد روز بروز اور زیادہ ہوتا جائیگا۔ اور تو نے جو یہہ لکہا ہے کہ ہماری تمہاری امید وبیم کی حالت مساوی ہے۔ غلط ہے اسلئے کہ تم لوگ شک وشبہہ کے لوگ ہو اور ہم لوگ صدق ویقین والے ہین دوسرے یہہ کہ اہل عراق کی حرص آخرت کے خیالون کے ساتھ ہے اور احتراز واحتیاط کے ہمراہ۔ اور وہ حرص بدکار لوگون کی حرص لغویات دنیاوی سے کہین زیادہ بہتر ہے۔ تیری درخواست حکومت شام نیز میری اطاعت وبیعت کی قبول نہین ہو سکتی۔ تو نے ایسے ہی درخواست پہلے بہی تو کی تہی۔ مگر مقبول ومنظور نہین ہوئی۔ اب تجہکو کون سے حقوق مطالبات میرے اوپر خاص ہو گئی ہین کہ اونکی بنا پر تو اپنے آپ کو اسکا مستحق سمجہنے لگا ہے۔ اور یہ جو تو نے لکہا ہے کہ ہم تم دونون عبدمناف کی اولاد ہین۔ یہانتک تو صحیح ہے۔ لیکن یہہ بالکل غلط ہے کہ ایک کو دوسرے پر ترجیح وتفضیل نہین۔ کیونکہ بنی امیہ کبہی ہاشم کی مثال نہین اور حرب کو عبدالمطلب کے ساتھ برابری نہین اور ابوسفیان ابیطالب کی خاک تک کو نہین پہونچ سکتا اور تو میرے مقابلہ مین کوئی چیز نہین ٹہرتا اسلئے کہ تو آزاد کردہ غلام اور آزاد کردہ کا بیٹا ہے تو ارباب مہاجرین طریق کے ساتھ کہ صاحب توفیق مین۔ کب دم مار سکتا ہے۔ نہ تیرے لوگون مین سابقت وقدامت کا شرف ہے اور نہ اونہین نبی کے ساتھ ہجرت کرنیکا اعزاز۔ اور نہ تو میرے ساتھ کہ مین رسول اللہ صلعم کا بہائی۔ ابن عم۔ اونکا وصی تا مقام۔ اونکے علم کا وارث اور جانشین ہون۔ امت کی میان کس حق ومنصب کے ساتھ معارضہ کرے گا۔ اور دوسرے یہہ کہ آنحضرت صلعم کے ساتھ مجہکو وہی نسبت خاص ہے جو ہارون کو

كنند و بر خاطر تو زنده نكند كه مرا از قتال و جدال تو كلال و ملال است
و اگر عرب با سعادت موافقت و متابعت من مساعدت نمودی
هر آئینه محنتی ممتحن بشدی که رفع آن مشکل‌تر و هیبت آن
مفصل‌تر و حادثه‌ای در دار الدنیا هائل‌تر نبودی و سیعلم
الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون (سورۃ الشعراء)

موسیٰ کو ساتھ تھی۔ اگر پیغمبری کا دروازہ پھر نبوت دیگر بند نہ کر دیا
گیا ہوتا تو جسطرح ولایت خاص مجھ کو دیگئی ہی نبوت بھی مجھ
کو تفویض کر دی گئی ہوتی۔ خدائے بخشندہ نے مجھے آیات قرآنی
اوتارے ہیں اور علم ہائے غیبیات میرے سر پر سایہ افگن فرمائے ہیں
میری اولاد و صالح و نیکوکار بہتر سے اعقاب بدکار ہے کیا علاج

قیاس کیا جاسکتا ہے اور تیرے دل میں اس امر کا خیال ہونا چاہیئے کہ مجھکو تیری جنگ و پیکار سے کوئی تکلیف پہونچتی ہے۔ اگر اہل عرب کو میری اطاعت و متابعت کی توفیق ہوتی تو تو حقیقتاً ایک ایسے سخت امتحان و مصیبت میں یکوقت گرفتار ہوجاتا کہ اوسکا دفعیہ مشکل تر۔ اور اوسکی ہیبت و خوف، دشوار تر اور دنیا میں کوئی حادثہ اس سے سخت تر نہوتا اور دنیا کے لوگ جان لیتے کہ وہ لوگ جو ظلم کر گئے کیسے اوندھے موہنہ اولٹ گئے۔

یہہ ہے وہ حقیقت جو چھپ نہیں سکتی۔ یہہ ہے وہ حقیقت جو مٹ نہیں سکتی۔ معویہ نے معرکہ صفین میں اپنے دلی راز کو کیسے پردوں میں چھپایا۔ اور کیسے کیسے رنگوں میں رنگا دکھایا اور اوسکے ظاہری سطح پر حضرت عثمان کے خون کا شہابی رنگ چڑھایا۔ وارثان عثمان کو ہٹا کر اپنے آپ کو اونکا وارث اصلی بنایا۔ اصلی اور حقیقی وارث و مستحق خلافت کی پاک و بے عیب ذات قدسی صفات پر ذلیل سے ذلیل اور حقیر سے حقیر عیوب لگا کر داغدار بنایا۔ عرب شام کو خصوصاً اور عرب حجاز و عراق کو عموماً اپنی مختلف دغابازیوں اور افترا پردازیوں سے اوسکی مخالفت و مخاصمت میں اوبھارا۔ ملک کے گوشہ گوشہ میں کشت و خون مچایا اور صفین کے میدان میں بیشمار مسلمانوں کا خون بہایا۔ یہہ سب کچھ ہوا۔ مگر غور و تحقیق کے بعد ثابت ہو گیا کہ معویہ کا یہہ مغویانہ طلسم ہی طلسم تھا۔ آخرکار اوسکے تمام طریقہ عمل کو حق کے پیکر عمل کے آگے سر جھکانا ہی پڑا اور دست سوال بڑھانا ہی پڑا اور اسی کے ساتھ چونکہ اصلی مجرم تھا۔ اقرار جرم بھی کرنا ہی پڑا۔

جناب امیر المومنین علیہ السلام کے حزم و احتیاط کی جتنی بھی وقعت نہ کیجائے وہ اوسکی اہمیت و حقیقت کے آگے کچھ بھی نہیں۔ آپ کے نامہ مبارک کی اخیری عبارت کہ "اگر اہل عراق میری اطاعت و متابعت میں اسیطرح قائم رہے تو میں تیرے سارے انتظام کو اولٹ دونگا" کسقدر سچائی میں ڈوبی ہوئی مستقبل کی خبر ہے۔ اور کسقدر جلد آنیوالی اہل عراق کی سرکشی اور تمرد کا پتہ دیرہی ہے آپ کی یہہ مآل اندیشی اور دور بینی آپ کی اون روحانی قوت مدرکہ کا ثبوت دیتی ہے۔ جو صفات امامت کے متعلق خاصکر آپ کی ذات میں منجانب اللہ ودیعت فرمائی گئی تھی۔

اس اخیری مراسلت کے حرف بحرف نقل کر دینے کی ضرورت میرے موجودہ موضوع تالیف کے بالکل مطابق ہے اسلئے کہ باب المفاخرت میں تمام تقریریں جو خاص معویہ اور اونکے متبعین کیطرف سے کی گئیں اور جن میں حقوق امارت و خلافت شجاعت۔ مردانگی۔ ایفائے وعدہ۔ استقلال۔ ہمت۔ عفو و واگذاشت وغیرہ۔ غرض جن جن محاسن و اوصاف کا دعویٰ کیا گیا۔ وہ تمام دعوے وہ تمام اوصاف اور وہ تمام استحقاق۔ معاویہ کے اس اخیر خط اور اس اخیر استدعا سے بالکل غلط اور باطل ثابت ہو گئے۔

امیر المومنین علیہ السلام نے اہل عراق کی حسن اطاعت و متابعت۔ اونکی استقلال و استقامت کی شرط

لگاکر

انکا کہ جس آنے والی فضائے منقلب کی طرف اشارت فرمائی تہی وہ جنگ لیلۃ الہریر کے حسب ذیل حالات سے ظاہر ہوجائے گی۔ اور پہر معویہ کے فریب آمیز طلسم افتراپردازی نے اس عراق کے دلوں مین جو بیجا نا متردد و سرکشی پیدا کردی جسکی طرف بھی امیر المومنین نے شرط تحریری قائم کردی تہی۔ تفصیل سے معلوم ہوجایگی اور انھین امور سے ثابت ہوجایے گا کہ معاملات مین جانبین سے کون صدق نیت و راستبازی سے عمل پیرا ہوتا تھا اور کون فریب و دغابازی سے

ایک اتفاقی جملہ معترضہ کا جواب

قبل اسکے کہ ہم جنگ لیلۃ الہریر کے حالات بیان کرین۔ ہمکو ایک اتفاقی جملہ معترضہ کا جواب دینا ضروری معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ باوجودیکہ یہ بحث ہماری موضوع تالیف کے بظاہر خلاف ہے مگر مذاق زمانہ کے موافق ضرور ہے۔ آجکل سیاسی مضامین اور سیاسی بحث و تمحیص جس شوق و دلچسپی سے پڑھی جاتی ہین وہ بالکل ظاہر ہے۔ غریب مولف کو دونون پہلو سنبھالنے ہین۔ موضوع تالیف کو مدنظر رکھنا ہے اور مذاق زمانہ بھی۔ غرضکہ دونون طرف تالیف کی خدمت کرنی ہے ۔ خیال خاطر احباب چاہیئے ہردم ؎ انیس ٹھیس نہ لگجائے آبگینون کو۔

جس جملہ معترضہ کے جواب کیطرف ہم نے حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے کہ معاویہ کا جو خط امیر المومنین علیہ السلام کے نام لکھا گیا ہے۔ موجودہ زمانہ کے ماہرین سیاست اوسکے مستعجبانہ مضامین کو دیکھکر۔ اگر اوس موقع پر موجود ہوتے تو اپنے بیہودہ طریقہ و تجاربہ عملی کے مطابق امیر المومنینؑ کو اوسکے قبول کرلینے اور مان لینے کی صلاح دیتے۔ اور اگر وہ موقع ہاتھ انکو ہاتھ نہ آیا تو اسوقت بھی واقعات کی صرف سطحی اطلاع و خبر رکھکر وہ بیدھڑک اس کہنے پر آمادہ ہوجائینگے کہ حضرت امیر المومنینؑ کو دنیا کے پولیٹیکس (Politics) نظام سیاسی مین مہارت نہین تہی۔ اگر ہوتی تو آپ کبھی معویہ کی استدعا کو نامنظور نفرماتے

ہم عرض کرتے ہین کہ ایسی رائے قائم کرنیوالون کو اپنی رائے کی اظہار سے پہلے جانبین کے ذاتی حالات کو پوریطور سے مطالعہ کرلینا تہا۔ عام لوگون سے قطع نظر کرکے اگر یہ بزرگ حضرات۔ امیر المومنین اور معویہ کے باہمی اختلاف فطرت کو سمجھے ہوتے اور اسکے ساتھ دونون کے مختلف اخلاق و مذاق۔ اونکے مخالف و متضد طریقہ عمل پر پوا عبور و اطلاع حاصل فرماچکے ہوتے تو پھر بیساختہ ایسی غلط رائے کی اظہار پر جرات نفرماتے اور امیر المومنینؑ کی تجویز کو سیاسی نقطہ نظر سے خلاف مصلحت نہین کہہ سکتے تھے۔

سب بحثون کو چھوڑکر اور حق و ناحق کے جھگڑون کو علیحدہ رکھکر اگر صرف معویہ کے استرداد استدعا کے مسئلہ پر سیاسی نقطہ نظر سے غور کیا جاوے تو حقیقت حال یون معلوم ہوتی ہے۔ کہ ایک فرمانروا سے بیکوقت دو ماتحتی ریاستین بغاوت پر آمادہ ہوئین۔ انمین سے ایک کو شکست ہوئی۔ اب وہی فرمانروا اوس سے فارغ ہوکر دوسری کی تنبیہ و اصلاح کیطرف متوجہ ہوا۔ اوس نے اپنی جنگی طیارون سے پہلے۔ ریاست ماتحت کو فتنہ و فساد سے بچنے۔ یکجہتی و یکسوئی۔ صلاح و رفاہ اور تحفظ قوانین ملکی و قومی کیطرف بچھیرنا اور مائل کرنا چاہا۔ خط لکھے۔ قاصد بھیجے۔ کمیشن باقاعدہ روانہ کئے۔ اور معاصرین الفین کے ناکامیاب نتیجون کو دکھلاکر۔ جو اس سے قدر و منزلت مین کم نہین تہے۔ متنبہ کرنا چاہا۔ اور عبرت دلانی چاہی۔ مگر اس نے کچھ نہ سنا۔ آخر کار بزرایعہ و ذریعہ سے مجبور ہوکر تلوار سے کام لینا پڑا ہزارون جانین تلف ہوئین۔ مگر تاہم اوس رئیس ماتحت کو افسوس نہ آیا اور وہ اپنی بغاوت پر اوسیطرح قائم رہا۔ لیکن اب ایسے وقت

خاص وقت مین کہ مقابل کے حملات سے عاجز آگیا - اور اوسکی ہمراہی فوج بھی نصف سے زاید کٹ چکی - جو بچ گئی وہ بالکل بیدل اور مضمحل ہوگئی ہے - تب وہ اپنے بیشمار قصورون کی تلافی مین پھر اوسی شے کی استدعا کرنے لگا اور پھر مرکزی حکومت سے پورے طور پر زاد اور خود مختار رکھے جانیکی شرط پر اصرار باقی رکھنے لگا - جن امور کی بنا پر سیدھے کے پڑے اور ملک و قوم کو بڑے بڑے نقصانات اوٹھانا پڑے تو ایسا فرمانروا سلطنت جو اسیے اور اتنے نقصانات ملکی و مالی و جانی اوٹھا کر اور اتنی بڑی سعی و کوشش بجا لا کر ایسی استدعا کو قبول کرلے اور اسکو وہی شے واپس دیدے جو ان تمام مصیبتون کا باعث ہوچکی ہو تو ایسے فرمانروا سے ملکی کی نسبت البتہ کہا جاسکتا ہے کہ اوسکو امور سیاسی کی دیکھ بھال اور استقلال مین بہت کم حصہ ملا ہے اور وہ اپنے مخالف کے مقابلہ مین اپنی قوت و ہمت کے اظہار سے پہلے اپنی بزدلی ضعف اور کمزوری کا اقرار کرتا ہے

جن لوگون نے اسلامی تاریخین پڑھی ہین وہ فوراً سمجھ جاوینگے کہ امیرالمومنین علیہ السلام کی خلافت مین جو مصیبتین پیش آئین اور جو دشواریان پیدا ہوئین اونکی یہی صورت تہی اور بصرے سے لیکر شام تک کے معاملات کی بنا بغاوت کے مساوی اصول پر قائم تھی - ان مساوی حالتون مین اگر امیرالمومنین ؑ انکی موجودہ استدعا کو قبول کرلیتے تو آپ کا یہہ منظور کرلینا انکے تمام حقوق باطلہ کا تسلیم کرلینا ہے اور ممالک اسلام پر انکی پوری حقیقت اور حقیت کا اقرار کرلینا ہے اور اس تسلیم و اعتراف کی رو سے معاملات بصرہ اور معرکہ جمل کے استحقاق اور جواز مین بھی یقینی شک اور شبہہ پیدا کرنا ہے -

معویہ کی موجودہ استدعا پر کیا منحصر ہے - اس سے تین برس پہلے تو آپنے اپنی خلافت کے ابتدائی زمانہ مین مغیرہ ابن شعبہ کی رایے سے کیون اتفاق نہین کرلیا؟ اور معویہ کو امارت شام پر قائم رکھے جانیکے جواب مین

مَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَضُدًا - مین گمراہون کو اپنا دست کبھی نہ بناؤن گا

کیون ارشاد فرمایا؟ اس استدعا کے قبول کرلینے سے اسلام کے قومی اور سیاسی اصول خصوصی مین فساد پیدا کرنا تہا - پھر خلافت اسلامی کسی اصول سیاسی پر قائم نہ رہتی - یہہ عموماً اختیار ہوجاتا کہ جاہیے ایک ہی وقت اور زمانہ مین اسلامی خلافت پر ایک کی جگہہ دو دو - تین تین خلیفہ ہون - کچھہ پروا نہین - اور ہر ہر خلیفہ کتاب و سنت کو چھوڑ کر اپنی مرضی کے مطابق کام کرے - کوئی اندیشہ نہین - نہ قرآن کی ضرورت نہ حدیث کی احتیاج - اگر اسلام کو چودہ سو برس کے بعد بگڑنا تہا اور مدینہ کی خلافت اسلامیہ کو بیسوین صدی عیسوی مین - حجاز - یمن - عراق - شام کی موجودہ طائف الملوکی کی صورت پکڑنا تھا تو وہ اوسیوقت یہہ صورت و حیثیت اختیار کرلیتی - ایک شام مین خلافت کی مسند لگتی - ایک مدینہ مین اور ایک کوفہ مین پھر ایسی حالت مین - دنیا کے وہی ارباب سیاست - وہی اصحاب حل و عقد - اگر اسلام کے برباد و متفرق ہوجانیکی وجہہ ڈھونڈہتے اور اسکی اندرونی خرابیون کو تحقیق کی نظر سے دیکھتے - تو آج اسکی خرابی اور تباہی کی اصلی اور آخری وجہہ کس پر قائم ہوتی - اور اسکا باعث اور بانی و مبانی کون ٹھہرتا - وہی جسنے اپنے زمانہ مین اس خرابی کی بنیاد ڈالی اور جس نے اپنی سیاسی کمزوری اور انتظامی ضعف و اضمحلال کی وجہہ سے اپنے فریق کے ناجائز حقوق کو قبول کرلیا - جن کا وہ پہلے بڑی سختیون سے انکار کررہا تھا

تسلیم کرلیا جایے کہ شام کے معاملات اس استدعا پر تمام کردیے جاتے اور معویہ ابن ابوسفیان ملک شام لیکر علیحدہ

ہوجاتے تو زمانہ کے اہل انصاف امیرالمومنین ؑ کے اس طرز عمل کی نسبت اپنی کیا رائے قائم فرماتے - یہ تو ہر شخص جانتا ہی کہ جسطرح جنگ صفین کے معاملات معویہ سے متعلق تھے ویسے ہی عراق کے تعلقات طلحہ و زبیر سے - جیسے معویہ شام کو مستدعی تھے ویسے ہی طلحہ و زبیر عراق کے متمنی - فرق اتنا تھا کہ معاویہ مدت سے اپنے مطلوبہ علاقہ پر متصرف تھا - اور طلحہ و زبیر مستفیض ہونیکی امید رکھتے تھے - ملک شام کے تفویض کردیے جانیکے بعد زمانہ کے عدالت پسند مدبر اور مساوات قائم کرنیوالے ارباب سیاست ضرور کہتے کہ جسطرح معویہ کی درخواست قبول کرلیگئی اور شام کا ٹکڑا دیدیا گیا اسیطرح طلحہ و زبیر کو بھی حکومت عراق سپرد کردینی عین انصاف اور مساوات کا مقتضی تھا - بلکہ انکی نسبت تو امیرالمومنین ؑ کو اپنے سے زیادہ رعایت کرنیکا موقع حاصل تھا - کیونکہ طلحہ و زبیر دو تواپ کی بیعت کرچکے تھے معاویہ کو انکے برعکس اب تک انکار بیعت پر اصرار تھا شام کی درخواست کیجاتی ہے - مگر بیعت سے انکار ویسا ہی ہے - کیونکہ اس خط کے کھلے الفاظ مین لکھدیا گیا ہے کہ شام کی امارت دیدیجائے مگر بیعت سے معاف رکھا جاوے

اگر دنیا کے یہی پولیٹکس ہین اور یہ پولیٹکل اصول انھین کے نام ہین - جنکا احترام جنکی پابندی دنیا کے تمام فرمانروائی پر واجب ہے تو ہم خیال کرتے ہین کہ انکا سچا پابند اور پیرو فرمانروا بہت جلد اپنا ملک کھو دے گا - اور تھوڑے ہی دنون مین وہ اپنے تمام افسران ماتحتی پر ملک محروسہ کے تمام علاقے باری باری کرکے تقسیم کردیتا اور خود دامن جھاڑکر مسند خلافت سے اوٹھکر اُٹھتا - کیا اوسوقت امیرالمومنین علیہ السلام کے پولیٹیشین ( [illegible] ) ہونیکا یقین کیاجاتا ؟

جب معویہ کو شام - طلحہ کو بصرہ - زبیر کو کوفہ - عبداللہ ابن عامر کو مکہ - ضحاک ابن قیس کو الجزائر - یعلی ابن منیۃ کو یمن اور معویہ ابن خدیج کو ممالک افریقیہ کی مسلم اور خود مختار حکومت سپرد کردی جاتی اور صرف مدینہ پر قناعت کرکے خلیفہ عصر فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گوشہ نشینی اختیار کرکے چپکا بیٹھہ رہتا - پھر اسکے بعد یہی ممکن تھا کہ تھوڑے دنون کے بعد کچھہ لوگ ایسے بھی پیدا ہوجاتے جو ان بچے بچائے ہوئے شہرون کو بھی اوس سے علحدہ کرلیتے اور وہ اپنے مقررہ اصول پالیٹکس کا خیال کرکے انکو بھی عطا کردیتا - تب جاکر اوسکا یہ طرز عمل اصول سیاست کے معیار پر کامل اوترتا اور تب اوسکے یہ نظام سیاست مقتضی عدالت سمجھے جاتے - اسکے بعد امیرالمومنین علیہ السلام کی کیا صورت اور مقدار و حیثیت قائم ہوتی - فاعتبروا یااولی الابصار - شاید ہمارے زمانہ کے ارباب سیاست نے اوسوقت کی خلافت کو داؤد خان بس - اخر خلیفہ ترکی کی خلافت کے انداز و پیمانہ پر قیاس کیا ہے -

ان تمام واقعات پر خلافت کی تمام عظمت و اقتدار کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اوسوقت کے مصالح اور ضرورت زمانہ کچھ لحاظ رکھتے ہوئے ایک محقق مدبر ضرور بولدیگا اور سچ بولدیگا کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے وقت مین ان معاملات کے متعلق جو کیا وہ ضرورت وقت کے بالکل مطابق تھا اور جو ازروے ضرورت و مصلحت وقت کے موافق کہا جاے اوسی کا نام پولیٹکس ہے

صفین کی جنگ کا خاتمہ

اوپر بیان ہوچکا ہی عمار یاسر رضؓ کے واقعہ شہادت کے بعد سے - فوج شام سے امیرالمومنین کی فوج کی شدید حملہ شروع ہوگئے تھے اور معویہ کی فوج نصف سے زیادہ کٹ چکی تھی - اوس پر اضافہ یہ ہوا کہ آج رات بھر لڑائی ہوتی رہی - امیرالمومنین علیہ السلام بالنفس النفیس شریک جنگ تھے - بقول مورخین متفقہ

طور پر پانچسو تیئیس اور بقول علامہ ابو السعد سمعانی آپ نے نوسو تینتیس کو بیان او ریہ یادنی بات ہے کہ جب آپ کسی مخالف کو قتل کرتے تھے تو تکبیر کہتے تھے اس حساب سے نوسو آدمی تو تنہا آپ نے قتل فرمائے

اتنی خونریزی پر بھی جسوقت امیرالمومنین کی نظر مقتولین پر پڑتی تھی تو آپ شدید متاثر ہوتے تھے۔ یہانتک کہ بارگاہ الٰہی میں دست بدعا ہوکر دعائے عافیت تلاوت فرماتے تھے اور مقتولین کی لاشوں کے انبار کو دیکھکر ذیل کے اشعار جنکا اردو ترجمہ ذیل ہے۔ بار بار پڑھتے تھے۔

شب سیاہ کی تاریک چادر جنون پھیلی ہوئی ہے۔ راہوار سواری کے نہایت تیزی سے
بھاگے جاتے ہیں۔ زخمی لوگ خواب مرگ میں ہیں۔ اونپر زخم چھپا ہوئے ہیں۔ نجات
پانی انکو گوارا ہے اور کشادگی انکی ظاہر ہے۔

**معاویہ کا خوف اور اضطراب** امام ابو السعد السمعانی۔ معجم کبیر طبرانی کی سند سے لکھتے ہیں کہ معاویہ کی خاص زبانی مرقوم ہے کہ میں اوسوقت ہرطرف سے مایوس ہوکر اپنی جان بچانے کے حیلے اور وسیلے ڈھونڈھ رہا تھا۔ اوسوقت میرے خیال میں دو باتیں آئیں۔ ایک تو یہ کہ میں عبداللہ ابن عباس کے ذریعہ سے اپنا حال امیرالمومنین کی خدمت میں عرض کروں اور اونکے وسیلہ سے جسطرح میرا باپ اپنی بغاوت سے تائب ہوکر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں اونکے باپ حضرت عباس کے ذریعہ سے پہونچا تھا اوسیطرح میں بھی اونکی وساطت سے امیرالمومنین کی حضوری میں حاضر ہوجاؤں اور اون سے تائب ہوجانیکی اجازت مانگ لوں۔ دوسری یہ کہ اگر یہ بات میرے لئے ممکن نہو تو پھر میں قیصر روم کے پاس جاکر پناہ گزین ہوں

**اہل شام کا عام اضطراب** یہ تو معاویہ کی خاص پریشانی تھی۔ فوج کی بھی پریشانی اور انتشار اپنی انتہا پر تھا۔ جیساکہ علامہ طبری لکھتے ہیں کہ اہل شام نے ہرطرح سے بھاگ جانیکا قصد فرار مصمم کرلیا تھا۔ اونکی گھبراہٹ اور اضطراب کی یہانتک نوبت پہونچ چکی تھی کہ وہ بیتاب ہوگئے۔ اور بوڑھے لشکر شام سے نکل نکل کر اہل عراق کو مخاطب کرکے نہایت الحاح و منت سے فریاد کرتے تھے اور چلا چلا کر کہتے تھے کہ خدا کیلئے ان معدودے چند نفوس پر رحم کرو۔ ہزاروں میں چند ہزار باقی رہگئے ہیں۔ رحم کھاؤ۔ اور عورتوں اور بچوں پر رحم کرو۔ اور اب لڑائی کو تمام کرو۔ تاریخ طبری جلد چہارم ص ۲۰۰۔ روضۃ الصفا جلد دوم ص ۳۴۳۔ کتاب الصفین ص ۔۔۔

**صفین کی اصلی جنگ ختم ہوگئی** • ہم ایک سپاہی جنکی اور فوجی کارنامے دیکھنے والے اور بہت سے ایسے بزرگ جنکو علمی مذاق کم بلکہ زیادہ توجہ ہے اور اسوجہ سے اونھوں نے اکثر دنیا کی مختلف تاریخیں پڑھی ہیں۔ صرف اسلامی واقعات ہی تک اپنی تحقیق کو محدود رکھتا ہے تو وہ صفین کے حالات کو بیان تک پہونچکر ان حالات کا لحاظ کرکے اور جو کہ دراصل ان فیصلہ شدہ واقعات اور نتائج و نیز ان مشاہدات کو دیکھکر امیرالمومنین کی فتح کہیں گے۔ جنکو اونکے تحقیقات اور عقل سلیم سے یقین کامل ہے کہ وہ صفین کے حالات کو بیان تک پہونچکر بغیر کسی تامل کے نہایت آزادی سے یہ فیصلہ کردینگے کہ اہل عراق نے اپنے حریف یعنی اہل شام کو کامل شکست پہونچانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی تھی اور اسیطرح اہل شام سے لیکر امیر شام تک نے اپنی انتہائی مایوسی ظاہر کردی تھی۔ اضطراب و انتشار کے اظہار میں کوئی دقیقہ اوٹھا نہیں رکھا تھا۔

صفین کے معاملات یہان تک ایسے تھے جنکو جنگ سے تعلق تھا اور جانبین کی قوت - ہمت اور شجاعت کے مظاہرے تھے - مگر اب اہل شام - اسکے برعکس اپنی بزدلی - کھلے فریب اور صاف صاف دغابازی اور صریح مکاری اور حیلہ سازی سے کام لینے لگے - اگرچہ انکا سامان پہلے سے ہوتا ہو اور اسکی مختلف ترکیبین اور متفرق تدبیرین برابر خفیہ طور پر جاری ہون لیکن وہ ایسی مخفی صیغہ راز مین ہوتی تھین جنکا گمان بھی نہین کیا جا سکتا تھا - اب تو صفین کا میدان جنگ دغابازی حیلہ سازی کی طلسمی جولانگاہ بنا ہوا تھا - کمی وقت کے اعتبار سے یا خود اپنے موجودہ انتشار سے اہل شام کو اتنی فرصت اور تنہا اطمینان کہان حاصل تھا کہ وہ اپنے اظہار مکاید سے پہلے سابق کیطرح اسکے چھپانے کی فکر کر لین تب ظاہر کرین یہان تو گردنین تلوارون کے نیچے آچکی تھین - غنیم کا غلبہ ہو چکا تھا - شکست کامل کے آثار نمایان ہو چکے تھے - کمرین کس چکی گئی تھین - ضرورت کے مطابق رابطہ بند ہو چکا تھا - اعانی اعانی اللہ کی صدائین بلند ہو چکین تھین امانی امان اللہ کی فریادین اوٹھ چکی تھین - اب ایسے وقت مین اظہار یا غیر اظہار کا خیال کیسا - جو جسکی سمجھ مین آئے وہ کرے اور جس سے بن آئے وہ کر دے - چاہے خدا کے خلاف ہو - رسول اللہ صلعم کے ناگوار - دین رہے - مذہب ٹوٹے - اسلام جائے - ایمان پر زوال آئے - خلوص مین کمی ہو - اعتقاد مین خلل پڑے - یہ سب کچھ ہو - مگر جان بچے - اور موت کے پنجہ سے مخلصی ہو -

معمولی سپاہی سے لیکر امیر شام تک شام والون کی حالت ایک تھی - معویہ کے خود حواس بجا نہ تھے - وہ کسکو سمجھاتے - اب نہ اونکی زبان مین اتنی گویائی تھی اور نہ عقل مین رسائی کہ اپنی فوج کی گرتی ہوئی دیوار کو سنبھالتے - اگر اسوقت انکو کسی کا خیال تھا تو وہ صرف اپنی جان عزیز تھی - کہان کی فوج - کہان کا انتظام -

**عمرعاص اور حیلۂ حفاظت جان کے ساتھ تبک قرآن** تمام تاریخون کا اسپر اتفاق ہے کہ آخر کار یہ اپنی گھبراہٹ اور انتشار مین اپنے وزیر با تدبیر عمرعاص سے کہنے لگے کہ اب کیا کیا جائے بہتر ہے وہ تیار جسکے خزانے تیرے پاس بھرے تھے کیا ہوئے - آج وہ کام نہ آئینگے تو کسدن کام مین آئینگے - اعثم کوفی ص ۳۳۴ ترجمہ مسعودی دہلی ص ۷۶ روضۃ الصفا جلد دوم ص ۲۴۰ تاریخ طبری جلد چہارم ص ۵۰۶ سوانح عمری علی علیہ السلام ص ۳۶۷

تاریخ طبری کے مطابق عمرعاص نے جواب دیا کہ کیا کہین کچھ کہا نہین جاتا جیلے تو قریب قریب سب ختم ہو چکے مین صرف ایک حیلہ باقی رکھا ہو وہ یہ ہے کہ فوج شام سے کہو کہ جلد قرآن نیزون پر باندھکر بلند کر دیئے جائین اور اہل عراق کو دکھا کر پکارین کہ ہم تمہارے درمیان کلام خدا کو دیتے ہین - تم لڑائی کو موقوف کر دو - اہل شام نے فوراً تعمیل کی - پانچسو کلام اللہ نیزون پر بلند ہو گئے - عام اس سے کہ کلام اللہ ہو یا کلام اللہ کے ایسی کوئی اور شے - اونکو بلند کر کے اہل شام نے ادعو کہ الی القران کی سر بفلک چیخ پکار بلند کی - اس تدبیر پر تزویر نے پوری تاثیر کی اور اسکی فوری تاثیر کی اصلی وجہ وہی معویہ اور عمرعاص کی پوشیدہ ایمان اور مخفی رشوت ستانیان تھین جو لشکر عراق مین اشعث ابن قیس کندی حصین ابن منذر مسعر ابن عدی اور زید ابن حصین وغیرہم کے ساتھ جاری تھین - اکثر امرا و اعیان سپاہ امیر المومنین علی از معویہ رشوتہا گرفتہ بودند - روضۃ الاحباب و اتباب السلام پہنچایا تھا - امیر المومنین علیہ السلام کیا اگر خدا سے علام بھی سمجھانے آتا تو وہ نہ سمجھتی - امیر المومنین علیہ السلام کو اگرچکی خبر ہوئی تو آپ نے مختلف خطبات اور متعدد تقریرون مین اہل شام کی اس کھلی مکاری اور عیاری کو روشن کر دیا - لیکن اونھون نے نہ سنا - اور سنتے تو کیسے - یہان تو دہی نہ تبہ صورت تھی اور تلبیس ہیم دطلا سے خیرہ - ہمکو ان تمام واقعات کی ہر لانے کی ضرورت

نہین۔ اسلئے کہ یہ تفصیل میرے موضوع تالیف سے باہر ہے ہمکو آل امیہ کی شجاعت۔ استقلال اور [illegible] کی حقیقت دکھلانی ہے۔ جسکو باب المفاخرت مین طرفداران بنی امیہ اور مددگاران معاویہ نے بڑے بڑے دعوون کے ساتھ اپنی تقریرون مین بیان کیا ہے اوران اوصاف کو بنی امیہ کی خصوصیات بتلایا ہے۔ عرب کی جنگی کارنامون مین صفین کے معرکہائے قتال۔ بدر و احد۔ خندق وخیبر کی کارزار سے کسیطرح کم نہین ہین۔ جہان تک ہمارے موضوع سے تعلق ہے ہم نے ہر معرکہ مین پوری تفصیل سے بنی امیہ اورمعاویہ کی ان صفتون پر کافی روشنی ڈال کر دکھلادیا ہے کہ مشاہدات تاریخی تو انکے دعوون کے خلاف ہے اوصاف ومحاسن انکے تو نہین بلکہ انکے فردمقابل بنی ہاشم اوربنی عبدالمطلب کی خصوصیات ثابت ہو گئین جہان تک شجاعت۔ مردانگی ہمت اور استقلال۔ یا عفو و درگذشت کو واقعات جانشین کے [illegible] عمرو عاص هذا هو۔ اب یہ حالات و واقعات تو ختم ہو گئے۔ اورمکروفریب۔ دغابازی وحیلہ سازی کی [illegible] جنگوا و قال اوصاف کی جگہہ شروع ہوگئین۔ جیساکہ ہم اوپر لکھکر بتلا چکے ہین تو اگریہ [illegible] هذه خصائص بنی ہاشم اوربنی عبدالمطلب کو کسی قول و فعل مین پائی جاتین تو ہم البتہ [illegible] لہا اتصلہ ما۔ مگرجب ایک فریق کی فطرت مین اون برائیون کا نام ہی نہین تو ہم ان [illegible] عمرعاص۔ مروان۔ یہ تفصیل ہی کرکے کیا کرینگے۔

ایک السیاسر پر کی کہ مفاخرت کے دنگلون مین جہان بنی امیہ کی شجاعت و دلیری وغیرہ اوصاف [illegible] اسکی تصدیق کرکے وقبائح مین بھی اونکی عدیم المثالی اورنادر الوجودی کی ایک کڑی اورکیون نہ بڑھ [illegible] نہین کہ انکے اس دعوے مین اونکی جیت تھی۔ اسلئے کہ شجاعت ودلیری۔ یا عفو وحلم وغیرہ کے دعوے [illegible] سیر قیامت تک کرتے رہین۔ بنی ہاشم وبنی عبدالمطلب کو آگے چل نہین سکتے اور نہ دنیا کا کوئی فرد واحد اوسے [illegible] قیامت تک مان سکتا ہے۔ ہان اپنی ان خصوصیات مین وہ اپنے ہر مقابل سے بڑھ جاتے اور ہم خود اونکو یقین دلاتے ہین کہ اونکے مقابل حضرات بنی عبدالمطلب وبنی ہاشم مین کوئی متنفس بھی انکے مقابل نہ مل سکتا اور وہ اپنے خصائص مین اول نمبر البتہ ترجیح بالمرجح حاصل کرلیتے۔

اس مکر وحیلہ نے گروہ خالصین کو جماعت خارجین سے علٰحدہ کردیا۔ جبکہ راس الرئیس اشعث ابن قیس الکندی نکلا حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے گروہ مخلصین کی تحفظ جان اوران بد اعمالون کی مجنونانہ ہیجان اور موجودہ فتنہ وفساد کی عالمگیر فضا پر غایت مصلحت بینی سے غور فرماکر مالک ابن اشتر کو میدان جنگ سے واپس بلالیا اوربقول ایک غیر مسلم مورخ کے اپنی حاصل کردہ فتح کو واپس فرمادیا۔" اور گروہ خوارج کو مخاطب کرکے جو صبح سے خیمہ خاص کو گھیرے ہوئے تھے۔ ذیل کا خطبہ ارشاد فرمایا۔

یا ایہا الناس ان اخذت امری لم یزل معکم علی ما احب الی ان اخذت منہم الحرب وقد واللہ اخذت منکم وترکت واخذت من عدوکم فلم یترک الی ولکنکم الا انی کنت امس امیرا فاصبحت الیوم

اے لوگو۔ تم لوگ ابتک میری خواہش کے مطابق میرے ساتھ رہکر اس قوم کے ساتھ جنگ کرتے رہے یہانتک کہ دونون طرفون سے بہت آدمی کام آئے مگر زیادہ تر اسمین صدمہ دشمن کو پہونچا۔ چنانچہ اب بھی ہم مین بہت سے آدمی مردان نبرد موجود ہین۔ اور اونکا حریف کا اقرب قریب

صفین کے معاملات یہاں تک اسے ... مظاہرے تھے ...

۱۰۸

...شجاعت کے ... تاریخ مکاری اور ... خفیہ طور پر جاری ... جنگ دغابازی ... اور تنہا

خاتمہ ہوچکا ہے۔ لیکن کل تک میں تمہارا امیر تھا اور حاکم ... تمہارا مامور ہوں اور محکوم ہے کل تک حکم دیا اور منع کیا کرتا تھا اب ... آج مقصد یہ ہے ...

...ما اکنت ناهیا فاصبحت منهیا و قد اسلبتم ... احملک علی ما تکرهون

البقاء و لیس لی ان ... نے حیات و بقا کو دوست رکھا اور جنگ و ہلاکت سے کراہت کی ...

تہذیب المتین ۱۸۱

تم مجھکو امر و نہی کرتے تھے ۔ حقیقت یہ ہے کہ تم نے ... اور لفظ بلفظ ... کرین

طبیعتوں کے خلاف کروں یا تم لوگوں کو اسکی تعمیل پر مجبور کروں۔ ... مقابل کرتے ہیں ... تھے اور ... تھے ہیں اور

اب ہم آپ کو اس آخر خطبہ خلافت کو آپ کے اول خطبہ خلافت کو ذیل میں لکھکر ... چنانچہ مورخ ابو الفدا لکھتے ہیں کہ ... ہر میں کس حکم

مسئلہ امامت و امر خلافت میں بیلوثی ۔ بیتعلقی اور آزادی و استغنا ویسا ہی پاتے ہیں ۔ ... تشریف فرما تھے ... زمانہ ...

اہل اسلام آپ کو ... خلافت لائے ... آپ ... قبول خلافت ... استدعا ... کی ... مجبور کرے ...

ارشاد فرمایا ہے کہ اہل اسلام آیے اور ... مذہب ... اسلام ... ہے ... تو میں ... میں تمہارا محکوم ... دست بردار ...

ایہا الناس ۔ اگر تم لوگ مجھکو اپنا حاکم اور امیر کرنا چاہتے ہو ... مگر جان بچے ۔ اور موت کے ... میں ...

وفلاح اور ترقی و صلاح کے لئے مجھکو جو ضروری معلوم ہوگا وہ میں ... نہین کی اور میری ... ایک تھی ... لیا تو میں اور ...

بخروں گا اگر تم نے کسی وقت میری متابعت نہین کی ... میں رہا ہی کہ اپنی ... امیر المومنین علیہ السلام ذامر خلافت

تمہاری ہی طرح (ایک فرد مسلم) ہو جاؤنگا ۔ ترجمہ ... تھی ۔ کہاں کی فوج ۔ کہاں ... ہے میں بھی آدمی نے غرضی نے

محققین دونو خطبوں کی عبارتوں کو ... اس پر اتفاق ہے کہ آخر کار یہ اپنی گھبراہٹ ... کے مویدین نے اپنی تقریروں میں اپنے

کی نسبت جس بیلوثی ۔ استغنا اور آزادی ... لگے کہ آپ کیا ... زبانی لفاظی کے عملی واقعات کیصورت میں ۔

سردکاری اور آزادی مطلق کا مظاہرہ ... استقلال علمی اور آزادی کی عدیم المثال مثال دیکھکر

جن استقلال علمی اور آزادی کے دعوے ... ابتدا ... تک ... رکھے گئے ہیں اور ... سے

نہین وہ فخر بنی ہاشم و بنی عبد المطلب حضرت امیر المومنین علیہ السلام ... جامع ... ہیں وَاِنَّ ھٰذَا فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَاءُ

سرگرم بیان ہونا اور یقین کر لین کہ قدرت کیطرف سے ... صفات کی خصوصیات ...

یہ تمام کمالات و فضائل ... اِنَّہٗ ذُو الْفَضْلِ ... ہر طرف پھیل چکی تھی اور ... اور ... کامل

... اسلام کیطرف ... گروہ خوارج کو بتلا دیا گیا کہ اہل ... کھل گئی تھی ... اسکے

اب تو ... کی زنبیل عیاری ...

... تھا ۔ جب تحکیم کا مسئلہ پیش ہوا تو پھر امیر المومنین ... اور کی جگہ پر عبد اللہ ابن عباس مقرر کئے ابتدا ... ۔

... منظور ہوا ۔ اور ... وہاں ابو موسی

... کے اوپر ... کی ... شیر ... اور بڑے بڑے انعامات و عطایات کے

وعدہ ... واثق ... ایسی حالت میں امیر المومنین علیہ السلام ... امیر المومنین

سے انکا ... جب ظاہر ہے ۔ امام عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں ... امیر المومنین کا ابو موسی کے تقرر

کان ابو موسی منحرفا عن علی رضی اللہ عنہ

ابو موسی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منحرف تھے ۔

ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ امیر المومنین علیہ السلام معاملات خارج سے علحدہ ہو چکے ۔ مگر ہان ابتک انکی غلط کاریون کے موقع پر انکو صرف اپنی صائب رائے بتلاتے تھے جیسا کہ ابتدا آپ نے قصہ تحکیم مین ابو موسی اشعری کے انتخاب کی غلطی سے مطلع فرما دیا تھا ۔ وہ نہ مانے جو نتیجہ ہوا اور عمر عاص نے ابو موسی کو بیوقوف بناکر اپنا کام نکال لیا ۔ وہ مورخ ابو الفدا کی اصلی عبارت مین حسب ذیل ملاحظہ ہو ۔

والتقى الحكمان فدعى عمرو ابا موسى ان يجعل الامر
الى معاوية فابى ودعا ابوموسى عمرو ان يجعل الامر
الى عبد الله ابن عمر ابن الخطاب فابى ثم قال وما ترى
انت فقال نرى ان نخلع عليا ومعاوية ونجعل الامر شورى
بين المسلمين فاظهر له عمرو ان هذا هو الرأى ووافقه
ثم اقبلا الى الناس فقد اجتمعوا فقال ابوموسى
ان انا قد اتفق على امر ترجوا به صلاح هذه الامة
فقال عمرو صدق تقدم فتكلم يا اباموسى فلما تقدم
لحقه عبد الله ابن عباس فقال له ويحك والله لقد
اظن خدعك ان كنتما فقد اتفقتما على امر فقدمه
قبلك فانى لا امن ان يخالفك فقال ابوموسى قد
اتفقنا فحمد الله واثنى عليه وقال ايها الناس انا لم
نر شيئا اصلح لامر هذه الامة من امر قد اجتمع عليه
رائى ورأى عمرو وهو ان نخلع عليا ومعاوية ونستقبل
هذه الامة هذا الامر فيولوا منهم من احبوا وانى
قد خلعت عليا ومعاوية فاستقبلوا امركم وولوا
عليكم من رأيتموه لهذا الامر اهلا ثم تنحى واقبل عمرو
فقام مقامه وحمد الله واثنى عليه ثم قال ان هذا قد
قد قال ما سمعتم وخلع صاحبه كما خلعه واثبت
صاحبى فانه ولى عثمان والطالب بدمه واحق الناس
بمقامه فقال له ابوموسى مالك لا وفقك الله غدرت و
فجرت فركب ابا موسى ولحق بمكة حياء من الناس و
انصرف عمرو واهل الشام الى معاوية فسلموا عليه
بالخلافة ومن ذلك الوقت اخذ امر على فى الضعف
وامر معاوية فى الغلبة قال العلامة الراغب

جب حاشین یعنی حکم ایک مقام (دومۃ الجندل) پر جمع ہوئے تو عمر عاص
نے ابو موسی اشعری سے استدعا کی کہ وہ معویہ کو خلیفہ تجویز کرین مگر ابو موسی
نے انکار کیا ۔ پس طرح ابو موسی نے عمر عاص سے استدعا کی کہ عبد اللہ ابن عمر ابن خطاب
خلیفہ مقرر کیے جاوین لیکن عمر عاص نے اسکو نہ مانا بعد ازان ابو موسی سے
پوچھا کہ اب تمہاری کیا رائے ہے ۔ ابو موسی نے کہا کہ میری تو یہہ رائے ہے کہ علی
اور معاویہ دونو معزول کیے جاوین اور خلافت کا مسئلہ مسلمانون کی شوریٰ
پر چھوڑ دیا جاوے ۔ عمر نے اس رائے کی تحسین کی اور کہا کہ مجھکو تمہاری رائے
سے اتفاق ہے ۔ یہہ گفتگو کرکے دونون شخص فریقین کے مجمع مین آئے
ابو موسی نے لوگون سے مخاطب ہو کر کہا کہ ہم دونون آدمیون کی رائین
ایک ایسے امر پر متفق ہوئی ہین جو صلاح امت پر مبنی ہین ۔ عمر عاص نے
اسکی تصدیق کرکے ابو موسی سے کہا کہ جو رائے تم نے قائم کی ہے سب
کے سامنے بیان کرو ۔ ابو موسی آگے بڑھے تو عبد اللہ ابن عباس نے اون سے
کہا کہ اگر عمر عاص نے تم پر یہہ ظاہر کیا ہے کہ اوسکو تمہاری رائے سے اتفاق
ہے تو واللہ مین خیال کرتا ہون کہ اوس نے تمکو دھوکا دیا اس لئے مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ پہلے عمر عاص ہی کو تقریر کرنے کا موقع دو ورنہ پچھتاؤ گے
ابو موسی نے اس پر کوئی اعتنا نہین کی اور کھڑے ہو کر بعد حمد و ثنا کے
الہی کہا ۔ ایہا الناس ۔ ہم مسلمانون کے لئے اس سے بہتر زیادہ صلح
کی اور کوئی بات نہین دیکھتا کہ جس پر میری اور عمر عاص کی رائے متفق
ہو چکی ہے ۔ وہ یہہ ہے کہ معویہ اور علی دونو علحدہ کر دیے جاوین اور مسلمانون
کا گروہ غور کرنے کے بعد جسکو چاہے خلیفہ مقرر کر لے لہذا مین نے علی اور
معویہ دونون کو معزول کیا ۔ اب تم لوگ غور کر کے جسکو چاہو خلیفہ مقرر
کر لو ۔ یہہ کہکر ابو موسی پیچھے ہٹے اور عمر عاص نے حاضرین کے سامنے کھڑے
ہو کر حمد و ثنائے خدا کے بعد کہا کہ جو کچھ ابو موسی نے کہا وہ تم لوگون نے سنا
پس جو کچھ ابو موسی نے علی کو علحدہ کر دیا جس سے مجھکو بھی اتفاق ہے
لہذا مین بھی علی کو علحدہ کرتا ہون اور معویہ کو خلیفہ مقرر کرتا ہون

فی المحاضرات انما غلب معویۃ علیاً لانہ غایۃ الادلۃ المحاجۃ بالحیلۃ حل او حرم ثم لم یبالی بالدین ولا یتفکر فی سخط الرب العلمین وعلی لم یستعمل من الحیل الا من حل

کیونکہ وہ عثمان کے ولی اور انکے خون کا طالب ہے اور دوسرون سے زیادہ اونکی قائمقامی کے مستحق۔ یہ سنکر ابوموسی نے عمر عاص سے کہا کہ خدا تجھے توفیق نہ دیے۔ تو نے سخت غداری کی اور بدکاری کی یہ کہکر اوسیوقت ابوموسی سوار ہوے اور شرم کے مارے مکہ چلے گئے

اور عمر عاص نے اہل شام کے ساتھ معویہ کے پاس جاکر خلافت کا مژدہ دیا۔ (مورخ ابوالفدا لکہتے ہین) اسیوقت سے حضرت علیؑ کے امر مین ضعف اور معویہ کے امر مین قوت اتی گئی۔ علامہ راغب کتاب محاضرات مین لکہتے ہین کہ معویہ کو حضرت علی پر محض اسوجہ سے غلبہ حاصل ہو گیا کہ معویہ ہر حیلے سے اپنا ہر کام نکال لیتا تہا۔ چاہیے وہ حیلہ حلال ہو یا حرام۔ کیونکہ معویہ کو نہ دین کی پروا تھی نہ خدا کا خوف تھا اور حضرت علیؑ کسی حیلہ ناجائز کو کام مین نہین لاتے تہے۔

**حضرت امام حسنؑ کی شش ماہہ امامت مین معویہ کے مکر و فریب**

معویہ کو جو توقع تہی وہ اپنے فریب و دغا بازی سے اور جو امید تھی وہ اپنے مکر و حیلہ سے چنانچہ شاہدات تاریخی نے اوسکے اس کلیہ کو ثابت بھی کردیا میدان قتال مین نہ زور شمشیر انکے کام اسکا نہ حسن تدبیر جو کچھ اچہا برا کام نکلا۔ وہ اوسی عالمفریبی سے جو اونکے فطرت کا تمغاے شرافت تھی۔

**لشکر امام حسنؑ مین سازش اور اغوا**

حضرت امام حسن علیہ السلام سے بعد امیرالمومنینؑ کے تمام مسلمانون نے بیعت کی (روضۃ الاحباب) بیعت کے بعد امام حسنؑ نے معاویہ سے مقابلہ کا قصد مصمم کرکے کوفہ سے کوچ کیا اور لشکر کے ساتھ مدائن مین قیام فرمایا۔

تاریخ ابن واضح مین مرقوم ہے۔

کان معویۃ یدس الی العسکر الحسن من یتحدث ان قیس بن سعد قد صالح معویۃ وتوجہ الی عسکر قیس من یتحدث ان الحسن قد صالح معویہ (الی ان قال) فاضطرب العسکر

معویہ نے یہ خفیہ کارروائی کی کہ ایک شخص کو مدائن بھیجا جہان امام حسنؑ مقیم تھے اور وہان اوس نے یہ مشہور کرایا کہ امام حسنؑ کے سپہ سالار قیس بن سعد نے معویہ سے صلح کرلی اور اسیطرح دوسرے شخص کو قیس کے لشکر مین بھیجکر وہان یہ شہرت دلائی کہ امام حسن علیہ السلام نے معویہ سے صلح کرلی جب دونون جگہون یہ خبر شائع ہوئی تو امام حسنؑ کے لشکر اور توابع مین سخت اضطراب پیدا ہو گیا

تاریخ ابن کامل ابن اثیر مین ہے۔

فنادی المنادی فی العسکر بالمدائن الا ان قیس قد قتل وانفروا فنفروا ونہبوا سرادق الحسن فنہبوا متاعہ حتے نازعوہ بساطاً کان تحتہ

مدائن مین لشکر امام حسنؑ مین ایک منادی نے ندا کی کہ قیس ابن سعد تو قتل کردئیے گئے اب تم سب کو لازم ہے کہ یہان سے بھاگ جاؤ۔ یہ سنتے ہی لوگون نے امام حسنؑ کا کل اسباب لوٹ لیا اور خیمہ کی قناتین وغیرہ بلکہ وہ فرش تک جس پر آپ بیٹھے ہوئے تہے لیکر بھاگ گئے

**حضرت عبداللہ ابن عباس اور معاویہ سے سازش**

صفین کے واقعات ہی سے اہل عراق کو دھڑا دھڑ رشوتین دیجارہی تھین۔ دنیا کے بندے پیٹ کے بندے کھلی کھلی ایمان فروشی کر رہے تہے بیت المال مسلمین معویہ کا عین المال تھا وہ فی الحال اسی خرچ کے لئے گویا وقف تہا۔ صفین سے لیکر اسوقت تک کتنی رقم اس مدِ خاص مین صرف ہوئی تہی۔ حساب نہین ہوسکتا

بلکہ واقعات تو یہ بتلاتے ہین کہ معاملات صفین سے زیادہ اسوقت رشوت کا بازار گرم ہو رہا تھا۔ صفین کے معاملات تک تو ہلکے سے پردے کی اوٹ بھی تھی۔ اور اب آج کل تو کھلے خزانوں بڑی بڑی رشوتوں کی لین دین جاری تھی۔

سے اپنے پھر جانبین تو نیزون کی شکایت کیا ہے۔ ملا مجلسی علیہ الرحمہ جلاء العیون مین لکھتے ہین کہ کوفہ سے چلتے وقت حضرت امام حسن علیہ السلام عبداللہ ابن عباس کو چار ہزار فوج کے ساتھ مقدمۃ الجیش بنا کر بھیجا تھا۔ مدائن پہونچکر قیس ابن سعد ابن عبادۃ الانصاری کو بارہ ہزار کی جمعیت سے معاویہ کے مقابلہ کو روانہ فرمایا تھا۔ اور خود دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ مدائن مین قیام فرما تھے۔ اور حریف کی طرف سے شروع جنگ کا انتظار فرما رہے تھے۔ عبداللہ ابن عباس کی فوج معویہ کی فوج سے متصل تھی اور گویا لشکر شام کی راہ روکے تھی اور قیس کا ماتحتی لشکر دلیل پیچھے حدود عراق مین پڑاو ڈالے تھا۔ طرفین سے خاموشی تھی اور کوئی آگے بڑھنے کی جرات نکرتا تھا۔ دو تین ہفتوں تک یہی کیفیت رہی۔ اسی اثنا مین اپنی رشیدہ اینون اور رشوت ستانیون کا کافی موقع مل گیا انھون نے بڑی کشادہ دلی سے بڑی بڑی رقمین اہل عراق کو دین اور انھون نے بھی بڑی کشادہ دستی سے قبول کرلین۔ ملا علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ معویہ نے بڑی دلیری اور آزادی سے حضرت امام حسنؑ کے پاس ایک طول و طویل فہرست جسمین رشوت لینے والون کے نام اور وہ رقمین جو انکو دی گئین تھین تفصیل سے درج تھین بھجوادی۔ پھر اوسی کتاب مین ہے کہ امیر شام نے عبداللہ ابن عباس کے پاس ایک قاصد دو ہزار دینار کے ساتھ روانہ کر کے یہ کہلا بھیجا کہ نصف رقم اسوقت حاضر ہے نصف جب آپ چلے جائینگے تو پیش کش کی جائیگی۔ قاصد کے آتے ہی اور دو ہزار کی رقم پاتے ہی انکے قدم مین بھی لغزش مین آگئے اور یہ اوسی رات کو روپوش ہوکر معویہ کے پاس چلے گئے

تاریخ طبری فارسی مین انکے واقعہ کو حسب ذیل عبارت مین لکھا ہے۔

عبداللہ ابن عباس نامہ کرد بمعاویہ تا انکہ زود تر نزد او بشود بران شرط کہ شما از بیت المال بصرہ ازاو نخواہید۔ معویہ اجابت کرد۔ عبداللہ ابن عباس بشام رفت با آن خواستہ کہ داشت واز انجا بمکہ رفت

طبری ج ۲ ص ۶۰۲

عبداللہ ابن عباس نے خود معویہ کو لکھ بھیجا کہ ہم بہت جلد تمہارے پاس چلے آنے والے ہین مگر اس شرط پر کہ بیت المال البصرہ مین جو کچھ بھی ہے وہ مجھ سے طلب نکرو۔ معویہ نے فوراً قبول کرلیا اور عبداللہ ابن عباس تمام مال و اسباب کے ساتھ شام چلے گئے اور وہان سے مکہ چلے آئے

صلح سے لیکر وفات تک کے حالات

انھین اسباب نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو آخرکار صلح قبول فرمالینے پر مجبور کردیا۔ اور حسب ذیل شرائط پر صلحنامہ لکھکر جانبین سے دستخط ہوگئے۔

(۱) معویہ درمیان امت کتاب خدا و سنت رسولخدا صلعم کے موافق عمل کریگا۔

(۲) معویہ اپنے بعد کسیکو خلیفہ نکرے

(۳) شام و عراق و یمن و حجاز ہر جگہہ کے لوگ معویہ کے شر و غدر سے امن مین رہینگے۔

(۴) جناب امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام اور جمیع اہلبیت و خویشان رسولخدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم سے معویہ کوئی مکر و غدر نہین کریگا۔ اور نہ پنہان و آشکار انکو کوئی ضرر پہونچائیگا۔

(۵) اصحاب علی اور شیعہ اپنی جان و مال اور اہل و عیال کے ساتھ مطمئن رہینگے

(۶) خراج ملک سے ہر سال پچاس ہزار درہم معویہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت مین پہونچاتا رہیگا۔ اور علاقہ دار البجرد

اہلبیتؑ کی گذران کے لئے واگذاشت کردیا جائیگا
(۷) جناب امیرالمومنین علیہ السلام کو قنوت نماز میں یا اور کسی موقع پر بُرا نہیں کہا جائے گا۔
صلحنامہ کے یہ شرائط تھے۔ ان شرطوں میں سے معاویہ نے ایک شرط بھی پوری نہیں کی۔ تاریخ کامل ابن اثیر میں ہے
لم یف له معاویه بشی مما عاهد علیه معویہ نے اپنی کسی عہد پر بھی وفا نہیں کی جس کا اس نے اقرار کیا تھا۔
تاریخ کامل ابن اثیر کے علاوہ تاریخ ابوالفدا۔ تاریخ طبری۔ تاریخ مسعودی۔ تاریخ ابن اعثم کوفی۔ تاریخ روضۃ الصفا۔ روضۃ المناظر۔ ریاض النضرہ۔ کنز العمال اور تذکرہ خواص الامۃ وغیرہ تمام کتب تاریخ سیر و احادیث میں بالاتفاق یہی لکھا ہے کہ معویہ نے ان شرطوں میں سے ایک شرط پر بھی وفا نہیں کی۔
تمام شرطوں کی تفصیلی عہد شکنی تو کتاب سرِ چمن۔ سوانح عمری حضرت امام حسنؑ علیہ السلام میں بیان ہوچکی ہے اونکے دہرانے کی ضرورت نہیں۔ ہمکو صرف تین شرطوں کی عہد شکنی اور خلاف ورزی کی تفصیلی کیفیت دکھلانی ہے جنکو ہمارے موجودہ موضوع کتاب سے پورا تعلق ہے۔ اور جن سے معویہ اور اونکے موئیدین کے دعوے۔ بنی امیہ کا اونکے ساتھ عفو و درگذاشت۔ لطف و مراعات اور بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب پر غلبہ پاکر اونکے ساتھ رواداری و مساوات کے زعم باطل قطعاً باطل ہو جاتے ہیں اور جھوٹے ثابت ہوتے ہیں
صلحنامہ کی وہ تین شرطیں جنکے تفصیلی بیان کی ہمکو ضرورت ہے۔ وہ حسب ذیل ہیں۔
(۱) معویہ اپنے بعد کسی کو خلیفہ نہ کرے
(۲) شام۔ عراق۔ حجاز۔ یمن اور ہر جگہ کے شیعہ اور اصحاب علی علیہ السلام معویہ کے خوف سے اپنے جان و مال کے ساتھ ہمیشہ مطمئن رہینگے۔
(۳) جناب امام حسنؑ امام حسینؑ علیہما السلام اور جمیع اہل بیت اور اقربائے حضرت رسولخدا صلعم سے معویہ کوئی غدر اور مکر نہیں کریگا اور پنہان و آشکار انکو کوئی صدمہ نہ پہونچائے گا
شرط اول کی — اب ہم معویہ کیطرف سے ان شرطوں کے پوری نہ کئے جانیکے حالات قلمبند کرتے ہیں۔
اصلی صورت — اپنے بعد معویہ کسیکو خلیفہ نکریگا۔ اول تو یہ شرط کے الفاظ یہ تھے۔ شرط مرقومہ کے الفاظ یہ تھے۔ کہ معویہ اپنے بعد کسیکو اپنا خلیفہ مقرر نہیں کرے گا۔ بلکہ اپنے بعد یہ خلافت امام حسنؑ یا جو اہل بیت میں موجود ہوگا اوسکو واپس دیدیگا۔ ہم اس بحث کو معتبر اسناد کے ساتھ کتاب روح چمن سوانح عمری حضرت امام حسنؑ میں لکھ چکے ہیں۔ ہمارے ناظرین کو یاد رکھنا چاہئیے کہ اس شرط کو صرف متقدمین علما مثل امام قتیبہ دینوری۔ امام عبدالبر ملکی اور علامہ ابن حجر ہی نے نہیں لکھا ہے بلکہ علماء متاخرین نے بھی آجتک اسکو برابر نقل کیا ہے۔ چنانچہ ہمارے فاضل قدر معاصر خواجہ عبیداللہ امرتسری بھی اپنی کتاب ارجح المطالب میں حافظ ابن حجر کی فتح الباری سے عبارت لکھکر تحریر فرماتے ہیں
معلوم ہوتا ہے کہ اسی کے خوف سے امیر معاویہ نے جناب امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوایا تھا کہ اگر آپ معویہ کی ابتدا زندہ رہے تو میرے بعد حسب عہدنامہ خلیفہ بن جائیں گے اور میرا بیٹا یزید خلافت سے محروم رہجائے گا۔ ارجح المطالب ص ۸۱
ہمارے دوسرے معاصر جو فی زماننا شریعت و طریقت دانو فضیلتوں پر ممتاز ہیں امام قتیبہ کی کتاب الامامۃ والسیاسۃ

کی عبارت لکھکر بھی ایسے قائم فرماتے ہین شہادت حسینؑ مولفہ حسن میاں صاحب پھلواروی ۔ درگاہ خرد ۔ پھلواری ضلع پٹنہ ۔

اسلامی مورخین کے علاوہ یورپ کے محققین بھی جنکی گہری تحقیقات دنیا مین مشکل سے اپنا جواب رکھتی ہے ۔ ایسا ہی لکھتے ہین مسٹر اسبرن (osbern) اپنی لائف اف ہارون الرشید مین خلفاے راشدین کا ذکر کرتے ہوے جناب امام حسن علیہ السلام کی صلح کے متعلق اس شرط کو اوسیطرح لکھا ہے جسطرح اوپر لکھی گئی ہے اور ہمارے معتبر و مستند معصر مولوی احمد حسین صاحب رضوی کی مترجم سیرۃ الہارون نے ترجمہ فرماتے ہوے مسٹر اسبرن کی اون تمام تحریرات پر نوٹ دیا ہے جنکو اپ نے اسلامی اعتقادات و تحقیقات متفقہ کے خلاف پایا ہے ۔ مگر اس شرط کے تذکرے مین مسٹر اسبرن کی عبارت پر کوئی نوٹ نہین دیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے لائق مترجم کے وسیع تحقیقات مین بھی معاملہ ایسا ہی ہے اور جو کچھ مسٹر اسبرن نے اسلامی تاریخون سے لیا ہے اوسی پر اعتقاد معتبرہ اسلام کے جملہ علماے سواد اعظم کا اتفاق ہو چکا ہے ۔

دوسری صلح شیعان علیؑ کی جان و مال او اہل و عیال کی حفاظت ۔ اس شرط کی اصلی عبارت ہم اوپر لکھ چکے ہین اب ہمکو یہ ثابت کرنا ہے کہ معاویہ نے اس شرط کو کہان تک پورا کیا ہے اسکی تفصیل بھی سرورق مین ہو چکی ہے ۔ مختصراً کچھ عرض ہے ۔

معویہ کی حکومت شیعان علیؑ اور دوستاران اہلبیت کے لئے ایسی سخت مصیبت تھی جس سے بقول مسٹر اسبرن نہ تنہا شیعون کو بلکہ تمام دنیا کو گلا چھڑانا مشکل تھا ۔ انکے محفوظ و مطمئن رکھنے اور اونکی ساتھ امن و امان کے سلوک قائم کرنیکے برخلاف معویہ نے ان لوگون کو قلمرو اسلامی مین انکو ڈہونڈہ ڈہونڈہ کر قتل کروایا سولیان دلوائین ۔ انکے گھر کھدوا کر پھنکوا دیے ۔ ملکی دفاتر او محکمجات سے انکے نام کٹوا دیے گئے ۔ انکے مقررہ وظائف ضبط ہوے ۔ انکی جاگیرین چھین لین گئین ۔

ان مظالم کی تفصیل مین جو فرامین معویہ کے باب الحکومت سے جاری ہوے اونکی عبارت، امام ابوالحسن علی بن محمد مدائنی کی کتاب الاحداث کو فارسی ترجمہ سے بجنسہ ذیل مین نقل کیجاتی ہے جب امر سلطنت معویہ کیلیے مرتب ہوگیا تو اوس نے اپنی تمام عمال ماتحت

چون امر سلطنت بر معویہ استوار ایستاد ۔ فرمانگزار خویش ادا امصار و دیار فرمان داد کہ برئت الذمۃ ممن روی شیئا من فضل ابوتراب و اہلبیتہ عہد خویش سکستم وحبل بیعت و پیمان خود گسستم از انکہ از فضائل علی ابن ابی طالبؑ و اہل بیت او سخنی بر زبان آرد و حدیثی را روایت کند ۔ چون این خبر در بقاع و بلاد پراگندہ گشت و در ہر بقعہ و بلدہ خطیبے بر منبر عروج داد نخستین زبان بلعن و شتم علی و اہلبیتؑ کشادہ براءت از انحضرت جست و جماعت کہ در کوفہ کہ شیعان علی از دیگر جا اینجا زیادہ بودند ۔ زیاد ابن ابیہ کہ دران وقت حکومت کوفہ و بصرہ داشت و شیعان علی علیہ السلام را خوب می شناخت از مرد و زن چہ از شیخ و کودک ۔ چرا کہ سالہا سال در شمار عمال علیؑ بود و ایشان را بہتر می شناخت و منزل و ماواے ایشان را ہر چند در زاویہ ہا و مجہولہا بود نیکو میدانست

کو علاوہ اسلامیہ مین فرمان جاری کردیا کہ میرے قلمرو مین جو شخص علیؓ اور اپ کی اہلبیت علیہم السلام کے فضائل بیان کریگا یا اون لوگون سے کوئی روایت کرے گا تو مین اوس سے اپنی سب عہد و اقرار اوٹھا لونگا ۔ جب یہ فرمان شہر و قصبات مین پہونچا تو ہر مقام پر خطیب منبر پر گیا تو پہلے اوس نے حضرت علیؓ اور اپ کی اہلبیت پر لعن کی (نعوذ باللہ) اور ان لوگون سے اپنی برات ظاہر کی اور خاصکر کوفہ مین (سب سے زیادہ ظلم ہوے) جہان تمام شہرون سے زیادہ شیعہ بستے تھے اور زیاد ابن ابیہ جو بصرہ اور کوفہ کا حاکم تھا اور شیعیان علی کو خوب پہچانتا تھا کیونکہ حضرت علیؓ کے ایک عامل کی حیثیت سے وہان مدتون رہچکا تھا اور اگرچہ وہ لوگ دور دراز گوشہ نشین اور غیر متعارف مقامون مین رہتے تھے ۔ لیکن تاہم زیاد انھین خوب پہچانتا تھا ۔ ان غریبون پر اس لیے

دست تظلم دراز کرده و ہمگان را دستگیر ساخت و با تیغ در
گذرانید۔ جماعتے را میل درکشید و نابینا ساخت و گروہے را
دست و پا برید و از شاخہاے نخل در آویخت گروہے در
مغاکہا و شگافہاے کہسارہا مستور می شدند و یک تن از
شناختگان شیعان علی علیہ السلام در عراق بجا نماند

اوس نے انلوگون پر خوب ظلم وستم کے ہاتھ صاف کیے اور
اون سب کو اسیر کرلیا اور پہر سب کو تلوار کے گھاٹ اوتارا
انمین سے ایک جماعت کی آنکھون مین سلائیان پہروادین
اور اندھا کروادیا اور بہتون کو درختون مین لٹکا کر پھانسیان
دلوادین اور جو لوگ بچ گئے وہ بھاگ بھاگ کر دور دراز پہاڑون
اورغارون مین چھپ گئے۔ غرضکہ شیعان علی اور اونکا پہچاننے والا ایک بھی عراق مین باقی نچھوٹا

یہہ تو کوفہ کی شیعہ ابادی پر ستم ڈہائے گئے اب بصرہ کے شیعون کی مصیبتین ملاخطہ ہون۔

زیاد ابن سمیہ سمرہ ابن جندب را بجاے خود بگذاشت و بکوفہ
مراجعت نمود و سمرہ ہشت ہزار از مردم بصرہ را بیرون بصرہ
گردن زد و در میان ایشان چہل و ہفت کس حافظ
و قاری تمام قران بودند و جرم و جریرت این جماعت
حب علی ابن ابی طالب علیہ السلام بود بلکہ بعض را محض
بہ تہمت از شیعان علی میگفتند و سر برگرفتند

زیاد ابن سمیہ سمرہ ابن جندب کو بصرہ مین چھوڑکر کوفہ چلا ایا۔ اوسکے
جانیکے بعد سمرہ نے اٹھ ہزار شیعون کو جو بصرہ اور اوسکے مضافات
مین رہتے تہے قتل کرادیا۔ انمین سنیتالیس بزرگ حافظ اور
قاری تمام قران کے تہے۔ ان لوگون کا جرم صرف محبت
علی تھی۔ بعض لوگون کو تو صرف شیعہ علی ہونیکی تہمت پر قتل
کرادیا گیا

معاویہ نے ایک دوسرا فرمان اس مضمون کا پہر شایع کرایا۔ وہ یہہ ہے۔

نیک نگران باشید در حق کسے کہ استوار افتاد کہ از دوستدار
علی ابن ابیطالب و محبان اہلبیت اوست نام اورا از
دیوان عطایا کہ از بیت المال مقرر است خط محو بر کشید
و ساقط سازید وظیفہ اورا۔ و اجراے اینقدر ہم رضا نداد
بلکہ خطے دیگر نگاشت کہ ہر کس را بدوستی علیؑ و اہلبیت
علیہم السلام او متہم سازند ہر چند کہ استوار نباشد و گواہے
براین معنی حاضر نشود بہمان تہمت دست خوش نقمت سازید
و سر از تنش بر دارید

اچھی طرح اسکا خیال رکھو کہ جو شخص شیعہ علی اور دوستدار اہلبیت
علیہم السلام اگر ثابت ہو اوسکا نام وظیفہ یابان بیت المال
کی فہرست سے کاٹ دو اور وظیفہ مقررہ اسکا بند کردو۔ اسی پر
منحصر نہین۔ بلکہ ایسے لوگ بھی قتل کردیے جائین جو دوستئ
علیؑ و اہلبیتؑ مین صرف متہم ہون۔ ہر چند یہہ شبہہ ثابت بھی
نہو اور اس امر پر کوئی شاہد بھی موجود نہو۔ صرف اسی تہمت
پر اونکے سر اوڑادو

اس شاہی فرمان کی اجرا و اعلان سے شیعون کی غریب جانون پر کیا گذری اوسکی تفصیل یہہ ہے۔

چون این حکم از معاویہ پراگندہ شد عمال و حکام او بر قتل شیعیان
علی علیہ السلام پرداختند و بسیار کس را بہ تہمت ناراست و گمان
سست با تیغ درگذرانیدند و خانہاے ایشان را خراب
ساختند چہ بسیار افتاد کہ مردے اینکہ بیندیشد معنی
کلمہ را سنجیدہ باشد سقطہ در کلام او افتاد کہ حمل بر حب

جب یہہ حکم معویہ کا جاری ہوا تو اوسکے عمال و حکام شیعون کے قتل
پر امادہ ہوے اور بہتون کو جھوٹی تہمت پر تلوار کے گھاٹ
اوتار دیا اور اونکے گھرون کو مسمار کردیا۔ یہانتک نوبت
پہونچی کہ اگر کسی شخص نے بغیر سوچے سمجھے کوئی ایسی بات کہدے
جس سے اوس پر حب اہلبیت علیہم السلام کا گمان ہوا تو

اہلبیت علیہم السلام نوان کرد و لے انخہ از او بسپ سند سرش را بتیغ
زتن برشستند چنان اُفتاد کہ شیعہ علی علیہ السلام چون میخواست
با رفیقی موافق و صدیقی موثق سخنی بگوید او را بسرآئے خویش ورمی
آورد و از پس ستارات و حجابات می نشست و ہر کہ خادم و
مملوک سیر و رمی لبست انگاہ با او بایمان مغلظہ سوگند میداد
کہ از مکنون ضمیر مکتوم سترے بیرون نیفگند پس با تمام خوف و وحشت
حدیثے را روایت میکرد (ناسخ التواریخ جلد ششم مطبوعہ بمبئی باسناد
امام ابوالحسن والشیبان بنابر سنا و صحیح مسلم باب الفتن)

اوسکا بغیر اوس سردرفت یا کیسے سر اوڑا دیا گیا پہر تو یہہ حالت ہوئی کہ جب
کوئی شیعہ علیؑ اپنے کسی سچے دوست سے یا اپنی کسی معتمد احباب
سے بھی کوئی بات کہنا چاہتا تھا تو اوسکو اپنے گھر لیجا یا کرتا
اور تمام گھر کے پردے چھوڑ کر خلوت مین بیٹھتا تھا اور گھر کے
غلام و نوکر بھی اندر آنے نہ دیئے جاتے تھے۔ پہر اپنے دوست سے
اوس راز کے افشا کرنیکی غلیظ قسمین لے لیتا تھا تب کوئی
بات اوس سے کہتا تھا یا کوئی حدیث اوس سے روایت
کرتا تھا۔

تیسری شرط صلحنامہ　　حضرات امام حسنؑ و امام حسینؑ علیہما السلام اور جمیع اہلبیت و اقربائے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
سے معاویہ کوئی غدر اور مکر نکرے گا اور پنہان و آشکار انکو کوئی صدمہ یا تکلیف نہ پہونچائے گا۔"

سب سے پہلے معاویہ نے حضرت امام حسن علیہ السلام ہی کا خاتمہ کردیا۔ گویا جس مقدس بزرگ سے صلح کی گئی تھی اور سب سے
پہلے جس مبارک ہستی سے اوسکی حفاظت جان و قیام وجود کا معاہدہ کیا گیا تہا اور خوشہ داری لیگئی تھی اوسی کے وجود سے سب سے پہلے
دنیا خالی کردی گئی اور اوسکے زمانہ حیات کو بہت جلد اور قبل از وقت تمام کردیا گیا معویہ کو اسکی جیسی جلد اور سخت ضرورت
درپیش تھی وہ محدث شیرازی کی کتاب روضۃ الاحباب کی مفصلہ ذیل عبارت سے ظاہر ہے۔

چون چندگاہ از قضیہ صلح بگذشت معاویہ را خاطر بر آن قرار
گرفت کہ یزید را ولیعہد گرداند و مشاہیر افاق را ببعیت او دعوت
بکند و چون بتحقیق پیوست کہ این قضیہ با وجود امیرالمؤمنین
حسنؑ پیش نخواہد رفت۔ لاجرم در دفع آنحضرت عا کوشید

جب معاملہ صلح کو زمانہ گذر گیا تو معاویہ نے یہہ نیت کی کہ یزید
کو اپنے بعد ولیعہد مقرر کرے اور اپنے زمانہ حیات ہی مین تمام
مملکت کے لوگون کو بیعت یزید پر متفق کرلے مگر چونکہ اوسے معلوم
تہا کہ یہہ امر امام حسن علیہ السلام کی زندگی مین وجود پذیر نہین
ہوسکتا اسلئے اب کے وجود ہی کو بہت جلد ختم کردینے کی اوس نے (سب سے پہلے) کوشش کی۔

آب معاویہ کے اس عنوان کا نتیجہ مروج الذہب مسعودی کے اصل الفاظ مین ملاحظہ ہو۔

ان امراتہ جعدۃ بنت اشعث الکندی سقتہ
السم وقد کان معویہ دس الیہا انک ان احتلت
فی قتل الحسنؑ وجہت الیک بمائۃ درا ھسم وذوجتک
یزید

امام حسن کو اونکی بیوی جعدہ بنت اشعث کندی نے زہر دیا معاویہ
نے اوس سے خفیہ طور پر کہلا بھیجا کہ اگر امام حسنؑ کے قتل مین
تیرا کوئی حیلہ کارگر ہوجائے تو مین تجھے ایک لاکھ درم انعام
دونگا اور تیرا نکاح اپنے بیٹے یزید سے کردون گا۔

امام عبدالبر ملکی اسکی تصدیق استیعاب مین یون کرتے ہین

سم الحسن ابن علی رضی اللہ عنہما سمتہ امراتہ
جعدۃ بنت الاشعث بن قیس الکندی وقالت
طائفۃ کان ذلک بتدسیس معویۃ الیہا

امام حسنؑ کو اونکی بی بی جعدہ بنت اشعث بن قیس کندی
نے زہر دیا۔ ایک گروہ محققین کا کہنا ہے کہ معاویہ نے جعدہ
سے سازش کرکے امام حسنؑ کو زہر دلوایا

**امام حسنؑ کی وفات پر معویہ کی خوشیان**

اپنی تدبیر یا اپنے مقصد مین کامیاب ہوجانے پر اظہار مسرت فطرت انسان کے ایسے جذبات ہین جو کسیطرح سے روکے نہین جاسکتے۔ تاریخ الخمیس دیاربکری اور حیواۃ الحیوان دمیری کی منفصلۂ ذیل عبارت اسکی شاہد صادق ہے۔

لما بلغ معوٰیہ موتہ سمع تکبیر من الخضراء فکبّر اھل الشام لذلک التکبیر فقالت فاختہ بنت قرظیہ لمعوٰیہ اقر اللہ عینک ما الذی کبّرت لاجلہ فقال مات الحسنؑ فقال اعلی موت ابن فاطمہ تکبرت فقال ما کبّرت شماتۃ ولکن استراح قلبی ودخل علیہ ابن عباس فقال یا ابن عبّاس ھل تدری ما حدّث فی اھل بیتک قال لا ادری ما حدّث الا انی اراک مستبشرا وقد بلغنی تکبیرک فقال مات الحسنؑ فقال ابن عباس رحم اللہ ابا محمدؑ ثلاثا واللہ یا معوٰیۃ لا تسدّ حفرتہ حفرتک ولا یزید عمرہ فی عمرک

جب معویہ کو امام حسن کی خبر وفات ملی تو محل خضراء سے تکبیر کی اواز سنی گئی جسکو سنکر اہل شام نے تکبیر کہی۔ فاختہ بنت قرظیہ نے معویہ سے کہا تمہاری انکھین ٹھنڈی ہون تم نے کس بات پر تکبیر کہی معویہ نے کہا کہ حسن کا انتقال ہوگیا فاختہ کہنے لگی۔ کیا تمنے فاطمہؑ کے بیٹے کے مرنے پر تکبیر کہی ہے۔ اوسنے کہا مین نے شماتت کے ارادے سے تکبیر نہین کہی ہے بلکہ اسوجہ سے کہ حسنؑ کی خبر موت سے میرے قلب کو راحت پہونچی اتنے مین ابن عباس اگئے معویہ نے کہا تمہین معلوم کہ تمہارے اہلبیت مین کیا واقعہ گذرا۔ عبداللہ ابن عباس نے کہا مجھ کو تو معلوم نہین مگر مین تمکو اسوقت خوش پاتا ہون اور تمہاری تکبیر کی اواز بھی مین نے سُنی ہے۔ معویہ نے کہا حسنؑ کا انتقال ہوگیا۔ عبداللہ ابن عباسؓ نے کہا خدا رحم کرے ابو محمدؑ پر اسکو تین بار کہا۔ واللہ نہ اونکی قبر تمہاری قبر کو روک دے گی اور نہ اونکی عمر تمہاری عمر کو بڑھا دے گی۔

یہ تو خاص امام حسنؑ کے ساتھ جو حضرت علیؑ کے فرزند اکبر تھے معویہ نے شرائط صلح کے مطابق حقوق حفاظت ونگرانی ادا کیے اب شیعون کے ساتھ جو ظالمانہ خونخواری اور دلآزاری کی اوسکی خونین تفاصیل ہمارے گذشتہ صفحات کو رنگین کرچکی ہین اس لئے ادن کی تکرار کی ضرورت نہین۔ اونھین خونخوارون کا ایک ضمیمہ پیش کردیتا ہون۔ یہ مظلوم بزرگ صرف شیعہ علیؑ ہی ہونیکا مجرم نہین تہا بلکہ جلیل القدر اور مستجاب الدعوات صحابی رسولؐ ہونیکا بھی قصوروار تہا۔

ابن شحنہ اپنی مشہور تاریخ روضۃ المناظر مین لکھتے ہین۔

کان معوٰیہ وعمالہ یسبّون علیا علی المنابر وکان من عادۃ حجر ابن عدی اذا استبوا علیا فعارضھم واثنی علیہ ففعل کذلک فی امارۃ زیاد بالکوفہ فامسک وارسل بہ مع جماعۃ من اصحابہ الی معوٰیہ فامر بقتلہ وثمانیۃ من جماعتہ فقتلوا بقریۃ عذراء رحمہم اللہ وعظم ذلک علی المسلمین وروی عن الشافعی انہ اسر الی الربیع ان اربعۃ من الصحابۃ لا تقبل

معویہ اور اونکے عمال منبرون پر حضرت علیؑ کی شان مین کلمات ناشائستہ کہتے تھے اور حجر ابن عدی اون کلمات ناسزا کے جواب مین حضرت علیؑ کی مدح کیا کرتے تھے۔ جب زیاد کے زمانہ حکومت مین حجر ابن عدی نے حسب عادت سبّ علی کا معارضہ کیا تو زیاد نے اوں اونکے اٹھ ساتھیون کو پکڑ کر معویہ کے پاس بھیجدیا اور معویہ نے سب کو قریہ عذرا مین بھیجکر قتل کرا ڈالا۔ خدا اون سب پر اپنی رحمت نازل کرے۔ اونکا قتل مسلمانون پر بہت شاق گذرا۔ امام شافعی نے ربیع کو وصیت کی کہ چار صحابی

شہادۃ معویہ وعمرابن العاص والمغیرۃ وزیاد　　کی گواہی قابل قبول نہین ۔ معویہ ۔ عمرعاص ۔ مغیرۃ اور زیاد

علامہ ابن عبدالبر استعیاب مین لکھتے ہین

عن مبارک بن فضالہ قال سمعت الحسن البصری یقول　　مبارک بن فضالہ سے مروی ہے کہ مین نے حسن بصری کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے
ویل لمن قتل حجر بن عدی واصحابہ وقال احمد قلت　　کہ وائے ہے حجر اور اصحاب حجر کے قاتلون پر اور احمد بن حنبل کا قول
لیحیی بن سلیمان بلغک ان حجرا کان مستجاب الدعوات　　ہے کہ مین نے یحیی بن سلیمان سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ حجر ابن عدی مستجاب
قال نعم وکان من افاضل اصحاب النبی صلعم　　الدعوات ہو اور آنحضرت صلعم کے فاضل ترین صحابی ۔

انکی شہادت کی خبر بھی جناب مخبر صادق صلعم دیچکے تھے کنز العمال مین ہے ۔

عن عائشہ قال سمعت رسول اللہ ص یقول سیقتل بعذرا　　حضرت عائشہ سے مروی ہو کہ مین نے رسول اللہ صلعم کو ارشاد کرتے ہوئے
ناس یغضب اللہ لھم واھل السماء　　سنا ہو کہ عنقریب ایسے لوگ مقام عذرا مین قتل کیے جائینگے جنکے قاتلون
پر خدا اور اہل سموآت کا غضب نازل ہوگا ۔

بیعت یزید ۔ واقعہ کربلا　　امام حسن علیہ السلام کے معاملات سے فراغت کلی ہوچکی تو بخوف اسکے کہ جب شرائط صلح امر خلافت
مصائب حسین ؑ اور کی تمہید　　حضرت امام حسین علیہ السلام کیطرف منتقل ہوجائے بیعت یزید کا مسئلہ جو معاویہ کا اصل مدعا تھا
فوراً چھیڑ دیا گیا اور بڑی مستعدی اور سرگرمی سے اسکا انتظام خاص اپنے ہاتھون مین لیا گیا اور اسکے لئے حجاز و عراق ۔ اسلام کے
دونو مرکزی مقامات کی خاک اوڑا ڈالی گئی ۔ مدینۃ النبی دار الاسلام تھا ۔ نظام اسلام کے ارباب حل و عقد زیادہ تر یہین
رہتے تھے ۔ اسلئے اسکی سلسلہ جنبانی یہین سے اغاز کی گئی ۔ مروآن عامل مدینہ کے ذریعہ سے عامۃ المسلمین مین اسکی تحریک
شروع ہوئی ۔ مروآن نے اس فرمان شاہی کی عام قبولیت و منظوری کے لئے مختلف ذریعون سے کوشش کی ۔ خلوت مین جلوت مین
لوگون کو سمجھایا بھی پھسلایا بھی ۔ منبرون پر مسجدون مین نصیحین بھی کی ۔ ڈرایا بھی ۔ دہمکایا بھی ۔ مگر باین ہمہ اوسکی مشن ۔
ناکامیاب ہی ۔ عام پبلک نے کچھہ تو سلطنت کی بدنظمی ۔ خلاف عہدی اور کچھہ ولیعہد کی ناقابلیت اور عدم صلاحیت کے باعث
سے موجودہ مضمون ولیعہدی کو خاص دلچسپی سے نہین سنا ۔
مروان نے صورت حال معویہ کو لکھہ بھیجی ۔ اوسنے دوسری وجہہ کو مسلمانون کی غیر دلچسپی کا سبب یقین کیا اور تختگاہ
شام سے فوراً ولیعہد بہادر کو براہ راست ان ضروری ہدایات کے ساتھہ مدینہ مین بھیجدیا کہ وہ مسرفانہ داد و دہش اور خود غرضانہ عطا
و بخشش کے ذریعہ سے فاقہ ستان حجاز اور زر پرستان عراق سے اپنے اخلاق و اشفاق کی عام قبولیت حاصل کرین اور بیت
المال اسلامی کو اپنا عین المال قرار دیکر اپنے اثر و اقتدار قائم کرنیکا آلہ کار بنائین ۔ صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہین

در این سال یزید بحج رفت و بجہت تحصیل نام نیک اموال وافر　　اسسال یزید حج کے لئے آیا ۔ اور نیک نامی حاصل کرنیکے لئے
در مکہ و مدینہ زادہ اللہ شرفہما صرف کردہ ولہا بدست آوردہ و ذکر　　مال کثیر مکہ و مدینہ زادہ اللہ شرفا مین صرف کر کے لوگون کے دلون کو
سماحت و مروت او در افواہ افتاد　　اپنے ہاتھہ مین لیا ۔ اور یزید کی عطا و جود کا تذکرہ ان دونو
مقامون مین مشہور ہوا ۔

لیکن جب لوگون کو اس سفر کا اصل مدعا معلوم ہوا تو یزید کے متعلق اختلاف رآے قائم ہوگیا - روضۃ الصفا مین ہے

اما چون این معنی اشتہار یافت کہ معاویہ یزید را ولیعہد خویش میگردانند مردم در این باب سخنہا گفتند بعضی از شعرا او را ہجو نمودند و برخے بہ ستائش وے مشغول گشتند ہا و طبقات خلائق را بقدر حاجت الشان رعایت نمود

لیکن جب یہہ امر ظاہر ہوگیا کہ معاویہ یزید کو اپنا ولیعہد کرنا چاہتا ہے تو لوگون نے اپسمین مختلف قسم کے قول کہے - بعض شاعرون نے اوسکی ہجو طیار کی اور بعض نے اوسکی تعریف کی اور اوسنے بقدر ضرورت سب کے ساتھہ رعایت کی -

معاویہ کا یہہ مشن پورے طور سے تو نہین تو تھوڑا ابہت تو ضرور کامیاب ہوا - مگر اس قلیل کامیابی سے معاویہ کی لوری تسکین نہین ہوئی تو اوسنے عبداللہ ابن زبیر - عبداللہ ابن عمر اور عبدالرحمن ابن ابی بکر کو بلا بلا کر اونکو بیعت یزید پر راضی کرنا چاہا - مگر بہ استثناے عبداللہ ابن عمر سب نے انکار کیا - ہمکو ان واقعات کے دہرانے کی ضرورت نہین - ہمکو تو صرف امام حسین علیہ السلام کے ساتھہ معویہ کے طرز عمل کو دکھلانا مقصود ہے -

مروان نے ولیعہدی یزید کے متعلق امام حسین علیہ السلام کی نسبت معاویہ کو یہہ خط لکھکر اطلاع کی -

اما بعد فان عمر ابن عثمان ذکر ان رجالاً من اہل العراق ووجوہ اہل الحجاز یختلفون الی الحسین ابن علیؑ و ذکر انہ لا یامن وثوبہ وقد بحثت عن ذلک فبلغنی انہ لا یرید الخلافۃ یومہ ولست امن ان یکون ھذا ایضا لمن بعدک فاکتب الی برایک فی ھذا والسلام

اپ کو معلوم ہو کہ عمر ابن عثمان نے مجھے خبر دی ہے کہ اہل عراق اور سرداران حجاز کی ایک جماعت کی امد و رفت جناب امام حسین علیہ السلام کی خدمت مین بہت پائی جاتی ہے اور کہتا تہا کہ مین اونکے خروج کرنیکے لیئے مطمئن نہین ہون - مین نے اس معاملہ کی تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ وہ اسدنون تو خلافت کا ارادہ نہین رکھتے - مگر ان - تیرے بعد جو مسند خلافت پر متمکن ہوگا اوسکی طرف سے مجھو اطمینان نہین ہے - اس بارے مین جو اپ کی راے ہو - اوس سے مطلع فرمائیے - والسلام

اس خط نے معویہ کو سخت اضطراب مین ڈالدیا کیونکہ دعویداران خلافت سے حجاز مین سب سے پہلے وہ جناب امام حسین علیہ السلام کو خیال کرچکا تہا - اس سبب سے اوس نے فوراً امام حسین علیہ السلام کی خدمت مین یہہ خط لکھا -

اما بعد فقد انتہت الی امور عنک ان کانت حقا فقد اظننک ترکتہا رغبۃ فدعہا ولعمر اللہ ان من اعطی اللہ عہدہ و میثاقہ لجدیر بالوفاء وان کان الذی یبلغنی عنک باطلا فانک اعزل الناس لذلک وعظ نفسک واذکر بعہد اللہ واوفہ فانک متی تنکرنی انکرک ومتی ماتکدنی اکدک فاتق شق عصا ھذہ الامۃ وان یردہم اللہ علی یدک فی فتنۃ فقد عرفت الناس وبلوا ہم فانظر لنفسک ولدینک ولامۃ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ولا یستخفنک السفہاء الذین لا یعلمون

اپ کی نسبت مجھکو ایسی خبرین ملی ہین - اگر یہہ صحیح ہین تو میرا یہہ خیال ہے کہ انکو ترک فرمایئے - اور ان افعال سے باز ائیے - انسان کو لازم ہے کہ جس کسی کے ساتھہ کوئی عہد کرلے اوسکو پورا کرے اور اگر یہہ خبرین جھوٹی ہین تو اپ اون سے بری الذمہ ہین - آپ اپنے نفس کو موعظہ فرمایئے اور اپنے معاہدہ پر قائم رہیئے - اگر اپ میرے حقوق کا انکار کرینگے تو ضرور ہے کہ مین بھی اپ کے استحقاق کا انکار کرون اور جب اپ میرے ساتھہ چال چلینگے تو مین بھی اپکے ساتھہ چال چلونگا - اپ ان امور سے فرو رہیئے جن سے ہوساے امت مین کوئی تفرقہ نہ پڑے اور ایسا نہو کہ اپ کے ہاتھون کر کوئی فتنہ برپا ہو - اپ عوام الناس کو تو پہچان چکے ہین اور اونکو

میزان آزمائش میں ازمائش میں ازماچکے ہیں لہذا امّت محمدیہ کی رہنما اور اپنے دین کی حفاظت کے لئے ہمیشہ طیار ہیں اور سچا نہیں امت کے کہنے پر نہ جائیے۔

اس خط میں معاویہ نے خلاف شرائط صلحنامہ حضرت امام حسینؑ کو اپنی سطوت شاہی اور شروت جہان بنامی سے جتنا ڈرایا اور دھمکایا ہے وہ عبارت تحریر سے ظاہر ہے۔ خاصان الٰہی بحکم لَا لَوْمَةَ لَائِمٍ ان دھمکیوں سے اپنے حقوق اصلی اور اداے فرض منصبی کو چھوڑ نہیں سکتے۔ جناب امام حسین علیہ السلام نے معویہ کو یہہ دندان شکن جواب تحریر فرمایا۔

**امام حسین علیہ السلام کا جواب**

قد بلغنی کتابك فذکرانه قد بلغك الی امور انت لی عنها راغب وانا بغیرها عندك جدیر فان الحسنات لایهدی بها ولا یسددها الا الله واما ما ذکرت انه انتهی الیك منی فانه انما رقم الیك الملاقون لمشاؤن بالنمیم وما ارید لك حربا ولا علیك خلافا وایم الله فی تحالف الله فی ترك ذلك وما اظن الله راضیا بترك ذلك ولاعاذرا بدون الاعذار فیه الیك وفی اولئك القاسطین الملحدین حزب الظلمة واولیاء الشیاطین الست القاتل حجر اخاکندہ والمصلین العابدین الذین کانوا ینکرون الظلم ویستعظمون البدع ولا یخافون لومة لائم ثم قتلهم ظلما وجورا وعدوانا بعد ما کنت اعطیتهم الایمان المغلظة والمواثیق الموکدة لاتواخذهم بحدث کان بینك وبینهم ولا لاباحیة تجدها فی نفسك والست قاتل عمرو بن الحمق الخزاعی صاحب رسول الله صلعم العبد الصالح الذی ابلته العبادة فنحل جسمه واصفر لونه بعد امنه واتیته من عهود الله ومواثیقه مالو اعطیتنا طائرا لنزل الیك من الجبل ثم قتل اجتراءة علی ربك واستخفافا بذلك العهد الست مدعی زیاد ابن سمیه المولود علی الفراش عبید ثقیف فزعمت انه ابن ابیك وقد قال رسول الله صلعم الولد للفراش وللعاهر الحجر فترکت سنة رسول الله صلعم تعمدا و

تیرا خط ایا جسمین تو نے میری طرف سے اپنے لئے ان مخالفتوں کا ذکر کیا ہے جسکی مجھکو کوئی امید نہیں تھی۔ یہہ سمجھ لے کہ حزانہ کے دروازے بغیر حکم خدا نہ کھلتے ہیں اور نہ بند ہوتے ہیں۔ اور تو نے جو کچھہ لوگوں سے میری نسبت سنا ہے۔ جان لے کہ یہہ خوشامدی اور جھوٹے لوگوں نے مجھپر صاف تہمت باندھی ہے تجھکو خوب معلوم ہو کہ مجھکو فی الحال تجھسے کوئی مخالفت یا مخاصمت نہیں ہے لیکن یہہ سمجھ لے کہ خدا کی قسم میں اپنی اس ترک مخاصمت سے خوشنود نہیں ہوں اور اس ترک مخاصمت کو تجھکو اور تیرے اون ملحدین کو جو دوستدار آن شیاطین اور لشکر ظالمین شمار ہوتے ہیں۔ کوئی حق یا عذر نہیں ہو سکتا ہے۔ کیوں اے معاویہ۔ تو وہ شخص نہیں ہے کہ جس نے حجر ابن عدی کندی کو قتل کیا اور ایسے شخصوں کو جو عبادت گذاروں اور امت کے برگزیدوں میں شمار ہوتے تھے اور وہ لوگ ایسے تھے جو ظلم کو بدعت سمجھتے تھے اور راہ خدا میں کسی ملامت کنندہ کی ملامت کی پروا نہیں کرتے تھے۔ پس تو نے ایسے لوگوں کو اپنی ظلم و تعدی سے قتل کیا حالانکہ انکے تحفظ جان اور امن و امان کے لئے تو نے غلیظ قسمیں کھائی تھیں اور مستحکم وعدے کئے تھے۔ بنا اسکے کہ یہہ لوگ تیرے ملک میں کوئی فتنہ برپا کریں تو نے ان سب کو ہلاک کیا اور اے معاویہ کیا تو وہ شخص نہیں ہے جس نے عمرو بن حمق خزاعی کو قتل کیا جو صحابی رسول خدا صلعم تھے اور ایسے مرد صالح تھے کہ کثرت عبادت نے اونکے جسم کو گھلا دیا تھا اونکی قوتوں کو زائل کر دیا اور اونکے رخساروں کو زرد رنگ بنا دیا تھا بعد اسکے کہ تو نے انکو حفظ امان دیا تھا اور اسی عہد و پیمان مستحکم لیا تھا اور وہ تیرے ایسے اقرار تھے کہ انسان کیا اگر کسی جانور کی نسبت بھی تو نے ایسا اطمینان دلایا ہوتا تو وہ ضرور اپنے اشیانہ کوہستانی سے اوڑ کر تیرے پاس چلا آتا۔ مگر باایں ہمہ تو نے اپنے وعدے سے خلاف کیا اور خدا پر جرأت کر کے اونکو قتل کیا

اتبعت هواك بغير هدى من الله ثم سلطته على العراقين
يقطع ايدي المسلمين وارجلهم ويسمل اعينهم ويصلبهم على
جذوع النخل كانك لست من هذه الامة وليسوا منك او
لست صاحب الحضرميين الذين كتب فيهم ابن سمية كانوا
على دين علي عليه السلام فقتلهم ومثل بهم بامرك ودين علي
والله الذي كان يضرب عليه اباك ويضربك به وجلست
ولولا ذالك لكان شرفك وشرف ابيك الرحلتين وقلت فيما
قلت انظر لنفسك ولدينك ولامة محمد اتق شق عصا هذه
الامة وان تردهم الى فتنة واني لا اعلم نظرا لنفسي
ولديني ولامة محمد صلى الله عليه واله وسلم علينا افضل
ان اجاهدك فان فعلت فانه قربة الى الله وان تركته
فاستغفر الله لذنبي واسئله توفيقه لارشاد امري و
قلت فيما قلت اني ان انكرك تنكرني وان اكدك تكدني
مابدالك فاني ارجوان لا يضرني كيدك في وان لا يكون
على احد اضر منه على نفسك لانك قد ركبت جهلك و
تحرصت على نقض عهدك ولعمري ماوفيت بشرط ولقد
نقضت عهدك بقتلك هولاء النفر قتلتهم بعد الصلح و
الايمان والعهود والمواثيق فقتلتهم من غير ان يكونوا
قاتلوك وقتلوا ولم تفعل ذلك لهم الا لذكرهم فضلنا
وتعظيمهم حقنا قتلتهم مخافة امر لعلك لولم تقتلهم مت قبل
ان يفعلوا وماتوا قبل ان يدركوا فابشر يا معوية بالقصاص
واستيقن بالحساب واعلم ان الله تعالى كتابا لا يغادر صغيرة
ولا كبيرة الا احصها وليس الله بناس لاخذك بالظنة و
وقتلك اولياءه على التهم ونفيك اوليائه من دورهم
الى دار الغربة واخذك للناس ببيعة ابنك غلام حدث
يشرب الخمر ويلعب بالكلاب لا اعلمك الا وقد خسرت نفسك
وتبرت دينك وغششت رعيتك واخربت امانتك وسمعت مقالة
السفيه الجاهل واخفت الورع التقي لاجلهم والسلام

ہان اے معویہ ۔ تو ایسا شخص نہین ہے جس نے زیاد بن سمیہ کو جو غلامان
ثقیف مین سے ایک غلام کا زائیدہ تہا ۔ اپنا بھائی بنایا اور اوسکو
ابو سفیان کا بیٹا قرار دیا حالانکہ حسب فرمان آنحضرت صلعم بچہ تو اوسکا
ہوتا ہے جسکی جورو ہوتی ہے اور زناکار کی سزا پتھر ہے تو نے اپنی خودغرضی کی
وجہہ سے سنت رسول ؐ کو ترک کیا ۔ اور عبید ثقیف کے بیٹے کو اپنا بھائی قرار دیکر
حکومت عراقین پر مامور کیا کہ اوسنے مسلمانون کے ہاتھ پاؤن کاٹ ڈالے اونکی
آنکھون کو گرم لوہے سے اندھا کر دیا اور اونکے اجسام کو درختون کی شاخون پر
لٹکا دیا گویا تو امت اسلامیہ مین داخل ہی نہین تھا ۔ اور یہ لوگ تجھ سے علاقہ
ہی نہین رکھتے تھے ۔ ہان اے معاویہ کیا تو وہ شخص نہین ہے کہ تیرے حکم
سے زیاد ابن سمیہ نے لکھ بھیجا کہ قبیلہ حضرمیہ کے لوگ حضرت علی کے پیرو
مین تو نے اوسکو حکم دیا کہ عموماً جو شخص طریقہ علی پر پایا جاوے اوسکو قتل کر ڈالو
اور اونمین سے ایک کو بھی زندہ نہ رکھو حالانکہ خدا کی قسم علی علیہ السلام
وہ دین خدا کے حکم سے تجھکو اور تیرے باپ کو تہ تیغ کیا اور یہی امور کے
کینہ و حسد سے تو نے آج مسند خلافت کو غصب کر لیا ۔ ورنہ تیرے باپ کا
وصف صیف و شتا کے حدود سے باہر نہین تہا (رحلۃ الشتآء والصیف)
او تو نے جو اپنے خط مین یہہ تحریر کیا ہے کہ اپنے نفس اور اپنے دین کی نگرانی کیجیو
اور امت محمدیہ مین تفرقہ نہ ڈالیئے او شق عصاے امت او تفریق جماعت
سے پرہیز کیجیو تو میرے علم ویقین مین تیری حکومت سے بڑھکر دوسری شے
فتنہ و فساد کا باعث اس امت کے لئے نہین ہے ۔ اور اپنے نفس اپنے دین اور
سائر امت محمدیہ صلعم کے لئے دوسری چیز اس سے بڑھکر مفید نافع اور افضل نہین
ہے کہ مین تیرے ساتھ جہاد کرون اگر میرا مقابلہ او قتال انجام پا گیا ۔
تو مجھکو حضرت رب العزت مین شرف قبولیت حاصل ہوگا ۔ اور درجہ قربت ملے
گا اور اگر مین مسامحت او پہلو تہی کرون تو مجھکو اسکے لئے استغفار کرنا چاہیئے
اور اپنے خدا ے تبارک و تعالی سے طلب رشد کرنا چاہیئے اور تو نے جو یہہ لکھا ہے
کہ اگر آپ میرے حقوق کا انکار کیجئے گا تو مین بھی آپکے استحقاق کا بھی انکار
کرونگا اور اگر آپ میرے ساتھ چال چلین گے تو مین بھی آپکے ساتھ
چال چلونگا پس افسوس ہے تجھ پر مجھکو تو تجھسے امید رکھنے کے عوض
مین یقین کامل ہے کہ تیرے مکر سے دنیا مین کسیکو ضرر نہ پہونچیگا ۔

بلکہ وہ اولٹ کر تیری ہی ذات پر پڑیگا۔ کیونکہ تو اپنی جہالت پر سوار ہو گیا ہے اور نقض عہد پر حریص ہو گیا ہی اپنی جان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تو نے اپنے عہدوں سے ایک عہد پر بھی وفا نہیں کی۔ اور تو نے اپنے اقرار و پیمان صلح کے بعد جن پر تو نے سخت سی سخت قسمیں کھائیں تھیں ان مسلمانوں کو تو نے بغیر اسکے کہ وہ تجھ سے منازعت پر امادہ ہوں اور کسیطرح کی مخالفت پیش کریں قتل کر ڈالا۔ انکا کوئی گناہ کوئی تقصیر ہماری محبت ہماری تعظیم اور ہمارے ذکر فضیلت کے سوا کچھ اور نہیں تھی۔ اور تو نے ان لوگوں کو خاص کر اسوجہ سے قتل کرا دیا کہ شاید تو مر جاے اور یہ لوگ زندہ رہجائیں تو تیری تیغ فولادی کی لذت نہ چکھنے پاوینگے پس اے معویہ سمجھ لے کہ روز حساب بہت جلد انیوالا ہے اور یہ بھی یقین کر لے کہ خدائے منتقم کے پاس ایسی جامع کتاب ہے کہ دنیا کا کوئی چھوٹا سا چھوٹا اور بڑا سا بڑا گناہ ایسا نہیں چھوٹتا جو اسمیں نہ درج کیا جاتا ہو۔ خدا تیری ان حرکات کو خوب دیکھتا ہے کہ تو نے ادمیوں پر بہتان رکھا ہی اور صالحان خدا کو تہمت کے جرم میں ماخوذ کیا ہی۔ انہیں سی بہتوں کو انکے مساکن و شہر سے جلاوطن کرایا ہے اور اپنے ایسے بیٹے یزید کے لئے۔ جو شراب خوار اور کتوں سے کھیلنے والا ہے۔ خلائق خدا سے بیعت لیتا ہی۔ یہ امر سوا اسکے نہیں ہے کہ تو نے اپنے نفس کو سخت نقصان میں ڈالا ہے اور اپنے دین کو ہلاکت میں ڈالا ہے اور اپنی ماتحت رعایا کو مشوش اور مضطرب الحال بنایا ہے اور وہ اپنی امانت و دیانت کو خراب کیا ہی اور جہال کی باتوں کو سنتا ہی اور نیکوکاران و پرہیزگاران عالم کو ڈراتا ہے اور دہمکاتا ہے۔ صرف اسلیئے کہ اپنے حصول مقاصد پر فائز ہو۔ والسلام۔

یہاں تک بیعت یزید کی تمہید تھی معویہ نے اخر کار اس مسئلہ کو بغیر اپنی موجودگی کے طی ہونیوالا نہیں سمجھا اور تھا بھی ایسا ہی۔ امام حسین علیہ السلام کے خط کا جواب کیا دیتے لیکن خط پڑھکر غصہ سے جھلا گیا اور کہنے لگا۔

لقد کان فی نفسہ ضب ما اشعر بہ　　ان کے دل میں کینہ و حسد بھرا ہوا ہی جسکا کوئی ٹھکانا نہیں ہے

اسی ایک کلمہ سے معویہ کے دلمیں امام حسین علیہ السلام کی مخاصمت و مخالفت کی حقیقت معلوم ہو گئی۔

مدینہ میں معاویہ　بالآخر معویہ مدینہ میں آیے۔ حسن اتفاق سی سب سے پہلے امام حسین علیہ السلام ملے۔ معاویہ اپکو دیکھتے ہی

امام حسینؑ سے گفتگو　اگ ہو گئے۔ روضۃ الصفا میں مرقوم ہے۔

معویہ گفت لا مرحباً و لا اہلاً تو بدیں رای مانی کہ خون او بجوش　　تمہارے لئے کوئی خوش آمدید نہیں چاہیئے۔ تمہاری مثال اوس بدن کی ہے

امدہ باشد و حق عز و علا خون ترا خواہد ریخت　　جس کا خون جوش کھا گیا ہوا۔ خدا تعالےٰ تمہارا خون گرایے گا

معاویہ کے جو دل میں تہا وہ مونہہ پر اگیا۔ اب معویہ امام حسین علیہ السلام کے قتل میں جو تدبیریں سوچیں اور جو ترکیب عمل میں نہ لائیں وہ تھوڑی ہے۔ بہرحال مدینہ میں بیعت یزید کا مسئلہ جسطرح کھینچ تان کر سیدہا کیا گیا اوسکی تفصیل روضۃ الصفا کی مفصلہ ذیل عبارت میں ملاحظہ ہو۔

روز دیگر امام حسینؑ و عبد الرحمن ابن ابی بکر و عبد اللہ ابن زبیر با طلبید۔ حاضر گشتند۔ و معویہ بر منبر رفتہ خطبہ اغاز کرد و بتدریج سخن بمقصود رسانیدہ گفت من از مردم سخنان می شنوم کہ آنرا اعتباری نیست۔ و دیروز چنان استماع نمودم کہ جماعتے باہم می گفتند کہ امام حسینؑ و عبد الرحمن ابن ابی بکر و عبد اللہ ابن زبیر بخلافت یزید راضی نیستند و باو بیعت نمیکنند

دوسرے دن امام حسین علیہ السلام عبد الرحمن ابن ابی بکر اور عبد اللہ ابن زبیر حاضر ہوئے۔ معویہ منبر پر گیا خطبہ کہنے لگا اور اہستہ اہستہ مطلب کی بات پر پہونچا اور کہنے لگا کہ میں لوگوں سی ایسی باتیں سنتا ہوں جسمیں کوئی اعتبار نہیں ہوتا کل میں نے بعض لوگوں کو کہتے ہوئے سنا ہی کہ امام حسین علیہ السلام عبد الرحمن ابن ابی بکر اور عبد اللہ ابن زبیر یزید کی خلافت پر راضی نہیں ہیں اور

از سخن ایشان متعجب شدم و این ہر سہ کس را کہ دستاد آن قریش و اکابر قبیلہ اند بحضور خویش طلبیدم و از این معنی شرائط استفسار بجا آوردم۔ لطفہا کردند و بہ بیعت یزید اعتراف نمودند و این حضور ایشان میگویم کہ ہر کس را در این امر شک و شبہہ باشد مرتفع گردد و در این اثنا اہل شام شمشیرہا از نیام برآوردہ و گفتند کہ مگر این سہ کس اشکارا بیعت کنند فبہا والا ما با ایشان را می کشیم چہ ما راضی نیستیم کہ این بیعت در خفیہ واقع بشود باوجود شوکت و اقبال و عظمت یزید بہ بیعت این سہ چہار کس چہ احتیاج دارد۔ اے معاویہ ما را دستوری دہ و بفرما تا این چہار کس را گردن بزنیم معویہ با ایشان گفت ساکن باشید و شمشیرہاے خود را در غلاف کنید و طالب شر و فساد و خون ریختن نباشید۔ اے اہل شام بترسید و فتنہ را مگیرید کہ ہدم بنیان دین مبارک باشد۔ اہالیان شام شمشیرہا در نیام کردند امیر المومنین حسین علیہ السلام و عبد الرحمن ابن ابی بکر و عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ ابن زبیر متحیر گشتند و با خود اندیشیدند کہ اگر گوئیم بیعت نکردہ ایم لامحالہ ما را زندہ نگذارند۔ لاجرم در ان مجلس زبان در کام کشیدند و ہیچ نگفتند۔ و دیگران با یزید بیعت کردند

اور اوسکی بیعت نہین کرتے ہین ۔ مین یہ باتین سنکر متعجب ہوا اسلئے کہ ان تینون بزرگون کو کہ عمایدِ قریش اور بزرگ قبیلہ ہین ۔ مین نے اسوقت اپنے پاس بلا لیا ہے اور اون سے اس امر میں پوچھا کہ اونھون نے میرے حال پر مہربانی فرمائی اور بیعت یزید کا اقرار کیا اگر کسی شخص کو اسمین شک وشبہہ ہو تو وہ کھڑے ہو کر پوچھ لے اور رفع شک کر لے ۔ اتنے مین اہل شام نے اپنی تلوارین نیام سے باہر کر لین اور کہنے لگے کہ مگر یہ تینون شخص بالظاہر بیعت یزید کرین تو خیر ورنہ ہم انکو مار ڈالینگے۔ حالانکہ یزید کی موجودہ شوکت وعظمت اور اوسکے استحکام و استقلال امور امارت کے سامنے ان تین چار شخصون کی بیعت کی چندان ضرورت نہین ہے اے معویہ ہملوگون کو اجازت دو کہ ہم ان چارون ادمیون کی گردنین اوڑا دین معویہ بولا چپ رہو۔ اور اپنی تلوارین غلاف مین کر لو اور فتنہ و فساد و خونریزی کے طالب نہ ہو۔ اے اہل شام اپنے حالون سے ڈرو اور فساد نکرو کہ دین مبارک کا انہدام ہو۔ یہ سنکر اہل شام نے اپنی تلوارین نیام مین کر لینا اور حضرت امام حسین علیہ السلام ۔ عبد الرحمن بن ابی بکر ۔ عبد اللہ ابن عمر اور عبد اللہ ابن زبیر اپنے اپنے مقام پر حیران و سراسیمہ ہو کر رہگئے اور سوچے کہ اگر کہتے ہین کہ بیعت نہین کی ہے تو حقیقتاً ہملوگ زندہ نہین چھوڑے جائینگے۔ اس مجبوری سے وہ بالکل خموش رہگئے ۔ اور کچھ نہ بولے۔ اور دوسرے لوگون نے یزید کی بیعت کر لی ۔ "

ابن اثیر بھی اپنی تاریخ کامل مین اس مضمون کو ذیل کی عبارت مین قلمبند کرتے ہین ۔

ثم دعا صاحب حرسہ بحضرتھم واقام علی کل راس کل رجل من ھولاء رجلین ومع کل واحد سیف وقال ان ذھب رجل منھم یرد علی کلمہ بتصدیق او بتکذیب فلیضرباہ بالسیف وخرج وخرجوا معہ حتی رقی المنابر

معویہ نے اپنے پاسبانون کو بلا کر ان چارون ادمیون کے سامنے کہا کہ تم ان لوگون مین سے ایک ایک شخص کے ساتھ دو دو سپاہی مقرر کردو جو تلوار لئے انکے ساتھ کھڑے رہین کہ اگر ہمارے خطبہ کے درمیان انمین سے کوئی تصدیق یا تکذیب کا کلام کرے تو تلوار سے فوراً اوسکی گردن ماردیجائے یہ کہکر وہ کھڑا ہو گیا اور اوسکے ساتھ اوسکے مقرر کردہ سپاہی بھی کھڑے ہو گئے ۔ یہان تک کہ وہ (معویہ) منبر پر چڑھ گیا ۔

یہ تمام واقعات جو ہم نے بیعت یزید کے متعلق کامل ابن اثیر اور روضۃ الصفا سے لکھے ہین وہ بجنسہ تاریخ الخلفا سیوطی کے ترجمہ مطبوعہ دہلی مین بھی مندرج ہین

بیعت یزید اس جوڑ توڑ سے عمل مین لائی گئی حقیقت کی نظر سے دیکہا جایے تو معلوم ہوجاتا ہی کہ بیعت یزید کی شہرت بہی انہون نے ایسی ہی کرائی جیسی اپنی امارت کا جہوٹا اور جعلی اعلان دومتہ الجندل مین کرآیا تہا۔ بیعت یزید پر اجماع نیک نیتی اور صحیح اصول کے ساتھ ہوا یا نہین وہ ایک جداگانہ بحث ہی لیکن اسکی حکومت کی اشاعت تو کسیقدر ضرور ہوگئی۔ اور امیر صاحب کا مقصود بہی یہی تہا بیعت یزید پر کیا موقوف ہے دومتہ الجندل کا فیصلہ کس نیک نیتی اور دیانت سے کیا گیا تہا اور اسکے تصفیہ مین کون سا اصول درست تہا جس نے صرف دو فقرون کے ہیر پھیر مین معویہ کو خوانخواہ امارت دلوادی اوسی طرح معویہ کی عیارانہ چالبازیون نے حرمین مین یزید کی حکومت کا بھی رنگ جمادیا۔ ورنہ صورت واقعہ اصل وہی ہتی جو پوری تشریح کے ساتھ اوپر لکھی گئی

حقیقت تو یہ ہے کہ اصلی دعویداران خلافت کے استحقاق ہر طرح نص خدا اور حدیث رسول سے ثابت تہی اوسکے مقابلہ مین اجماع شوریٰ وغیرہ وغیرہ کے مصنوعی طریقے صرف اسی غرض سے ایجاد کئے گیے تہے کہ اونکی خود غرضی اور طمع دنیاوی کے پردے فاش نہون اور اتفاق کی آڑ مین اپنی بیلوثی اور استغنا کا اظہار ہو۔ مگر بات یہ ہی کہ قدرت کے نظام اور انسان کے مخترعات مین بڑا فرق ہوتا ہے۔ اسلئے تین ہی برس کے بعد اس انتظام مین تغیر پیدا ہونے لگا پہلے ہی خلیفہ کے بعد استخلاف کا منسوخ شدہ قانون پہر نافذ ہوا اور حضرت ابوبکر کی وصیت نامہ کے مطابق حضرت عمر خلافت کی گدی پر بٹھلا دیے گئے تعجب ہے کہ اس وصیت نامہ کے لکھے جانیکے وقت کسی نے بھی حسبنا کتاب اللہ کہکر حضرت خلیفہ اول کو قاعدہ استخلاف کو جاری کرنے اور وصیت نامہ لکھوانیسے نہ روکا۔ پہر خلیفہ ثانی کے بعد شوریٰ یا اجماع عامہ کا خلاصہ کل چہہ آدمیون کی تعداد مین محدود کردیا گیا۔ اسی سے سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر اس انتظام جدید انسانی کے اصول اغراض نفسانی سے مبرا ہوتے تو اسمین اگر ہمیشہ کیلئے نہین تو تھوڑی ہی مدت تک تو ضرور کچھہ استحکام ہوتا مگر یہان تو صبح سے شام بہی نہین ہوئی کہ اسکے رنگ بیرنگ ہوے اور اسکے صرف ظاہری اور نمائشی اتحاد و اتفاق مین خودغرضی اور نفسانیت کی مہیب صورتین دکھلائی دینے لگین۔ معاویہ کی خوانخواہ خلافت کی حقیقت اسوقت کسی اصولی قاعدہ و طریقہ سے معلوم نہین ہوتی۔ انکی خوانخواہ امارت پر بہی اجماع ثابت کرنا چاہتے ہین۔ ایک تو دومتہ الجندل کے فیصلہ کے بعد۔ مگر جب اوس فیصلہ کو "کورٹ بے ایمانی" ثابت کیا جاتا ہی تو پہر اس اجماع کو حضرت امام حسن علیہ السلام کی مصالحت فرمانیکے وقت ٹہرالیجاتے ہین اور یہ دکھلاتے ہین کہ اس صلحنامہ کے بعد انکی خلافت پر اجماع ہوگیا۔ مگر اسمین بہی اختلاف شدید ہی۔ عام طور سے علمائے اہل سنت والجماعت کا اسپر اتفاق ہی کہ خلافت راشدہ کے تیس سال کا محدود زمانہ جناب امام حسن علیہ السلام کی شش ماہا حکومت پر تمام ہوجاتا ہی۔ اب انکو اگر خلافت ملی بھی تو وہ خلافت نہین تھی بلکہ ایک معمولی بادشاہت تھی۔ اس سے نہ خلافت اسلامی کو کوئی واسطہ تہا اور نہ اجماع امت سے سروکار۔ چنانچہ ہمارے مستند و معتبر معصر خواجہ عبید اللہ صاحب امرتسری تحریر فرماتے ہین

اسکے سوا خلافت راشدہ کا زمانہ مقتضی ہوچکا تہا۔ اب مملکت عضوضہ کی صبح نمودار ہونے والی تہی معویہ کے سوا اور کوئی صحابی اسکو پسند نہین کرتا تھا۔"

خلافت تو یہین سے رخصت ہوگئی۔ اب اجماع ہوا تو کیا اور نہوا تو کیا۔ اگر اب اجماع ہوا بھی تو انکی معمولی بادشاہی پر۔ نہ خلافت اور نیابت رسول پر۔ تعجب تو یہ ہے کہ جب انکی خلافت کے ڈانڈے کو اونکے خیرخواہ اجماع و

اتفاق سے درست نہ ہوسکے تو اجماع و استخلاف کے اصول سے دست بردار ہوکر استیلا اور غلبہ جیسے طریقہ سے انکی خلافت کی مجسمہ کو قائم کرتے ہین - اجماع اور استخلاف کے بعد استیلا اور غلبہ خاصکر الخفین کی خلافت ثابت کرنے کیلیے انعقاد خلیفہ کے مقررہ اصول مین ایجاد کیا گیا اس سے پہلے تین خلافتون کے وقت مین کہین اسکا نام بھی نہین تھا - استیلا اور غلبہ حقیقت مین کیا ہے ؟ یہی ہے "جسکی لاٹھی اوسکی بھینس" اس جملہ پر غور کرکے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہہ کلیہ کہان تک دیانت امانت اور احکام شریعت کے موافق ہے -

المختصر معاویہ کی صحت خلافت کی تحقیق تو قطب جنوبی کی تحقیق سے بھی زیادہ دشوار ہے جسکی تھوڑی سی کیفیت اوپر بیان ہوچکی ہے اب امیر معویہ نے اپنے بعد اپنے صاحبزادہ بلند اقبال یزید کو سریر خلافت پر بٹھلا کر ان بدعات کے سلسلہ مین ایک کڑی اور جوڑ دی اور بخلاف اجماع و سیرت شیخین صاحبزادے کو کسی نہ کسی طرح بلاد اسلامیہ کا حاکم بنا ہی دیا

ہمارے اس مسلسل اور مکمل بیان سے ثابت ہوگیا کہ اصلی دعویداران خلافت کے جائز حقوق کو مٹانے اور اپنے مصنوعات و مخترعات کو سچا اور جائز بنانے کے لئے کیسے کیسے طوفان اوٹھائے گئے اور کیسی کیسی جی توڑ کوششین کیگئین اور کیسے کیسے جوڑ توڑ سے کام لیا گیا - ان ذوات مقدسہ کے نام مٹانے اور اونکے فضائل و مناقب مخصوصہ و منصوصہ کے گھٹانے اور چھپانے مین کیا کیا ترکیبین عمل مین لائی گئین - انھی مظالم کے سلسلہ مین کربلا کے قیامت ناک واقعات کی ابتدا ہوئی جسکے اقدام کا آغاز معویہ کے زمانہ سے شروع ہوا اور اوسکی تکمیل کا سہرا یزید کے سر بندھا - اسکی تفصیل یون ہے کہ ان اصلی اور جائز مستحقین خلافت کے حقوق پامال کرنے اور انکے اختیار منتزع کرنے کرلے - اجماع - استخلاف - شوریٰ - غلبہ اور استیلا وغیرہ کے غیر محدود استدلال قائم کئے گئے اور ابتدا ہی سے استحکام سلطنت کے لئے انکے ضعیف اور مجبور بنانے پر بس نہین کیگئی بلکہ انکے بعد ان بزرگوارون کو قتل کرنے اور دنیا سے انکے نام مٹانے کی بھی تدبیر کی گئی - اور معویہ نے صریحاً جناب امام حسن علیہ السلام کو زہر دلواکر سب سے پہلے اس خون ناحق کی ابتدا کی - یزید نے اس ایجاد بدعی مین واقعہ کربلا کا خونی منظر دکھلاکر ایسا نمایان اضافہ کردیا جس نے اوسکے نام کو ظلم و تعدی مین باپ کے نام سے ضرور بڑھا دیا -

صلحنامہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی نسبت ہم تینون شرطون مین معویہ کے معسدانہ طرز عمل مشاہدات تاریخی سے بالتفصیل بیان کرچکے - اب ہم انکی آزادانہ اور خود مختارانہ حکومت مین جو مخالف شریعت بدعتین انکے حکم خاص سے ایجاد ہوئین - اور جنکی یہہ موجد اوّل کہلاے - ذیل مین مندرج کرتے ہین -

بدعات معویہ

امام جلال الدین سیوطی - اوائل السیوطی مین لکھتے ہین

معویہ اوّل من دکب بین المروۃ والصّفا واول من ظھر شرب النبیّذ والغنا واوّل من أکل الطّین و اباحہ وکان علے منبر رسول اللہ صلعم یاخذ البیعۃ لیزید فاخرجت عائشہ راسھا من الحجرۃ فقالت صہ صہ ھل استدعی الشیخ لبنیھم البیعۃ قال لا قالت فَ۔ تقتدی انت فخجل دنزل عن المنبر وبنی لھا سفرۃ فبعث

معویہ وہ شخص ہے جو سب سے پہلے مروہ اور صفا کے درمیان سوار ہوا اور سب سے پہلا شخص ہے جس نے ظاہر طور پر نبیذ کو پیا اور گانا سنا اور سب سے پہلا جس نے مٹی کھائی اور اوسکو جائز کیا وہ معویہ ہے - وہ منبر رسول صلعم پر بیٹھکر اپنے بیٹے یزید کی بیعت لے رہا تھا عائشہ نے حجرہ سے سر نکالا اور کہا چپ چپ ہو اے معویہ - آیا شیخین نے بھی اپنے بیٹون کے لئے بیعت لی تھی معویہ نے کہا نہین - ام المومنین نے کہا کہ تو پھر کسکی تقلید کرتا ہے معویہ شرمندہ ہوکر

فیها و ماتت

منبر سے نیچے اوترا اور عائشہ کے واسطے ایک گڑہا کھودا اسطرح وہ ترکیب سے کہ وہ اوسمین گرکر مرگئین

امام عبد البر استعاب مین انکی بدعات و اولیات کی یہہ فہرست قائم فرماتے ہین ۔

قالوا انه اوّل من جعل ابنه ولی عهده و خلفه من بعده فی صحته وقال ابن الزبیر هو الاول من اخذ دیوان الخاتم وامر بهذا بالنیروز والمهرجان واول من قتل صبرا وجرا واوّل من اتخذ الخصیان واوّل من بلغ درجات المنابر خمسة عشر مرقاة

معویہ وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے اپنے بیٹے یزید کو اپنا ولیعہد اور اپنا خلیفہ اپنے بعد اپنی صحت مین مقرر کیا اور ابن زبیر کا قول ہے کہ اوّل دفتر مہر لگانا بھی انہین کی ایجاد ہے اور سب سے پہلے نوروز اور مہرجان اعیاد مجوس کے لیے تحائف لینا بھی انہین کی ایجاد ہے اور معویہ نے سب سے پہلے اسلام مین خصّی کرایا (خواجہ سرا) اور سب سے اوّل انہین نے منبر کی سیڑہیان بڑہائین اور اونکی تعداد پندرہ زینون تک پہونچائین ۔

انہین اولیات و مخترعات کے سلسلہ مین معویہ نے ایکبار منبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے شام مین منتقل کر دیے جانیکا حکم دیا ۔ مگر مشاہدات قدرت کے ہیبتناک مظاہرات کو دیکھکر اپنی اس حرکت سے باز رہا ۔

**معویہ اور منبر رسول**　امام المورخین طبری تاریخ کبیر مین لکھتے ہین ۔

امر معویة بمنبر رسول الله صلعم ان تحوّل من المدینة الی الشام وقال لا یترک عصا النبی صلعم بالمدینه وهم قتلة عثمان وطلب العصا وهی عند سعد القرظ فحرکت المنبر فکسف الشمس حتی رویت النجوم بادیه فاعظم الناس ذلك فترکه

معویہ نے حکم دیا کہ منبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ سے شام مین منتقل کرد یا جاے اور عصاے رسول بھی مدینہ مین نہ چھوڑا جاے کیونکہ اہل مدینہ قاتل عثمان ہین اور عصاے رسول کا بھی طلب کیا جو سعد ابن قرظ کے پاس تہا پس منبر کو جنبش دی گئی تو آفتاب مین گہن لگ گیا اور تمام شہر مین تاریکی پھیل گئی کہ ستارے صاف دکھائی دینے لگے ۔ لوگون نے سے امر عظیم سمجہا اور ڈر کر منبر کو اوسی جگہہ چھوڑ دیا

**اباحت غنا**　اوپر اجمالی طور پر بیان ہو چکا ہے کہ معویہ کی اولیات مین غنا و شراب خواری کا حلال کیا جانا بھی داخل ہے ۔ اب اوسکی مفصلہ ذیل تفصیلی کیفیت ملاحظہ ہو مسند ابو یعلی مین مرقوم ہے ۔

عن ابی هریره وابی برزه قال کنّا مع النبی صلی الله علیه واله وسلم فسمع صوت الغنا فقال انظروا ما هذا فصعدت ونظرت فاذا معویه وعمر عاص یتغنیان فجئت واخبرت النبی صلعم فقال اللهم ارکسهما فی الفتنة رکسا اللهم ودعهما الی النار دعا

ابو ہریرہ اور ابو برزہ ناقل ہین کہ ہم ایکبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تہے کہ گانیکی آواز آئی تو آنحضرت صلعم نے فرمایا دیکھو یہ کون گاتا ہے ہم نے اوپر چڑھکر دیکہا تو معویہ اور ابن عاص گا رہے تہے ہم نے واپس آکر آنحضرت صلعم کی خدمت مین خبر کردی ۔ آپ نے فرمایا اللہ ان دونون کو فتنہ مین اوندہے موہنہ ڈالدے اور ان دونون کو جہنم مین دہکیل دے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اس تاکید و تہدید کے بعد بھی معویہ نے غنا کو ترک نہ کیا ۔ امام راغب اصفہانی اپنی کتاب محاضرات مین لکھتے ہین ۔

قیل هشام بن الحکم هل شهد معویة ببدر فقال نعم
من جانب الکفار و ذکر عند شریک ابن عبد الله بالحلم
فقال معویه والله کان مخزن الحماقة والسفاهة ثم قال والله لقد
اتاه قتل امیر المومنین علیؑ وکان متکئا فاستوی جالسا
ثم قال یا جاریة غنینی فالیوم قرت عینی فانشاءت تقول

کسی نے حکم کے بیٹے ہشام سے پوچھا کہ معویہ جنگ بدر مین شریک تھے۔
ہشام نے کہا ہان لیکن کافرون کیطرف سے۔ شریک ابن عبد اللہ سے
کسی نے کہا معویہ بڑے حلیم تھے شریک نے کہا کہ معویہ حماقت اور سفاہت کا مخزن
ہی۔ جناب امیر المومنین علیؑ کے قتل کی خبر پائی تو تکیہ لگائے بیٹھا تھا اوٹھکر
ہوا اور مارے خوشی کے سیدھا ہوگیا اور لونڈی کو حکم دیا کہ کچھ گاؤ آج میری آنکھین ٹھنڈی
ہوئی ہین۔ لونڈی نے یہ شعر گایا

الا ابلغ معویة بن حرب
فلا قرت عیون الشامتینا

معویہ ابن حرب سے کہدو کہ خدا
شماتت کرنیوالون کی آنکھون کو ٹھنڈا نہین کرتا

جواز شراب خواری — غنالیون جائز ہوئی۔ شراب اسطرح حلال کردی گئی۔ امام احمد ابن حنبل اپنی مسند جلد پنجم مین لکھتے ہین

عن عبید الله بن بریدة قال دخلت انا وابی علی معویه
فاجلسنا علی الفراش ثم اتینا بالطعام فاکلنا ثم اتینا
بالشراب فشرب معویة ثم ناول لابی فقال ماشربه
منذ حرمه رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ثم قال
معویة کنت اجمل شباب قریش واجوده ثغرا وماشی
اجد له لذة کما کنت اجده وانا شاب غیر اللبن
وحسن الحدیث یحدثنی

عبید اللہ بن بریدہ ناقل ہین کہ مین اور میرے باپ دونون معویہ
کے پاس گئے اور وہان ہملوگ فرش پر بٹھلائے گئے پھر کھانا ایا
اور ہملوگون نے ملکر کھایا۔ پھر کھانیکے بعد شراب لائی گئی اور
معاویہ نے شراب پیکر میرے والد کو دی اونھون نے کہا کہ جب سے
انحضرت صلعم نے شراب کو حرام بتلایا ہے اوسدن سے ہم نے نہین
پی ہے معویہ نے کہا کہ مین جوانی مین تمام جوانان قریش سے خوشرو
اور سب سے زیادہ میرے دانت اچھے تھے اور کسی شے مجھے عالم شباب
مین اتنی لذت نہین ملتی تھی جتنی شراب مین۔ سوائے دودھ کے یا کسی ایسے شخص کے جو اچھی باتین کر رہا ہو وہ مجھسے باتین کرے

حلت ربا — حرمت ربا کے مسئلہ مین۔ باوجودیکہ احل الله وحرم الربوا ( حلال کیا خدا نے بیع کو اور حرام کیا سود کو )
کی نص صریح موجود تھی معاویہ تمام مشکوک رہے۔ مولوی نظام الدین صاحب اپنی کتاب صبح صادق مین تحریر فرماتے ہین

ومعویه ونحوه لم یکن مجتهدا وکیف یکون من اشتبه
علیه حرمة الربوا وغیرها مجتهدا

معویہ کی ایسے لوگ مجتہد نہین ہوسکتے اور وہ شخص کبھی مجتہد نہین ہوسکتا
جسپر حرمت ربو مشتبہ ہو۔

بدعات و مخترعات کی تفصیل بھی ہوچکی۔ اب ہمکو اپنے سلسلہ بیان مین معویہ کے اون فضائل مصنوعی اور اوصاف موہومی
کی حقیقت حال بھی دکھلادینی نہایت ضروری ہے۔ جو انکے حاشیہ بوسون کے خوشامدانہ حاشیون سے زیادہ ثابت نہین ہوتے۔ اس
تفصیل مین ہم پہلے ہم انکے اوصاف مشہورہ کی تنقید لکھتے ہین۔ انکے حاشیہ نشینون نے انکے وقت ہی سے ان کے حلم و بردباری کا خوامخواہ
شور و غل مچا رکھا ہے اور مشہور کر رکھا ہے کہ معویہ بڑے حلیم تھے

حلم معویہ — حلم معویہ کی نسبت جب ایک تلاش کنندہ حقیقت حال دریافت کرتا ہے تو انکے بے مثل حلیم ہونیکی بنا ایک ایسے واقعہ
پر ہوتی ہے۔ جو بذات خود بدترین اخلاق ثابت ہوتا ہے۔ جسکے نقل و بیان کرنے سے ایک بھلے آدمی کو انتہا درجہ کی شرم و غیرت دامنگیر

حال ہوتی ہے۔ لیکن حقیقت حال کے اظہار کی ناگزیر ضرورت مجبور کرتی ہے۔ معویہ صاحب جس بنا پر حلیم مشہور ہوئے ہین اوسکی حقیقت یہہ ہے۔ صاحب تاریخ معویہ مطبوعہ جونپور۔ کتاب مستطرف کے حوالے سے لکہتے ہین۔

ایک بار شام مین پہلے پہل ہاتھی آیا۔ تمام شہر اس اعجوبہ روزگار او کوہ پیکر جانور کے دیکھنے کو ٹوٹ پڑا۔ معاویہ صاحب کو خبر ملی تو یہہ بھی ایک اونچی ٹیلہ پر تماشہ دیکھنے کی غرض سے چڑھ گئے۔ لیکن وہان اس تماشہ کے ساتھ دوسری سیر دیکھنے مین آئی خاص محل نگاہون کے سامنے تہا او محل کا ایک غلام یا گھر کا مزدور معویہ صاحب کی زوجہ محترمہ پر مسلط تہا اور "خالی مکان رادیو میگیرد" کی سچی تصویر بنا ہوا داد عیش لے رہا تھا۔ یہہ پر لطف سیر دیکھکر محل کیطرف فوراً جھپٹے۔ فاعل و مفعول دونون حاضر تہے۔ مزدور سے اس مداخلت بیجا کا سبب پوچھا تو اس نے برجستہ کہا کہ آپ کی حلم نے مجھکو ایسی سخت اور ناقابل برداشت پر شیر کر دیا۔ ورنہ کہان مین اور کہان آپکی بیگم صاحبہ" معاویہ صاحب نے آنکھین نیچی کر لین اور کہا کہ۔ جا۔ مین نے تجھے معاف کر دیا۔ مگر خبردار کسی سے اسکا ذکر نکرنا ورنہ تیری گردن ماری جائیگی"

انھین واقعات کو پیش نظر رکھکر شریک ابن عبد اللہ کے ایسے مشہور و معروف محدث نے لکھدیا ہے کہ

| | |
|---|---|
| كان معوية مخزن الحماقة والسفاهة | معویہ حماقت و جہالت کا مخزن تھا |

طرفداران معویہ کی منطق سکو سکے اس واقعہ سے جو معنی نہ نکالے۔ وہ اونکا کام ہے۔ مگر ایک شریف غیرتمند بھلا آدمی تو اسکو کبھی حلم نہ کہیگا اور نہ بردباری۔ بلکہ صاف صاف بے غیرتی اور بیحیائی سمجھیگا اور دیوثی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

**خال المومنین ہونیکی خصوصیت** — خال المومنین ہونیکی خالی اور مہمل قرابت خصوصی کو امام محمد بن طلحہ الشافعی نے ایسا ناقابل توجہہ سمجھا ہے کہ تنقید فضائل معویہ کے ذکر مین کہین اسکا نام تک نہین لیا ہے اگر طرفداران معاویہ اس علاقہ سببی سے معویہ کی شرافت خصوصی ثابت کرتے ہین تو پہر اونکو یہہ خصوصیت ام حبیبہ کے ساتھ محدود کرنی نہین ہوگی بلکہ امہات المومنین۔ ام سلمہ۔ عائشہ حفصہ۔ سودہ۔ میمونہ۔ صفیہ۔ اور زینب وغیرہ سب کے بھائیون کے لیے بھی یہی استحقاق قائم کرنے ہون گے معویہ کے لیے تخصیص کیا ہے گی بلکہ اصول تعمیم کے رو سے سب اسمین حصہ مساوی اونکے سہیم و شریک ہون گے۔

اس خالی خصوصیت کی نسبت بھی جہان تک تحقیق کیجاتی ہے یہہ امر ثابت ہوتا ہے کہ امہات مومنین کے اور بھائیون نے تو خوار مروآیے اس علاقہ بندی کے رشتہ کو تو قائم بھی رکھا۔ لیکن معاویہ نے تو اس خالی خولی شرافت کو بھی اپنی ہاتھون سے ملیامیٹ کر دیا۔ امام المورخین طبری بذیل ذکر معاویہ لکہتے ہین۔

| | |
|---|---|
| ثم ما يستحق به اللعنة من الله ورسوله ادعاءه زياد بن سمية | جن جن ہون نے خدا و رسول کی طرف سے معویہ کو لعنت کا مستحق بنایا از انجملہ |
| جرأة على الله يقول ادعوهم لآبائهم هو اقسط عند الله | ایک جہہ یہہ ہے کہ اوس نے زیاد بن سمیہ کو اپنے باپ ابوسفیان کا بیٹا قرار دیا۔ |
| ورسوله يقول ملعون من ادعى الى غير ابيه وانتمى الى غير | حالانکہ خدا نے فرمایا کہ (انسان کو) اونکے باپ کے نام سے پکارو |

ماليه ويقول الولد للفراش وللعاهر الحجر فخالف حكم الله
عزوجل وسنة نبيه صلعم جهارا وجعل الولد للغير الفراش
والعاهر لا يضره عهره فاحل بهذه الدعوة من محارم الله
ومحارم رسوله في ام حبيبة زوجة النبي صلى الله عليه و
واله وسلم

پکارو - یہ خدا کے نزدیک بہتر ہے اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ وہ
ملعون ہے جو غیر کی طرف منسوب کیا جاوے اور یہ بھی آنحضرت صلعم
نے یہ فرمایا تھا کہ بچہ صاحب فراش والے کے لیئے ہے اور زنا کرنے والے کے لئے پتھر ہے -
لیکن معاویہ نے بکمال جرات و دلاوری سے حکم خدا و سنت رسولؐ کی
علانیہ (کھلم کھلا) مخالفت کی اور زنا کاری کی کوئی مضرت نہیں سمجھی

کہ حرام خدا کو حلال سمجھا جس سے ام حبیبہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا زیاد ابن سمیہ کو محرم بنا دیا - دیکھو تاریخ طبری حصہ سوم جلد چہارم طبع لیڈن

معویہ نے اپنی ایسی واجب الاحترام ہمشیرہ محترمہ کی اتنی توہین اور پردہ دری کی کہ ایک زنازادہ قریش کو اوس مقدسہ کا بھائی اور محرم بنا دیا تو وہ شرف جو اس پاک دامن بہن کی وجہ سے اونکو نصیب ہوا تھا - انکی کرتوتوں سے انکے نصیبوں میں کب باقی رہا - حکیم سنائی غزنوی اسی وجہ سے لکھکر بتلا گئے ہیں -

پسر ہند گرچہ خال من است — دوستی ویم بکارے نیست
ور نوشت او خطے ز بہر رسولؐ — ہم در ان نیز اقتدارے نیست
ہم درانجا کہ شیر یزدان است — از خط و خال اعتبارے نیست

**کتابت وحی**

معاویہ کے فضائل میں کتابت وحی کا بھی ایک بے جوڑ پیوند لگایا جاتا ہے اوسکی حقیقت و اصلیت بھی ذیل کی عبارت میں ملاحظہ ہو -

وحی کا گذشتہ زمانہ ابتدائے بعثت آنحضرت صلعم سے فتح مکہ تک اکیس ۲۱ برس ہوتا ہے اور فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلعم دو برس سے زیادہ زندہ معویہ کا خاندان باتفاق جمہور فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوا التعجب ہے کہ زیادہ زمانہ سے وحی لکھنے والوں میں کسی کو یہ خطاب نہیں ملا اور ملا تو معویہ کو - یہ دو حال سے خالی نہیں - یا تو وحی اس زمانہ میں کم نازل ہوئی - اس بنا پر مدنی آیتوں کا وہ حصہ جو بعد فتح مکہ کے اوترا تھا - باقی آیتوں سے - علم اس سے کہ وہ مکی ہوں یا مدنی - زیادہ ہو - لیکن قران پڑھنے والے اسکے تصدیق نہیں کرینگے - یا یہ کہ وحی کم نازل ہوئی مگر لکھا آپنے بہت زیادہ - تو اسمیں بجائے امانت کے خیانت نظر آتی ہے اور تعجب بالائے تعجب یہ ہے کہ وہ کاتبان وحی جنکو یہ معزز خطاب ہاتھ آیا اونکا کوئی نہ کوئی مصحف ضرور ہے جس سے انکی کتابت کا ثبوت ملتا ہے - یا کم سے کم یہ معلوم ہوتا ہے کہ جمع قران میں ان سے مدد لی گئی ہے مگر افسوس باوجود اس وصف زیادہ نویسی کے نہ آپ کا کوئی مصحف ہے نہ آپ سے جمع قران میں مدد لیا جانا کہیں سے پایا جاتا ہے حالانکہ ظاہر بات ہے کہ اگر خاندانی اور گھریلے قابلیت والوں سے کام نکلتا نظر آتا تو حضرت عثمان کو باہر والوں سے مدد لینی کی کیا ضرورت ہوئی لہذا ثابت ہو گیا کہ کتابت وحی محض یاروں کی من گڑھت ہے -

**علیؑ جامع القرآن**

اس جگہ ہم امیر المومنین علی علیہ السلام کے جمع کردہ قران کا ذکر کریں تو سلسلہ کلام میں نقص -

استدلال مین ضعف اور ان سب کے علاوہ اکثر ناظرین کتاب کو سخافت کا موقع ملجائیگا۔ مگر سب سے پہلے یہہ ذہن نشین کرلینا چاہیے کہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے۔

(۱) علیؑ مع القرآن والقرآن مع العلی لا یفترقان حتی یردا علی الحوض (صواعق محرقہ ص، تاریخ الخلفاء ص ۲۷)

علی قران کے ساتھ مین اور قران علی کے ساتھ۔ دونون کبھی نہ جدا ہون گے یہانتک کہ ہمارے پاس حوض کوثر پر وارد ہون

(۲) ما انزل اللہ یا ایہا الذین امنوا الا وعلی شریفہا و امیرہا ولقد عاتب اللہ اصحاب محمدؐ فی غیر مکان وما ذکر علیا الا بالخیر تاریخ الخلفا مصر ص ۷۶

(۲) جہان جہان خدا نے یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فرمایا ہے۔ علیؑ اونکے امیر اور شریف ہین اور (بخلاف انکے) بیشک دیگر اصحاب محمد صلعم پر خدا نے غصہ اور عتاب فرمایا۔ لیکن انکا (علیؑ کا) ذکر ہمیشہ خدا نے خیر سے کیا ہے

(۳) عن علی علیہ السلام قال واللہ ما انزلت ایۃ الا وقد علمت فیما انزلت واین نزلت وعلی من نزلت ان ربی وھب لی قلبا عقولا ولسانا صادقا ناطقا تاریخ الخلفا ۱۲۷

(۳) امیر المومنین علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ جتنی ایتین نازل ہوئی ہین مین خوب جانتا ہون کہ وہ آیت کس امر کی بابت نازل ہوئی ہے اور کہان نازل ہوئی ہے کیونکہ خدا نے مجھکو قلب عاقل اور زبان صادق و ناطق عطا فرمائی ہے

(۴) اخرج ابن سعد وغیرہ عن ابی الطفیل قال قال علی سلونی عن کتاب اللہ فانہ لیس من ایۃ الا وقد عرفت بلیل نزلت ام بنہار ام فی سھل ام فی جبل تاریخ الخلفاء و صواعق محرقہ ص ۷۸ مطبوعہ مصر

(۴) ابن سعد وغیرہ نے ابی الطفیل سے لکھا ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ کوئی ایت ایسی نہین ہے جسے مین نہین جانتا ہون کہ وہ دن کو اوتری ہے کہ رات کو اوتری ہے۔ ہموار زمین پر نازل کی گئی ہے کہ پہاڑ پر اوتاری گئی ہے۔

اور یہہ بھی ملحوظ رکھنا چاہیے۔

لم یکن احد من الصحابۃ ان یقول سلونی الا علیؑ

اصحاب رسولؐ مین کسی کی زبان سے یہہ فقرہ نکلا کہ سوال کرو ہم سے (کتاخدا کی نسبت) سوا علیؑ کے

اسکی وجہہ بالکل ظاہر ہے کہ آنکھ کھولکر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور آغوش رسول مین پرورش پائی سات یا نو برس تک رسولخدا کے ساتھ اکیلے نماز پڑھی۔ دوسرا اگر کوئی تہا تو جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا تیسرا اوسوقت تک اسلام ہی نہین لایا تہا ہر وقت رسولؐ صلعم کے ساتھ رہے۔ امیر المومنین علیہ السلام خود فرماتے ہین۔

انی کنت سالتہ انبانی واذا سکت ابتدانی تاریخ الخلفا

جب مین سوال کرتا تہا تو آپ مجھکو بتلا دیتے تھے اور جب مین چپ رہتا تہا تو خود ابتدا فرماتے تھے

اب اسی سلسلہ مین ملاحظہ ہو

اخرج ابوداود عن محمدؐ بن سیرین قال لما توفی رسول اللہ صلعم ابطاء علی عن بیعۃ ابی بکر فلقہ ابی بکر فقال اکرھت

ابوداود محمد ابن سیرین کی اسناد سے ناقل ہین کہ جناب رسولخدا صلعم نے وفات پائی تو حضرت علیؑ نے بیعت ابوبکر سے توقف کیا تو حضرت ابوبکر نے حضرت علیؑ سے ملکر

امانتی فقال ولکن الیت ان لا ارتدی بردائی الا الی الصلوٰۃ حتے اجمع القران فزعموا انہ کتبہ علے تنزیلہ فقال محمد بن سیرین لو اصیب ذالک الکتاب کان فیہ العلم

کہا کہ ہماری امارت و خلافت کو تم نے مکروہ سمجھا۔ اپنے فرمایا نہیں مگر ہم نے قسم کھائی ہے کہ جب تک قران نہ جمع کر لینگے اوسوقت تک بجز اوقات نماز کے اپنے دوش پر ردا نہیں رکھینگے۔ لوگون کا گمان ہے کہ حضرت علیؑ نے قران کو موافق تنزیل کے جمع کیا تھا محمد بن سیرین کہتے ہین کہ اگر وہ قران ملجاتا تو اوس سے علم کثیر حاصل کیا جاتا

الغرض امیر المومنین علی علیہ السّلام نے اپنا ہی جمع کردہ قران حضرت ابوبکر و حضرت عمر کے سامنے پیش کیا جواب ملا کہ ہمکو اس قران کی ضرورت نہین ہے۔ قران خود لوگون کو یاد ہے۔ لیکن جنگ یمامہ مین جب بہت سے حفاظ قران مارے گئے تو حضرت عمر نے کہا کہ اب قران جمع کرنا چاہئیے۔ حضرت ابوبکر نے پہلے اختلاف کیا تھا۔ بعد کو راضی ہوگئے۔ پھر لوگون کو جمع کیا اور زید بن ثابت ایک یہودی النسل نوجوان کو جامع القران والی پنچایت کا سرپنچ مقرر کیا اونھون نے کچھ خود لکھا اور زیادہ تر لوگون سے پوچھ پوچھ کر لکھا اور کچھ لوگون سے لکھوایا۔ اوسی قران کا ایک نسخہ حفصہ کے پاس تھا۔ اگرچہ یہی نسخہ اشاعت کرنے کے لیے کافی تھا۔ مگر حضرت عثمان نے اپنے عہد خلافت مین نئے سر سے پھر قران کو مرتب کرایا۔ اور اگلے نسخے حضرت عمر کے مرتب کرائے ہوئے جن لوگون کے پاس موجود تھے وہ کسی نکسی طرح اون سے وصول کر کے مصلحتاً جلا ڈالے گئے۔ تاکہ اختلاف نہ پڑے ابن مسعود صحابی رسولؐ اپنا قران نہین دیتے تھے آخر مارتے مارتے اونکی پسلی توڑ دی گئی اور قران بھی چھینکر جلا دیا گیا۔ ام المومنین حفصہ بھی اپنا قران نہین دیتی تھین۔ مروان صاحب وزیر حضرت عثمان نے اون سے بھی بزور خلافت وصول کیا اور آگ پر رکھکر تاپ ڈالا۔

غور کرنیکی بات ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بائیس برس تک امت کی ہدایت کی ہمیشہ وحی آیا کی۔ لوگ لکھا کئے۔ تدوین قران ہوتی رہی اور اوس زمانہ تک معاویہ کافر مطلق تھے۔ اگر وفات رسولؐ سے کچھ پہلے یہ مسلمان ہوکر کاتب وحی رہے بھی تو اونکو جاہلون نے ایسا آسمان پر چڑہایا کہ معویہ کو کاتب وحی بنایا گویا دنیا بھر مین بجز انکے کوئی کاتب ہی نہین تھا۔ اجی کاتب وحی تو عبداللہ بن سعد اور عبداللہ ابن ابی سرح بھی تھے۔ جو دونون بعد کو مرتد ہو گیے تھے۔ عبداللہ ابن ابی سرح صاحب تو حضرت عثمان کے رضاعی تھے۔ فتح مکہ کے دن انحضرت صلعم نے انکا خون حلال کر دیا تھا کہ جو شخص انکو جہان پایے مار ڈالے۔ یہ حضرت عثمان کے مکان مین پوشیدہ تھے ایکدن حضرت عثمان انکو ہمراہ لیکر انحضرت صلے اللہ علیہ و الہ وسلم کیخدمت مین حاضر ہوئے اور رہ رہ کر کئی مرتبہ انکی سفارش کی انحضرت صلعم نے دیر تک سکوت اختیار کیا تاکہ کسیکو ہمارے حکم کا خیال آجایے اور وہ اس مرتد کی گردن مار دے مگر کسی نے قتل نہین کیا اور حضرت عثمان برابر سفارش کرتے چلے گئے۔ بالآخر انکے اصرار بسیار سے انحضرت صلعم نے امان دیدی۔ جب حضرت عثمان بھائی صاحب کو لیکر چلے گئے تو انحضرت صلعم نے اصحاب حاضرین سے کہا کہ تم مین سے کسی نے اوٹھکر اس کتے کو کیون نہ مار ڈالا۔ عباد ابن بشر نے کہا کہ اگر آپ نے اپنی آنکھ سے اشارہ کیا ہوتا تو ہم لوگ اوسے مار ڈالتے۔ انحضرت صلعم نے فرمایا کہ نبیؐ کی آنکھ خیانت نہین کرتی۔ ہمارا کام اشارہ بازی نہین ہے

قرۃ العیون جلد چہارم حصہ اول مطبوعہ آگرہ ص ۷۰ و ترجمہ ابن خلدون کتاب ثانی جلد سوم مطبوعہ الہ اباد ص ۱۸۷ سیرۃ ابن ہشام جزو ثانی مصر ص ۲۱۷

اگر محض کتابت وحی پر یہہ افتخار ہے تو عبداللہ ابن ابی سرح کے مذکورہ بالا واقعات پڑھکر یہہ طمطراق محض بیکار ہے۔ جب ان دلائل قاطعہ سے پیش نہ چلی تو مجبور ہوکر طرفداران معویہ نے یہہ پیوند لگایا کہ یہہ حضرت رسولخدا صلعم کیلیے خط لکھا کرتے تہے (امام دارقطنی)

اب طرفداران معویہ کے اقرار کے مطابق جب یہہ کاتب وحی ثابت نہو سکے تو محض جنگلی عربوں کو پاس یا دیگر کفار عرب کو پاس خطوط لکھدینے سے انہین کون سی منقبت حاصل ہوسکتی ہے بلکہ اس منقبت سے تو صریح منقصت پائی جاتی ہے اسلئے کہ ہر چند معویہ نے لوگون کے نام انحضرت صلعم کے مضامین ہدایت آگین لکھے مگر اون کلمات ہدایات سے خود کوئی ہدایت حاصل نہین کی اور اپنا ایمان اپ درست نہین کیا۔ کہنے والے نے سچ کہا ہے ؎

صحبت اندر جوہر قابل کند تاثیر و بس ؎ ورنہ شاخ گل ز بوئے گل چرا محروم شد

انحضرت صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کے پاس مومنین و منافقین سب کا مجمع رہتا تہا۔ خود انحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے۔ و اصحاب من منافقان بسیار اند کہ روئے بہشت نخواہند دید (معارج النبوۃ) اس بنا پر اگر انحضرت صلعم نے کسی منافق سے خط لکھوا لیا تو اس سے اوسکا ایمان کیسے ثابت ہوا اور آجتک یہہ قاعدہ جاری ہے کہ ہماری بہت سی دیسی اسلامی ریاستون میں ہندو حضرات وزارت اور دیوانی کے عہدہاے جلیلہ پر فائز ہین۔ اب ہم انکی کتابت کی آخر بحث مین یہہ دکھلاتے ہین کہ ابتدا ہی سے یہہ خدمت جس پر یہہ فخر و ناز کیا جاتا ہے معویہ کے لئے کتنی ناسزا اور قابل شرم و عار ثابت ہوئی ہے۔

انکی کتابت کے زمانے مین ایکبار انحضرت صلعم نے بغرض کتابت انکو بلا بھیجا۔ عبداللہ بن عباس انہین بلانے گئے۔ یہہ کہانا کہا رہے تہے۔ واپس آے اطلاع کی کہانا کہاتے ہین۔ تھوڑی دیر کے بعد پہر طلبی کے لئے ارشاد ہوا۔ ابن عباس پہر گئے۔ لوٹ آے عرض کی کہانا کہاتے ہین۔ رحمت عالم کو جلال آگیا۔ ارشاد فرمایا۔ لا اشبع اللہ بطنہ۔ خدا اوسکے کوکہی نہ بہرے۔ (استیعاب حاشیہ اصابہ مصر ص ۴۰۱)

اس دعاے خیر الوریٰ کا یہہ اثر ہوا کہ معویہ صاحب سو رطل دمشقی روز کہانا کہاتے تہے مگر پیٹ تہا کہ کسیطرح بہرتا ہی نہ تہا مستطرف جزو اول مصر ص ۲۱۵ خود معویہ صاحب اپنی پیٹ کی اور جوع البقری کی صفت خاص مین طیب اللسان ہین واللہ ما اترک الطعام شبعا ولکن اعیاء خدا کی قسم مین پیٹ بہر جانیکی وجہہ سے کہانا چہوڑ دیتا ہون بلکہ کہاتے کہاتے تہک جانیکی وجہہ سے - طبری جناب رسول خدا صلعم کا یہہ قول بھی اسی کو ساتھہ پیش نظر رکھا جاے کہ۔ کم کہانیسے صفائی قلب حاصل ہوتی ہے اور پرخوری سے قساوت قلبی بڑہتی ہے مستطرف جلد اول مصر ص ۲۱۳

اسی بنا پر معاویہ کی قساوت قلبی۔ اصحاب رسول۔ حضرت امام حسنؑ اور حضرت عائشہ کے قتل سے بالتواتر و التجارب ثابت ہے۔ یہہ بھی قول مشہور ہے کہ مومن ایک آنت مین کہاتا ہے اور کافر سات آنتون مین ابو داود طیالسی جزو ہشتم مطبوعہ حیدرآباد ص ۲۵۱ اس لئے معویہ صاحب کی پرخوری اتنی بڑہی ہوئی تہی۔ اور پہر اتنی عالمگیر اور مشہور عالم ہوئی کہ اقوام و ممالک مین ضرب المثل قائم ہوگئی چنانچہ ایک صاحب اپنے مصاحب کی تعریف مین کہتے ہین اور کیا خوب کہتے ہین۔

وصاحب لی بطنه کالهاویه
ہمراہ ایک ہمراہی تھی جسکا پیٹ جہنم کے ایسا ہے

کان فی امعاءه معاویه
گویا اسکی انتون مین معاویہ بیٹھا ہوا ہے

**معاویہ کا اجتہاد** انکی اخرستیت مین اجتہاد داخل کیا جاتا ہی اور کہا جاتا ہی کہ یہہ مجتہد تھے۔ مگر پہلے یہہ ذہن نشین کرلینا چاہیے کہ انکے دعویٔ اجتہاد کے ساتھ ہی ساتھ خطا کا اقرار و اعتراف بھی لگا ہوا ہے یعنی مجتہد خاطی تھے۔ ان مخطئے اجتہادی ضرور ہوئی۔ لیجیٔو صواب فی نفس الاجتہاد تو یہین سے رخصت ہوگیا جب ابتدا ہی سے صواب مفقود اور خطا موجود ہے تو اب اوسکے خطا کا ہونے مین کون سی کسر باقی رہجاتی ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

**معویہ کی نماز** مجتہد ہو یا عامی۔ اسلام مین معتقدات کے بعد عملیات مین سب سے پہلے نماز ارکان ایمان قرار پائی ہے۔ ادائے نماز مین معویہ صاحب کی قوت اجتہاد مفصلۂ ذیل واقعہ مین ملاحظہ ہو

حکاه المسعودی فی مروج الذهب قال لقد بلغ من طاعة اهل الشام معویه انه صلی بهم عند مسيره الی صفين الجمعة يوم الاربعا جواهر الاثنه قلمی ورق ۵۳

مسعودی نے مروج الذہب مین بذیل ذکر طاعت اہل شام حکایت کی ہے کہ معاویہ نے تمام اہل شام کو صفین جاتے ہوئے رستے مین جمعہ کی نماز بدھ ہی کے دن پڑھا دی۔

اور لیجئے۔ امام شافعی صاحب رقمطراز ہین۔

ان معوية قدم المدينة نصلی بهم ولم يقرأ بسم الله الرحمن الرحيم ولم يكبر عند الخفض الی الركوع والسجود فلما سلم ناداه المهاجرون و الانصار يا معويه سرقت من الصلوة اين بسم الله الرحمن الرحيم واين التكبير عند الركوع والسجود

معویہ مدینے گئے۔ اور نماز پڑھائی تو پہلی بسم اللہ غلط کردی یعنی نہ پڑھی اور رکوع و سجود مین تکبیر نہین کہی۔ جب سلام پھیرا تو مہاجرو انصار نے شور مچایا کہ کیون معاویہ تم نے نماز مین چوری کی۔ بتاؤ کہان گئی بسم اللہ الرحمن الرحیم اور کہان گئی رکوع و سجود کے جاتے وقت کی دونو تکبیرین۔

حالانکہ ابوہریرہ کی اسناد سے بتواتر ثابت ہی کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نماز مین بسم اللہ با واز بلند فرماتے تھے مگر معاویہ کو اپنے اجتہاد کی دُھن مین تقلید رسالت کی کچھ پروا نہین تھی چنانچہ ہمارے مذکورۂ بالا سلسلہ بیان سے تمام اوامر و نواہی الٰہی اور فرامین رسالت پناہی سے انکا اختلاف انکا ظاہر و آشکار ہو چکا ہے۔ اب انکے اس اختلاف کا سبب اصلی امام فخر الدین رازی کی زبانی سن لیا جایے

ان عليا رضی الله عنه كان يبالغ فی الجهر بالتسميه فلما وصلت الدولة الی بنی اميه بالغوا فی المنع من الجهر سعيا فی ابطال آثار علی رضی الله عنه

حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز مین آواز بلند بسم اللہ فرمایا کرتے تھے۔ لیکن دولت و امارت جب سے بنی امیہ مین آئی تو اونہون نے صرف آثار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مٹانے کی غرض سے اسکے منع کرنے مین کوشش بلیغ سے کام لیا۔ تفسیر کبیر۔ فوائد بسم اللہ

حضرت علیؑ کی نماز — اب اسی کے ساتھ ہم حضرت علی کے طریقہ نماز کا مختصر ذکر مقام مناسب سمجھکر قلمبند کرتے ہین۔ ملاّ مبین لکھنوی فرنگی محلی اپنی کتاب وسیلۃ النجاۃ مین تحریر فرماتے ہین۔

ازان جملہ است کہ بعد از رسول خدا صلعم تغیّر و تبدّل در نماز کہ ستون دین است راہ یافت و مردمان انرا ضایع ساختند وبشرائط حقوق انرا بجا نمی آوردند و حضرت علیؑ بمقتضاے ولقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ بشرائط حقوق و تعدیل ارکان و حفظ اوقاف وغیرہ لوازم آن چنانچہ باید و شاید بجا می آوردند و از نماز رسول خدا صلعم صحابہ را یاد می دہانید۔ گفت مطرّف کہ نماز خواندم من با عمران در پس علیؑ ابن ابیطالب در وقتیکہ نماز تمام شد گرفت مطرّف دست عمران و گفت بتحقیق یاد دہانید مرا علی مرتضی از نماز محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا گفت کہ نماز خواند با ما چنانچہ میگذارد رسول خدا صلعم

وسیلۃ النجاۃ طبع لکہنو ص ۲۷

اونہین باتون مین سے یہہ بھی ہے کہ جناب رسول خدا صلعم کے بعد نماز مین کہ دین کا ستون ہے تغیر و تبدّل واقع ہو گیا تہا۔ لوگون نے اوسے ضایع کر دیا تہا اور اوسکو اونکے حقوق و شرائط کے ساتھ ادا نہین کرتے تہے اور جناب علی مرتضی اس آیہ کے موافق کہ رسولؐ کا طرز عمل تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ نماز کو اوسکے حقوق۔ شرائط ادائے ارکان اور حفظ اوقات کے ساتھ۔ جیسا کہ چاہیے بجا لاتے تہے۔ اور اپنے اس طریقہ عمل سے تمام صحابہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز یاد دلاتے تہے۔ مطرّف سے منقول ہے کہ ایکبار مین نے عمران کے ساتھ حضرت علی ابن ابیطالب کے پیچہے نماز پڑھی جب نماز تمام ہو چکی تو مطرف نے عمران کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ آج تو واقعی حضرت علیؑ نے جناب رسول خداؐ کی نماز یاد دلا دی۔ یا یون کہا کہ ہمکو علیؑ نے یون نماز پڑہائی جسطرح جناب رسول خداؐ پڑہایا کرتے تہے

اسی لئے معویہ کے زمانہ مین۔

وکان ندیما اکل الھریسہ وکان یاکل علے سماط معویہ ویصلی خلف علی ویجلس وحداہ فسئل عن ذلک فقال طعام معویہ ادسم والصلوۃ خلف علی افضل

ربیع الابرار زمخشری قلمی ورق ص ۲۱۷

ایک شخص معویہ کا ندیم تہا۔ وہ معویہ کے دسترخوان پر تو کھانا کھاتا تہا اور نماز حضرت علیؑ کے پیچہے پڑہتا تہا۔ یہہ دیکھکر ایک شخص نے اوس سے پوچہا تو اوس نے کہا کہ کھانا تو معاویہ کا چربدار ہوتا ہے لیکن نماز حضرت علی کے پیچہے فضیلت رکھتی ہے

ایک شخص کو یہی جواب ابوہریرہ نے دیا تہا۔

یہہ تو جملہ معترضہ تہا۔ اب ہم پہر اپنے سلسلہ بیان پر آجاتے ہین معاویہ صاحب مجتہد بتائے جاتے ہین اور شروع ہی سے خطاکار ٹہرے جاتے ہین۔ اور نماز کے ایسے اوّل فریضۂ ایمانی مین جو مبتلائے جاتے ہین تو گویا خطا کاری اور چوری ان کے اجتہاد کی خصوصیات مین داخل ہے۔ اسلامی شریعت کیا کسی قوم و مذہب کے لوگ ایسے خطاکار اور گمراہ کو اپنے احکام مذہبی

کا رہبر اور ہادی نہیں بنا سکتے۔ طرفداران معاویہ اور ہمخواران دولت بنی امیہ کے اس مصنوعی اجتہاد کی دھجیان اور اون کی خود ساختہ خلافت و امارت معویہ کی قلعیان خود اونکے علمائے کرام نے کر دیکر رکھدین ہین مفصلہ ذیل عبارت مین ملاحظہ ہون

**معویہ صاحب اور ابن حجر**

ومن اعتقاد اهل السنة والجماعة ان ما جرى بين معاوية وعلي من الحروب ولكن المنازعة في الخلافة لاجماع على حقيقتها لعلى

اہل سنت والجماعت کا اعتقاد ہے کہ جو کچھ بابت معاویہ اور علی علیہ السلام کی زندگی مین واقع ہوا ہے وہ اصل خلافت کے جھگڑے نہین تھے کیونکہ علی علیہ السلام پر اجماع امت ہو چکا تھا۔ (صواعق محرقہ)

**علامہ عبد الشکور سلمی اور معاویہ صاحب**

وقال اهل السنة والجماعة ان معوية ومن تابعه مخطئين في حال خلافة علي في دعوى الامارة والبيعة باغين في المقاتلة مع علي ؑ

اہل سنت وجماعت کہتے ہین کہ معاویہ حضرت علی مرتضی کی زندگی مین امارت اور بیعت کے دعوے مین خطا وار تھے اور حضرت علی مرتضی کے ساتھ جنگ و پیکار کرنے مین قطعی باغی تھے۔ (کتاب التمہید فی بیان التوحید)

**معویہ صاحب اور علامہ تفتازانی**

ذهب الكثيرون الى ان اول من بغى في الاسلام معوية

علی الاکثر علمائے اہلسنت کا یہ مذہب و مسلک تھا کہ جس شخص نے سب سے پہلے اسلام مین بغاوت کی وہ معویہ تھے۔ (شرح مقاصد)

**معویہ صاحب اور امام محمد بن طلحہ الشافعی**

وقيل معوية من كتاب النبي صلعم وكان خال المومنين فكيف يحكم عليه وعلى من معه يكونهم بقتال علي عليه السلام بغاة في فعلهم جائرين عن سنن الصواب بقصدهم وقاصدين بما ارتكبوه من فيهم الحجبن في ذرة الخارجين من طاعة ربهم قلت لم احكم عليهم بصفة البغي ولو ارانها وضعا وافتراء واختراعا بل حكمت بها نقلا واتباعا فانه روى الائمة الاعيان من المحدثين في مسانيدهم الصحاح احاديث متعددة ترفع كل واحد منهم حديثه بسنده الى رسول الله صلعم قال لعمار رض تقتلك الفئة الباغية وهذا الحديث لا انطاف اسنادها ولا اضطراب في متونها ثبت بها ان النبي صلعم وصف الفئة القاتلة عمارا بكونها باغية وصفة البغي لا ينفك عنها وهي لازمها والبغي عبارة من الظلم وقصد الفساد فكل من كان باغيا كان ظالما وجابرا وكان فاسقا وخارجا

اکثر یہ بات کہی جاتی ہے کہ معاویہ آنحضرت صلعم کے کاتب تھے اور تمام مسلمانوں کے ماموں تھے ان پر اور انکے متبعین پر حضرت علیؑ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے کیون الزام لگاتے ہو اور یہ کہتے ہو کہ وہ راہ صواب سے بھٹکے ہوئے اور قصد بغاوت کے مرتکب اور خدا کی اطاعت سے خارج ہونیوالے تھے۔ ہم (امام محمد بن طلحہ الشافعی) کہتے ہین کہ ہم نے ان پر حکم بغاوت کا عمدا بناوٹ جھوٹ اور اپنی طرف سے گڑھکر نہین لگایا ہے بلکہ یہ حکم ہم نے بوجہ نقل و اتباع کے کیا ہے جسکو محدثین میں سے مشہور ائمہ نے اپنی اپنی صحیح سندون مین متعدد حدیثون کے درمیان بیان کیا ہے کہ ہر ایک انمین سے اپنی حدیث کی سند کو آنحضرت صلعم تک پہونچاتا ہے کہ حضرت عمار یاسرؓ کی نسبت آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ تجھے باغیون کا گروہ قتل کریگا۔ یہ ایسی حدیث ہے کہ جسکی اسناد مین کوئی خلل نہین ہے اور نہ اسکے متون مین کسی قسم کی بے ترتیبی ہے پس ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمار یاسرؓ کے گروہ قاتلان کا وصف باغی ہونیکے ساتھ قرار دیا ہے اور بغی کا وصف اس گروہ سے جدا نہیں ہو سکتا اس گروہ کے لئے یہ وصف لازمی ہے اور بغاوت کے معنی ظلم اور کثرت فساد کے ہین۔ پس جو شخص باغی ہے۔ وہ ظالم جابر۔ عدل سے تجاوز کرنے والا اور خدا کی اطاعت سے خارج ہونے والا ہے۔ پس حضرت عمار یاسرؓ کا قاتل اور اوس کا گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

| | |
|---|---|
| عن طاعة ربّه فتكون الفئة القاتلة عمار امتصفه بهذه الصّفات بخبر الصّادق المصدوق (رسالة السوال) | کے فرانے کو مطابق ان صفات مذکورۂ بالا سے مصدقہ طور پر فرقہ متصف قرار پایا۔ |
| امام صنعانی اور معویہ صاحب — قال النواصب قد اخطأ فی الاجتہاد واخطأ فیه اصحابه والعفو فی ذلك مرجو لفاعله وفی اعالی الجنان المخلد ماكبه قلنا كذبتم فلم قال النبی صلی الله علیه وآله وسلم لنا فی النار قاتل عمار وسالبه وا ما دعوی الاجتہاد لمعاویه فی قتاله الا كدعوی ابن حزم ان ابن ملجم شقی الآخرین مجتهد فی قتله لعلی علیه السّلام كما حكاه عنه الحافظ ابن حجر فی تلخیصه واذ كان من اركب هواه ونفق بالملابج به ما یراه اجتهادا لم یبق فی الدنیا مبطل اذ لا یات احد منكرا الا وقد اهب له عذرا | ناصبی گروہ کے لوگ کہتے ہیں کہ معاویہ اور اوسکے دوستون نے خطائی الاجتہاد واقع ہوئی ہے جسکے فاعل کے لئے خدا سے عفو کی امید کیجاتی ہے اور وہ جنات خلد کے درجۂ عالی مین ہوگا۔ ہم (امام صنعانی) کہتے ہین تم لوگ جھوٹ کہتے ہو۔ اگر تمہارا قول سچ ہے تو پھر انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے کیون کہا تھا کہ عمار کا قاتل اور اوس کے مقتول ہوجانیکے بعد اوسکے ہتیار لیجانے والا جہنم مین ہوگا امیر معویہ کے لئے انکے ساتھ جنگ کرنیکے بارے مین اجتہاد کا دعویٰ کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ ابن حزم نے ابن ملجم شقی اخرین کو جناب علی مرتضیٰ کے قتل مین مجتہد کہا ہے۔ چنانچہ ابن حجر نے تلخیص مین اسکو نقل کیا ہے۔ جب کوئی شخص اپنے حرص و ہوا کے گھوڑے پر سوار ہوکر ہذیان بکنا شروع کردے تو جسکو چاہے اجتہاد کہدے۔ پس ایسی تاویلات مہملہ سے دنیا مین کوئی امر باطل نہین رہیگا جسکے لئے کوئی نکوئی عذر گڑھ نہ لیا جاے |

شاید کسی کو یہ شبہہ ہو کہ جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السّلام کو زمانہ حیات مین البتہ یہ نہ خلیفہ تھے نہ مجتہد۔ اپ کے بعد یہ سب کچھ ہو گیے۔ خلیفہ مفترض الطاعۃ بھی اور مجتہد واجب التقلید بھی۔ تو یہ بھی نہیں۔ فخر الاسلام بزودی کتاب التیسیر مین لکھتے ہین۔

| | |
|---|---|
| لان احدا من الصحابة لم یره امام حق ولم یعقد له عقد الامامة وماكان من جملة الخلفاء | کسی صحابی نے انکو امام نہین کہا ہے اور نہ کسی طریقہ سے امامت حقہ کا انعقاد ہوا ہے اور نہ معاویہ جملہ خلفا مین داخل ہے۔ |

طرفداران معاویہ کی ان سب تاویلات مہملہ اور توہمات باطلہ کے متعلق ہم صاحب نصائح کافیہ کی مفصل تنقیدی راے ذیل مین لکھتے ہین۔

| | |
|---|---|
| صاحب نصائح کافیہ اور معاویہ صاحب — وامامن یقتل المسلمین صبرا ویسب علیا جهرا ویبعث فی الارض فسادا ویحارب الله ورسوله عنادا | جو شخص مسلمانون کے ہاتھ پاؤن باندھ کر (مجبور کر) کے قتل کرتا ہے اور امیر المومنین کو علانیہ گالی دیتا اور برا کہتا ہے اور خدا کی زمین پر فساد کرتا ہے اور خدا ورسول سے لڑائی اور عناد کرتا ہے اور مسلمانون کے بیت المال |

ويصطفي البيضاء والصفراء من بيت اموال المسلمين
ويعطيه باوامر سيد المرسلين فذلك عندهم ثقة عدل
صاحب سنة خليفة حق امام صدق ذلك مبلغهم
من العلم ان ربك هو اعلم بمن ضل عن سبيله وهو اعلم
بمن اهتدى ما احمق هؤلاء القوم ليدافعون للكذب
عن هذه الطاغية فيتاولون له التاويلات الباطلة
البعيدة الفاسدة الضعيفة ويعمدون الى سيئاته
القبيحة الواضحة المتواترة فينكرون منها ما امكن
من انكاره ويبدلون الجانب الآخر بتلك التاويلات
حسنات يمدحونه عليها ويظنون حينئذ انهم قد
جمعوا الامة على الهدى وصانوا العامة عن الخوض
فيما لا يعنيهم وهم عن ذكر مساوى ذلك الطاغية واغوا

کا سونا چاندی (اپنا موروثی مال سمجھکر) ہضم کرجاتا ہے اور پیغمبر صاحب کے حکم کا
مذاق اوڑاتا ہے - ایسا شخص اپ لوگون کے نزدیک - بڑا ثقہ - بڑا عادل - صاحب
سُنت خلیفہ برحق اور امام صدق ہے - اس سے اپ لوگون کی عقل کی خوبی ظاہر ہوتی ہے
خدا خوب جانتا ہے گمراہون کو بھی اور جس نے ہدایت پائی اوسکو بھی - یہ لوگ
کسقدر نادان ہین - اس سرکش (معاویہ) کی حمایت مین کسقدر عجلت کرتے
ہین اور تاویلات باطلہ بعیدہ - فاسدہ اور ضعیفہ بیہ اسکے لئے تاویل کرتے
کرتے ہین اور اوسکے گناہون اور اعمال بد کو جو کھلے ہوئے - رسوا کن اور
متواتر ہین (پیش نظر رکھکر) قصداً جنکا اظہار ناممکن ہوتا ہے - انکار کرتے
ہین - اور دوسری طرف سے تاویلین کرکے اوسکے گناہون کو نیکیان قرار
دیکر اوسکے انھین گناہون کی مدح و ثنا کرتے ہین اور اوسکو اوسکے گناہون
پر قابل ثواب ٹہراکر خدا پر سبقت کرتے ہین اور یہ گمان کرتے ہین کہ اونھون
ذاس تدبیر سے دین خدا کا ایک شگاف بھر دیا اور امت کو ہدایت پر جمع
کردیا اور عام لوگون کو بزعم خود ناجائز امر مین خوض کرنے سے بچالیا -

نصائح کافیہ مطبوعہ بمبئی ص ۱۱۵

اسی وجہ سے کسی شاعر نے کہا ہے اور خوب ہی کہا ہے -

قال النواصب فيه اخطا معوية — في الاجتهاد واخطى فيه صاحبه

ناصبیون کا یہ قول ہے کہ معاویہ سے جنگ صفین مین خطا واقع ہوئی — اور یہ خطا اوسکی اور اوسکے مصاحب (عمرعاص) کی خطاے اجتہادی ہے

والعفو في ذلك مرجو لفاعله — وفي اعالي الجنان الخلد راكبه

لہذا امید ہے کہ اوسکی یہ خطا معاف کردی جاوے — اور وہ جنات خلد کے اعلی درجات پر فائز کیا جاوے

قلنا كذبتم اما قال النبي لنا — في النار قاتل عمار وسالبه

ہم کہتے ہین نواصب جھوٹے ہین - کیا نہین فرمایا - رسولخدا صلعم نے - کہ — عمار یاسرؓ کا قاتل اور اوسکے ہتیار لینے والا - جہنمی ہے

(روضہ ندیہ مطبوعہ دہلی ص ۲۳)

امام جلال الدین سیوطی
اور
معاویہ صاحب

عن سعيد بن جمهان قال قلت لسفينة ان بني امية يزعمون ان الخلافة منهم قالت كذبوا بنو الزرقاء بل هم ملوك من اشد الملوك واول الملوك معاوية

سعید ابن جمہان کہتے ہین کہ مین نے سفینہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ بنوامیہ
اپنے آپ کو خلفا جانتے ہین وہ کہنے لگین یہ کنجی عورت کے زائیدہ جھوٹ
کہتے ہین - یہ لوگ پادشاہ ہین اور سخت ترین پادشاہون مین سے ہین -
ان مین سے پہلا پادشاہ معاویہ ہے

ایضا فی کتابه اللآلی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة بعد ان ذکر احادیث کثیرة فی فضل معویه کلها موضوعة لا اصل لها۔

پھر یہی بزرگ اپنی کتاب لآلی مصنوعہ فی احادیث موضوعہ میں معاویہ کی شان میں اکثر حدیثوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ معویہ کی شان میں تمام حدیثیں موضوع ہیں اور اونکی کوئی اصل نہیں ہے۔

بعض طرفداران معویہ کہتے ہیں کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے حق میں فرمایا یا معویہ اذا ملکت فاحسن جب تم بادشاہ ہونا تو اچھے سلوک کرنا۔ شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی اسکی تحقیق میں لکھتے ہیں۔

محدث دہلوی — ودیگر این حدیث می ارند که فرمود رسولخدا صلعم
اورمعویہ صاحب — یا معویہ اِذَا مَلَکْتَ فَاَحْسِنْ ومیگویند از آن
روزے معویہ را در دل طمع ملک و امارت افتادہ بود۔ اما
ہیچ یکے ازیں حدیث بصحت نرسیدہ — سفر السعادت مطبوعہ کلکتہ ص ۲۶۹

دوسری یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلعم نے معویہ سے کہا کہ جب تم بادشاہ ہونا تو احسان کرنا اور یہ دعوے کرتے ہیں کہ اوسی روز سے معویہ کے دل میں ملک و امارت کی طمع پیدا ہوئی لیکن ان حدیثوں میں سے ایک حدیث بھی صحیح ثابت نہیں ہوتی

صاحب نصائح کافیہ نے اس بحث میں مفصلہ ذیل شرح تنقیدی فرمائی ہے۔

وعلی فرض صحته فلا منقبة فیه للمعاویة لان الله سبحانه تعالی قد اطلع نبیه علی ما سیجری بین امته من الفتن و الحروب وقد اخبر عنها بما اخبر وا اشار الی ما اشار وفی هذا الحدیث اشارة الی ان معویه سیملک وقد صح فی احادیث صحیحه بان ملکه ملک عضوض وقد امره بالاحسان اذا ملک حیث لا سامع ولا موتمر ولیس ذلک من قبیل البشارة والغبطة بملکه بل من باب الاخبار بالمغیبات والانذار بالفتنه واقامة الحجة علیه تبلیغه و هذا الاخبار لا یستلزم حقیته فان النبی صلی الله علیه واله وسلم قد اخبر عن امور کثیرة من هذا القبیل کفتن الخوارج وان بنی مروان ینزون علی منبره کما تنزوا القردة وقد اخبر موسی علیه السلام بما یملک بخت نصر الجبار الکافر ما سیملکه من بنی اسرائیل افیکون الاخبار بهذه الامور دلیل علی حقیقة

مگر اس حدیث کی صحت بھی فرض کرلیجاوے جب بھی معویہ کے لئے کوئی منقبت نہیں ہے کیونکہ خدا نے اپنے نبی ص کو اون امور کی اطلاع دی تھی جو اونکی امت پر ان کے پیش آنیوالے ہیں مثل فساد اور لڑائی وغیرہ کے اور اس حدیث میں جو خبر دی گئی ہے اور جسطرف اشارہ فرمایا گیا تھا سمجھنے والے سمجھتے ہیں کہ اس حدیث میں اشارہ ہے معویہ کو بادشاہی ملنے کا۔ اور بتحقیق احادیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے مرتجا کہ ملک اوسکا ملک گزندہ ہوگا۔ اور بتحقیق کہ حکم دیا تھا کہ اوسکو بادشاہ ہونے پر احسان کرنا ہوگا مگر اوس نے نمانا اور تعمیل نہیں کی اور یہ فرمانا آنحضرت صلعم کا از قبیل بشارت و مسرت نہیں تھا بلکہ خبر غیب کے طور پر تھا۔ اور فتنہ و فساد سے خوف دلانا تھا اور تبلیغ احکام سے معویہ پر حجت قائم کرنا تھا اور یہ خبر بیان کرنے سے معاویہ کی حقیقت لازم نہیں آتی کیونکہ آنحضرت صلعم نے ایسی بہت سی خبریں بیان کی ہیں مثل فتنہ خوارج وغیرہ کے اور بنی مروان کا اپنے منبروں پر بندروں کی طرح کودنا اور اسی طرح حضرت موسی علیہ السلام نے بھی بخت نصر بادشاہ کافر جابر کی بادشاہی سے اور جو کچھ وہ بنی اسرائیل کے ساتھ سلوک کرنے والا تھا

لا یقول بهذا احد ولکن انصار معویة ینشبثون فی تزکیته بمثل خیوط العناکب ضعفا ویلوون رؤسهم عما ثبت فیه من المثالب (نصائح کافیہ مطبوعہ مطبع مظفری بمبی ص ۱۵۶)

خبر دی تھی تو کیا ان باتون کے ادسکی حقیقت ثابت ہوجایے گی۔ اسکا قائل کوئی نہین مگر معویہ کے طرفدار لوگ ان باتون کو جو مکڑی کے جالے کیطرح مزور ہین اوٹھا کر معویہ کی منقبت سمجھتے ہین اور اون صحیح دلیلون سے جن مین معویہ کی برائیان ثابت ہین سونہہ پھیر لیتے ہین۔

علامہ ابن روزبہان اور معویہ صاحب

مطاعن معویہ کے دفع کرنے مین مجھو کچھہ اہتمام نہین ہے۔ وہ کوئی خلیفہ تھوڑا ہی تھا کہ عظمت اسلام کے خیال سے اوسکے عیوب کی پردہ پوشی کیجایے۔ وہ تو ایک بادشاہ تھا اور بادشاہون کے اعمال ایسے ہوتے ہین کہ وہ کسی طرح مطاعن سے خالی نہین ہو سکتے (ازالۃ الغین مولوی حیدر علی جلد اول ثلث اول مطبوعہ مطبع سلطانی قلعہ دہلی ص ۸۴ و ۸۵)

شاہ اکرام الدین اور معویہ صاحب

محمد اکرام الدین (نبیرہ محدث دہلوی) می گوید کہ چون از کتب سیر و تاریخ سیر نمودم دریافت شد کہ معویہ ابن ابوسفیان دنیا را دوست داشتے لہذا حضرت علی جدال وقتال کردہ بر خود نام باغی وطاغی از امام حق تا قیامت برگردن نہاد۔

محمد اکرام الدین کہتے ہین کہ مین نے جب تاریخ وسیرت کی کتابون کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ معاویہ ابن ابوسفیان دنیادار تھا اسی لئے حضرت علیؑ سے لڑکر امام حق کی زبان سے باغی اور طاغی کا نام قیامت کے دن تک اپنی گردن کے اوپر باقی رکھا۔

سعادت الکونین مطبوعہ دہلی

## معاویہ بستر موت پر

معاویہ کی موت

اب ہم معویہ اور اونکے حالات کو خاتمہ تک پہونچایے دیتے ہین اور یہہ دکھلایے دیتے ہین کہ باوجود اس اطمینان ورحت کے بھی انکا اخری وقت بستر موت پر کیسی بےچینی اور اضطراب مین گذرا ہے امام راغب اصفہانی کتاب محاضرات مین لکھتے ہین۔

مرتے وقت صلیب لٹکائی

مرض معویه فدخل علیه طبیب فقال لا باس علیك انك تبرئ ثم مرض فدخل علیه نصرانی وقال عندنا تعویذ من علق علیه یبرء من علیه فاخذه وعلق علیه فدخل علیه الطبیب فخرج فقال انه میت لا محالة ومات من لیلة فقیل للطبیب فی ذلك فقال روی عن امیر المومنین ان معویة لا یموت حتی یعلق فی عنقه صلیب فعلمت انه یموت والتعویذ الذی کان علیه صلیب

معاویہ بیمار ہوا تو اونکے پاس ایک طبیب آیا اور اوس نے کہا کوئی اندیشہ نہین تم اچھے ہوجاوگے۔ پھر دوبارہ مرض لاحق ہوا تو ایک عیسائی معویہ کے پاس ایا اور کہنے لگا میرے پاس ایک تعویذ ہے کہ جس مریض کے گلے مین ڈالدی جاوے وہ مریض تندرست ہوجایے معاویہ نے وہ تعویذ لیکر گلے مین ڈال لیا اور وہی طبیب جو پہلے انکے پاس آیا تھا پھر آیا اور جب وہان سے باہر نکلا تو کہدیا کہ معویہ اب ضرور مرجایے گا۔ چنانچہ اوسی رات کو معویہ مرگیا۔ طبیب سے پوچھا گیا کہ یہ کیا بات ہے کہ تم نے اونکی قطعی موت کا حکم لگادیا۔ طبیب نے کہا مجھہ سے امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ

قال الجاحظ انما غلب معویۃ علیاً لانّہ لم یکن رعایتہ الادراک الحاجۃ بالحیلۃ حل او حرام ثم لم یکن یبالی بالدّین ولا یتفکّر فے سخط رب العلمین وعلی علیہ السّلام لم یستعمل من الحیل الّا ما حلّ و الحلال من الحیل قلیل وقال معویہ لعمر عاص واللہ لاضربن علیّاً بخمسین الفاً لا یقرؤن فاتحۃ الکتاب

معاویہ اوسوقت تک نہین مریگا جب تک کہ اپنی گردن مین صلیب نہ لٹکا لے گا اور جو تعویذ معویہ کے گردن مین ہے وہ صلیب ہے۔ اس لئے مین نے جانلیا کہ جاحظ کا قول ہے کہ معویہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام پر اسوجہ سے غالب آگیا کہ اسکا مقصود یہہ تہا کہ وہ کسی حیلہ سے اپنے مدعا کو حاصل کرے خواہ وہ حیلہ حلال ہو یا حرام وہ اپنی کامیابیون کی کوششون مین نہ کچہہ دین خدا کی پروا کرتا تہا اور نہ اوسکو عقوبت الٰہی سے کچہہ خوف تھا بخلاف اسکے حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام اپنے حصول تدبیرین وہی تدبیرین کرتے تہے جو حلال ہوتی تھین اور یہہ ظاہر ہے کہ حلال تدبیرین بہت کم ہوتی مین معویہ نے عمر عاص سے کہا کہ خدا کی قسم مین علیؑ کے ساتھ پچاس ہزار ایسے آدمی لیکر لڑون گا جو سورۂ حمد بھی پڑہنا نہین جانتے ۔

**بستر مرگ پر معویہ کا اضطراب۔** شریعت محمدیہ اور امت مرحومہ مصطفویہ کے ایک راسخ الاعتقاد پیرو کی بداعمالی ثابت کرنے کیلئے اس سے بڑھکر اور کیا تبلایا جاسکتا ہے کہ اخیر وقت کے خوفناک منظرون نے اوسکو ایسا خوف دلا رکھا تھا کہ اخر اوس نے اسلام کی حقانیت اور روحانیت سے دست بردار ہوکر عیسائی معتقدات کو تسلیم کرلیا۔ زیادہ تر تعجب کی بات تو یہ ہے کہ ایسی بداعتقادی اور اپنے عقاید حقہ سے دست برداری ایک ایسے خاص شخص سے ثابت ہو رہی ہے جو اسوقت بلاد اسلامیہ مین دینی اور دنیاوی سردار و پیشوا تبلایا جاتا ہے ۔ اگرچہ یہی تمہیدی تحریر ہمارے مدعا کے بیان کیلئے کافی ہے مگر ہم بنا بر مزید اطمینان ناظرین ان کے اضطراب و پریشانی اور انتشار و حیرانی کی وہ مخصوص حالت جو بستر مرگ پر لاحق ہوئی تہی لکھدیتے مین ۔ خواجہ اعثم کوفی اپنی تاریخ مین لکھتے ہین ۔

معویہ چون تنہا ماند مروان درآمد و معویہ را دید کہ دل تنگ گردیدہ است و می گرید گفت سبب گریہ تو چیست معویہ گفت بسیار کار خیر بود کہ سید النستم و می توانستم کرد اما نہ کردم ۔ ازان سبب دل تنگ شدم و می گریم و بران تقصیہا تاسف می خورم و ازان می ترسم کہ بسبب حق علی علیہ السلام کہ ازاو باز گرفتم و او را ظلم کردم و حجر ابن عدی و اصحاب انحضرت صلعم را کشتہ ۔ خدا ے تعالی این بلا را بمن فرستاد و مرا عقوبات اجل و عاجل ملاقی کرد و من این ہمہ را بدوستی یزید می بینم ۔ اگر

ایک دن معویہ کے پاس خلوت مین مروان آیا دیکہا کہ بہت پریشان خاطر ہے اور رو رہا ہے ۔ رونے کا سبب پوچہا تو معویہ بولا بہت سے نیک کام ایسے تہے جنکو مین جانتا تہا اور کرسکتا تہا لیکن مین نے نہین کیا اسلیئے پریشان خاطر ہون اور روتا ہون اور اپنے گناہون پر افسوس کرتا ہون اور ڈرتا ہون کہ مین نے علی علیہ السلام کا حق لے لیا اور اون پر ظلم کیا اور حجر ابن عدی اور اصحاب انحضرت صلعم کو قتل کیا اور اسی وجہ سے خدای تعالی نے یہہ بلا ے اجل (مقرر شدہ) اور عاجل (جلد آجانے والی)

ماہن دردل تو بودے ول من راہ راست یافتی و رشد خود را شناختے۔ اما دوستی یزید مرا بر مخالفت و محاربت امیرالمومنین ؑ بر داشت لاجرم امروز دشمن بر من بخندید و دوست از من برنجید پس ازین نوع کلمات چند بگفت و فرمود کہ از ان موضع کوچ کردند و بعجلت رفتند تا بہ شام رسیدند و معویہ در سرائے خویش فرود آمد وان علت روز بروز قوت گرفت و مستولی گشت و ہر شب خوابہاے شوریدہ می دید و ازان می ترسید و چندگاہ ہذیان می گفت و اب میخواست و بسیار می خورد و تشنگی او تسکین نمی یافت و وقتی او را غشی می آمد۔ چنانچہ یک شب و روز دربیہوشی بود چون بہوش می آمد فریاد نو بر می اورد و می گفت چہ افتاد مرا با تو اے عمر بن حمق الخزاعی و چہ مرا با تو خلاف کردم و حق تو گرفتم اے پسر ابی طالبؑ۔ الٰہی اگر مرا عقوبت کنی مستوجب عقوبتم۔ معاویہ برین شکل مضطرب می بود و بر زمین می غلطید

مجھپر ڈالی ہے۔ یہہ تمام مصیبتین مین ایک یزید کی محبت کی وجہہ سے دیکھتا ہون اگر مجھکو اوسکے ساتھ محبت نہوتی تو میرا دل سچائی کی راہ پالیتا اور اپنی ہدایت کو پہچان لیتا لیکن یزید کی محبت نے مجھکو امیرالمومنین علیہ السلام کی جدال و قتال پر امادہ کیا نیتجہ یہہ ہوا کہ اج دشمن مجھپر ہنستے مین اور دوست مجھسے رنجیدہ ہوتے ہین۔ اسی قسم کی بہت سی او رباتین کہین اور کہا کہ یہان سے قیام اوٹھاو۔ چنانچہ وہان سے جلد کوچ کر کے شام مین آیے اور معاویہ اپنی محلسرا مین داخل ہوا او سدن سے بیماری روز بروز بڑھتی گئی۔ وہ راتون کو پریشان خواب دیکھا کرتا تھا اور اونسے ڈرا کرتا تھا اور اکثر اوقات بہکی بہکی باتین کرتا تھا اور برابر پانی مانگتا تھا اور بہت بہت پانی پیتا تھا لیکن اوسکی پیاس نہین بجھتی تھی اور بار بار اوسکو غشی اجاتی تھی چنانچہ ایک شبانہ روز اوسی بیہوشی رہی اجب ہوش آیا تو وہ چلا چلا کر کہنے لگا کہ اے حجر ابن عدی مجھکو تم سے کیا ہوگیا تھا اور اے عمر حمق خزاعی مجھکو تم سے کیا ہوگیا تھا اور اے پسر ابی طالبؑ مین نے تم سے کیون مخالفت کی اور کیون تمہارا حق لیلیا۔ اے پروردگار اگر تو مجھپر عذاب نازل کرے تو مین اوسکے لائق ہون۔ الغرض معاویہ اس طرح مضطرب الحال تھا اور اسی کرب و اضطراب کی حالت مین زمین پر لوٹتا تھا۔

اب تو ہمارے ناظرین کو معلوم ہوگیا کہ ایسی کامل حسرت و یاس کے عالم خاص مین۔ جب تمام دنیاوی تعلقات الوداع اور حکومت و ثروت، مال و دولت کے طمطراق الفراق پکار رہے ہین اور اس عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف کوچ ہو رہا ہی جس کا کبھی بھولکر بھی خیال نہین کیا گیا تھا امیر صاحب کو اضطرار و انتشار کی کیا حالت تھی۔ خدا کی شان معویہ کے ایسا ادمی اور اپنے قصور کا اعتراف۔ اپنی خطا کا اقرار۔ عقل کے سراسر خلاف ہے۔ مگر کیا کرین وقت ہی ایسا الگا ہی کہ نہ جسمین کوئی تدبیر مفید کار ہوسکتی ہے اور نہ کوئی حیلہ جوئی اور ابلہ فریبی کام اسکتی ہے۔ انکے ایسے وقت کی ایسی مضطربانہ حالتون کو پڑھکر کوئی بھی کہہ سکتا ہی کہ معویہ مسلمانون کے امیر وقت نے اپنی بستر موت کے زمانہ کو اسانی اور اطمینان کے ساتھ کاٹا۔ یا کم سے کم اوس مقدس طبقہ کے ادنی غلامون کے ساتھ بھی انکا شمار ہوسکتا ہے جو بزرگوار اپنی مبارک حیات کا زمانہ تمام کر کے دنیا سے لے اوٹ اور

اور اطمینان کیساتھ کاٹتا ۔ بالکم سیے کم اوس مقدس طبقہ کے ادنی غلامون کے ساتھ بھی انکا شمار ہوسکتا ہی جو بزرگوار اپنی مبارک حیات کا زمانہ تمام کرکے دنیا سے پورے اطمینان و ارام اور صبر و شکیبائی کے ساتھ ایسا اوٹھ گئے گویا وہ دنیا مین آہی نہین تھے ؎

صفتِ بوئے گل اس باغ سے جانا ہو تجھ
کہ جنازہ بھی ترا بار ہنو یارون کو

# مروآن الحکم

نسب نامہ مروان بھی سلسلہ اموّیہ کی ایک کڑی ہین ۔ یہہ وہی سلسلہ ہے اور وہی خانوادہ جسکو خدا نے قران مین شجرہ ملعونہ بتلایا ہے اور جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے ۔

(۱) ویل لبنی امیّہ ویل لبنی امیّہ ویل لبنی امیّہ — بنی امیہ کو موت آیے ۔ بنی امیہ کو موت آے ۔ بنی امیہ کو موت آیے

(۲) لکل شئی آفۃ و آفۃ ھذا الدّین بنی امیّہ — ہر چیز کے لیے آفت ہوتی ہے اس دین کے لئے بنی آفت ہین ۔

(۳) سیکون فی امّتی زنادقۃ و اشر قبائل العرب بنی امیّہ — میری امت مین زندیق بھی ہین اور شریر ترین قبائل عرب بنی امیہ ہین ۔

(۴) کان ابغض الاحیاء او الناس الی رسول اللہ بنی امیّہ — رسول اللہ صلعم کے ساتھ سب سے زیادہ بغض رکھنے والا قبیلہ بنی امیہ ہے

اسی قبیلہ سے مروان کی اصلیت قائم ہوئی اور اس خاص کیفیت کے ساتھ

عن سعید بن جمہان قال قلت لسفینہ انّ بنی امیّہ یزعمون انّ الخلافۃ فیھم قال کذب بنو الزّرقاء بل ھم ملوک و من اشدّ الملوک و اوّل الملوک معوّیۃ — سعید بن جمہان ناقل ہین کہ ان نے سفینہ رضہ سے پوچھا کہ لوگ کہتے ہین کہ بنی امیہ حقدار خلافت ہین ۔ سفینہ نے کہا کہ یہہ لوگ جھوٹے ہین ۔ یہہ کنجی تحور کی زادیہ خلیفہ کہان رہے یہہ تو بادشاہ ہین اور سخت ترین بادشاہ و معویّہ انکا پہلا بادشاہ ہے

زرقا ۔ مروان کی دادی — زرقا جدہ مروان بود قبل از انکہ ابو العاص بن امیہ او را بخواہد ۔ ہر وقت فاحشہ بخانہ اومی آمد ۔ علمی بر بام نصب میکرد تا ہر کرا کہ میل بزنا باشد بمنزلش رود ۔ بنا بران فاسقہ را صاحب رایات می گویند — زرقاء مروان کی دادی تہی قبل اسکے کہ وہ ابو العاص بن امیہ کی زوجیت مین آیے ۔ بدکار لوگ ہمیشہ اوسکے گھر آیا کرتے تہے اور اوس نے اپنے گھر کی چھت پر ایک علم نصب کر رکھا تہا تا کہ جسکو زناکاری کی خواہش ہو وہ اوسکے گہر چلا آیے ۔ اسی وجہہ سے لوگ اوسے صاحب رایات کہتے تہے ۔ مروان کی مان بہی جھنڈے والی تہی ۔

مروان کی مجہول النسبی — کان مروان لا یعرف لہ اب و انما نسب الی الحکم کما نسب الی عمر العاص (تذکرہ خواص الامۃ) — مروان کے بہی باپ کا عرب مین پتا نہین ہے اور حکم کی طرف اسکے باپ ہونیکی نسبت بھی ویسی ہی ہے ۔ جیسی عمر کی عاص ابن وائل کیے ساتھ

اصلیت

اصلیت تو یون قائم ہوئی اور طبیعت اس مجہولیت کی اجزاء ترکیبی سے مرکب - تو پہر محاسن و مکارم کی کیا توقع کیجائے

ہیچ صیقل نکو نداند کرد — آہنے را کہ بد گہر باشد

بہر حال جیسے بہی ہون آغاز ایام رسالت سے لیکر فتح مکہ تک کی مدت بیست سال مین - اپنے قبیلہ بنی امیہ کے ہمخیال و ہمراہ رہکر مروان بہی اپنے باپ حکم ابن العاص کیطرح دشمن خدا و رسول بنا رہا - فتح مکہ کے بعد اپنے قبیلہ کے ساتھ یہہ بھی بغایت مجبوری ایمان لائے اور اسلام کے وسیع دائرہ مین مولفۃ القلوب کے ایک فرد کہلائے - بر آئے نام اسلام لانے کے وقت انکا سن بہی اوتنا ہی سمجہہ لینا چاہیے جتنا انکی ولی نعمت معویہ کا - اس وجہہ سے اگر یہہ دونو یہ کے ہم عمر تبلائے جائین تو بعید نہو گا

اسلام لانے کے بعد خدا و رسول صلعم کی مخالفت انکے باپ اور انکے دل سے نہ مٹی - نتیجہ یہہ ہوا کہ شہنشاہ رسالت نے ان دونون باپ بیٹون کو مدینہ سے نکلوا دیا اور اس مفصل اور مسلسل تاکیدون کے ساتھ کہ میرے بعد جو امارت و امامت اسلامی کا حکمران ہو وہ مدینہ سے اپنے وقت مین دس دس کوس انکو اور دور بہیجتا رہے - چنانچہ حسب فرمان رسالت خلافت اول و دوم مین یہہ دونو باپ بیٹے عہد رسالت سے دس کوس ملاکر مدینہ سے تیس کوس پر نکال باہر کر دئے گئے تھے - اسی سے سمجہہ لینا چاہیے کہ مدبر رسالت علیہ و آلہ التحیۃ نے سیاسی ضرورتون کے اعتبار سے ان باپ بیٹون کی ہستیون کو اسلام اور اہل اسلام کے مقاصد و مطالب کے لئے کتنا مضر سمجہا تہا اور انکی میل جول اور رسم و راہ بھی مسلمانون کے ساتھ گوارا فرمائی تھی اسی پر اکتفا نہین کی گئی - بلکہ زبان مبارک سے لعن و نفرین کے مستحق بھی بتلائے گئے

حکم کی

ولد الحکم ملعونون — ینابیع المودۃ وغیرہ — حکم کی اولاد سب ملعون ہین

قالت عائشہ انی اشہد علی رسول اللہ صلعم انہ لعن — حضرت عائشہ مروان سے خطاب کرکے کہتی ہین کہ مین اس امر پر گواہی دیتی ہون

اباک وانت فی صلبہ — تذکرہ خواص الامۃ — کہ رسول اللہ نے تیرے باپ پر اوسوقت نفرین فرمائی ہے جب تو اوسکے صلب مین تہا

پہر یہہ بھی فرماتی ہین کہ مروان لعنت کا ایک ٹکڑا ہے — تاریخ الخلفاء سیوطی

حضرت عائشہ کے بیان سے مروان کے تعین عمر پر بہی روشنی پڑتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اوائل رسالت تک یہہ پیدا بھی نہین ہوئے تھے اور عہد رسالت تک انکا سن مثل معویہ کے کوئی امتیازی حیثیت نہین رکھتا تہا - اسی طرح خلافت اول و دوم تک بھی انکی کوئی امتیازی حالت معلوم نہین ہوتی - لیکن یہہ امر البتہ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ حضرت عمر کے عہد مین جہان تمام بنی امیہ کی زائل شدہ قوتین بار دیگر بہم پہونچائی گئین - اور بنی ہاشم کے خلاف خاص طور پر انکی مالی اور اقتداری حالتون مین کافی اضافہ فرمایا - وہان انکو بھی بقدر مراتب پوری تقویت پہونچی -

اگر حقیقت کی نظر سے دیکہا جائے تو عہد رسالت تک تو خیر - مروان اور اونکے باپ کو کسیقدر شدت و تنگی سے دن کاٹنے ہوے - مگر عہد رسالت کے بعد انتظام خلافت کے دوران مین تو مدینہ کے متمولین بنی امیہ مثل عثمان ابن عفان اور عبد الرحمن ابن عوف کی برابر انکی حمایت اور مالی اعانت کرتے رہے اور جلاوطنی کی کوئی تکلیف انکو معلوم ہونے دیتے تہے - یزید ابن

ابن ابوسفیان کی امارت شام سے انکی جلاوطنی کا مقام قریب تر تھا۔ اسلیئے انکو امور مین اور سہولیت ہوگئی۔ دو برس کے بعد معویہ کو بھائی کی جگہہ حضرت عمر نے عنایت کردی تو مروان کی ازادی مین اور اضافہ ہوگیا۔ اسلیئے عہد رسالت کی بعد یہہ جلاوطنی کوئی تعذیر بیجرانہ نہین رہی بلکہ سیر و تفریح امیرآنہ بنگئی۔ لیکن تاہم حضرت عمر کے زمانہ خلافت تک نہ خود ان کو اور نہ انکے طرفداروں اوبھی خواہوں کو مدینہ مین واپس آنیے یا بلانیکی جراوت ہوسکی۔ تکلیف مین ہون یا ارام مین۔ خلافت دوّمی تک یہہ باہر ہی رہے اور مدینہ مین نہ آنیے پاے۔

حضرت عثمان کی خلافت — خلافت کی سلکٹ کمیٹی نے جب حضرت عثمان کو خلیفہ بنایا تو مروان کی کشود کاری کے لئی بھی فتح الباب ہوگیا حضرت عثمان کی خلافت اور بنی امیہ کے عروج قسمت کی اصلی حقیقت ہم ایک غیر مسلم مصنف کی زبانی ذیل مین لکھتے ہین جسپر جانبدارانہ یا فرقہ دارانہ کوئی اعتراض قائم ہی نہین ہوسکتا۔ مسٹر ڈاوزی ایک فرانسیسی مورخ لکھتا ہے

حضرت عثمان کی حیثیت ہرگز انتخاب (خلیفہ) کیے قابل نہین تھی۔ یہہ سچ ہی کہ وہ مالدار اور نہایت آدمی تھے انھون نے اسلام اور بانی اسلام کو اپنی مالی سرمایہ سے امداد بھی پہونچائی تھی۔ نماز روزہ بھی کثرت سے کرتے تھے۔ خوشمزاج اور صاف روش کیے ادمی تھے۔ یہہ سب کچھہ تھا مگر وہ کسی استعداد و قابلیت کے ادمی نہین تھے۔ کبرسنی کی وجہہ سے وہ بالکل ضعیف و کمزور ہوگئے تھی۔ انکا ضعف یہان تک پہونچا ہوا تھا کہ جب وہ منبر پر وعظ کہنے کے لئی بٹھلاے جاتے تھی تو وہ اتنا نہین جانتے تھی کہ خطبہ کیسی شروع کیا جاتا ہے۔ یہہ کبیرالسن خلیفہ اپنے اقربا سے مفرط درجہ کی محبت رکھتا تھا اور یہہ لوگ جو مکہ کے امیر کہلاتی تھی اور بیس برس تک برابر انحضرت صلعم کو ایذا پہونچاتے رہے۔ اون پر ظلم کرلیتے رہے اور اون سے لڑتے رہے اب وہ کامل طور سے عثمان پر حاوی ہوگئے تھے۔ ان کا چچا حکم اور خاصکر اوسکا بیٹا مروان اس سلطنت کے اصل فرمانروا تھے اور خلیفہ کا لقب برائے نام حضرت عثمان کے لئے رکھدیا تھا اور یہی جوابدہی حضرت عثمان کے متعلق تھی جسکی اصلاح مروان سے ناممکن تھی۔ اندونون کی ایمان مین عموماً اور مروان کے ایمان مین خصوصاً سب کو شبہہ ہے۔ بنی امیہ عام طور سے ملک پر بھوکی جونکون کیطرح چمٹی ہوے تھی۔ مال دنیاوی بیرحمی اور سینہ زوری سے جمع کر رہے تھی۔ مدینہ مین چارون طرف سے شکایتین آرہی تھین لیکن یہہ شکایتین صرف سخت کلامی اور گالیان دیدے کر ٹالدی جاتی تھین (اسپرٹ اف اسلام ص ۲۹۴)

ایک غیر مسلم مورخ۔ حضرت عثمان کی خلافت اُس پر آیے — رائٹ آنریبل مرحوم سر سید امیر علی۔ مسٹر ڈاوزی کی مرقومہ بالا تحریر نقل کرکے۔ اسپرٹ آف اسلام مین لکھتے ہین —

اس کبیر السن خلیفہ کی تخت نشینی نے اخر وقت مین سلطنت جمہوریہ اسلام کے اثار بربادی بالکلیہ ظاہر کردیے۔ یہہ اوس خاندان کے بزرگ تھی جسکو خاندان ہاشم سے گہری دشمنی تھی۔ انھین بنی امیہ نے خراب تحت اسلم

آپ کی ابتدائی حالتوں میں لڑ بھڑ کر مٹا دینا چاہا تھا اور پھر آپ کی مخالفت میں آخر وقت تک لڑتے رہے۔ یہی بنی امیہ اسمین
(بنی ہاشم کے قبیلہ سے مراد ہے۔ تزویج آنحضرت صلعم کے موقع پر حضرت ابیطالب کا خطبہ۔ روضۃ الصفا وغیرہ)
متفق ہوکر اور قبیلہ مضر
پر قابو پاکر۔ اونکے ہاتھوں سے اپنی گئی ہوئی قوت کا پورا کینہ رکھتے تھے اور اس دن کا انتظار کرتے تھے۔

فتح مکہ کے بعد انہوں نے مجبور ہوکر اسلام قبول کیا تھا لیکن وہ تاہم اسلام اور بنی ہاشم کو نہیں بھولے تھے خاصکر اون
بربادیوں کی وجہ سے جو ان کو ابن عبداللہ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاتھوں سے پہونچی تھیں جبتک آنحضرت صلعم زندہ رہے آپ کی قوت
حکمرانی بھی ان دغابازوں سے ہمیشہ خائف رہی۔ انہیں سے بہتوں نے برائے نام اسلام قبول کیا تھا وہ بھی اپنی نفع ذاتی کی غرض سے
اور اوس مال غنیمت کی لالچ سے جو غازیان اسلام اپنی فتوحات کے بعد اسلامی دارالحکومت میں لاتے تھے مگر اس پر بھی سلطنت محمدیہ کیطرف
سے انلوگوں کی نفرت کبھی کم نہیں ہوئی۔ شہوت پرست۔ بدکار۔ بدنیت اور ظالم (بنی امیہ) اس مساوات رکھنے والے مذہب میں داخل
ہوجانے ہوئے رکھتے تھے مگر دل سے وہ بت پرست تھے۔ وہ مذہب جس نے روحانی قواعد وتقدس کی متابعت اختیار کرنیکی سخت ہدایت
کی تھی یہ لوگ ابتدا ہی سے اوس کی حکومت اوکھاڑ پھینکنے پر اور نیز اونلوگوں کے برباد کردینے پر جن پر اس حکومت کا دارومدار
تھا۔ آمادہ ومستعد تھے جنکی اطاعت پر وہ قسمیں کھاچکے تھے۔ حلف اوٹھا چکے تھے۔ آنحضرت صلعم کے قائمقاموں نے انکے حسد کو ایک
حدتک محدود کر رکھا تھا اور اونکی مکروفریب کی چالوں کو ظاہر کردیا تھا

حضرت عثمان کے منتخب ہوتے ہی وہ گدھوں کی طرح مردار کی بو پاکر مدینۃ النبی پر جھنڈ جھنڈ ہوکر گر پڑے۔ انکی (حضرت عثمان کی)
تخت نشینی اون تفرقوں کے اظہار کی علامت تھی اور اون بدکار بنی امیہ کی بدکاریوں کی جولانگاہ جنکی بدکاریوں نے اسلام کا
دل موڑ دیا۔ اور اسلام کے معزز اور قابل قدر خاندانوں کو برباد کردیا۔ عثمان بن عفان کے ایام حکومت میں دونو خلفاے سابقین
کی طرز حکومت سے پوری مخالفت کی گئی جنکی اتباع وتقلید کا خلیفہ عصر (عثمان) خود اقرار کرچکے تھے۔ وہ معمر اور تجربہ کار اصحاب پیغمبر
اور انصار جو ممالک اسلامی میں عمالان فی اختیار بنائے گئے تھے معزول کردیے گئے۔ اونکی لیاقتیں اونکی خدمتیں فراموش کردی گئیں
تمام معزز اور نفع خیز عہدے بنی امیہ نے لے لئے۔ تمام صوبوں کی صوبہ داریاں انھیں کو دیدی گئیں جنھوں نے ایک وقت میں اپنے آپ کو
اسلام کا پورا مخالف ثابت کردیا تھا۔ انکے سلوک کے نسبت اسمال خالی کردیا گیا۔ ان واقعات کو ہم اسلام کی باب التفرق میں
لکھتے ہیں مگر یہاں اتنا لکھدینا کافی ہوگا کہ نظام ملکی کی بدنظمیاں۔ اگلی کار روائیوں سے غفلت۔ اپنے اقربا کے ساتھ خلیفہ کی طرفداری
اور عام شکایتوں پر خلیفہ کے انکار نے اصحاب کہن سال پیغمبر صلعم کو کیا بلکہ تمام اہل اسلام میں سخت مخالف پھیلادی اور یہ مخالفت بغاوت
ہوکر ایسی عام ہوگئی کہ آخرکار حضرت عثمان اسمیں اپنی جان ہی کھو بیٹھے۔ اسپرٹ آف اسلام ص ۲۱۷

اب ان اجمال کی تفصیل علماے کرام کی تصنیفوں میں ملاحظہ ہو۔ لیکن پہلے یہ ذہن نشین کرلینا چاہیئے کہ ہمکو حضرت عثمان کو
واقعات خلافت بیان کرنیسے کوئی واسطہ نہیں۔ ہم انکی خلافت کے صرف وہی واقعات لکھینگے جو مروان اور اونکے طرز عمل کو
بتلاتے اور دکھلاتے ہیں۔ تاریخ مسعودی اور تاریخ ابن واضح میں مرقوم ہے۔

حضرت ابوذر غفاری کی جلاوطنی فقدمه الی المدینه . (معویہ کی شکایت پر ابوذر رض شام سے) مدینہ منورہ میں اسلئے گئے

وقد ذهب لحمه فجاءه به فلما دخل اليه وعنده جماعة قال بلغني انك تقول سمعت رسول الله صلعم يقول اذا كملت بني امية ثلثين رجلا اتخذوا بلاد الله دولا وعباد الله خولا ودين الله دغلا فقال نعم سمعت رسول الله يقول ذلك فقال لهم اسمعتم رسول الله يقول ذلك فبعث الى علي ابن ابي طالب فاتاه فقال يا ابا الحسن اسمعت رسول الله يقول ما حكاه ابوذرؓ وقص عليه الخبر فقال علي نعم قال وكيف تشهد قال القول رسول الله ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء ذا لهجة اصدق من ابوذرؓ فلم يقيم بالمدينة الا اياما حتى ارسل اليه وقال والله لتخرجن عنها قال اتخرجني من حرم رسول الله قال نعم قال فالى مكة قال لا ولكن الى ربذة التي خرجت منها حتى تموت بها يا مروان اخرجه ولا تدع احدا يكلمه حتى يخرج فاخرجه على جمل ومعه ابنته

ہو چکے کہ اُنکی دونو رانوں کا گوشت تحلیل ہو گیا تھا جب ابوذرؓ حضرت عثمان کے سامنے لائے گئے۔ تو حضرت عثمان نے ان سے پوچھا کہ مجھ کو اطلاع ملی ہے کہ تم نے رسول اللہ صلعم کی زبانی لوگوں سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ جس وقت بنی امیہ کے مردوں کی تعداد تیس ہو جائیگی اوس وقت وہ خدا کے بلاد کو مال غنیمت اور خدا کے بندوں کو لونڈی غلام سمجھنے لگے اور خدا کے دین کو مکاری کے طور پر اختیار کرینگے۔ ابوذرؓ نے جواب دیا ہاں میں نے رسول اللہؐ سے ایسا ہی سنا ہے۔ عثمان نے حاضرین دربار سے پوچھا کہ کیا تم نے رسول اللہ صلعم کو ایسا کہتے ہوئے سنا ہے۔ پھر حضرت علی کو بلا بھیجا وہ آئے تو اون سے پوچھا کہ اے ابوالحسنؑ تم نے اس حدیث کو رسول اللہؐ سے سنا ہے جیسا کہ مشہور کیا جاتا ہے پھر وہ حدیث بیان کر دی۔ حضرت علیؑ نے جواب دیا ہاں۔ حضرت عثمان نے کہا کہ اسکی شہادت کس دلیل سے دیتے ہو۔ حضرت علی نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث سے کہ زیر فلک اور بالائے زمین کوئی ذی نطق یعنی کلام کرنیوالا نہیں ہے جو ابوذرؓ سے زیادہ صادق القول اور سچ گو ہو اس واقعہ کے بعد چند ہی روز ابوذرؓ مدینہ میں رہنے پائے تھے کہ حضرت عثمان نے انکے کہلا بھیجا کہ خدا کی قسم تم مدینہ سے نکال دیئے جاؤ گے۔ اونھوں نے کہا کیا مجھے حرم رسولؐ سے نکال باہر کر دیگے۔ عثمان نے جواب دیا ہاں۔ ابوذرؓ نے کہا کیا مجھ کو مکہ بھیجو گے۔ کہا نہیں۔ پوچھا بصرہ بھیجو گے کہا نہیں پوچھا کوفہ بھیجو گے کہا نہیں بلکہ تم کو صحرائے ربذہ میں بھیجوں گا جہاں سے تم مر کر نکالے گئے۔ پھر مروان کو ابوذرؓ کے نکالنے کا حکم دیا اور تاکید کر دی کہ کوئی شخص انکے قریب نہ آنے پائے اور نہ ان سے کلام کرنے پائے۔ مروان نے اونکو اور اونکی لڑکی کو ایک اونٹ پر سوار کر کے مدینہ سے خارج البلاد کر دیا۔ تاریخ ابن واضح

حضرت علیؑ اور مشایعت

مروج الذہب میں علامہ مسعودی لکھتے ہیں۔

ابوذر و مروان کی گفتگو

ولما طلع عن المدينة ومروان يسيره عنها اذ طلع عليه علي ابن ابي طالب ومعه ابناه وعقيل اخوه وعبد الله بن جعفر وعمار ياسر فاعترض مروان فقال يا علي ان امير المومنين قد نهى الناس ان يصحبوا اباذر في مسيره ويشيعوه فان كنت لم تدر بذلك فقد علمتك فحمل عليه علي ابن ابي طالب بالسوط بين اذنى راحلته وقال تنح نحاك الله تعالى في النار ومضى

جب حضرت ابوذر غفاریؓ بحالت کذائی مروان کی معیت میں مدینہ سے نکلے تو اونکے ساتھ حضرت علیؑ مع صاحبزادگان اور عقیل اور عبداللہ بن جعفر اور عمار یاسر تشریف لائے۔ مروان نے اونکو روکا اور کہا کہ اے علیؑ اگر تم ناواقف ہو تو میں واقف کراتا ہوں کہ امیر المومنین عثمان نے لوگوں کو ابوذر کی مصاحبت اور مشایعت سے منع کیا ہے۔ یہ سنکر حضرت علی نے مروان کی سواری کے جانور کو ایک چابک اوسکے کان کے درمیان مارا اور مروان سے کہا دور ہو۔ خدا تجھے نار جہنم میں لیجائے۔ یہ کہکر حضرت علیؑ ابوذرؓ کے ساتھ ہو لیئے۔ اور جس وقت اونکو وداع

مع اباذر فشیعه ودعه فانصرف فلما اراد علی الانصراف بکی ابوذر وقال رحمکم الله اهل البیت اذا رأیتک یا ابالحسن وولدک ذکرت بکم رسول الله صلعم

اونکو وداع کرکے لوٹنے لگے تو ابوذر غفاری نے رو کر کہا کہ اے اہل بیت نبوت خدا تم پر اپنی رحمت نازل فرمائے - اے ابوالحسن جب میں آپ کو اور آپ کے فرزندوں کو دیکھتا ہوں تو مجھے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاد آجاتے ہیں -

**مروان کا شکوہ حضرت علی اور عثمان کی گفتگو**

باقی حالات اوسی تاریخ سے حسب ذیل ہیں۔

فشکا مروان الی عثمان ما فعل به علی ابن ابی طالب فقال عثمان یا معشر المسلمین من یعذرنی من علی ردّ رسولی عما وجّهته له وفعل کذا والله لنعطینه حقه فلما رجع استقبله الناس فقالوا ان امیرالمومنین علیک غضبان لتشیعک لابی ذر فقال غضب الخیل علی اللّجم فلما کان بالعشی جاء الی عثمان فقال له ما حملک علی ما صنعت بمروان واجترات علیّ ورددت رسولی وامری قال اما مروان فانه استقبلنی یردّنی فرددته عن ردّی واما امرک فلم اردّه قال عثمان اولم یبلغک انی قد نهیت الناس عن ابی ذر وعن تشیعه فقال علی او کلما امرتنا به من شیء یری طاعة الله والحق فی خلافه اتبعنا فیه امرک بالله لا نفعل قال ضرب بین اذن راحلة مروان قال علی اما راحلتی فهی تلک فاراد ان یضربها کما ضربت راحلته فلیفعل واما انا فوالله لئن شتمنی لاشتمنک انت مثلها بما لا اکذب فیه ولا اقول الا حقا قال عثمان ولم لا یشتمک اذا شتمته فوالله ما انت عندی بافضل منه - فغضب علی ابن ابی طالب وقال الیّ تقول هذا القول و بمروان تعدّلنی فانا والله افضل منک وابی افضل من ابیک وامی افضل من امک (الی ان قال) فغضب عثمان واحمر وجهه فقام ودخل داره وانصرف علیؑ

جب مروان ابوذرؓ کو نکال کر واپس آیا تو اوس نے حضرت عثمان سے حضرت علیؑ کی شکایت کی۔ حضرت عثمان نے مجمع عام میں بالاعلان کہا اے گروہ مسلمین کون شخص علی کی جانب سے اسکے متعلق عذر کرے گا کہ اونھوں نے مروان کو میرے حکم سے باز رکھا اور ایسا برتاؤ کیا جیسا کہ مروان بیان کرتا ہے قسم خدا کی میں بھی علیؑ کے ساتھ وہی کرونگا جسکے وہ مستحق ہیں۔ جب حضرت علی ابوذرؓ کو وداع کرکے واپس آئے تو لوگوں نے اون سے کہا کہ امیرالمومنین تم پر غضبناک ہیں کہ تم نے ابوذرؓ کی مشایعت کی حضرت علیؑ نے جواب دیا اونکا غصہ ایسا ہی جیسا گھوڑا اپنا غصہ اپنی لگام پر نکالتا ہے (یعنی غصہ میں اپنی باگ آپ چباتا ہے) جب شام کو حضرت علی اور عثمان میں ملاقات ہوئی تو حضرت عثمانؓ نے اون سے کہا کہ تم نے کس وجہ سے مروان کو شکایت کا موقع دیا اور اس بات پر جرات کی کہ میرے قاصد اور میرے حکم کو روکا حضرت علیؑ نے کہا کہ جب مروان نے میرے روکنے کا ارادہ کیا تو میں نے بھی اوسے روکا تمہارے حکم کو نہیں روکا۔ حضرت عثمان نے کہا کیا تمہیں یہ خبر نہیں تھی کہ میں نے ابوذرؓ کی ملاقات اور مشایعت سے لوگوں کو ممانعت کی ہے۔ حضرت علیؑ نے کہا اگر تمہارا حکم اطاعت خدا اور امر حق کے خلاف ہو تو کیا میں اوسکا بھی اتباع کروں۔ واللہ میں ایسا ہرگز نہ کرونگا۔ حضرت عثمان نے کہا تم نے مروان کے اونٹ کے سر پر چابک مارا حضرت علیؑ نے کہا یہ میرا اونٹ حاضر ہے اگر مروان کا جی چاہے تو اسکے سر پر بھی چابک لگا لے لیکن دیکھو۔ واللہ اگر مروان میری نسبت کوئی ثقیل کلمہ اپنی زبان سے نکالیگا تو میں ویسا ہی کلمہ اوسکی نسبت بھی استعمال کرونگا اور وہ جھوٹ بھی نہ ہوگا۔ بلکہ حق ہوگا۔ حضرت عثمان نے کہا جب تم مروان کو برا کہو گے تو وہ بھی تمکو برا کہے گا میرے نزدیک تم اوس سے افضل نہیں ہو۔ یہ سنکر حضرت علیؑ کو غصہ آگیا اور فرمایا تم مجھے ایسا کہتے ہو اور میرا مقابلہ مروان سے کرتے ہو۔ خدا کی قسم میں تم سے بہتر ہوں اور میرا باپ تمہارے باپ سے بہتر تھا اور میری ماں تمہاری ماں سے افضل تھی۔ اس بات پر حضرت عثمان خشمگین ہوئے اور غصہ سے لال ہو کر گھر کے اندر چلے گئے اور حضرت علیؑ واپس آئے۔

اگر ہم حضرت عثمان کی خلافت میں مروان کی ایک ایک بدعنوانی - بدنظمی اور بدنیتی کو جدا جدا کر کے بیان کرنا چاہیں تو ایک دفتر کا دفتر ہو جائے گا - اسلئے اسلام کے مستند اور معتبر مؤرخین و محدثین کے اقوال و مختار سے اجمالی طور پر انکی نسبت عثمان کی بیجا اور ناجائز داد و دہش ذیل میں لکھے دیتے ہیں جو عام طور سے تمام اہل اسلام کی سخت ناراضی کا باعث ہوئیں اور حضرت عثمان کے ان بیجا و نازیبا اسراف نے آخر کار اونکے متبعین سے اونکو قتل کرا دیا - اور حضرت علیؑ کا یہ قول جو ابھی ابھی حضرت عثمان کے غصہ کی تمثیل میں لکھا گیا ہے کہ گھوڑے کا غصہ اپنی ہی لگام پر اوترتا ہے صادق آگیا - ایک مروان کی مجنونانہ تقلید اور کورانہ تائید نے اونکو سب درجوں تک پہونچا دیا مگر یہ بھی اپنی دھن کے ایسے پکے تھے کہ اپنی جان تک نثار کر دی مگر مروان کا دامن رفاقت آخر وقت تک نہ چھوڑا - اسی کے ساتھ یہ بھی ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ مروان کے ساتھ یہ کرم و ایثار کچھ تو قرابت قریبہ کے باعث سے تھے اور زیادہ تر بنی ہاشم کی قدیم مخالفت کی بنا پر مبنی تھے اسلئے کہ ابھی ابھی جو مکالمہ اور گفتگو حضرت علی اور عثمان کی اوپر لکھی گئی ہے اوس سے صاف صاف ظاہر ہے کہ حضرت عثمان ہر طریقہ سے مروان کو حضرت علی پر ترجیح دیتے تھے اور یہ بھی مسلمہ ہے کہ کسی کی حالت درست کرنے میں سب سے پہلے اوسکو مالی قوت پہونچانیکی ضرورت ہوتی ہے اس بنا پر اس واقعہ کے بعد ہی حضرت عثمان نے مروان پر اپنے کرم و ایثار کے دروازے کھولدیے - چنانچہ اس واقعہ کے بعد ہی اسلامی مورخین و محدثین نے انکی مصیبتوں کا ذکر اور اونکے اسباب و قوع کے تذکرے نقل کرنے شروع کر دیے ہیں - جنمیں سے چند ذیل میں لکھے جاتے ہیں -

مروان کے ساتھ کرم و ایثار نے حضرت عثمان کی جان لے لی

علامہ ابن عبد ربہ اندلسی اپنی کتاب عقد الفرید میں تحریر کرتے ہیں -

ومما نقم الناس علے عثمان انه اوى طريد رسول الله صلے الله عليه وآله وسلم الحكم ابن العاص ولم يؤوه ابوبكر وعمر وسير ابوذر الى الربذه (الى ان قال) وتصدق رسول الله صلعم بمهزون موضع سوق المدينه علے المسلمين فاقطعها الحارث ابن الحكم اخا مروان واقطع فدك مروان

جن باتوں نے مسلمانوں کے دل میں حضرت عثمان کی جانب سے کینہ اور کدورت پیدا کر دی انمیں سے بعض یہ ہیں کہ عثمان نے حکم بن عاص کو جو مردود بارگاہ نبوی تھا اپنے ظل عاطفت میں پناہ دی جسکو حضرت ابوبکر و عمر نے بھی اپنے عہد میں پناہ نہیں دی تھی اور ابوذر غفاری کو صحرا ربذہ کی طرف نکالدیا نیز موضع مہزون (بازار مدینہ) جسکو رسول اللہ صلعم نے تمام مسلمانوں پر تصدق کر دیا تھا حارث بن حکم برادر مروان کو دیدیا اور خاص مروان کو فدک ہبہ کر دیا -

مورخ ابو الفدا لکھتے ہیں -

ومما نقم الناس عليه رده الحكم بن العاص طريد رسول الله وطريد ابوبكر وعمر ايضا واعطاؤه مروان ابن الحكم خمس غنائم افريقيه وهو خمس مأته الف دينارا (الى ان قال)

جن باتوں نے لوگوں کو حضرت عثمان پر برانگیختہ کیا وہ یہ ہیں کہ انھوں نے حکم بن عاص کو بلا لیا جو رسول اللہ صلعم اور ابوبکر و عمر کا نکالا ہوا تھا نیز یہ کہ حضرت عثمان نے مروان کو خمس غنائم افریقیہ عطا کیا جسکی اصلی پانچ لاکھ دینار تھی

واقطع مروان بن الحکم فدک

اور اوسی کو فدک بھی عنایت کیا۔

## تاریخ مروج الذہب مسعودی مین ہے۔

فی سنة خمس و ثلثین کثر الطعن علی عثمان رض وظهر علیه النکیر الاشیاء ذکر وها منها ما کان بینه و بین عبد الله ابن مسعود وانحراف هذیل عن من اجله ومن ذلک ما نال عمار بن یاسر من الفتن والضرب وانحراف بنی مخزوم عن عثمان من اجله ومن ذلک فعل الولید بن عقبه فی مسجد الکوفه (الی ان قال) ومن ذلک ما فعل بابی ذر رض

۳۵ہجری مین کثرت سے حضرت عثمان پر طعن کی بوچھارین ہونے لگین اور جو ناپسندیدہ معاملات حضرت عثمان کیطرف منسوب کیئے جاتے ہین علانیہ ازبام ہوئے از انجملہ وہ قضیۂ نامرضیہ ہے جو حضرت عثمان اور عبد اللہ بن مسعود کے درمیان واقع ہوا اور وہ نامناسب طرز عمل جس نے حضرت عثمان کیطرف سے قبیلہ ہذیل اور بنی مخزوم کو منحرف کردیا اور وہ ذلیل کن اور تکلیف دہ سلوک جو عمار یاسر رض سے کیا گیا اور وہ فعل ناشائستہ جو ولید ابن عقبہ نے مسجد کوفہ کے اندر واقع ہوا اور وہ ناگوار برتاو جو ابوذر کے ساتھ کیا گیا۔

## کتاب ملل ونحل شہرستانی مین ہے

ومنها تزویجه مروان ابن الحکم ابنته وتسلیمه خمس غنائم افریقه (الی ان قال) ومنها ایواه عبد الله بن ابی سرح بعد ان اهدر النبی صلعم دمه وتولیته ایاه مصر

منجملہ اونھین واقعات ناپسندیدہ کے یہہ بھی ہین کہ عثمان نے مروان کے ساتھ اپنی لڑکی بیاہ دی اور خمس غنائم افریقیہ بھی اوسکو عطا کیا اور عبد اللہ بن ابی سرح کو جسکا قتل آنحضرت صلعم مباح فرما چکے تھے اپنے پاس پناہ دی اور اوسکو مصر کا حاکم کردیا

ان واقعات سے معلوم ہو گیا کہ صرف مروان کی ان بیجا طرفداریون نے اور حضرت عثمان کی ان مسرفانہ فیاضیون نے اسلامی ممالک کا نظمی شیرازہ ابتر کر رکھا تھا اور بقول مسٹر آسبرن "تمام ملک دربار خلافت مین حاضر ہو کر اصلاح اصلاح پکار رہا تھا۔ مگر یہہ تمام شکایتین یہہ مستغیثانہ درخواستین مروان کی سخت کلامیون اور گالیون کے نذر ہو جایا کرتی تھین۔" آخر تا کجے۔ ان تمام بدنظمیون کا نتیجہ آخر ایکدن نکلا۔ اور برا نکلا۔ حضرت عثمان کو مسلمانون کے ہاتھون سے اپنے قتل کا خونریز منظر دیکھنا پڑا۔ ابو الفدا لکھتے ہین۔

حضرت عثمان پر عام مسلمانون کا حملہ

فی سنة خمس وثلثین قدم من مصر جمع قیل الف وقیل سبع مائة وکذالک من الکوفة جمع وکذلک من البصرة (الی ان قال) فدخلوا المدینه فلما جاءت الجمعة التی تلی دخولهم المدینة خرج عثمان فصلی بالناس ثم قام علی المنبر وقال الجمع المذکورة یا هولاء والله یعلم واهل المدینة یعلمونا انکم ملعونون علی لسان محمد صلعم فقام محمد بن مسلمة الانصاری فقال اشهد بذلک فثار القوم باجمعهم فحصبوا الناس حتی اخرجوهم من المسجد وحصب عثمان حتی خر علی المنابر

۳۵ھ مین ایک گروہ ہزار یا سات سو آدمیون کا مصر سے اور ایسا ہی گروہ کوفہ و بصرہ سے مدینہ مین وارد ہوا جب جمعہ کا دن ہوا تو حضرت عثمان مسجد مین تشریف لاکر نماز پڑھائی اور منبر پر جاکر متذکرہ بالا گروہون سے کہا کہ خدا جانتا ہے اور مدینہ والے بھی واقف ہین کہ تم لوگون پر رسول اللہ صلعم نے لعنت کی ہے۔ محمد بن مسلمہ انصاری نے کھڑے ہو کر اسکی اسکی گواہی دی حضرت عثمان کی یہہ تقریر سنکر وہ تینون گروہ اہل مسجد پر ٹوٹ پڑے اور اونھون نے سنگریزون کی بوچھار کر کے لوگون کو مسجد سے نکال دیا نیز ایک پتھر عثمان کو اس زور سے لگا کہ وہ بے ہوش ہو کر منبر سے گر پڑے اور لوگ اونکو اوسی حالت مین مسجد سے اوٹھا کر اون کے گھر اوٹھا لے گئے

اس کا نتیجہ کیا ہوا۔ تاریخ ابن الوردی کی مفصلہ ذیل عبارت مین ملاحظہ ہو۔

وصلی عثمان بعد ما نزلت الجموع فی المسجد ثلاثا یوما ثم منعوہ الصلوٰۃ فصلی بالناس الغافقی امیر جماعۃ المصر ولزم اھل المدینۃ بیوتھم وعثمان محصور فی دارہ اربعین یوما ثم اتفق علی مع عثمان علی ما طلبہ الناس منہ عن عزل مروان من کتابۃ وعبد اللہ ابن ابی سرح عن مصر فاجاب وفرق علی الناس

بلوائیون کے وارد ہونیکے بعد تین دن تک نماز پڑہائی پھر لوگون نے منع کر دیا اور غافقی مصری کو جو جماعت مصر کا امیر تہا امام نماز مقرر کیا۔ مدینہ والون نے گھر سے باہر نکلنا بند کر دیا اور حضرت عثمان چالیس دن تک اپنے گھر مین محصور رہے بعد ازان اوس جماعت کی خواہش کے موافق حضرت علی نے حضرت عثمان سے کہا کہ یہ لوگ چاہتے ہین کہ تم مروان کو عہدۂ کتابت سے اور عبد اللہ بن ابی سرح کو مصر کی حکومت سے معزول کر دو۔ عثمان نے اسکو مان لیا اور حضرت علی نے لوگون کو متفرق کر دیا۔

ان واقعات سے ثابت ہو گیا کہ حضرت عثمان کی ان تمام مصیبتون اور مسلمانون کی شکایت کا اصلی باعث مروان کی وزارت تہی اور عبد اللہ ابن ابی سرح کی حکومت مصر۔ اور یہ ایسی کھلی باتین تہین کہ حضرت عثمان بھی رعایائے ملکی کی ان شکایتون کا کوئی جواب نہ دے سکے بلکہ حقیقت و ضرورت پر نظر کر کے بلا ترمیم منظور کر لیا تہا اور انکی منظوری سے پہر تمام مدینہ مین امن و امان قائم ہو گیا تہا

**مروان کی فتنہ پردازی**

**حضرت عثمان کی مروان نوازی اور**

حقیقتاً کسی پر اتنا قابو تو پیدا کیا جائے ہمین نہین معلوم کہ ہم مروان کی قابو پرستی کہین یا عثمان کی مروان پرستی یہان تک تو معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت عثمان نے عام مسلمانون کی درخواست کو منظور کر لیا تہا اور مروان وعبد اللہ ابن ابی سرح دونو معزول کر دئے جانیکا اقرار کر لیا تھا مگر مروان کے اشارے نے چشم زدن مین حضرت عثمان کو ادہر سے ادہر کر دیا اور تمام نظم و تدبیر سیاسی کی کالی لکیر پھیر دی۔ وہی مورخ آگے لکھتا ہے۔

ثم اجتمع مروان لعثمان فردہ عن ذلک لکن عزل ابن ابی سرح عن مصر وولاہ محمد بن ابی بکر

لیکن مروان نے حضرت عثمان کے پاس جا کر ایسی باتین کین کہ حضرت عثمان نے مروان کی معزولی کا حکم منسوخ کر دیا البتہ ابن ابی سرح کو معزول کر کے محمد ابن ابو بکر کو مقرر کیا

مطلب سعدی ہمین بود۔ اس سے جہان حضرت عثمان کی سادہ لوحی معلوم ہوتی ہے وہان مروان کی خود غرضی اور نفسی بہی ثابت ہو جاتی ہے۔ اب مروان کے اس خود غرضانہ حیلہ استردا نے فتنہ و فساد کے دروازے کھولدیے۔ اکی تو کچہ نہ بگڑی حضرت عثمان کی جان پر آبنی۔ مورخ ابو الفدا لکھتے ہین۔

**مروان کا جعلی خط**

فتوجہ محمد بن ابی بکر مع جماعۃ من المھاجرین والانصار فبینما ھم فی اثناء الطریق فاذا العبد علی ھجین یجھدہ فقالوا لہ الی این قال الی عامل المصر

جب حضرت عثمان نے محمد بن ابی بکر کو عامل مصر مقرر کیا تو وہ گروہ مہاجرین وانصار کے ساتھ مصر کی جانب روانہ ہوئے۔ ہنوز یہ لوگ راہ مین تہے کیا دیکہتے ہین کہ ایک شتر سوار اونٹ کو تیز بہگاتا ہوا (مدینہ سے) مصر کیطرف جا رہا ہے۔ پوچھا کہان جاتا ہے

یعنی محمد ابن ابی بکر) فقال بل العامل الآخر (یعنی
عبد اللہ بن ابی سرح) فامسکوہ و فتشوہ فوجدوا معہ کتابا
مختوما بخاتم عثمان ان جاءک محمد بن ابی بکر و من معہ بانک
معزول فلا تقبل و احتل بقتلہ و ابطل کتابہم و قر فی عملک

والوں نے اوس سے پوچھا کہ تو کہاں جاتا ہے اوس نے کہا کہ عامل مصر کے پاس لوگوں نے کہا کہ عامل مصر تو یہیں ہے۔ یعنی محمد ابن ابی بکر۔ اوس غلام شتر سوار نے کہا کہ میں سابق عامل۔ یعنی عبد اللہ ابن ابی سرح کے پاس جاتا ہوں سنکر لوگوں نے اوسکو پکڑا اور تلاشی لی اوسکے پاس سے ایک چیٹھی نکلا جسپر حضرت عثمان کی مہر لگی تھی اور اوسمیں لکھا تھا کہ جسوقت محمد بن ابی بکر اور اون کے ساتھ والے وہان پہونچکر تیری معزولی کا حکم دین تو تم قبول نکرنا بلکہ محمد ابن ابی بکر اور اونکے ساتھ والون کو کسی حیلہ سے قتل کرا دینا اونکے پاس جو نامہ ہے اوسکو باطل سمجھنا اور اپنے منصب پر قائم رہنا

مروان کے حکم سے
عثمان مسلمانوں کے مجالکے میں

مروان کی حیلہ سازی اور جعل و دغابازی کا کوئی ٹھکانا ہے۔ دو فقروں میں محمد بن ابی بکر کی جان ہی لے لی تھی۔ ناظرین کتاب اخلاق بنی ہاشم و بنی امیہ کے فرق امتیازی کو یہیں سے سمجھ لیں اور یہی ہماری اس کتاب کا موضوع ہے۔ اسکے آگے کیا ہوا؟ اوسی مورخ کی زبانی سن لیجئے۔

فرجع محمد بن ابی بکر و من معہ من المہاجرین والانصار الی
المدینۃ و جمعوا الصحابۃ اوقفوہم علی الکتاب و سئلوا عن
عثمان ذلک فاعترف بالخاتم و خط کاتبہ و حلف باللہ انہ
لم یامر بذلک فطلبوا منہ مروان لیسلمہ الیہم فسبب ذلک
فامتنع فازداد حنق الناس علی عثمان و جدوا فی قتالہ

یہ مضمون دیکھتے ہی محمد ابن ابی بکر اور اونکے ہمراہی مہاجر و انصار مدینہ واپس آئے اور اونھون نے صحابہ کو جمع کر کے سارا قصہ بیان کیا اون سبنے عثمان کو پاس جاکر اس بات کو اون سے پوچھا حضرت عثمان نے اقرار کیا کہ یہ خط میرے کاتب مروان کا لکھا ہوا ہے اور اوس پر مہر بھی میری لگی ہے لیکن خدا کی قسم ہے میرے حکم سے نہین لکھا گیا ہے۔ لوگوں نے کہا تو پھر اسکے لئے مروان کو ہمارے حوالہ کردو۔ حضرت عثمان نے کہا یہ تو نہوگا اس بات سے لوگوں کا غیظ و غضب عثمان پر اور زیادہ بڑھگیا اور وہ حضرت عثمان سے قتال کرنیکی کوشش میں مصروف ہوئے۔

حضرت عثمان کے اقرار جرم کے بعد مجرم کے حوالہ کردینے سے انکار نے موقع کو قابو سے بے قابو کردیا اور موجودہ مسئلہ کو تصفیہ کن جماعت کے اختیار سے بالکل باہر۔ تمام مہاجرین و انصار اوسیوقت سے حضرت عثمان کے امور سے بالکل دست بردار ہو گئے۔ چنانچہ امام المورخین طبری تاریخ میں لکھتے ہیں۔

حضرت عثمان ان قضیوں کے بعد شب کو جناب علی مرتضی کے پاس آئے اور اپنی ساری روئداد بیان کی اور اپنی امداد چاہی مگر آپ نے صاف صاف کہدیا کہ میں نے اب مروان کی شرارت کو سنکر اس امر کا تصفیہ کر لیا ہے کہ اب میں تمہارے کسی امر میں کبھی کسی قسم کی مداخلت نہین کرونگا۔ اور نہ تمہارے گھر جاونگا اسکی وجہ یہ ہے کہ مروان تمہارے مزاج پر پورے طور سے حاوی ہو چکا ہے اور اسکی وجہ سے تمہارے لئے سوا آپکے مضرت کے کبھی منفعت نہین ہو سکتی طبری جلد چہارم لکھنو ص ۵۲۸

اس واقعہ کو پڑھکر کیا کوئی غیرتدار شخص کہسکتا ہے کہ یہ وہی حضرت عثمان ہین جو ابھی ابھی دو چار روز پیشتر حضرت ابوذرؓ کے معاملہ میں مروان کیطرف سے حضرت علیؑ کے ساتھ کیسی سخت کلامی کر چکے ہین اور حسباً و نسباً عملاً و اخلاقاً آپ کے اوپر مروان کو ترجیح دیے چکے ہین اور پھر آج اونھین علیؑ سے مروان کی لائی ہوئی مشکلوں میں مشکلکشائی کے لئے التجا کر رہے ہین فاعتبروا یا اولی الابصار

**اخلاق مرتضوی**

حضرت عثمان واپس آگیے۔ اونکی واپسی کے بعد حضرت علی مرتضیٰ نے اپنے اخلاق کریمانہ کے تقاضے سے۔ جب عثمان اور اونکے ہمراہی محصورین کی مصیبت اپ سے نہیں دیکھی گئی تو بغرض استمداد حضرت امام حسن علیہ السلام کو بھیجدیا۔ ابوالفدا طبری ج ۴ ص

**مروان نے حضرت عثمان کی کہان تک مدد کی**

ہمکو حضرت عثمان کے قتل کی تفصیل منظور نہین اسلیئے کہ یہہ ہمارے موضوع کتاب سے باہر ہے۔ مگر ہان ہمکو اسکے متعلق اتنا بیان کردینا ضروری ہے کہ قتل عثمان کے وقت مروان کی کیا شان رہی اور اس وزیر و مشیر خاص نے اپنے محسن اور ولی النعم خلیفہ کی حفاظت جان کے کیا سامان کیئے۔ ہم ان واقعات کو تاریخ طبری جلد چہارم (فارسی) اور روضۃ الصفا جلد دوم کے ترجمہ سے ذیل مین لکھتے ہین۔

مخالفین کا غیظ و غضب اب رکنے والا نہین تہا اور اونکی اتش مخاصمت ٹھنڈی پڑنے والی نہین تھی۔ ایک ہفتہ سے کچھ ہفتے ہوگیے اور محاصرہ کی وہی کیفیت رہی۔ اخرکار ۱۲ ذی الحجہ سنہ ۳۵ ہجری کو سات ادمی دیوارین پہاند کر خلیفہ عثمان کے گھر مین گھس آیے اسمین شک نہین کہ ان لوگون مین محمد بن ابی بکر الصدیق بھی شامل تہے۔ انھون نے خلیفہ وقت سے کچھہ سخت کلامی بھی کی تہی اور یہہ بھی کہا تھا کہ اب اسوقت عبداللہ ابن معیط۔ مروان الحکم اور معویہ ابن ابوسفیان تمہارے کیا کام اسکتے ہین۔ اس کہنے پر عثمان نے انکو ڈانٹا اور یہہ وہان سے واپس آیے روضۃ الصفا جلد دوم طبری جلد چہارم لکھنؤ

انکے واپس آنے پر مصر والون مین سے کنانہ ابن بشر اسیطرح دیوار پہاند کر گھر مین اوترا اور اوسکے بعد۔ عاقفی عبدالرحمن اور قنصرہ وغیرہ یہہ کہتے ہوے آے کہ انکو نہ مارو۔ ہمکو انکی جان کی خواہش نہین۔ جب یہہ لوگ خلیفہ کے پاس پہونچے تو عرض کی کہ آپ کارو بار خلافت دست بردار ہوجائیے۔ خلیفہ نے کہا کہ خدا نے مجھکو اس منصب اعلیٰ پر مقرر کیا ہے۔ سواے اوسکے دوسرا مجھسے اسکو لے نہین سکتا یہہ جواب سنتے ہی ان لوگون نے اون پر حملہ کردیا۔ طبری کنانہ ابن بشر کو اور صاحب روضۃ الصفا عاقفی مصری کو عثمان بن عفان کا قاتل تبلاتے ہین۔ زخم شمشیر کے بعد قنصرہ اور اسود نے انکی بقیہ جان کو بہت جلد ختم کردیا

مروان الحکم اور سعید بن العاص جاے وقوع پر وہین موجود تہے۔ یہہ ظاہر ہے کہ انلوگون کی دولت و حشمت جو کچھہ تھی وہ حضرت عثمان کی بدولت تھی۔ ورنہ قبل اسکے نہ انکو کوئی خلافت اول مین جانتا تھا اور نہ خلافت دوئم مین لیکن باینہمہ انکی حمیت انکی حیا اور انکی وفاداری مونہہ دیکھتے ہی رہگئی اور دشمنون نے خلیفہ عثمان کی غریب جان کا خاتمہ کردیا۔ ان صاحبون سے تلوار نکالنا کیسا۔ ان سے للکارا بھی نگیا۔ خصوصا مروان الحکم کی خاموشی تو قیامت کی خاموشی تہی۔ انھین کی وجہہ خاص سے خلیفہ کو یہہ برے دن نصیب ہوے تھے۔ اب اسوقت تو انکی حیاداری اور وفاداری اپنے ایسے شفیق اور سرپرست اقا کی استمداد کرتی عزت اور حسن خدمت کا مقتضی تو یہی تہا کہ مظلوم خلیفہ کی جان پر اپنی جان نثار کردیتے۔ مدار المہام خلافت سے اچھے تو گھر کے غلام نکلے جو دو دو ہاتھہ دشمنون سے لڑے اور زخمی بہی ہوے اور تھوڑا بہت اپنے اقا کے حق نمک سے ادا تو ہوگئے۔ مروان سے تو اتنا بھی نہوا لاحول ولا قوۃ

**حضرت علی کی خلافت**

حضرت عثمان کی وفات کے تیسرے دن مہاجر و انصار نے حضرت علیؑ سے بیعت کرلی۔ باقی رہے بنی امیہ۔

**وفد مروان کی سفارت اور**

حضرت عثمان کے واقعہ نے انکی تمناؤں کا خاتمہ کردیا۔ اب یہ کہاں اور مدینہ کہاں۔ ان حضرات میں کوئی صاحب ایسے خوش قسمت نہ نکلے جو حضرت علیؑ کی بیعت سے مشرف ہوتے۔ تمام بنی امیہ ایک ایک کرکے شام چلے گئے۔ مگر مروان الحکم ولید بن عقبہ مغیرہ ابن شعبہ اور سعید بن العاص صرف یہی چار شخص مدینہ میں چند روز تک ٹھیرے رہے۔ مدینہ میں انکا موجودہ قیام سوائے خبر رسانی اور جاسوسی کے کوئی دوسرا نہیں تھا۔ یہ لوگ اپنے گھروں میں بیٹھے رہے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے ان سے کوئی تعرض نہ فرمایا۔ بغرض دریافت حال کی غرض سے انکو طلب فرمایا۔ تفصیلی کیفیت تاریخ اعثم کوفی کی عبارت سے ذیل میں ملاحظہ ہو۔

مروان دیگر ہم آمدند امیر المومنین گفت شما نزدیک من می ائید و از بیعت من تخلف می کنید. ولید ابن عقبہ سخن آغاز کرد و گفت یا ابالحسنؑ ہرچہ امید با تو بیعت کنیم و باکدام چشم با تو بنگریم کہ پدر و بال را کہ ندی در سینہ ما را از کینہ پر کردی۔ پدر مرا روز بدر کشتی و عثمان را در غوغا گذاشتی و یاری ندادی تا او را کشتند و سعد ابن عاص را کہ پدر و مہتر امیہ بود در روز بدر کشتی و مروان و پدر او حکم را چون عثمان بمدینہ خواند در حق او گفتی آنچہ گفتی و رائے عثمان را ضعیف شمردی و بخطا منسوبش کردی حال ما چہار این است کہ شرح دادیم و بچہ نوع با تو بیعت کنیم و بکدام دل ما را ز دست دایم و اگر از ما سہوے و خطا آیے رفتہ بعفو لطف فرمائی و ما را اجازت دہی و منع نفرمائی کہ نزدیک پسر عم خود معویہ بشام برویم امیر المومنین گفت کہ کینہ شما بر من بحق نیست کہ از من در دل گرفتید از حضرت باری تعالی در دل باید داشت و حدیث مرعی داشتن مروان و پدر مروان کہ در باب او سخنی ناحق نگفتم اما ترسیدن شما کہ پیش معویہ روید من شما را از آنچہ کہ می ترسید ایمن گردانم

مروان وغیرہ آئے امیر المومنینؑ نے ان سے کہا کہ تم لوگ (بلائے) سے تو میرے پاس چلے آتے ہو مگر میری بیعت سے انکار کرتے ہو۔ یہ سن کر ولید ابن عقبہ نے کہا کہ اے ابوالحسنؑ ہم کس امید پر آپ سے بیعت کریں اور کس آنکھ سے آپکو دیکھیں۔ ہمارے دست و بازو آپنے توڑ ڈالے۔ میرے باپ کو بدر کی لڑائی میں آپ ہی نے مار ڈالا۔ اور عثمان کو بلوے میں چھوڑ دیا اور اونکی کوئی مدد نہ کی یہاں تک کہ لوگوں نے انہیں مار ڈالا اور آپ ہی نے سعد ابن عاص کو جو اکابر بنی امیہ میں تھے بدر کی جنگ میں مار ڈالا اور جب عثمان نے مروان اور مروان کے باپ حکم کو مدینہ میں بلالیا تو آپنے عثمان کے حق میں جو کچھ کہنا تھا کہا اور اونکی رائے کو ضعیف قرار دیا اور اوسکو خطا پر مبنی بتلایا۔ ہم چاروں کی تو یہ حقیقت حال ہے جو عرض کی اب ہم حالت موجودہ میں کیسے آپ کی بیعت کریں۔ اور کس دل سے آپ کو دوست رکھیں اگر ہم سے غلطی ہوئی ہو تو معاف فرمائیں اور ہمیں اجازت دیں کہ ہم اپنے برادر عم معاویہ کے پاس چلے جاویں

امیر المومنین علیہ السلام نے جواب دیا کہ میرے ساتھ تمہارا کینہ صحیح اور سچ نہیں ہے اور جو امر تم نے میری طرف سے اپنے دلمیں قرار دے لیا ہے تمکو باری تعالی کی طرف سے قائم کرنا چاہیئے۔ اور مروان اور مروان کے باپ کی نسبت جو تم کہتے ہو تو یقین رکھو کہ میں نے کوئی بات ناحق نہیں کہی ہے یہ بات کہ تم خوف کھاتے ہو اور معویہ کے پاس جانا چاہتے ہو تو جس امر سے تمہیں خوف ہے اوس سے میں تمہیں

مامون کردون

مروان اور حضرت علیؑ سے گفتگو

امیر المومنین علیہ السلام کی یہ سنجیدہ او اطمینان دہ تقریر سنکر ولید ابن عقبہ کو کچھ جواب بن آیا اور وہ معقول ہو کر خاموش ہو رہا لیکن مروان کے پیٹ مین چوہے کود رہے تہے۔ حضرت علیؑ سے پوچہنے لگے۔ اوسی تاریخ کا سلسلہ ملاحظہ ہو۔

مروان گفت اگر بیعت نکنیم وازان ابا نمائیم چہ خواہی کرد فرمود کہ شما را محبوس خواہیم کرد تا آنوقت کہ با کافہ المومنین موافقت نمائید و اگر سپہ ایران طغیان و عصیان گرائید شمارا عقوبت کنم چون سخن شاہ مروان بر این جملہ شنودند بیعت کردند و باز گشتند

مروان بولا اگر ہم بیعت نکرین اور انکار کرین تو اپ کیا کرینگے۔ فرمایا کہ تملوگون کو اوسوقت تک زیر حراست رکہینگے جبتک تملوگ تمام مسلمانون کے امر متفقہ پر متفق ہوجاو اور اگر فساد و بغاوت پر اقدام کروگے تو تمہاری سخت سزا کرینگے۔ یہ کلام سنکر سب نے بیعت کیا اور اپنے مقام کو واپس گئے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوگیا کہ ان مشاہیر بنی امیہ نے ضرورت وقتی کے اوسی نقطہ نظر سے امیر المومنین علیہ السلام سے بیعت کرلی۔ جس غرض و مجبوری سے اسلام قبول کیا تہا۔ مگر جس طرح آنحضرت صلعم لیے کوئی تعرض نفرمایا اوسی طرح امیر المومنینؑ نے بہی کوئی عذر کیا

مروان کی غداری اور گرفتاری حضرت علیؑ کی عفو

وہ ان اپنی شرارت طبعی کے بندے تہے۔ نفسانیت کے غلام اپنی کج فطرتی سے کب ہٹنے والے۔ آزاد ہوتے ہی اور کتون کیطرح گہر اتے ہی شیر ہو گئے تفصیل اوسی تاریخ کے باقی سلسلہ بیان مین ملاحظہ ہو۔

بعد ازان مروان و ا نمعنی قطعہ شعرے گفتہ یکدو بیت ازان بخدمت شاہ مروان بخواندند

اس واقعہ کے بعد مروان نے اسکے متعلق چند شعر نظم کیے اونمین سے مفصلہ ذیل اشعار کو لوگون نے امیر المومنین علیہ السلام کو بھی پڑہ کر سنایا

لقد ضاقت الاحوال مقدما — اماتی ولا خلفی سوی الرب حلا

مین نے ایسی حالت مین قدم آگے بڑہایا ہے جب کوئی آگے چلنے والا بے لوٹ نہ تہا — او نہ اپنی موت کے لیا اپنے آگے پیچہے مین کوئی جائے پناہ وجائے گریز رکہتا ہون

فوا اخی وابن امی والحوادث جمہ — ووافی المنایا والکتاب مؤجلا

ہائے میرا بھائی میرا ماں جایا اور اوس کی سخت و شدید تکلیفین — اور ہائے ان تکلیفون مین اوسکی مقرر شدہ موت

اتیت علیا غیر من یا تیہ — ولا انا طواعیہ حقا مبتلا

مین علیؑ کی خدمت مین نہایت کراہت کے ساتھ حاضر ہوا۔ اور — ایسی حالت مین مین اونکے پاس گیا کہ جسمین حق و باطل کی تحقیق و تمیز نہ کرسکتا تہا

چون این اشعار امیر المومنین شنود کس فرستاد مروان وغیرہ را طلبید و فرمود کہ اگر در مدینہ قرار نمیگیرد وہمی ترسید و میخواہید کہ بشام روید شما را اجازت است واگر غیر از شام جائے دیگر باشید نیز اجازت است و مضائقہ نیست مروان الحکم گفت امیر المومنینؑ

جب امیر المومنینؑ نے یہ اشعار سنے تو پہر مروان وغیرہ کو بلا بھیجا۔ اور فرمایا کہ اگر مدینہ مین تمہارا ضمیر مطمئن نہین ہے اور تمہین خوف بنا رہتا ہے اور اسی لیے تم شام چلا جانا چاہتے ہو تو تمہین اجازت ہے اور اگر شام کے سوا کسی دوسری جگہہ جانا چاہتے ہو تو وہان کے لیے بھی

اجازت

ورنہ وقت بر الطاف فرمودہ اینوقت ہم بجانب ما مرحمت ارزانی دارد — اجازت ہی اور کوئی مضائقہ نہین ہی - مروان ابن الحکم نے کہا کہ -
امیر المومنینؑ نے ہر وقت ہم پر الطاف و مہربانی فرمائی ہی اور اسوقت بھی وہی لطف و کرم دکھلاتے ہین - تاریخ اعثم کوفی ۱۴۷

تھوڑے ہی دنون کے بعد یہہ اظہار تشکر - یہہ اعلان امتنان - یہہ شکر گذاری یہہ منت داری کیا رنگ بدلتی ہے تفصیل ذیل مین آتی ہے - ملاحظہ کیجیے -

مروان علیؓ کے مخالف نکلے — جب حضرت علیؓ کے خلاف خون عثمان کی سازش کا پروپگنڈا طیار ہوا اور طلحہ و زبیر بمعیت حضرت عائشہ

جمل کے میدان مین — اسکے ہمدم ہوے تو مروان الحکم بخلاف اسکے کہ بیعت علیؓ کا (اگرچہ زبانی ہی سہی) اقرار اور اپکی عنایت و شفقت کا اعتراف بھی کر چکے تھے - لیکن جب مخالفت علیؓ کا مسئلہ پیش آیا تو سب بدل گئے اور حضرت علیؓ کے مخالفین کے شریک ہو گئے اور ابتدائے جنگ جمل سے لیکر خاتمہ تک برابر ساتھ رہے -

مروان اصلاً بنی امیہ تھے - انکی نفسانیت - عداوت اور کینہ جزو فطرت تھا اور ایسا لازمی اور دائمی کہ زندگی اور موت کیا تبر (؟) حشر کے وقت و زمانہ تک بھی نہ بھولین - واقعات سے معلوم ہوتا ہی کہ بخلاف دیگر بنی امیہ کے جو معاویہ کے پاس مقیم ہو گئے - مروان کو کونسی ضرورت جنگ جمل کے میدان مین کھینچ لائی تھی ایک تو وہی حضرت علیؓ سے قدیم عداوت و مخالفت دوسری طلحہ سے مخالفت عثمان کے بعد و زبیر کی خصوصیت - طلحہ بن عبیداللہ تو خلافت دوم ہی کی وقت سے دعویداران و منتظران خلافت مین تھے کیونکہ وہ وصیت نامہ جو حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کی خلافت کی بابت مین لکھا یا تھا اوسکے کاتب یہی تھے - اور اوسیوقت سے اس نا تجربہ کار تدبیر کے سخت مخالف تھے (ابن حجر بحوالہ ...) لیکن حضرت عثمان کے دوران خلافت مین انکی امید دل مین پوری ہو گئی - اور کوفہ والون کی شکایت پر انھون نے پورا ساتھ دیا اور جب وہ لوگ اپنی شکایتون کے ساتھ مدینہ پہونچے تو انکی امداد کیا اور انکی مشورہ اور ہمت اور اعانت مین مستعد رہے یہانتک دونون تک یہہ امید دل مین پا گیا - آخر حضرت عثمان کو اسکی خبر لگ گئی اور انہون نے انکے یہہ مخالفانہ مقاصد خود اپنی آنکھون سے مشاہدہ فرمالیے - روضۃ الصفا جلد دوم مین مرقوم ہے

عبداللہ بن عمیرہ گوید کہ پیش از آن بسا روز تقید محاصرہ در خدمت عثمان از بہر عثمان بر بام قصر بودم و بالسلام ... طلحہ آمد با عبدالرحمن بن عدیس السلوی کہ یکے از رؤسا اہل مصر بود در سر ... و با یکدیگر گفت و گو نمودند پس عثمان بطلحہ گفت ... ساعتے بر گشتہ ... کہ پیش عثمان ... برود تا بجواید کہ ... بیار او وار منع کنید اگاہ عثمان با من گفت کہ طلحہ ... انگیختہ

عبداللہ ابن عمیرہ مروی ہے کہ محاصرہ مین سختی ہونے سے پہلے مین حضرت عثمان کے ساتھ اونکے مکان کی چھت پر گیا اس اثنا مین طلحہ آئے اور عبدالرحمن ابن عدیس السلوی کے ساتھ جو مخالفین عثمان کا سردار تھا اور کچھ رازکی باتین کرتے تھے اسکے بعد عبدالرحمن نے اپنے آدمیون کو خطاب کرکے کہا کہ اب اسوقت سے دیکھو کوئی شخص حضرت عثمان کے پاس اندر جانے پائے

است وابروی خلافت بختہ وعرم را برمن دلیر ساختہ وشمشیر عدوان برمن آختہ و دست بمخالفت پرداختہ بعد ازان دست نیاز بدرگاہ بے نیاز برداشتہ گفت بار خدایا شر طلحہ را از من دور دار وامیدوارم کہ از تمنی خویش محروم گشتہ خون او ریختہ گردد۔

اور کوئی شخص اندر سے باہر آنے پائے۔ یہ سنکر حضرت عثمان کہنے لگے کہ یہ تمام فساد طلحہ کا بھڑکایا ہے۔ اوسی نے خلافت کی آبرو شانی ہے اور لوگون کو مجھپر دلیر کردیا ہے اور شمشیر عداوت مجھپر کھینچوائی ہے۔ اور علم مخالفت بلند کروایا ہے اسکے بعد حضرت عثمان نے اپنے دونون ہاتھ خدائے بے نیاز کی درگاہ مین بلند کیے اور یون دعا کی کہ خدایا تو طلحہ کی شرارت سے مجھکو بچا اور مجھے امید ہے کہ وہ اپنے مقصد سے محروم رہیگا اور اوسکا خون گرایا جائیگا۔

طلحہ کیے یہی معاملات اجتک مروان کے پیش نظر تھے مخالفت علی کی ضرورت تو میدان جنگ مین کھینچ ہی لائی تھی یہان طلحہ کی صورت دیکھتے ہی وہ خصوصیت بھی یاد آگئی۔ مروان پہلے اسی کو مدنظر رکھے ہوئے اور طلحہ سے معاوضہ کو اپنا نصب العین بنائے ہوئے موقع کا منتظر تھا۔ جو ہندہ یابندہ۔ وہ بالآخر مل ہی گیا۔ تفصیل یہ ہے :

مروان نے تیر مارکر طلحہ کو مار ڈالا — زبیر کی میدان جنگ سے واپسی نے حضرت عائشہ کی جمعیت مین بہت سے لوگون کو بیدل کردیا تھا انھین مین طلحہ بھی تھے یہ بھی زبیر کے معاملات دیکھکر فوج کی صف بندی سے ہٹ کر ایک گوشہ مین اپنے مال کا پر ہیجانہ خموشی کے ساتھ انتظار کررہے تھے۔ مروان نے اسی حالت مین انکو دیکھ لیا سمجھا یہ اچھا موقع ہاتھ آیا کہیں چوک جاؤن تو پھر امید نہین۔ اب چاہے علی کی فتح ہو اور عائشہ کی شکست یا انکو فتح ہو مگر طلحہ کسیطرح زندہ نہ جانے پائین۔ یہ سمجھکر اپنے غلام سے کہا کہ تو میرے آگے کھڑا ہو جا تاکہ طلحہ مجھکو دیکھنے نہ پائین اور مین اونکو مار دون جب تیر نشانہ پر پہنچ جائیگا تو کوئی کیا جانیگا کہ کسنے تیر مارا اور یہ کیسے کہیں سے آگیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اپنے غلام کی آڑ پکڑ کر مروان نے ایسا تاک کر تیر مارا کہ طلحہ کے اوسکا پتہ بھی نہ ہوا۔ ران مین تیر لگا تھا بہ ہزار خرابی اپنے گھوڑے سے اوترے۔ پاؤن کا موزہ خون سے تر ہوگیا تھا خون اس کثرت سے نکلا تھا کہ دم کے دم مین ضعیف ہوکر بیدم ہوگئے تاہم خون بند نہوا آخر اسی صدمہ سے تڑپ تڑپ کر مرگئے۔ ابو الفداء ص ۳۳۰ ترجمہ تاریخ مسعودی جلد ۱ ص ۹۱

مورخ ابو الفداء مروان کے ہاتھ سے قتل طلحہ کا واقعہ لکھکر ساتھ لکھتے ہیں :-

وعبدالحسد وعجائب من مع عائشہ — (عجیب تر یہ ہے کہ دونو (مروان وطلحہ) عائشہ کے ہمراہ تھے۔

مروان کی گرفتاری اور حضرات حسنین علیہما السلام کی سفارش سے رہائی — مروان نے ابھی تھوڑی خلافت کے دوران مین حضرت علی کے ساتھ کیا کچھ برتاؤ نہ کیا تھا بلکہ ابتدائے خلافت کے زمانہ مین ابتدا ہی سے مخالفانہ کاروائیان شروع کردی تھین یہانتک کہ جنگ جمل مین شریک ہوکر آپ کی قتل کا ارادہ کرلیا تھا مگر سوء اتفاق سے کامیاب نہوا اب گرفتار ہوکر امیر المومنین کے سامنے آیا امیر المومنین کو اب ان پر پورا قابو حاصل تھا مروان ہر طرح سے قابل سزا ہو چکے تھے۔ لیکن سامنے آتے ہی اور حضرات حسنین علیہما السلام کی

سفارش فرمائے ہیں یہہ معلوم ہوا کہ مروان نے جیسے امیر المومنین ؑ کی خدمت میں کوئی گستاخی ہی نہیں کی تھی۔ سابق گستاخیوں کی نسبت ان سے ایک حرف بھی پوچھا نہ گیا اور فوراً رہائی کا حکم دیدیا گیا۔ مگر افسوس کہ مروان پورے بارہ برس تک بھی امیر المومنین ؑ اور اونکے صاحبزادوں کے ان محاسن اخلاق اور مکارم اشفاق کو یاد نہ رکھ سکا اور اونھیں پاک لبوں تک جن سے اسکی سفارش فرمائی گئی تھی اوس نے اپنی حکمت عملی اور قساوت قلبی کیوجہہ سے زہر ہلاہل کا جام یا موت کا پیغام پہونچایا۔ ہم اسکی نسبت صرف یہی خیال کرکے خاموش ہوجاتے ہیں کہ یہہ مروان کا یہہ ظرف تھا اور وہ جناب امام حسن علیہ السلام کی کریم النفسی تھی اور عالی ظرفی۔

**مروان کے ذریعہ سے حضرت امام حسن علیہ السلام کی زہر خورانی**

جنگ جمل کی شکست سے جہاں بہت سے دنیا طلبوں کے آسرے ٹوٹ گئے وہاں مروان کے مقاصد و اغراض پر بھی محرومی کا پانی پھر گیا اب انکے لئے سوائے شام کے اور کوئی مامن نہیں رہا تھا اور نہ نشیمن۔ جنگ صفین میں اگر معویہ کے دست یمین نہیں تو دست یسار ضرور تھے۔ مگر کسی دن نہ آپ میدان میں آئے اور نہ معویہ کو آنے دیا۔ حضرت امیر المومنین ؑ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام کی خلافت میں مروان کے جو طرز عمل قائم ہے وہ اس کتاب کے اول جزو میں تفصیل سے قلمبند ہوچکے ہیں اسلئے ہم اپنے موجودہ سلسلہ بیان میں مروان کے صرف اون معاندانہ طرز عمل کو بیان کرینگے جو انسے حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر دینے کے واقعہ خاص میں وقوع پذیر ہوئے

حضرت امام حسن علیہ السلام کے زہر دینے کے معاملہ طبری اور حبیب السیر میں لکھا ہے

معویہ مروان الحکم را کہ طرید رسول اللہ صلعم بودہ بمدینہ فرستاد (حضرت امام حسن علیہ السلام کے شہید کرانے کو قصد خاص ہے) ومندیل زہر آلود مصحوب او کردانیدہ گفت کہ بہر تدبیر کہ توانی۔ معویہ نے مروان الحکم کو جو جناب رسولخدا صلعم کا نکالا ہوا تھا امارت جعدہ بنت اشعث بن قیس را کہ زوجہ حسن ؑ است فریب دہی مدینہ پر مقرر کرکے بھیجا اور مندیل زہر آلود اوسکے ہمراہ بھیجی اور کہدیا کہ جس تدبیر سے ممکن ہو سکے جعدہ بنت اشعث بن قیس کو کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی زوجہ ہے فریب دو۔

یہی عبارت قریب قریب طبری جلد چہارم مطبوعہ ص ۲۰۴ میں بھی مرقوم ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ امام حسن ؑ کی انتظام شہادت کی تنظیم اور سر و سامان مروان ہی تھے اور خاصکر اس خدمت کے لئے ولایت مدینہ پر مامور کرکے بھیجے گئے تھے۔ زمانہ انکا تھا دنیا انکی ہورہی تھی۔ مروان نے آتے ہی اس واقعہ عظیم کا سامان کیا اور باطمینان تمام انکو اپنی تدبیر و ترکیب میں کامیابی ہوئی۔ جعدہ نے انکی ہدایت کے مطابق امام حسن ؑ کو زہر دیا اور آپ شہید ہوگئے

مروان بنی امیہ کے چشم و چراغ خاندان تھے جو اپنے مقابل و مخالف کے مرنیکے بعد بھی انتقام لینا اور مردے پر بھی مصائب و آلام ڈھاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت امام حسن علیہ السلام وفات کے بعد بھی انکے مظالم سے محفوظ نرہ سکے۔

**مروان اور دیگر بنی امیہ نے امام حسن ؑ کو روضہ رسول میں دفن نہونے دیا**

علامہ سبط ابن جوزی اپنی کتاب تذکرۂ خواص الامۃ میں ذیل ذکر واقعہ دفن حضرت امام حسن علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں

قال ابن سعد عن ابن سعد (اپنی کتاب طبقات میں) واقدی کی اسناد سے

واقدی لما احتضر الحسن علیہ السلام قال ادفنونی عند ابی یعنی رسول اللہ صلعم فاراد الحسین ان یدفنه فی حجرۃ رسول اللہ فقامت بنی امیہ و مروان الحکم و سعید بن العاص وکان والیه علی المدینہ فمنعوہ وقامت بنی هاشم لمقاتلتهم فقال ابوهریرہ ارایتم لو کان ابن الموسی اما کان یدفع مع ابیه وقال ابن سعد ومنهم عائشہ لایدفن مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے لکھتے ہیں کہ جب وقت وفات امام حسن علیہ السلام قریب ہوا تو آپنے فرمایا کہ مجھو میرے بابا یعنی رسولخدا صلعم کے پاس دفن کرنا - جب امام حسین علیہ السلام نے روضہ رسول میں دفن کرنیکا قصد فرمایا تو بنی امیہ بمعیت مروان الحکم و سعید بن العاص جو اسوقت والی مدینہ تھا مانع ہوئے اور بنی ہاشم نے انکے اس ارادے پر جنگ کرنیکا قصد کیا اوسوقت ابوہریرہ کہنے لگے کہ اگر حضرت موسیٰ کے کوئی بیٹا ہوتا تو کیا وہ اپنے باپ کے پاس دفن کیا جاتا - ابن سعد کہتے ہیں کہ منع کرنے والوں میں حضرت عائشہ بھی تھیں کہتی تھیں کہ انحضرت صلعم کے پاس دفن نکرو -

ابوالفدا میں ہے -

فقالت عائشہ البیت بیتی ولا اذن ان یدفن فیه

عائشہ نے کہا یہ میرا گھر ہے اور میں اپنے گھر میں دفن کرنیکی اجازت نہیں دیتی -

تتمۃ المختصر ص ۱۹۳

روضۃ الصفا جلد سوم میں ہے -

جنازہ پیر تیر باران

چون امام حسن قریب بقبر جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کشیدند و ارادہ ... قبر ساختند و قبل از دفن عائشہ ... و توقف یافتہ بر استر سوار گشت و بآن موضع رفتہ بمنع مشغول گشت شیعہ حضرت امیر بنیاد خوغا کردند و گفتند ... پیشتر ... یا حضرت امیر ... سوار شدہ ... بر جنازہ ... رسولخدا صلعم منافع ... آبا از کرد و از دفن کنند ... و فتنہ ... و مردم بدو فرقہ شدند و بجانب یکدیگر تیر انداختند چنانچہ چند تیر بجنازہ رسید

امام حسنؑ کے لئے جناب رسالتمآب صلعم کے قبر کے پاس قبر کھودی گئی تو آپکا جنازہ قبر کے سرہانے رکھا گیا دفن کرنے سے پہلے ... اسکی خبر مل گئی تھی وہ خچر پر سوار ہوکر اس مقام پر آئیں اور منع کرنے لگیں ... امیر کے شیعوں نے شور و غل مچایا اور کہا کہ ایک دفعہ تو تم اونٹ پر چڑھ کر لڑنے آئیں اور آج خچر پر سوار ہوکر جناب رسولخدا صلعم کے ... کرنا ... ہر چند بعض لوگوں نے کوشش کی ... لوگ منقسم ہو گئے اور ایک دوسرے پر تیر مارنے لگے چنانچہ چند تیر امام حسنؑ کے جنازے میں بھی لگے

مروان اور ولید عامل مدینہ کو ... حضرت امام حسن علیہ السلام تو یوں شہید ہوئے - اب ... بنی امیہ اور ... مروان

فرار امام حسین کی ہدایت — ہیں اور امام حسین کی ایک جان۔ بیعت یزید کے متعلق جو معاویہ اور بنی امیہ کے طرز عمل امام حسین کے
ساتھ و معاویہ کے تذکرہ میں اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ اب ہم خاص یزید کے زمانہ حکومت اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے عہد
امامت میں مروان کے جو سلوک اور طرز عمل امام علیہ السلام کے ساتھ قائم رکھے گئے اپنے سلسلہ بیان میں لکھتے ہیں
طبری لکھتے ہیں۔ امام حسین علیہ السلام (ولید کی طلبی پر) حسب الوعدہ ولید سے جا کر ملے تو ولید نے خبر موت
معاویہ اور مضمون نامہ یزید (اگر حسینؑ انکار بیعت کریں تو انکا سر کاٹ کر بھیجدیا جاوے) سے آپ کو آگاہ کردیا۔ جناب
امام حسین علیہ السلام نے الفاظ تعزیت کے بعد فرمایا کہ شاید تم اسکو اچھا نہ سمجھو گے کہ شب کو وقت چھپکر بیعت لی جائے۔ کل دربار میں
جب سب لوگ جمع ہو جائیں تو مجھ کو بلالینا ولید نے اسے منظور کرلیا۔ لیکن مروان نے کہا نہیں۔ پھر ایسا موقع ہاتھ نہیں لگے گا۔
یا تو حسین اسی وقت بیعت کریں یا ابھی ابھی قتل کردیئے جائیں۔ امام حسین ع نے فرمایا او کاذب۔ (تم اور مفتری) تیری یا ولید
کی کیا مجال جو مجھ کو قتل کر سکے۔ روضۃ الاحباب میں مرقوم ہے۔

روز دیگر امیر المومنین حسین جہت استفسار و تفتیش اخبار از خانہ
بیرون آمد مروان حکم در راہ با او ملاقات کردہ گفت یا ابا عبد اللہ
مصلحت حال در آنست کہ با یزید بیعت کنی تا ضررے بتو نرسد و آتش
این فتنہ فرو نشیند چون یزید ازین خبر یابد در باب تو انعام و
احسان مبذول دارد و اگر تو بسخن من عمل ننمائی از ثمرات آن بر
نتایج احوال تو فلا سرو لاحق گردد امیر المومنین حسین گفت
ویحک یا مروان مرا بہ بیعت کسے دعوت می کنی کہ فسق و فساد
و ظلم و عناد او را میدانی و از تو چہ توقع توان داشت کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پیش از تو متولد شدی بر تو لعنت کردہ آ
و نسبت بیزید چہ تیز زبانی و خشونت آمیز گفتہ مروان گفت تا
نخوری با یزید بیعت نکنی دست از تو باز ندارم امیر المومنین حسین
گفت دور شو از نزدیک من کہ تو پلیدی و من از اہل بیت طہارت
ام مروان ہیچ جواب نداد و باز حسین رضی اللہ عنہ گفت اے
پسر زن کبود چشم فردا خدا تعالے ترا و یزید را مواخذہ خواہد کرد

دوسرے دن امام حسین علیہ السلام تلاش احوال کی غرض سے گھر سے
باہر نکلے۔ راہ میں مروان الحکم سے ملاقات ہوئی۔ مروان بولا اے ابا
عبد اللہ مصلحت اسی میں ہے کہ آپ یزید کی بیعت کرلیں تاکہ آپ کو
کوئی ضرر نہ پہنچے اور آتش فتنہ و فساد فرو ہو جائے یزید کو اسکی اطلاع
ہوگی تو تمہارے ساتھ انعام و احسان کریگا اور اگر میری بات پر عمل
نہ کروگے تو اسکا نتیجہ اوٹھاؤ گے امام حسینؑ نے کہا کہ واے ہو تجھ پر
اے مروان۔ تو چاہتا ہے کہ مجھے یزید فاسق ظالم اور مفسد کی بیعت
کا مشورہ دیتا ہے اور بھلا تجھ سے کیا توقع کی جا سکے کہ رسول اللہ
صلعم نے تجھ پر تیری ولادت سے پہلے لعنت کی ہے پھر امام حسینؑ
نے اسی طرح کے سخت و سست کلمات معاویہ اور یزید کی نسبت بھی
کہے۔ مروان نے کہا کہ جب تک بذلت آپ یزید کی بیعت نہ کروگے
چھوڑنے کا نہیں۔ امام حسینؑ نے کہا دور ہو میرے پاس سے
کہ تو نجس ہے مرجوم ہے اور ہم اہلبیت طہارت ہیں مروان
چپ ہوگیا کچھ جواب نہ دے سکا پھر امام حسین علیہ السلام نے

چھڑ لیا ان حسینؓ وحق او حائل شدید — فرمایا اے کنجی عورت کے بیٹے۔ خدا تعالیٰ تجھ سے پوچھیگا کہ تو اور یزید حسینؓ کے حقوق کے درمیان کیوں حائل ہوئے۔

الغرض یزید نے کربلا کے میدان میں حضرت امام حسین علیہ السلام کو بہتر رفقا کے ساتھ قتل کروا دیا۔ اور مکہ و مدینہ کو غارت کر کے خود مر گیا۔ اوسکے بعد اوسکا بیٹا معاویہ ابن یزید حکمران ہوا مگر اوس نے امارت سے یہ کہکر استعفا دیدیا کہ یہ امارت ہماری نہیں ہے بلکہ بنی ہاشم کی ہے۔ [illegible] اہل ہم نہیں۔ یہ کہکر وہ گھر میں چلا گیا۔ گوشہ نشین ہو گیا اور تین مہینہ کے بعد مر گیا۔ معاویہ ابن یزید کے بعد ملک میں طوائف الملوکی قائم ہو گئی اور تمام فساد و بدامنی پھیل گئی۔ حرمین کیا پورے علاقہ حجاز میں عبداللہ ابن زبیر کی حکومت ہو گئی۔ اور عراق پر مختار کا قبضہ ہو گیا۔ ابن زیاد آخر وقت میں یزید سے کشیدہ خاطر ہو گیا تھا اور ملک شام کی سیاحت کیا وہاں کی [illegible] تک ترک کر دی تھی۔ یزید کی تعزیت میں گیا اور معاویہ ابن یزید کی تقریب تخت نشینی میں شریک ہوا۔ وہ کوفہ میں قصر ابیض کی تعمیر و تزئین میں مشغول تھا۔ اور ادہر اودہر کہیں کی بھی خبر نہیں رکھتا تھا۔ مگر حجاز میں ابن زبیر اور عراق میں مختار۔ اور شام میں ضحاک ابن قیس الفہری کے اقتدار و اختیار نے ابن زیاد کا اثر ملک سے بالکل [illegible] اٹھا دیا تھا [illegible] فرار ہو کر شام کی طرف بھاگا۔ اس سفر میں اسکے مخالفین نے موقع پا کر اسکو تباہ ہی کر دیا تھا مگر اتفاق سے بچکر شام میں پہنچا تو یہاں اور ہی رنگ تھا۔ ضحاک ابن قیس فہری۔ زفر ابن حارث اور نعمان ابن بشیر الانصاری جو حکومت شام کے رکن اعظم تھے عبداللہ ابن زبیر کیطرف رجوع ہونے لگے تھے اور یہی لوگ اہل شام کو ابن زبیر کی متابعت کی ترغیب دے رہے تھے اور قریب تھا کہ تمام اہل شام اونکیطرف رجوع ہو چلے تھے۔

ابن زیاد کی بدولت — ابن زیاد اوسوقت شام میں پہنچا جب وہاں دو جماعتیں قائم تھیں۔ ایک فرقہ ابن زبیر کیطرف تھا دوسرا خالد ابن یزید کیطرف۔ ابن زیاد نے جانبین کی دونوں [illegible]

مروان کی شش و پنج — [illegible] گروہوں کو باہم [illegible] خالد ابن یزید [illegible] کہتے تھے کہ سلطنت بنی امیہ کا حق ہے اسلئے اوسکو [illegible] سے باہر نہیں جانا چاہیے۔ عبداللہ ابن زبیر کے جانبدار کہتے تھے [illegible] زبیر اسوقت اکابر قریش میں جو افضل ہے [illegible] ان دونوں امیدواران [illegible] خالد کے مقابلہ میں زیادہ سنجیدہ اور پختہ [illegible] اپنے علاقہ [illegible] اہل شام کو ابن زبیر کیطرف [illegible] ابن زبیر سے [illegible] اور حکومت و امارت کی مطلق صلاحیت نہیں رکھتا [illegible] حسان ابن مالک [illegible] کو شام کی [illegible] چھوڑ کر اپنے علاقہ مشرق اردن میں بلا لیا۔

مروان کی نئی چال — دار السلطنت دمشق بالکل خالی تھا۔ مروان جو بنی امیہ کے شیخ الشیوخ تھے اس موقعہ پر موجود تھے [illegible]

ابن زیاد سے گفتگو — [illegible] اہل شام کو ابن زبیر کی طرف دعوت دینے لگے یہ رنگ دیکھکر ابن زیاد سے [illegible]

ایکدن مروان کو خلوت میں بلوا بھیجا۔ جب آیے تو کہنے لگے کہ یہ تمکو کیا ہو گیا ہے کہ تم ابن زبیر کی متابعت کا دم بھرتے ہو۔ تم نہیں جانتے ہو کہ ابن زبیر وہی شخص ہے جس نے اہل کوفہ کو عثمان کے خلاف ابھارا اور اونکے قتل کا باعث ہوا اور تم اونکی محافظت و مدافعت میں زخمی ہوے جس زخم کا نشان تمہاری گردن میں ابھی تک باقی ہے ایسی حالت میں تمکو اوسکے ساتھ رہکر کسی فایدہ کی امید رکھنا محض فضول ہے۔ مروان نے کہا اچھا تو میں کیا کروں۔ خالد ابن یزید ابھی بالکل کمسن ہے اگر کاروبار ملکی اسکے سپرد ہوے تو لہو و لعب میں مشغول ہوکر سلطنت کے نظام خراب کردیگا۔ ابن زیاد بولا یہ سچ کہتے ہو۔ علاوہ اسکے تم خوب سمجھتے ہو اس امر پر بھی غور کرو کہ خالد بھی جوان ہوکر وہی باپ کی رنگ پکڑیگا اور یزید کی طرح جھوٹا بیوفا اور بدعہد ہو جائیگا۔ کیا تمکو معلوم نہیں کہ یزید نے قتل امام حسین علیہ السلام کے متعلق مجھکو بہت سے خط لکھے تھے جب میں نے اوسکی حکم کی تعمیل کردی تو وہ اولٹا مجھی کو الزام دینے لگا۔ اور کہنے لگا کہ ابن زیاد نے بغیر میری اجازت کے حضرت امام حسین کو قتل کیا۔ یزید کی مثال بالکل شیطان کی ہے جیسا کہ حق سبحانہ تعالی نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

وقال الشیطان للانسان اکفر فلما کفر قال انی بریٔ منک قال انی بریٔ منک انی اخاف اللہ رب العلمین

شیطان کی خاصیت میں داخل ہے کہ انسان سے معصیت کرنیکو کہتا ہے۔ جب انسان معصیت کر چکتا ہے تو شیطان کہنے لگتا ہے کہ مجھکو اس نے کیا ہے میں اس سے بری ہوں اس لیئے کہ میں تو اپنے خدا سے ڈرتا ہوں۔

مروان بولا۔ اب یہ سب طومار جانے دو۔ اب بتلاؤ تمہاری تجویز میں کسکو امیر ہونا چاہیئے۔ ابن زیاد نے چھوٹتے ہی مونہہ کہا۔ تمکو۔ کیونکہ تم اسوقت بڑھکر کوئی شخص بزرگ نہ قبیلہ قریش میں ہے نہ قوم بنی امیہ میں۔ مروان بولا تم مجھسے ٹھٹھہ اور تمسخر کرتے ہو۔ ابن زیاد نے کہا حاشا و کلا۔ آپ میرے باپ کے برابر ہیں۔ میں آپ سے ہنسوں گا۔ آپ اپنا ہاتھ بڑھائیں۔ میں ابھی ابھی آپسے بیعت کا شرف حاصل کرتا ہوں۔ مروان بولا اگر یہی مرکوز خاطر ہے۔ تو پہلے اہل شام کو اپنی تجویز پر متفق کرلو۔

مروان کی حکومت اور خاندان ابن زبیر کا خاتمہ

ابن زیاد معویہ کے وقت سے شام اور دربار شام پر پورا پورا حاوی تھا۔ اوس نے اپنے پورے اختیار و اقتدار سے پورا کام لیکر تھوڑے ہی دنوں میں تمام اہل شام کو اپنی راے میں لے لیا اور اون کو بھی بہ رغبت مروان کی بیعت لیے لی۔ اس طائف الملوکی کے زمانہ میں کتنوں کی تمنائیں پوری ہو گئیں۔ عبداللہ ابن زبیر جنگ جمل کے وقت سے خلافت کی ہوا و ہوس میں گرفتار تھے۔ اسوقت انکے لیئے بھی کچھ سامان ہو گیا۔ مروان تو ان سے بھی قدیم امیدواروں میں تھے۔ یہ تو حضرت عثمان ہی کے وقت سے اونکی جانشینی کے منتظر تھے۔ برسوں کے انتظار کے بعد انکی تمناؤں کے دن بھی پورے ہو گئے اور انکی کہنہ شاخ مراد بھی عالم کہولیت میں بار آور ہو گئی۔ شام والوں نے مروان کی بیعت کر لی۔ اور اوسی دن سے تخت خلافت پر بیٹھکر خلیفۂ وقت تسلیم کر لئے گئے۔ اور انھوں نے اوسیوقت ابن زیاد کو اپنا مدار المہام بنادیا۔ سب سے پہلے ضحاک ابن قیس اور نعمان ابن بشیر انصاری سے مقابلہ اور مقاتلہ ہوا جو ابن زبیر کے ہواخواہوں میں تھے۔ مگر جس کی بننے والی ہوتی ہے

توپھر بنتی ہی چلی جاتی ہے۔ اس معرکہ مین ضحاک ابن قیس مارا گیا اور اوسکی جمعیت منتشر ہوگئی۔ نعمان کی بھی یہی حالت گذری شام کے چند اوباشون نے ملکر انکا بھی خاتمہ کر دیا۔ بعض تاریخون سے مستفاد ہوتا ہے کہ اہل شام نے نہین بلکہ اہل حمص نے انکو مار ڈالا جنکے یہ امیر تھے۔ ان دونون کے تمام ہوتے ہی شام مین ابن زبیر کی امارت کا مسئلہ بھی تمام ہوگیا۔

مروان اور بستر مرگ پر عروسی — ہم پہلے بیان کر چکے ہین کہ خالد بن یزید کو زفران حارث اپنے ساتھ اپنے علاقہ شرق اردن مین لے گیا تھا جب مروان کی تخت نشینی کی خبر اوسکو ہوئی تو وہ بامید سلطنت خلد کو لیکر شام مین واپس آیا۔ مروان کی بیدرے افسردہ ہوئی تھی کہ خالد کو علاقہ حمص کا عامل مقرر کر کے اوسکی مایوسی کے آنسو پونچھ دیے جائین۔ مگر ابن زیاد اوسکے ساتھ اتنی رعایت کا بھی روادار نہوا۔ اور کہنے لگا خالد بچہ ہے۔ اوسکی حکومت سے بہت فتنہ و فساد کا احتمال ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تم خالد کی مان سے نکاح کرلو تو تمکو پھر خالد کی طرف سے پورا اطمینان ہوجائیگا اور وہ بھی تمکو اپنا بدخواہ سمجھکر ادب کرنے لگیگا۔ حقیقت مین مروان کی پیرانہ سالی کے زمانہ مین عیش و عشرت کے سارے سامان مہیا ہوچکے تھے۔ صرف ایک پہلو خالی رہا وہ بھی آباد ہوگیا ابن زیاد نے ام خالد کو مروان کے ساتھ عقد کرلینے پر راضی کرلیا۔ اور مرتے مرتے مروان اکیبار اور دولہ میان بن گئے۔ زفران الحارث کی کچھ نہ چلی۔ ہر طرف سے عاجز آکر انھون نے مروان کی ہجوین لکھ لکھ کر علانیہ پڑھنی شروع کردین اسکی سزا مین مروان نے زفر کو قتل کردیے جانیکا حکم دیدیا۔

مروان کی موت — مروان نے کل نو مہینہ یا بقولے چھ مہینہ امارت کی تھی کہ دیوان قضا و قدر کیطرف سے انکی معزولی کا حکم آگیا اور اوائل سنہ ۶۵ ہجری مین یہ مرگئے۔ بوڑہوتی کا بیاہ انکو نہین رہا۔ اور تخت عروسی انکے لیے تختۂ مرگ ثابت ہوگیا تفصیل یہ ہے ان کی موت کا سبب بعض مورخین نے یہ لکھا ہے کہ ام خالد نے انھین زہر دیدیا۔ اور بعض یہ سبب بتلاتے ہین کہ مروان نے ابن زیاد سے اس شرط پر سلطنت حاصل کی تھی کہ تاوقتیکہ خالد بالغ نہین ہوتا۔ یہ اونکے ولی بنکر امور سلطنت کو باختیار خود انجام دیتے رہین جب خالد مین امور سلطانی اور جہانبانی کی صلاحیت آجائے تو کاروبار سلطنت حسب القاعدہ وراثت خالد ابن یزید کو واپس دیدی جائیگی۔ اسکی خبر پاتے ہی عبد الملک مدینہ سے چھٹا اور شام مین پہونچا۔ بوڑھے باپ کی خوب لے دے کی اور بڈھے کو ایسا تنگ پکڑا کہ آخرکار وہ اپنے اس عہد کے توڑنے پر راضی ہوگیا۔ شدہ شدہ یہ خبر ام خالد کو پہونچی تو اوس نے ایکدن جب مروان سو نے آیا تو اوسکے موہنہ پر تکیہ رکھکر اوسکا موہنہ دبادیا اور اسطرح سلسلۂ تنفس بند ہوجانیسے وہ مرگیا۔ اور بعضون نے انکے مارنیکی یہ ترکیب بتلائی ہے کہ مروان جب سوگیا تو ام خالد نے ایک چادر سے اوسکو چھپا کر محل کی خواصون کو حکم دیا کہ چادر کو چارون طرف سے دباکر اوس پر بیٹھ جائین۔ خواصون نے اسکی فوری تعمیل کی۔ کوئی بھی ترکیب ہو۔ نتیجہ یہی ہوا جو اوپر لکھا گیا۔ اوپر کا دم اوپر نیچے کا نیچے رہگیا اور مروان مرگیا۔ صاحب روضۃ الصفا نے اسکے مرنے کے اسباب مین یہ تینون سبب داخل کردیے ہین۔

# عمر عاص کے حالات

عمر عاص وزیر معاویہ کے حالات

مروان الحکم کے حالات ابتدا سے لیکر انتہا تک مفصل معلوم ہو چکے - اب عمر عاص وزیر معاویہ کی ابتدا بھی ملاحظہ ہو - مستطرف مین ہے -

ای عمر بن عاص کان بغیا عند عبد اللہ بن جدعان۔ فوطیہا فی طہر واحد ابولہب وامیہ بن خلف وابوسفیان بن حرب والعاص بن وائل فولدت عمرا فادعاہ کلہ فحکمت فیہ امہ فقالت ہو العاص ہو الذی ینفق علیہا؟

عمر عاص کی ماں آوارہ عورت تہی اور عبد اللہ بن جدعان کے قبضہ مین تہی اوس سے ایک ہی وقت مین - ابولہب بن عبد المطلب - امیہ بن خلف ابوسفیان بن حرب اور عاص بن وائل نے زنا کی - میعاد معینہ کے بعد عمر پیدا ہوئے - تو سب نے ابوت کا دعوی کیا اور اس امر مین اوسکی ماں کو حکم قرار دیا - اوس نے کہا کہ یہ عاص ابن وائل کا ہے - کیونکہ وہ اوسکو نفقہ دیتا ہے -

اصلیت تو ہو گئی - کیفیت بیان شروع ہوتی ہے کہ محقق ابو الفدا کے نزدیک جس زمانہ مین جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہجو کرنے کا رواج مکہ مین بڑے زوروں پر تہا آپ کے بہت بڑے ہجو کرنیوالے یہی تین لوگ تہے - عمر عاص - ابوسفیان ابن حرب اور عبد اللہ ابن الزبعری ابو الفدا ص ۲۰۷ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیطرف سے بھی تین آدمی ان ہجووں کے جواب دینے پر مقرر تہے عبد اللہ ابن رواحہ - کعب ابن مالک اور حسان ابن ثابت - حسان کے یہ دو شعر بہت مشہور ہین جن سے عمر عاص کی اصلیت پر کافی روشنی پڑتی ہے - ہم اونکو تہذیب المتین سے ذیل مین نقل کرتے ہین -

ابوک ابو سفیان لاشک قد بدت لنا — تیرا باپ ابوسفیان ہے

فیک منہ بینات الدلائل — یہ ہم پر دلائل روشن سے

وافخر بہ مما فخرت فلا تکن — اے عمر اگر تجہے فخر کرنا ہی ہو ابوسفیان پر فخر کر

تفاخر بالعاص الہجین ابن وائل — عاص کے ایسے نامرد اور فرومایہ پر

انکے باپ عاص جبتک زندہ رہے - جناب رسولخدا صلعم کی ہجو کرتے رہے - آیہ شریفہ

انا کفیناک المستہزئین — ہم نے استہزا کرنیوالوں سے تیری حمایت کی

علامہ ابن الحدید معتزلی امام واقدی کی اسناد سے لکہتے ہین کہ ایکروز جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم خانہ کعبہ مین نماز پڑہتے تہے نضر بن الحارث عتبہ ابن معیط اور عمر ابن عاص اونٹ کا ایک مشنبہ (اوجہ) اوٹہا لائے اور جناب رسولخدا صلعم کے اوپر ڈالدی اسی حالت مین آپ سجدہ مین تہے اوسکی ساری آلائش اور تمام غلاظت اپنی عفونت کے ساتھ سر آپ کے مبارک پر رہ گئی - جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو اطلاع ہوئی تو کمسن تہین - دوڑی آئین - پیاری بیٹی نے مظلوم باپ کے کپڑے دہلائے - جسم کی طہارت کی - آنحضرت صلعم نے نہایت حسرت سے آسمان کیطرف دیکہکر فرمایا -

اللہم الیک بقریش رب انی مظلوم فانتصر — پروردگار تو قریش سے سمجہ - مین مظلوم ہوں - میری مدد کر

مسلمانون کے خلاف
عمر عاص نجاشی کے دربار مین

جسطرح اور مشرکین اسلام کے پیچھے پڑے ہوے تھے اوسیطرح عمر عاص بھی۔ جب غریب مسلمانون نے خدا و رسولؐ کے حکم سے مشرکین مکہ کے ہاتھون تنگ آکر جلاوطنی اور غربت کی صعوبت اختیار کی اور مکہ سے لیکر حبشہ مین پناہ لی۔ تو مشرکین کیطرف سے جو وفد نجاشی۔ امیر حبشہ کے دربار مین بھیجا گیا تھا اوسکے سرگروہ بھی تھے تفصیلی کیفیت ابن ہشام کی عبارت مین حسب ذیل ہے

عن ام سلمه زوج النبی صلعم قال قالت لما نزلنا ارض الحبشه جاورنا بها خیر جار النجاشی امنا علے دیننا وعبدنا الله تعالی لانوذی ولا نسمع شیئا نکرهه فلما بلغ ذلك قریشا ائتمروا بینهم ان یبعثوا الی النجاشی فینا رجلین منهم جلیدین وان یهدوا للنجاشی هدایا مما یستطرف من متاع مکة وکان من اعجب ما یاتیه منها الادم فجمعوا له ادما کثیرا ولم یترکوا من بطارقته بطریقا الا اهدوا له هدیة ثم بعثوا بذلك عبد الله بن ربیعه وعمرو بن عاص فامروهما بامرهم وقالوا لهما ادفعا الی کل بطریق هدیته قبل ان تکلما النجاشی فیهم ثم قدما الی النجاشی هدایاه ثم سلاه ان یسلمهم الیکما قبل ان یکلمهم قالت فخرجا حتی قدما علی النجاشی ونحن عنده بخیر دار عند خیر جار فلم یبق من بطارقته بطریق الا دفعا الیه هدیته قبل ان یکلما النجاشی وقال لکل بطریق منهم انه قد ضوی الی بلد الملك منا غلمان سفهاء فارقوا دین قومهم ولم یدخلوا فی دینکم وجاءوا بدین مبتدع لا نعرفه نحن ولا انتم وقد بعثنا الی الملك فیهم اشراف قومهم لیردهم الیهم فاذا کلمنا الملك فیهم فاشیروا علیه بان یسلمهم الینا ولا یکلمهم فان قومهم اعلی بهم عینا واعلم بما عابوا علیهم فقالوا لهما نعم ثم انهما قدما هدایاهما الی النجاشی فقبلهما منهما ثم کلماه فقالا له ایها الملك انه قد ضوی الی بلدك منا غلمان سفهاء فارقوا دین قومهم ولم یدخلوا فی دینك وجاءوا بدین ابتدعوه لا نعرفه نحن ولا انت وقد بعثنا الیك فیهم اشراف قومهم اعلی بهم عینا واعلم بما عابوا علیهم فاسلمهم الیهما

حضرت ام سلمہؓ زوجہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جب ہم لوگ ملک حبشہ مین پہونچے تو نجاشی نے ہماری بہترین خاطرداری کی ہملوگ باطمینان تمام اپنے دین پر قائم رہکر خدا تعالی کی عبادت کرتے تھے۔ نہ ہملوگون کو کوئی تکلیف پہونچی اور نہ ہملوگون کو کوئی مکروہات پیش آیے۔ جب ہماری اطمینانی حالت کی خبر قریش کو ہوئی تو اونھون نے ہملوگون کے بارے مین نجاشی کے پاس سفیر بھیجے جانیکا مشورہ کیا۔ یہہ دونون سفیر مکہ سے جائین اور نجاشی کیلئے اشیاء مکہ مین عمدہ چیزین تحفہ مین اونکے ہمراہ کردی جائین۔ ان اشیاء مین کوئی چیز سنجر رنگے ہوے چمڑے کی بہتر نہ معلوم ہوئی اس لیے بہت سا رنگا ہوا چمڑا اونکے ہمراہ کردیا گیا اور اوسکے درباری پادریون کو بھی عمدہ تحفے بھیجے گئے اونمین سے ایک بھی ایسا نہین چھوٹا جسے یہہ تحفہ بھیجا گیا ہو چنانچہ اس سفارت کے لئے عبد اللہ ابن ربیعہ اور عمرو ابن العاص منتخب کئے گئے قریش نے انھین دونون کو اپنے امور کا مختار بنایا اور اون سے کہا کہ تم نجاشی سے ملنے اور گفتگو کرنے سے پہلے اوسکے درباری پادریون کی خدمت مین یہہ تحایف پہونچانا پھر اسکے بعد نجاشی سے عرض کرنا کہ وہ مسلمانون کو ہمارے حوالہ کردے۔ حضرت ام سلمہؓ کا بیان ہے کہ یہہ ہدایات سنکر عبد اللہ ابن ربیعہ اور عمرو ابن العاص ملک حبشہ کیطرف چلے اور پہونچے تو وہ زمانہ تھا کہ ہملوگ نجاشی کے سایہ عاطفت مین آرام و آسایش کے ساتھ اپنے بہترین گھرون مین رہتے تھے حسب ہدایات قریش یہہ دونو نجاشی سے ملنے سے پہلے اوسکے تمام درباری پادریون سے ملے۔ اور اون مین سے ہر ایک کو تازہ عمدہ تحفے دیے اور تمام پادریون سے کہا کہ ہمارے چند غلام جو بیوقوف ہین اور جو اپنی قوم سے بھاگ کر بادشاہ کے ملک مین چلے آیے ہین اونہون نے اپنی قوم کے مذہب کو چھوڑدیا ہے۔ اب وہ نہ عیسائی دین مین داخل ہین اور نہ ہمارے دین مین بلکہ اونہون نے اپنے لیے ایک نیا دین ایجاد کیا ہے جسے نہ ہم لوگ واقف ہین نہ آپ لوگ اسلیے اونکی قوم کے معزز اور ممتاز لوگون نے ہمکو بادشاہ کی خدمت مین اسی غرض سے بھیجا ہے کہ ان لوگون کو ہمارے حوالہ کردیا جائے کہ ہم اونکی قوم مین اونکو پہونچادین۔ اسیے

عمرعاص

فیردهم الی بلادهم وقومهم قالت ولم یکن شیء ابغض الی
عبد الله بن ربیعة وعمرو بن العاص من ان یسمع کلامهم النجاشی
ثم قال لا والله اذا لا اسلمهم الیهما ولا یکاد قوم جاوروني
ونزلوا بلادي واختاروني علی من سوای حتی ادعوهم فاسئلهم
عما یقول هذان فی امرهم فان کانوا علی غیر ذلک منعتهم
منهم واحسنت جوارهم ما جاوروني قالت ثم ارسل الی اصحاب
رسول صلی الله علیه وآله وسلم فدعاهم فلما جاءهم رسوله
اجتمعوا ثم قال بعضهم لبعض ما تقولون للرجل اذا جئتموه
قالوا نقول والله ما علمنا وما امرنا به نبینا کائنا فی ذلک ما هو
کائن فلما جاؤوا وقد دعا النجاشی اساقفته فنشروا مصاحفهم
حوله سألهم ما هذا الدین الذی قد فارقتم فیه قومکم ولم
تدخلوا فی دیني ولا فی دین احد من هذه الملل قالت فکان
الذی کلمه جعفر ابن ابی طالب

لوگون کو ہمارے حوالہ کر دیا جاوے کہ ہم اونکو اونکی قوم مین پہونچا دین آپ لوگون سے
یہ استدعا ہے کہ جسوقت ہم بادشاہ کیخدمت مین حاضر ہوکر اظہار مدعا کرین تو آپ لوگ
مسلمانون سے دریافت کرنیکے پہلے بادشاہ کو یہہ مشورہ دین کہ انلوگون سے کچھہ پوچھا نجاوے
اور یہہ لوگ ہمارے حوالہ کر دیے جائین۔ اسلئے کہ اونکے تمام ممتاز اور سربرآوردگان
قوم انکے حالات کے بہترین مبصرین اور اونکی عیوب کو کامل جاننے والے۔ یہہ سنکر
تمام پادریون نے کہا اچھا ایسا ہی ہوگا اسکے بعد یہہ لوگ نجاشی کے دربار مین حاضر
ہوے اور اپنے تحائف پیش کئے اور وہ قبول کر لئے گئے بعد ازان انلوگون نے عرض
کی کہ اے بادشاہ ہمارے چند نادان اور کم عقل غلام اپنا اور اپنی قوم کا دین چھوڑکر
تیرے ملک مین چلے آئے ہین۔ اور تیرے دین مین بھی داخل نہین ہوئے ہین۔ انلوگون
نے اپنا ایک نیا دین بنایا ہے جس سے نہ ہم واقف ہین نہ حضور۔ اسلئے انکی قوم کے لوگون نے
جو قرابت مین انکے باپ چچا اور بزرگان قبیلہ ہوتے ہین ہمکو آپ کی خدمت مین بھیجا ہے
کہ یہہ لوگ ہمارے ساتھہ اونکے پاس واپس کر دئیے جائین کیونکہ وہ لوگ انکے حالات
کو بہتر اور انکے عیوب کے بدرجہ اعلی ماہر ہین اسلئے وہ ان سے رنجیدہ خاطر ہین۔

حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ کوئی شے نجاشی کو عبد اللہ بن ربیعہ اور عمرو عاص کی تقریر سے زیادہ رنجیدہ اور ملال انگیز نہین معلوم ہوئی لیکن وہ چپ ہو رہا جب انکی تقریر ختم ہو گئی تو حسب قرارداد تمام درباری پادریون نے بادشاہ سے عرض کی کہ یہہ بالکل سچ کہتے ہین اور صلاح دی کہ بیشک انکی قوم کے لوگ انکے حالات کے مبصر ہین اور انکے عیوب سے پورے واقف ہین اسلئے مناسب ہے کہ یہہ لوگ (مسلمان) انکے حوالہ کر دیے جائین اور انکے بزرگان قوم کو دیدئے جائین یہہ سنکر نجاشی کو طیش آگیا اور اوس نے قطعی کہدیا کہ مین خدا کی قسم انلوگون کو کبھی انکے حوالہ نکرونگا اور کبھی انلوگون کے ساتھہ دغا نکرونگا۔ جو آپ سے میری محافظت مین آئے اور میرے ملک مین پناہ گزین ہوئے اور سواے میرے اسکے مین اپنا اس امر مین کوئی اور مختار اختیار نکرونگا سواے اسکے کہ اون لوگون کو بلا بھیجون اور اون سے دونون سفیرون کے بیان کو کہدون اور پھر اون سے اونکے واپس دیے جانے کی متعلق پوچھونگا اگر وہ مجھسے کہینگے کہ ہان وہ لوگ ان دونون آدمیون کے ہمراہ اپنی قوم کے لوگون کے پاس بھیجدیے جائین تو مین البتہ بھیجدونگا اور اگر انلوگون نے انکار کیا تو پھر مین ان لوگون کو نہ جانے دونگا اور ان کے ساتھہ پہلے سے کبھی زیادہ سلوک کرونگا۔ یہہ کہکر نجاشی نے اپنا ایک آدمی بھیجا اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلا بھیجا جب بادشاہ کا قاصد انکے پاس پہونچا تو یہہ لوگ ایک جا اکٹھا ہو گئے اور آپس مین مشورہ کرنے لگے کہ جس نے بلا بھیجا ہے اوسکے پاس جاکر کیا کہا جاوے گا بالاتفاق سب نے کہا کہ خدا کی قسم۔ ہم تو وہی کہینگے جو ہمکو خدا و رسول نے بتلایا ہے چاہے جو ہونیوالا ہو ہو۔ یہہ مشورہ کرکے وہ اوٹھے اور نجاشی کے دربار مین حاضر ہوئے۔ نجاشی نے اپنے درباری پادریون کو بھی بلا بھیجا مسلمان اپنے صحیفے کھول کر زمین پر بیٹھ گئے نجاشی نے اون سے پوچھا کہ تم نے کون دین اختیار کیا ہے بیان کرو۔ حضرت جعفر ابن ابیطالب نے تقریر کی۔

جناب جعفر الطیار کی مفصل تقریر کے بیان کرنیکی مجھے ضرورت نہین۔ ہان اسکے حسن تاثیر کا بقدر ضرورت لکہدینا نہایت ضروری ہے۔

اوسی تاریخ مین مرقوم ہے۔

فقالت (ام سلمة) فقرأ (جعفر) علیه صدرا من کهیعص
قالت فبکی والله النجاشی حتی اخضلت لحیته وبکت اساقفته
حتی اخضلوا مصاحفهم حین ما تلا علیهم ثم قال النجاشی ان هذا

یعنی ام سلمہ فرماتی ہین کہ حضرت جعفر نے سورہ کہیعص مین سے چند آیاتین پڑھین
اونکو سنکر۔ خدا کی قسم نجاشی اسقدر رویا کہ اوسکی داڑھی آنسوؤن سے تر ہو گئی
اور اوسکے پادری بھی سب کے سب اتنا روے کہ اون کے صحیفے تر ہو گئے اسکے بعد نجاشی

والذي جاء به عيسى ليخرج من مشكاة واحدة انطلقا فلا والله لا اسلمهم اليكما ولا يكادون

دیکہا کہ یہ کلام اور وہ جو عیسیٰ پر نازل ہوا ہے ایک ہی شمع کے نور ہین خدا کی قسم تم لوگ جاؤ۔ ہم کبھی تم لوگون کو ان کو نہ دینگے اور کبھی ان سے دغا نہ کرینگے

**عمرو عاص اور مسلمانون کے قتل و استیصال کی ترکیب**

نجاشی کا یہ اعلان وفرمان تو عمرو عاص کی اغراض و مقصد کے بالکل مخالف نکلا اور حضرت جعفر کی تقریر اور کلام الہی کی تاثیر نے نجاشی اور تمام عیسائی علما کے قلوب کو مسخر کرلیا۔ انمین اتنی صلاحیت کہان سمائی کہ کلام الہی کی تنقید مین ایک حرف بھی زبان سے نکالتے۔ یہ خود بت بنے بیٹھے رہے اور مخالفت اسلام کی نسبت ایک نیا حیلہ اور نئی مکاری کی تدبیر سوچتے رہے۔ ابن ہشام لکھتے ہین۔

فلما خرجا من عنده قال عمرو بن العاص والله لاتينه غدا عنهم بما استاصل به خضراءهم قالت فقال له عبد الله ابن ربيعة وكان اتقى الرجلين فينا لا تفعل فان لهم ارحاما وان كانوا قد خالفونا قال والله لاخبرنه انهم يزعمون ان عيسى بن مريم عبد قالت ثم غدا عليه الغد فقال يا ايها الملك انهم يقولون في عيسى ابن مريم قولا عظيما

جب قریش نجاشی کے پاس سے آئے تو عمرو عاص نے کہا کہ کل مین وہ ترکیب کرونگا کہ یہ مسلمان جڑ پیڑ سے اوکھڑ جائین۔ عبد اللہ ابن ربیعہ جو عرب مین ایک نرم دل شخص تہا کہنے لگا ایسا نہ کرو آخر یہ لوگ بھی ہمارے قبیلہ مین اونکے تمام قبائل قریبی ہمارے ہین گو مخالف ہو جائین گے۔ عمرو عاص بولا ہم تو کل نجاشی سے کہینگے کہ یہ لوگ عیسیٰ ابن مریم کو (خدا کا) بندہ کہتے ہین چنانچہ صبح ہوئی تو عمرو عاص نے نجاشی سے کہا کہ اے بادشاہ یہ لوگ عیسیٰ بن مریم کی نسبت قول عظیم کہتے ہین

اسلام کی صداقت اور قرآن کی روحانی حقیقت کے آگے عمرو عاص کی کیا چل سکتی تہی۔ حضرت جعفر کے استقلال ایمانی اور کلام پاک کی اعجاز بیانی کے آگے یہ مشکل بھی سہل تہی اور یہ دشواری بھی آسانی سے رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت۔ ابن ہشام لکہتے ہین۔

فارسل اليهم يسالهم عنه فلما دخلوا عليه فقال لهم ماذا تقولون في عيسى ابن مريم قالت فقال جعفر بن ابي طالب نقول فيه الذي جاءنا به نبينا صلى الله عليه وآله وسلم هو عبد الله ورسوله وروحه وكلمته القاها الى مريم العذراء البتول قالت فضرب النجاشي بيده الى الارض فاخذ منها عودا ثم قال والله ما عدا عيسى بن مريم ما قلت هذا العود قالت فتناخرت بطارقته حوله حين قال ما قال وان نخرتم والله اذهبوا فانتم شيوم بارضي

نجاشی نے مسلمانون کے پاس طلبی کا آدمی بھیجا (ام سلمہ کا بیان ہے) جب مسلمان آئے تو نجاشی نے اون سے پوچھا کہ تم لوگ حضرت عیسیٰ بن مریم کی نسبت کیا کہتے ہو حضرت جعفر نے کہا کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ [illegible] کے ذریعہ سے ہم کو اون کا [illegible] بتلایا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بندے [illegible] اور اوسکے رسول تھے اور اوسکی روح تھے اور [illegible] کلمہ تھے۔ حضرت ام سلمہ کا بیان ہے کہ حضرت جعفر سے یہ بیان سنکر نجاشی نے زمین کی طرف ہاتھ بڑھا کر ایک تنکا اوٹھا لیا اور کہا خدا کی قسم جو کچھ کہ حضرت عیسیٰ کی نسبت ان لوگون نے بیان کیا ہے [illegible] تنکے کی بھی حضرت عیسیٰ اوس سے زیادہ نہین ہین۔ نجاشی کی تقریر کو سنکر اوسکے دربار کے پادری بہت برافروختہ ہوئے اور غصہ مین اپنے نتھنے پھلانے لگے۔ نجاشی اور اونمین گفتگو ہوئی تو نجاشی نے اون سے ڈانٹ کر کہا کہ تم سب یہاں سے اوٹھ جاؤ۔ تم لوگ ہمارے ملک مین بدترین قوم ہو۔

عمرو عاص فطرتی چال باز تہا اور حیلہ ساز۔ اسی کے ساتھ ابن الوقت ہونیکا اعتبار سے اپنے مطلب کے وقت اور اپنے ڈھب کے موقع کو خوب پہچانتے تھے۔ اس زمانہ مین حضرت عیسیٰ کا ابن اللہ ہونیکا مسئلہ عیسائیت کا اصول اول قرار پاچکا تہا۔ اور اسلام کی توحید [illegible]

تعلیم اسکے مخالف تھی اس بنا پر عمر عاص نے بادشاہ کو مسلمانون سے روگردان کرنیکے لیے یہ ترکیب نکالی اور اس مسئلہ اختلافی کو پیش کرکے پادشاہ کو گویا مسلمانون کے اخراج پر امادہ کرنا چاہا ۔ اور حقیقت مین یہ ایسی ظاہری مخالفت مذہبی تھی جو طرفین سے ناقابل اصلاح تھی اسلئے کہ نہ مسلمان ہی اپنی خالص توحید کو چھوڑ سکتے تھے اور نہ عیسائی اپنی تثلیث کو ۔ نتیجہ کیا ہوتا ۔ وہی مسلمانون کیطرف سے پادشاہ کی رنجیدگی اور کشیدگی ۔ اور عمر عاص کا یہی مدعائے اصلی تھا ۔ بہرحال عمر عاص کی یہ چال بھی نہ چلی ۔ ہمکو اس واقعہ کی تفصیل ضروری نہین اسوۃ الرسول جلد دوم اور ذکر الطیار ملاحظہ ہو ۔ صرف یہ دکھلا دینا ضروری ہے کہ عمر عاص کی ان معاندانہ اور مخالفانہ جعلسازیون اور افترا پردازیون کا نتیجہ کیا نکلا ۔ ابن ہشام مین ہے ۔

فخرجا من عنده مقبوحين مردودا عليهما ما جاء به و اقاما عنده بخير دار مع خير جار

(حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہین کہ) یہ دونو (عبد اللہ ابن ربیعہ او عمر عاص) اوسکے (نجاشی کے) پاس سے ذلیل ہوکر چلے آئے اور دیے اوسکے تحفے بھی واپس کر دیے اور ہم لوگ بعافیت تمام مقیم تھے

نجاشی کے اظہار تشکر مین حضرت ابیطالب کا اشعار

عمر عاص کی محرومی اور ناکامیابی کی خبر جب قریش کو ملی تو اونکے غم و غصہ کی انتہا نہ تھی اور عمر عاص تو کسیکو موہنہ دکھانیکے قابل ہی نہ رہے بخلاف مشرکین قریش گروہ مسلمین کو اطمینان اور نجاشی کے احسانات و التفات حاصل ہوکر اظہار امتنان و تشکر کا خاص موقع ملا ۔ چنانچہ ابن ہشام نے اس موقع پر حضرت ابیطالب کے یہ اشعار خاص نقل کئے ہین جو نجاشی کے مکارم اخلاق او بیاس اشفاق مین نظم کیے گئے ہین ۔

الا ليت شعري كيف في النأي جعفر
وعمرو اعداء العدو والاقارب
فهل نال افعال النجاشي جعفرا
واصحابه او عاق ذلك شاغب
تعلم ابيت اللعن انك ماجد
كريم فلا يشقى لديك المجانب
تعلم بان الله زادك بسطة
واسباب خير كلها بك لازب
وانك فيض ذو سجال غزيرة
ينال الاعادي نفعها والاقارب

میرے یہ شعار - جعفر او عمر عاص اور اون دشمنون کی مقدار عداوت کو بتلاتے ہین جو اپنون کے بھی دشمن ثابت ہوئے اور یگانون سے کبھی اگر اوسکے سفر آئے قریش ہے ۔ اے نجاشی جعفر اور اوسکے ساتھیون کے ساتھ افعال فتنہ و فساد کرتا یا اپنے ملک سے نکالدیتا تو ہم کیسے اوسکو قابل الزام لگاتے اے نجاشی ہم تمہاری طاقت کو کیسے انکار کرسکتے اس لئے کہ تم بزرگ مرتبہ اہل کرم ہو ۔ اور کسی طرح شقاوت کرنے والے نہین ہو سمجھ لو کہ خداوند عالم نے تمکو حکم و نظم و بسط عنایت فرمایا ہے اور نیکیون کا تمام اسباب تمہارے پاس جمع کر دیے ہین اور تمہارا فیض ایسا عام اور کثیر و مفید ہے کہ اوس سے دوست اور دشمن دونون یکسان فایدہ اوٹھاتے ہین

اوپر لکھا جا چکا ہے کہ ایسی بدنامی اور ناکامی کے بعد عمر عاص کو موہنہ دکھلانا مشکل ہوگیا اس سبب سے یہ اسوقت سے لیکر غزوۂ خندق تک تاریخ اسلامی مین بالکل بے نشان ہین مگر اس خاموشی اور مجہولیت و لامعلومیت کی تہ مین بھی مخالفت اسلام کو نہ بھولے مجبوری اور مجہولیت وہانکی وجہ سے اسکو اپنے جگر کا پکا پھوڑا بنا کر اپنے سینہ مین چھپایے رہے ۔ ضرورت اور احتیاج نے پہر محتاج بنا کر نجاشی پادشاہ حبشہ کے اوسی دربار مین پہونچا یا جہان سے ایک بار پہلے بہرا بدسلوکی نکلوا یا چکے تھے ۔ چنانچہ ابن ہشام اس واقعہ کو بہ تفصیل یون بیان کی ۔

خاص زبانی لکھتے ہین

عمر عاص بیان کرتے ہین کہ غزوہ خندق کی شکست کے بعد مجھے بوالیقین ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے امور فرد بلند ہوجائینگے اور اب کسی قوم وقبیلہ کی طاقت سے مغلوب نہوں گے ۔ یہہ سوچکر مین نے اپنے احباب سے مشورہ کی اور اون سے پوچھا کہ میرا خیال ہے کہ ہم نجاشی کے پاس چلے جائین اور طرفین کے امور کا انتظار کرین اگر ہماری قوم غالب آجاے تو ہم باطمینان تمام مکہ واپس آجائین اور اگر مسلمان غالب آئے تو پہر ہم وہین پناہ گزین ہوجائینگے میرے احباب نے میری اس تجویز کو پسند کیا ۔ اور پہر مین بادشاہ حبشہ کے لئے بہت سی نفیس اور بیش قیمت تحفے اور ہدیے لیکر اوسکے پاس پہونچا میرے پہونچنے سے پہلے عمرو بن امیۃ الضمری نامہ رسالت لیکر نجاشی کے پاس پہونچ چکے تہے اور بادشاہ ذا عزاز واکرام سے نامہ مقدس لیکر اونکو اپنا مہمان کیا تہا مین نے ایکدن خلوت مین نجاشی سے ملاقات مین کہا کہ عمرو بن امیۃ الضمری کو مجہہ حوالہ کر دیجئے کہ مین انہین قتل کر ڈالون کیونکہ اونکو قتل کرنے سے قریش مین میری آبرو بڑہ جائیگی ۔ یہہ سنکر نجاشی نے اپنے مونہہ پر طمانچہ مارے اور کہا کہ یہہ مجہسے کیسے ہوسکتا ہے کہ مین کسی شخص کے ایلچی کو دشمن کے ہاتہہ مین قتل ہونیکو دیدون اور اپنے لئے ابدالآباد تک یہہ ننگ وعار قائم کرلون ۔ اور پہر کیسے مقدس بزرگ کا ایلچی اور فرستادہ جسپر ناموس اکبر (جبرئیل) کا نزول ہوتا ہے ۔

نجاشی کے ہاتہہ پر عمر عاص اسلام لائے — مین نے کہا اے بادشاہ کیا واقعی ایسا ہوتا ہے اور آپ کیا اس پر اعتقاد رکہتے ہین ۔ نجاشی بولا حیف ہے عمر عاص تم اتنا قریب رہکر اتنا بہی نہین جانتے ۔ مین تمہین آگاہ کئے دیتا ہون کہ وہ ضرور نبی برحق ہین ۔ اونکی اطاعت اختیار کرو ۔ اونکی باتون کو سنو ۔ اور مانو ۔ اور جان لو کہ اونپر کوئی بہی غالب نہین آسکتا جیسا کہ موسیٰ فرعون اور اوسکے تمام قوم پر غالب ہے ۔ یہہ سنکر مین نجاشی کے ہاتہہ پر مسلمان ہوگیا اور ملک حبش سے واپس آیا ۔ یہان تک لکہکر علامہ زرقانی بطور مطایبہ لکہتے ہین ۔

وفی اسلام عمرو عاص علی ید النجاشی لطیفہ وہو صحابی اسلم علی ید التابعی ولا یعرف مثلہ

نجاشی کے ہاتہہ پر عمر عاص کے اسلام لانے مین ایک لطیفہ خاص ہے وہ یہہ ہے کہ صحابی تابعی کے ہاتہہ پر اسلام لاتا ہے اور اس واقعہ کی کوئی دوسری مثال معلوم نہین ہوتی ۔

بہر حال جیون بیون کرکے سنہ ہجری مین مشرف باسلام ہوے ہین ابن اثیر اپنی تاریخ مین لکہتے ہین

ثم دخلت سنۃ ثمان فیہا خالد بن ولید وعمرو عاص وعثمان بن طلحہ فاسلموا

پہر سنہ ہجری ۸ شروع ہوا اور اسی سال خالد بن ولید ۔ عمر عاص اور عثمان بن طلحہ حضور نبوی مین آکر اسلام لائے ۔

اس حساب سے کچہہ کم تین برس انکو سلطان رسالت کی صحبت نصیب ہوئی اس اثنا مین کوئی اسلامی خدمت ان کے متعلق کسی اسلامی تاریخ وسیر مین نہین پائی جاتی ۔ سریہ وادی الرمل مین انکا ناکامیاب ذکر پایا جاتا ہے ۔ اس سریہ کو خلاصہ حالات یہ ہین

سریہ وادی الرمل مین عمر عاص کی ناکامیابی — سریہ وادی الرمل مین پہلے حضرت ابوبکر بہیجے گئے ۔ انکے ناکامیاب واپس آنے پر عمر عاص روانہ کیے گئے وہ بہی ناکام واپس ہوے تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی مرتضی ؑ

مزدوانہ فرمایا۔ عمر عاص کو اسکا بڑا رشک وحسد پیدا ہوا۔ اسی سبب سے عمر عاص نے لشکر اسلامی مین مخالفت پیدا کرنیکی کوشش کی اور ہر شخص سے یہہ کہنا شروع کردیا کہ جس راستہ سے تمکو علی مرتضی لیجانا چاہتے ہین وہ مخدوش ہے تم اوس راہ سے بچاؤ۔ ہم جو راستہ بتلاتے ہین وہ اختیار کرو۔ خیریت یہی تھی کہ اہل اسلام نے اوسوقت انکی نہین سنی اور جو راہ اونہون نے اختیار کی تھی وہی راہ چلے اور خدا نے اوسی راہ سے اونکو کامیاب فرمایا۔ روضۃ الصفا ص ۲۱۶ حبیب السیر قلمی ورق ۱۹۲

*خلافت کے زمانہ مین عمر عاص کے حالات*

رسالت کے ایام بنظام تمام ہوکر خلافت کے عہد جدید کا دور شروع ہوگیا تو یہہ جنگی خدمات پر بھیجے جانے لگے اگرچہ یہہ امیر لشکر بناکر بھیجے جاتے تھے مگر اکثر اوقات فوج مخالف کی کثرت کو دیکھکر ایسا گھبرا جاتے تھے کہ دودن کا بھرتی سپاہی بھی ایسا مختل الحواس نہوتا ہوگا۔ اس کا سبب کیا تھا۔ زمانہ نے انھین انکو جری مشہور کر رکھا تھا ورنہ انمین جرأت کہان اور دلاوری کیسی۔ آئندہ صفین کے معرکون مین فاتح مصر کی جرأت وہمت کی پوری قلعی ہوگئی عنقریب تفصیل سے معلوم ہوگا محاصرہ روم مین رومیون کی کثرت دیکھکر امام واقدی نے اپنی تاریخ مین نہایت تفصیل سے لکھا ہے فتوح الشام واقدی

*حضرت عمر اور عمر عاص*

جنگی خدمات کے بعد ملکی مناصب بھی انکو ملتے رہے۔ ملکی خدمات مین حضرت عمر ان سے مشکوک ہوگئے۔ امارت لشکر سے معزول کرتے وقت حضرت عمر نے جو کلمات ان سے بیان کئے تھے وہ یہہ ہین

ویحات یا عمر وانت لاتحب الامارۃ واللہ ما تطلب بھذہ الریاسۃ الا شرف الدنیا

افسوس ہے اے عمر تو نے سرداری لشکر اس غرض سے اختیار کی تھی کہ اس سے تجکو دنیاوی وقار حاصل ہو۔

فوجی خدمات سے ملکی صیغہ مین انکی تبدیلی اس غرض خاص سے ہوئی تھی کہ شاید یہان قناعت وتوکل اختیار کرین مگر عادت والی عادت نہین چھٹتی۔ یہان بھی انکی دست درازیون نے اپنا وہی اصول قائم رکھا۔ دربار خلافت مین جب یہہ امر تحقیق تک پہونچگیا تو ان مین اور حضرت عمر مین اسکے متعلق جو خط وکتابت ہوئی اور اسکا جو نتیجہ نکلا اوسکو ہم شاہ ولی اللہ صاحب کی ازالۃ الخفا کے ترجمہ سے ذیل مین لکھتے ہین۔

*خلیفہ دوم کا خط عمر عاص کے نام*

عمر ابن الخطاب نے عمر ابن العاص کو لکھا کہ تجکو مال کثیر ہاتھ لگا ہے اور تیرے پاس اونٹ بکریے۔ بھیڑ اور حشم وخدم فراہم ہوگیا حالانکہ یہ چیزین تجکو اس سے پہلے میسر نہین تھین۔ نہ تیرا وظیفہ بیت المال مین اسقدر مقرر ہے کہ اوس سے یہہ سامان فراہم کئے جا سکین۔ پھر یہہ سامان کہان سے آگیا۔ ہمارے پاس صحابہ اولین ہمارے بہت سابقین بہت سے لوگ ایسے موجود تھے کہ ہم انکو اس کام پر بھیجتے مگر ہم تجکو غنی اور مالدار سمجھتے تھے اسوجہ سے ہم نے تجکو اپنا عامل مقرر فرمایا ہے اگر تونے اپنا نفع کیا اور ہمارا نقصان تو پھر ہم تجکو کیسے بحال رکھینگے۔ اسکا جواب جلد دے کہ یہہ مال تو کہان سے لایا

*عمر عاص کا جواب*

آپکی تحریر پہنچی جس سے یہہ سمجھا کہ ہم اون شہرون مین رہتے ہین جہان چیزین بہت ارزان ملتی ہین اور مال وافر ہے۔ اسلئے ہم نے اپنی ضرورت مقررہ سے زائد انتظام کرکے کچھ پس انداز کر رکھا تھا اور اوسی سے یہہ حشم وخدم فراہم کیا ہے۔ خدا کی قسم

اے عمرو اگر تمہارے مال مین ہمکو تصرف جائز بھی ہوتا تاہم تمہارے مال مین ہم خیانت نکرتے کیونکہ تم نے ہم پر اعتبار کیا تھا ۔ اب تم اپنی رنجش کم کرو ۔ باقی صحابہ اولین مہاجرین سابقین کے متعلق جو لکہا ہے کہ کیون اونکو عامل مقرر نہین کیا تو ہم نے اسکے لئے درخواست بہی نہین کی تہی

عمرو عاص نے اگرچہ اس مصنوعی تحریری حیلون سے اپنی بہت کچھ صفائی دکھلائی اور حتی المقدور اپنی برآءت ظاہر کی اور ایک طرح سے معافی بہی مانگی مگر وہ امر ایسا کچھ تحقیق پاچکا تہا کہ خلیفہ وقت کو انکی فرد بیان پر اعتبار نہ آیا اور محمد مسلمہ کو اونکی جگہہ مقرر فرمایا ۔ محمد مسلمہ کی معرفت جو عتاب امیز خط عمرو عاص کو لکہا گیا ۔ وہ بھی ہم ازالۃ الخفا کا اردو ترجمہ سے ذیل مین نقل کرتے ہین

عمرو عاص کی معزولی اور ۔ تمہارا خط آیا حال معلوم ہوا ۔ ہمکو تمہاری اس چاپلوسی اور ملائم باتون سے کوئی علاقہ نہین ہے ۔ تم لوگ جہان کہین عامل بناکر بھیجے جاتے ہو تو بالعموم مال خدا مین تصرف کرتے ہو اور پھر ہمکو معذرت نامے لکھتے ہو ۔ جو کچھ کھاتے ہو وہ آتش جہنم سے کھاتے ہو اور اپنے وارثون کے لئے ننگ و عار چھوڑ جاتے ہو ۔ اب ہم محمد مسلمہ کو بھیجتے ہین کہ تیرا مال نصف تقسیم کر لیے

محمد مسلمہ ۔ جب محمد مسلمہ یہہ خط لیکر پہونچے تو عمرو عاص نے کھانا پکواکر اونکے لئے بھیجا محمد مسلمہ نے کھانا لینے سے انکار کیا عمرو نے پوچہا

اور عمرو عاص ۔ تو جواب دیا کہ یہہ رشوت کا مقدمہ ہے ۔ اگر مہمانداری کے طور پر پکواتے تو ہم کھا بھی لیتے ۔ اپنا کھانا لیجاو اور مال سجاو دوسرے دن مال حاضر لیا گیا محمد مسلمہ نے اوسکے دو حصے کئے ۔ ایک حصہ نسبط ہو کر مدینہ بہیجا گیا دوسرا عمرو عاص کو واپس دیا گیا عمرو عاص کی انکھون مین یہہ دیکھکر خون اوتر آیا ۔ غصہ مین بیتاب ہو کر کہنے لگے ۔ خدا لعنت کرے اوس دن پر جسدن ہم عمر ابن الخطاب کے نوکر ہوئے تہے

حضرت عثمان اور عمرو عاص ۔ خلافت ثانی مین جو اونکی کیفیت تہی وہ معلوم ہو چکی ۔ مصر کی معزولی کے بعد یہہ گھر بیٹھے تو خلافت دوم کے خاتمہ تک گھر ہی بیٹھے رہے ۔ پہر اسی بیکاری مین تہے کہ حضرت عثمان کی خلافت کے ایام شروع ہو گئے اور پہر مصر کے قدیم عہدہ نظامت پر مقرر ہو گئے ۔ سات برس تک تو بڑی آزادی اور خود مختاری سے بسر کرتے رہے لیکن خلیفہ عصر کی پوالیسی بدل گئی اور اونکی توجہ اقربا پروری کے اصول پر قائم ہو گئی ۔ اور اسی بنا پر مروان نے حضرت عثمان سے ممالک افریقہ کا خراج اپنے نام ہبہ کرا لیا عمرو عاص کو وہان کیطرف سے خلش پیدا ہو گئی ۔

مصر کی امارت ۔ جب مروان کو انکی مخالفت کی خبر لگی تو انہون نے حضرت عثمان کے کان انکی شکایتون سے بھر دیئے

سے پہر معزولی ۔ نتیجہ یہہ ہوا کہ مصر سے یہہ معزول کر دیئے گئے اور انکی جگہہ پر عبد اللہ ابن ابی سرح امیر مصر بناکر بہیجے گئے ۔

عمرو عاص نے مجبور ہو کر عبد اللہ ابن ابی سرح کو چارج تو دیدیا مگر چارج دینے اور معزول ہونے کے دوسرے ہی دن ۔ ام کلثوم حضرت عثمان کی چھوٹی بہن کو ۔ جو مدت سے انکے حبالہ نکاح مین تہین ۔ طلاق دیدی اور خلیفہ عصر کی قرابت کو عداوت

سے تبدیل

تبدیل کر دیا طبری ترجمہ فارسی مطبوعہ لکھنو

**محاصرہ عثمان** بغاوت کے زمانہ مین جب تمام بلاد اسلامیہ کے لوگ خلیفہ عصر کی مخالفت پر آمادہ ہوکر اونسے توبہ کرانے پر متفق ہو گئے

**عمر عاص کا طرز عمل** اور اسکی تعمیل و تقدیم کے لئے سب جمع ہوئے تو اونمین مصر کا گروہ بھی تھا اور اوسکے راس الرئیس عمر عاص تھے ہم اس واقعہ کو ازالۃ الخفا کی عربی عبارت مین حسب ذیل نقل کرتے ہین۔

ان عمرو بن العاص قام الی عثمان وھو یخطب الناس فقال یا عثمان قد رکبت بالناس من النھابیر و رکبوھا منک فتب الی اللہ عزوجل ولیتوبوا فالتفت الیہ عثمان وقال ھھنا یا ابن النابغۃ ثم رفع یدیہ واستقبل القبلۃ وقال اتوب الی اللہ اللھم انی اول من تاب الیک

حضرت عثمان مجمع عام مین خطبہ پڑھ رہے تھے عمر عاص نے کھڑے ہوکر کہا کہ تم نے لوگون کو بہت دق کیا اور وہ لوگ بھی تم سے بہت تنگ آگئے۔ اب تم خدا کی درگاہ مین توبہ کرو۔ عثمان نے اونکی طرف متوجہ ہوکر کہا اے زانیہ کے بیٹے تو بھی یہین موجود ہے۔ پھر قبلہ رو ہوکر اپنے دونون ہاتھ اوٹھا کر کہا کہ مین خدا کی درگاہ مین توبہ کرتا ہون اور پروردگار مین پہلے تیری ہی درگاہ مین توبہ کرتا ہون۔ ازالۃ الخفا۔ طبری جلد چہارم ص ۲۴۴

**عمر عاص او قتل عثمان پر مسرت** جب حضرت عثمان کے معاملات نے انکو پوری مایوسی ہوگئی تو انہون اپنی قدیم عادت کے موافق موقعہ سے ٹل جانے کو مصلحت سمجھا اور فلسطین چلے گئے۔ یہہ فلسطین مین اور معویہ شام مین بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے اور مدینہ مین حضرت عثمان گھر مین گھسکر مار ڈالے گئے۔ طبری لکھتے ہین کہ باوجود اسکے کہ تمام بلاد اسلامیہ کے لوگ حضرت عثمان کے خلاف ہو رہے تھے مگر کسی شخص نے انکے واقعہ قتل پر اظہار مسرت نہین کیا سوا آپ عمر عاص کے۔ اونکی اصلی عبارت یہہ ہے۔

ہیچکس بر قتل عثمان شادی نکرد الا عمر عاص

قتل عثمان پر کسی شخص نے خوشی نہین منائی سوا آپ عمر عاص کے۔"

امام عبدالبر نے استیعاب مین اسکو زیادہ تشریح سے یون لکھا ہے۔

فلما ولاہ یعنی مصر اعزل عمرا بن العاص اجعل عمر ابن العاص یطعن علی عثمان ویولت علیہ ویسعی فی فسادہ فلما بلغ قتل عثمان وکان معتزلا بفلسطین قال انی اذا نکات قرحۃ ادمیھا او نحو ذلک

جب عمر عاص کو مصر کا والی مقرر بھی کیا اور پھر معزول بھی کر دیا تو عمر عاص نے حضرت عثمان پر طعن و تشنیع بھی کی اور اونکو چھوڑ دیا او فتنہ و فساد برپا کرنے کی کوشش کی اور جب حضرت عثمان کے قتل کی خبر اونکو ملی تو یہ فلسطین مین جاکر عزلت گزین ہو چکے تھے۔ کہنے لگے کہ ہم جسکو ضرب لگاتے ہین تو خون نکالے بغیر نہین رہتے۔ اور اسیطرح کی اور باتین بھی کہین

تینون خلافتون تک تو عمر عاص کی یہہ کیفیت تھی جسکو ہم تفصیل سے لکھ چکے۔ جو کچھہ حسن عقیدت۔ ارادت اور خلوص و محبت انکو اپنے واجب الاحترام خلفا کے ساتھ تھی وہ انکے طرز عمل سے ظاہر ہو گئی۔ حضرت عثمان کے ساتھ جو انکے خیالات تھے وہ صاف

صاف بتا رہے ہین کہ انکو اونکے ساتھ کسی قسم کی مروت اور لحاظ رکھنے کے لئے اونکے دل مین جگہہ نہین تھی - مگر زمانہ کا انقلاب طبیعت کا تغیر خیالات کا تبدل اسی کو کہتے ہین کہ سال ڈیڑھ سال ہی کے اندر مصر کی امارت کے شوق نے انکو ایسا مجبور کر دیا کہ جنکے خون کرنے پر یہ خود آمادہ تہے - اونھین کے خون کے دعویدار بنکر او ن بزرگ کے خون بہالینے پر جنکے قتل پر سوائے انکی کوئی دوسرا شخص خوش نہین ہوا تھا - اتنی تندہی اور جانفروشی سے کام لے رہے ہین کہ امیر المومنین خلیفۃ العصر حضرت علی ابن ابیطالب اپنے امام برحق اور خلیفہ رسول مفترض الطاعت سے جسکی بیعت اور اطاعت اسلام کے تمام عمائد و اشراف کر چکے تہے - لڑنے پر آمادہ ہین اور او نکے بیگناہ قتل پر اپنے ہمراہ ایک لاکھ پچیس ہزار کی جمعیت کو صفین کے میدان مین کھڑا کر رکھا ہے فاعتبروا یا اولی الابصار

حلافت علی مین عمر عاص کی مخالفانہ او منافقانہ کاروائی — اوپر بیان ہو چکا ہے کہ قتل عثمان کے وقت عمر عاص فلسطین مین تہے - اور معویہ شام مین بیعت علی سے لیکر واقعات بصرہ او جنگ جمل تک یہہ دونوں اپنے اپنے مقام پر خموش بیٹھے رہے اور اپنی کشود کار کا انتظار کرتے رہے معویہ جب جنگ صفین کا سامان کرنے لگے اور اپنے ہم ازو ہم آہنگ معین و مددگار کو سمیٹنے لگے - تو عتبہ ابن ابوسفیان کے مشورے سے انکو نہی طلبی کا خط لکھا گیا عمر عاص ایسے کیا تہے کہ بغیر اپنا اُلّو گانٹھے کسی کے گانٹھنے مین آسانی سے چلے آتے - اسلیئے جس بے رخی اور زبانی ضعفائی سے انکے خط کا جواب دیا گیا ہے اوسکو ہم علامہ سبط ابن جوزی کی کتاب تذکرہ خواص الامۃ سے ذیل مین نقل کرتے ہین -

واما بعد فانی قرأت کتابك وفهمته فاما ما دعوتنی الیه من خلع ربقة الاسلام من عنقی والتهور معك فی الضلالة واعانتی ایاك علی الباطل واخترط السیف فی وجه امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیه السلام وهو اخو رسول الله صلعم وولیه ووصیه ووارثه وقاضی دینه ومنجز وعده وهو زوج سیدة نساء العالمین وابو السبطین الحسن والحسین سیدی شباب اهل الجنة واما قولك ان امیر المومنین واشار الصحابة الی قتل العثمان فهو كذب وزور وغوایة ویحك یا معویه اما علمت ان امیر المومنین بذل نفسه لله تعالی وبات علی فرش رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وقال فیه من كنت مولاه فعلی مولاه ان یجمع ذا عقل وذا دین والسلام

تمہارا خط آیا حال معلوم ہوا - تم مجہے اس امر پر ترغیب دیتے ہو کہ مین دین سے خارج ہو جاون اور تیرے ساتھ گمراہی و ضلالت مین شریک ہو جاون امیر المومنین کے مقابلہ مین باطل کی مدد پر تلوار کھینچون حالانکہ حضرت علیؑ برادر رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم او ر داماد ہین اور وارث - اور اونکے دین کے ادا کرنیوالے - اونکے وعدون کے پورا کرنے والے سیدۃ النساء العالمین کے شوہر سبطین رسول اللہ - حضرات حسنؑ و حسینؑ سرداران جوانان بہشت کے باپ ہین - باقی رہا تیرا یہہ قول کہ امیر المومنین علیہ السلام کی اشتعال سے صحابہ قتل عثمان پر راضی ہوئے ہین - بالکل جھوٹ اور سرا سر بہتان ہے اور افترا افسوس ہے تیرا اے معاویہ کیا تجھکو معلوم نہین کہ علی وہ بزرگ ہین جنھون نے اپنی جان خدا کی راہ مین بیچ ڈالی اور فرش رسول پر اونکی جگہہ سو رہے اور آنحضرت صلعم نے اونکی شان مین فرمایا ہے کہ مین جسکا مولا ہون اوسکے علی مولا ہین ان تمام امور سے ایک عقل رکھنے والا (ہوشیار) اور دین رکھنے والا (دیندار) شخص کیسے پھر سکتا ہے -

معویہ او عمر عاص ایک ہی پاٹ شالے کے پڑھے تہے - جیسے یہ قابو پرست ویسے ہی یہہ ابن الوقت - عمر عاص کا یہ خشک جواب پاکر خموش ہو گئے - مگر اسکی مقدار حقیقت اور رکھنے والی اپنا ز طبیعت پر پورا یقین کر کے موقع کا انتظار کرنے لگے - ممکن تھا

معویہ اپنی خودداری تھوڑے دن اور سنبھالتے مگر انکی حاجتمندی اور ضرورت وقتی نے عمر عاص کے آگے انکا سر نیاز جھکوا ہی دیا۔ تفصیل یہ ہے۔

عمر عاص اور معویہ کی جانبداری کے مسئلہ مین بیٹون سے مشورت

آخرکار حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کیطرف سے عبداللہ ابن جریر البجلی معویہ کے پاس یہ تصفیہ کن خط لیکر آئے جسمین معاویہ سے یہ استفسار کیا گیا تہا کہ وہ لکھ بھیجے کہ معاملہ بمصالحت طے کیا جاے یا جنگ ہوگی۔

اس نامہ مبارک کی تاکیدی مضامین نے معویہ صاحب کو پریشان اور بدحواس کر دیا۔ قاصد کو ٹھہرایا اور عمر عاص کو یہ خط فوراً لکھوایا

امیرالمومنین کا قاصد کوفہ سے آیا ہے۔ ہم نے اوسکو تمہارے انتظار مین ٹھہرایا ہے۔ تم یہان آؤ تو جیسی صلاح ہو ویسا کیا جاوے۔ [illegible] آنے مین ذرا بھی توقف نکرو تعمیل مین تعجیل کرو۔ والسلام

(ترجمہ اعثم کوفی باب الصفین مطبوعہ دہلی ص ۲۵)

یہ خط پاکر عمر عاص نے اپنے بیٹون سے صلاح لی۔ انکے دو بیٹے تھے محمد اور عبداللہ۔ عمر عاص نے دونون کو بلایا اور معویہ کا خط دکھلایا جب وہ خط پڑھ چکے تو اون سے اونکی رائے پوچھی۔ بڑے بیٹے عبداللہ نے کہا جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا تو وہ بھی تجہسے ہر طرح راضی وخوشنود تھے۔ اون کے بعد جب دونون خلفا نے رحلت کی تو وہ بھی تجہسے خوشنود تھے۔ اونکے بعد عثمان کا قتل کا واقعہ گذرا تو تم اوسوقت مدینہ مین تھے ہی نہین۔ لہذا اس معاملہ مین تم پر کوئی الزام لگا ہی نہین سکتا۔ ان باتون کے علاوہ خدا نے تمہین فراغت اور اطمینان بخش دیا ہے۔ تم کسی کے محتاج نہین ہو۔ تمکو خلافت کی خواہش بھی نہین ہے اب باعتبار عزت وحرمت کے تمہارے لئے زیبا نہین ہے کہ محض حصول دنیا کے لئے جو ایک گیاہ فانی سے بھی زیادہ بے حقیقت ہے اس بڑہاپے کو تم رنج ومصیبت مین مبتلا کرو اور علی ابن ابیطالب کے ساتھ جو چچازاد بھائی داماد اور وصی حضرت ختم الانبیا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین عداوت پیدا کرو اور خدمت وملازمت معویہ ابن ابوسفیان کی قبول کرو۔ تمکو کمال سعادت اپنے گھر مین خاموش رہنا چاہئیے اور بیٹھے بیٹھے دیکھنا چاہئیے کہ انجام اسکا کیا ہوتا ہے۔

اسکے بعد عمر عاص کے دوسرے بیٹے محمد نے سر اوٹھا کر کہا کہ مین عبداللہ کی رائے کو پسند نہین کرتا کیونکہ گھر بیٹھے رہنا بوڑھے اور پست ہمتون کا کام ہے اور آج خلیفہ عصر حضرت عثمان مظلوم قتل کئے گئے معویہ اونکے قصاص پر آمادہ ہے۔ اسوقت تمہارا شمار قوم قریش مین افسر و حاکم کے طبقہ مین ہو رہا ہے اور تمہاری شہرت [illegible] کا چرچا ہے اور تم کسیطرح معویہ سے کم نہین ہو اگر اس کام سے دست بردار ہو جاؤ گے اور گوشہ نشینی اختیار کرو گے تو ظاہر ہے کہ اس معاملہ کے طے ہو جانیکے بعد کوئی عظمت وعزت تمکو نہین ملیگی۔ بلکہ تمہاری اس شرافت مین بھی بٹہ لگے گا۔ میری تو یہی صلاح ہے کہ تمکو شام مین جاکر معویہ ابن ابوسفیان سے ملنا اور حضرت عثمان کے خون کا قصاص طلب کرنا چاہئیے۔ تاکہ معویہ کے سردار [illegible] تمہارا بھی [illegible] ہو جائے۔ طبری جلد چہارم ص ۵۴۱

عمر عاص نے عبداللہ اور محمد کی مختلف صلاحون کو خوب سنکر یہ فیصلہ سنا دیا کہ عبداللہ مجھے آخرت کیطرف کھینچتا ہے اور محمد مجھے دنیا کی طرف گھسیٹتا ہے۔ اور حقیقت حال یہ ہے کہ بیٹون نے بوڑھے باپ کو دوراہے مین ڈال دیا۔

عیسائی کاہن
گہر کے غلام سے مشورت

صاحب روضۃ الصفا کی تحقیق مین عمر عاص نے اس مسئلہ مین ایک عیسائی کاہن سے بھی راے لی تھی اور امام طبری لکھتے ہین اپنے غلام وردان سے بھی مشورہ لیا تھا - اور وردان نے اسو محمد سے ملتی ہوئی رایے دی تھی - اور کاہن عیسائی نے بھی کہدیا تہا کہ حضرت علی ؑ کی خلافت دیرپا ہوگی اور معویہ کی امارت بہت دنون تک مستقل رہیگی اسوجہہ سے عمر عاص نے محمد کی رایے کو اختیار کیا - اور فلسطین سے شام مین پہونچگیے -

عمر عاص اور معویہ خلوت مین
خلافت کے خلاف مشورت

سہ آمد آن یار سے کہ من میخواستم - عمر عاص کے اجانے سے معویہ بہت کچہہ مطمئن ہوگیے اور بڑی عزت حرمت سے انکی دعوت وضیافت اور آرام وراحت کے سامان مہیا کیئے - اپنے پہلو مین جگہہ دی اپنے تمام امور کا وزیر مشیر اور مدار المہام بنایا - یہہ سب باتین معویہ کیطرف سے اعلے پیمانہ پر ہوئین مگران تمام تکلفات سے عمر عاص کی قلبی تسکین اور دلی اطمینان نہین ہوا اسلئے کہ سہ دیدہ من در تلاش دیگر است - عمر عاص تو اوسی فکر مین تہے جسکا فوری اظہار وہ کسیطرح پسند نہین کرتے تہے - ابھی تو وہ صرف معویہ کی ضرورتون کی مقدار وزن سمجہہ رہے تہے -

آخر ضبط اظہار کب تک - ایکدن معویہ نے خلوت مین ان سے اپنے دلی راز کو اسطرح بیان کیا کہ مجھکو تین مشکلون نے ایسا گہیر لیا ہے سمجہہ مین نہین آتا کیا کرون اور انکو کیسے دفع کرون اوّل تو یہہ کہ محمد ابن حذیفہ مصر کا جیلخانہ توڑ کر نکل بہاگا ہے اور وہ دوسرون کو بھی سازش مین لاتا ہے مین اسکی شریر طبیعت سے واقف بھی ہون اور خائف بھی - دوسری یہہ کہ قیصر روم اپنے لشکر عظیم کے ساتھہ شام کے قصد سے نکلا ہے - تیسری علی ابن ابیطالب کوفہ مین بیٹھکر افواج کثیر جمع کرکے ملک شام پر چڑہائی کرنیوالے ہین مین انکے دفع کرنیکی کیا صورت نکالون

تہوڑی دیر تامل کرکے عمر عاص نے جوابدیا کہ اگرچہ یہہ تینون باتین تمہاری پریشانی کا باعث ہین لیکن تمکو مطمئن رہنا چاہیئے محمد حذیفہ کا معاملہ آسان ہے - اوسکے لیے لشکر بھیجدینا چاہیے اگر وہ بھاگ جاے تو خیر - نہین تو یہہ لوگ اوسے گرفتار کرلائین قیصر روم کا معاملہ بھی چندان دشوار نہین - طرح طرح کے ہدیے - قسم قسم کے چاندی سونے کی چیزین اور اسباب اوسکے پاس بھیجکر اوسے اپنی طرف کرلینا چاہیے اور اسکے بعد جانبین سے مصالحت طے ہوجانا چاہیئے - مجھے یقین ہے کہ وہ ضرور صلح کرلیگا اور اوسکا معاملہ بمصالحت طے ہوجائے گا -

اب رہا امیر المومنین کا معاملہ وہ البتہ سخت دشوار ہے - اسلیئے کہ تمکو کوئی شخص اونکے برابر نہین سمجہتا اور اونکو تم پر ہر طرح ترجیح حاصل ہے - معویہ نے کہا کہ علی ابن ابیطالب نے خلیفہ عمر کے ایسے برگزیدہ شخص کے قتل وہلاکت کی فکر وتجویز کی اسوجہہ سے خدا انکا گنہگار ہے عمر عاص نے اونگلی دانتون مین دبائی اور کہنے لگے - اے معاویہ تمکو ایسا نہین کہنا چاہیئے - علی آج روے زمین پر عالم بے مثل ہے صدہا فضائل وکمالات اونکو ایسے حاصل ہین جو کسی دوسرے کو نصیب نہین

معاویہ عمر عاص کی یہہ تقریر جو - من چہ می سرایم وطنبورہ من چہ می سراید - کا مصداق تھی سنکر سخت گہبرا گیے حقیقت مین عمر عاص اسوقت تک معویہ کی طبیعت کا صرف اندازہ لے رہے تہے اور خالی معویہ کو مرعوب بنانے کے لئے یہہ ظاہری اور نمائشی تقریر کر رہے تہے - اس اثنا مین معویہ نے کچہہ سوچکر کہا کہ جو حالات واوصاف تم نے علی کے بیان کئے بیشک وہ ایسے ہی ہین

مگر میری دلی خواہش یہہ ہے کہ مین قصاص عثمان کے بہانہ سے علی کے ساتھ جنگ کرون اور اون پر خون عثمان کی تہمت لگاؤن عمر
معاویہ کی یہہ تقریر سنکر عمر عاص ہنس پڑے اور کہنے لگے پہلی ہمین یہہ بتلادو کہ تمہین اس معاملہ سے کیا مطلب ہے اور تمکو اس
سے کیا واسطہ۔ کیونکہ جب عثمان کو لوگون نے محصور کر رکھا تھا اور عثمان نے اپنا خاص ادمی بھیجکر تمہین اپنی حمایت مین بلایا تھا
اوسوقت تو تم نہ خود گئے اور نہ تم نے کوئی مدد بھیجی اور اخروقت تک تم نے اونکی کوئی مدد نہین کی اور اب اونھین محصور عثمان کی
قصاص طلبی کرتے ہو کیسی مضحکہ خیز تجویز ہے۔ یہہ تو تمہارا حال تھا اب ہماری کیفیت سُنو۔ جسوقت عثمان محصور ہو چکے تو مین اونکو
اسی حالت مین چھوڑکر دینہ سے فلسطین چلا آیا۔ ایسی حالت مین تم ہو یا ہم۔ کسمونہہ سے عثمان کا قصاص طلب کر سکتے ہین
ولایت مصر کا — عمر عاص نے نہایت صفائی سے کہدیا کہ مجھے ولایت مصر کی خواہش ہے۔ وہ مجھے دیدی جاے تو پھر مین سب کچھ
اقرارنامہ — کر سکتا ہون۔ معویہ نے کہا عراق مصر سے کم نہین ہے۔ عمر عاص نے کہا جب تم نے ملک شام اپنے لئے پسند کر لیا ہے تو
ولایت مصر مجھے دیدینے مین کیا عذر ہے۔ معاویہ کو اسمین تامل ہوا۔ مگر اخر مین ضرورت سے مجبور ہو کر ممالک مصر کی ولایت دی
جانیکا اقرارنامہ عمر عاص کے نام لکھدیا اور تمام اہل شام کی گواہیان لکھوادین اور مہرین کرادین اعثم کوفی۔ روضۃ الصفا
بھائی بھائی — عمر عاص نے یہہ اقرارنامہ اپنے چچیرے بھائی کو دکھلایا وہ کہنے لگا کہ تجھکو ہرگز مطمئن ہونا چاہیئے اس امر پر کہ ولایت
مین لڑائی — مصر تجھکو مل گئی کیونکہ مصر والون کا اعتبار ہی کیا ہے ابھی ابھی اونھین لوگون نے خلیفہ عثمان کے ساتھ کیا کیا۔ عمر عاص
بولے بھائی یہہ سب تقدیری معاملات مین۔ اسمین علی اور معویہ کو کیا دخل ہے۔ ممکن ہے کہ ولایت مصر مجھکو ملجاے اور وہ میرے لئے باعث
ثروت و شہرت ہو۔ بھائی نے جوابدیا تم سخت غلطی کر رہے ہو۔ تم نے سمجھ لیا ہے کہ معویہ تمہارا خیرخواہ ہے۔ حالانکہ وہ تمہارا دین تو خراب کر چکا ہے
اب دنیا بھی خراب کرنا چاہتا ہے۔ رفتہ رفتہ ان دونون بھائیون کی گرفتاری کا تذکرہ معویہ کے کانون تک پہونچا عمر عاص کے چچیرے بھائی
کی گرفتاری کا حکم ہو گیا۔ وہ شام سے بھاگ کر کوفہ مین پہونچا امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی خدمت مین پناہ گزین ہوا اور
جو کچھ اسکے اور عمر عاص کے درمیان گفتگو ہوئی تھی مفصل عرض کر دی۔ اعثم کوفی ص ۲۴۰ روضۃ الصفا جلد ثانی۔ ابوالفدا ترجمہ ابو دردا انصاری ملی
عمار یاسر — جنگ صفین شروع ہو گئی۔ جانبین سے چوتھے مقابلہ کا دن ہے۔ طرفین سے لوگ تیار ہین حملہ کا انتظار ہے اس
اثنا مین عمر عاص نے ابوالنوخ کو پاس بلاکر کہا کہ عمار یاسر کے پاس جاکر کہو کہ اگر تمکو فرصت ہو اور کوئی شے مانع نہو تو تم
تو ہمارے پاس چلے او تو ہم تم ملکر جانبین کی مصالحت کرانے کی کوئی فکر کرین اور باہمی اتفاق و اتحاد کی کوئی صورت نکالین چنانچہ
ابوالنوخ حضرت عمار یاسر کی خدمت مین حاضر ہوا اور عمر عاص کا پیغام کہہ سنایا۔ عمار یاسر نے فرمایا مین ضرور آونگا میرے لئے کوئی
بات مانع نہین ہے اور کوئی وجہ تامل نہین ہے۔ مین عمر عاص کی اس تجویز سے احسانمند ہون گا۔ اسکے بعد معویہ کی لشکرگاہ مین اپنے
چند دوستون کو لیکر حضرت عمار یاسر تشریف لیگئے۔ عمر عاص اور دستہ ہوا شام اہلاً و سہلاً کہتے ہوے اونکی خدمت مین حاضر ہوے

حضرت عمار یاسرؓ نے پہلے تو بطور خود عمرو عاص کو بہت کچھہ پند و نصیحت کی۔ پہر اونکو او تمام حاضرین اہل شام کو مخاطب کرکے یہہ تقریر فرمائی

**لشکر شام مین عمار یاسرؓ کا خطبہ**

ایہا الناس۔ مجہو یقین ہے کہ تملوگون نے حضرت عثمان کے واقعہ کی نسبت تمامی حالات مفصل طور پر سنین ہونگے اور یہہ بہی معلوم ہوا ہوگا کہ بعض لوگون نے ان سے رسم و راہ ترک کردی تہی او بہت سے ایسے لوگ بہی تہے جو اہل بلوا کو ان پر مستعد کرتے تہے۔ اس سبب سے کوئی شخص علم اس سے کہ اوسکا شمار صحابہ مین ہو یا عامۃ المسلمین مین۔ دار الخلافت اسلامی مین انکا معین و مددگار نہ نکلا اور نہ کسی طرح انکی مدد کی۔ محاصرہ مین اُن لوگون کی تو یہہ حالت رہی کہ وہ گہر سے مسجد تک نہ آتے تہے۔ طلحہ و زبیر کے جو حالات تہے وہ بہی تملوگون نے سُنے ہونگے۔ ان دونون نے جیسا عہد و پیمان توڑا وہ بہی تم نے سُنا ہوگا۔ مادر مسلمین حضرت عائشہ نے بلوائیون کو جو کچھہ انکے قتل کی نسبت لوگون کو ترغیب و تحریص دلائی وہ بہی تمکو معلوم ہے اور یہہ امر اونکو اسوجہہ سے لاحق ہوا کہ حضرت عثمان نے حضرت عائشہ کا وظیفہ بند کردیا تہا پہر حضرت عائشہ نے جو کچھہ عثمان کے حق مین فرمایا وہ بہی تم نے سُنا۔ اس پر بہی بادی و مثان نے انہین کا قصاص لینا۔ باوجودیکہ ام المومنین عائشہ کو خدا سبحانہ تعالی کیطرف سے خون عثمان کے لئے کوئی حق حاصل نہین ہتا۔ اب ان لوگون کے معاویہ ابن ابو سفیان اسی قصاص کے لئے اوٹہے ہین او امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے قصاص عثمان طلب کر رہے ہین اور اون سے قاتلان عثمان کو طلب کر رہے ہین حالانکہ یہہ امر اونکو او تمکو اچہی طرح معلوم ہے کہ قتل عثمان کے واقعہ مین حضرت علی کی کوئی شرکت نہین تہی۔ اس معاملہ مین بہت زیادہ تمکو سوچنا چاہیئے۔ اور ان واقعات مین (اے عمرو عاص) تمکو حکم بننا چاہیئے اور غور و تامل سے کام لینا چاہیئے کہ معویہ کس حق سے امر قصاص مین اپنے آپ کو حقدار سمجہتا ہے۔ اور امین یاد سکہ کون سا منصب اور کون سا حق حاصل ہے اسلیئے کہ نہ تو وہ عثمان کا وارث ہے اور نہ اونکا وصی اور نہ ولیعہد۔

عمرو عاص یہہ تقریر سنکر کہنے لگے کہ اے ابو الیقظان (حضرت عمار یاسرؓ کی کنیت ہے) جو کچھہ تم کہتے ہو سچ ہے واقعات عہد سلفی تلافی و نیسم بہی صحیح ہین اور قتل عثمان پر اہل بلوہ کی ترغیب و تحریص بہی ٹہیک ہے اور اسمین حضرت عائشہ بہی شریک تہین اور یہہ بہی صحیح ہے کہ ان امورات مین سے اکثر کو تم نے خود دیکہا ہے اور بعض کو معتمد اور معتبر اشخاص سے سُنا ہے باب رہا یہہ امر کہ معویہ خون عثمان طلب کرتا ہے تو معویہ اس معاملہ مین حق پر ہے اس لئے کہ عثمان بہی سلسلہ بنی امیہ مین داخل تہے۔ اور معویہ بہی اونکا رشتہ دار ہے۔ حضرت عثمان کی خاص شفقت معویہ کے حال پر برابر رہتی تہی وہی شفقت آج اونکو اونکے طلب قصاص پر توجہ دلا رہی ہے اور یہہ سب باتین ظاہر ہین جنکے بیان کی کچھہ حاجت نہین۔ ہملوگ یہان حسب و نسب کی تفصیل کرنیکی غرض سے نہین آئے ہین بلکہ ہماری غرض یہہ ہے کہ اس لڑائی کی کیفیت کو جسپر زمانہ گذرتا جاتا ہے انہین بیان کرین اور اوسکے نیک و بد نتائج پر سوچین اور غور کرین اسلئے کہ لشکر علی ابن ابی طالب علیہ السلام مین تم سب سے بڑہکر ممتاز ہو تمہاری عزت و حرمت بہی بڑہی ہوئی ہے شاید تمہاری ہی وجہہ سے یہہ تمام رنج و تشویش دور ہو جاے اور تمہارے ہی وسیلہ سے کچھہ انتظام ہو جائے او اس آگ پر پانی پڑجاے اور یہہ غبار عظیم بیٹہہ جاے اور اومیون کا خون بہنے سے بچ جاے۔ اے ابو الیقظان اخر تمکو خیال کرنا چاہیئے کہ ہم اور تم ایک خدا کی پرستش کرتے ہین اور ایک قبلہ کیطرف نماز پڑہتے ہین جو تم نماز پڑہتے ہو وہی ہم نماز پڑہتے ہین ہم بہی اوسی قرآن کی تلاوت کرتے ہین جسکی تم تلاوت کرتے ہو۔ اور ہم بہی اوسکے اوامر و نواہی کی ویسی ہی تعمیل کرتے ہین جیسے کہ تم

ہمارے تمہارے اتفاق کی تو یہہ صورت ہے۔ مگر یا این ہمہ ہمارے تمہارے مخالفت کی یہہ شکل ہے کہ ایک دوسرے کا گلا کاٹ رہا ہے اور سر اوتار رہا ہے۔

عمار یاسر رضی نے جواب دیا۔ اے عمر عاص۔ تو کب تک باتین بناتا رہے گا اور کہان تک یہہ منافقانہ اور متحیرانہ گفتگو کرتا رہے گا یہہ ظاہر ہے کہ تو نہ گل نرگس کیطرح شوخ رنگ ہے اور نہ گل لالہ کیطرح سرخ پوشاک ہے۔ پہر تجکو گل سوسن کی طرح دو زبان ہونا لازم نہین ہے تو نے جو یہہ کہا کہ ہم اور تم ایک خدا کی پرستش کرتے ہین اور ایک ہی قبلہ کیطرف نماز پڑھتے ہین۔ بجا الحمد للہ یہہ کلمات تیرے مونہہ پر جاری تو ہوئے۔ مگر تیرے ہمراہیون کو میرے رفیقون سے کیا کام۔ خدا پرستی۔ قران خوانی (دینداری) اور راستبازی ہمارا شعار ہے نہ تمہارے رفیقون کا۔ ہم خدا و رسول ص کے دوست ہین۔ ہلوئی سازش اور ریاکاری سے دور ہین۔ تو اس وجہ سے ایسا حریص ہوا ہے کہ ہدایت و ضلالت کو نہین پہچانتا سعادت و شقاوت کی تمیز نہین کرتا سکو اس نیلگون اسمان کے نیچے کانٹون کے ڈہیر پر گلاب کے پہولون کا یقین ہوتا ہے۔ مجھکو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد یاد ہے اور وہ یہہ ہے کہ اے عمار رض تم ایک جماعت سے لڑوگے جو خدا کے اوپر اپنے عہد و میثاق کے توڑ دینے کو جائز سمجھین گے چنانچہ مین نے تم سے جنگ کی اور مجہسے جہان تک ہوسکا مین نے ارشاد نبوی کی تعمیل کی مجہسے آنحضرت صلعم نے یہہ بھی فرمایا تھا کہ تم ظالمون اور ستمگارون سے تیغ زنی کروگے اور فاسقون اور بیداد گرون سے لڑوگے۔ ظاہر ہے کہ تو لوگ اوسی جماعت مین ہو اور تمہارے ہی صفت ہے جو بیان ہوئی۔ پہر آنحضرت صلعم نے قتال مارقین کے بارے مین بھی حکم دیا اور فرمایا کہ وہ دین سے اسطرح نکل جاینگے جیسے کمان سے تیر۔ ارشاد فرمایا ہے۔ مگر مین نہین جانتا کہ اوس گروہ کو بھی مین اپنے زمانہ حیات مین پاونگا یا نہین۔ کیون۔ اے عمر عاص۔ سچ کہہ۔ تو نے علی ع کی شان مین آنحضرت صلعم کو یہہ کہتے سنا ہے یا نہین کہ مین خدا کا رسول اور دوست ہون اور علی ع میرا دوست ہے۔ اب تم اپنا حال کہو۔ تم کس کے دوست ہو۔ عمر عاص نے جہنجہلا کر کہا۔ عمار رض مین تو تم سے بملائمت باتین کرتا ہون اور تم مجہے گالیان دیتے ہو۔ ترجمہ اعثم کوفی ص ۲۴۵ مطبوعہ دہلی

حضرت عمار یاسر رض کی ناشنیدنی خبر | عمر عاص کو عمار یاسر رض کی تقریر سے مایوسی ہوگئی وہ لشکر شام مین لوٹ آیا۔ تو اہل شام کے ایک گروہ نے اس سے دریافت کیا کہ ہم نے نہایت معتبر اور مستند لوگون سے عمار کی نسبت آنحضرت صلعم کی یہہ حدیث سنی ہے کہ عمار یاسر کو حق چارون طرف سے گہیرے ہے۔ عمر عاص نے اسکی تصدیق کی۔ یہہ سنتے ہی حصین ابن مالک اور حارث ابن عوف لشکر شام سے روانہ ہوکر حمص کیطرف چلے گئے۔ یہہ دیکہکر عمر عاص نے اپنی تصدیق کی یون تاویل کی کہ ہم عمار سے جدا کب ہین۔ تم نے ابھی نہین دیکھا کہ ہم اور وہ کس یکدلی اور اطمینان سے باہم گفتگو کر رہے تھے۔ اونکا شمار ہم مین ہے اور ہمارا شمار اون مین۔ عمر عاص کے پاس اوسوقت ذوالکلاع حمیری بھی تہا بیساختہ بول اوٹھا کہ اے عمر عاص تو انکو کیون فریب دیتا ہے۔ جو کچہہ تیرے اور عمار یاسر رض کے درمیان گذرا اوسکو مین نے اپنے کانون سے سنا اور اپنی آنکہون سے دیکہا۔ عمار یاسر رض نے اپنی سیف زبان سے تجکو ایسا گہائل کر دیا جیسے کو لقوہ کا بیل۔ تو اونکی فصاحت وگویائی کا جواب نہ دیسکا۔ اچہا ہوتا کہ وہ نہ آتے اور تم رسوا نہ ہوتے۔ عبید اللہ ابن سوید ذوالکلاع حمیری سے کہنے لگا کہ تجہکو کیا پڑی تھی جو اس صحبت مین شریک ہوا۔ ذوالکلاع بولا صرف اس حدیث

واعمار تقتلك الفئة الباغية يدعوهم الى الجنة ۔ اے عمار۔ تمکو ایک گروہ باغی قتل کرے گا۔ تم اونکو جنت کیطرف بلاتے

یدعوک الی النار ہوگے اور وہ تمکو دوزخ کی طرف۔

اس جلسہ مین عبداللہ ابن عمر التیمی بھی تہا وہ بھی ان دونون کی گفتگو سن رہا تہا اور جانبین کی دلیلون پر غور کر رہا تہا۔ اسکی متصل بست تر نے عمار یاسرؓ کی صدق کلامی کا اعتراف کیا اور وہ رات ہی کو فوج شام سے نکلکر لشکر امیرالمومنین سے جا ملا اور یہ اشعار جنکا ترجمہ ذیل مین درج ہے نظم کرکے ذوالکلاع حمیری کے پاس بھیجدیے۔

سوارون کے جلوس مین زبان تجاصہ ان اشعار کو
کیونکہ وہ مغرور ہے۔ آج مین اوسیسے اوسکے جدا ہوتا ہون
اب میرا تو ہی کہ عمار کی نسبت یہ حدیث سنکر اوس وقت
اور اونکو چھوڑا اور مین جناب اللہ اوسکے چھوڑنے پر
اور اونکو سمجھین لیے صریح کفر کیا اس حدیث سے
جن مین سنراکا مطلق خوف نہین۔ اس لیئے
کرنیکی جگہ نہین ہے۔ اون جناب کے ارشاد کا

بے شبہ گا مین اوس کا قرینہ جو عمر عاص کے لیا بہوتے
معویہ اور اوسکی فوج کو چھوڑے دیتا ہون
کہ ندلڑون مین عمر عاص سے موتھہ موڑ لیا
مجبور ہون اے ذوالکلاع تو بھی اب اوسکو چھوڑ دیے
انکار کیا ہیری اون انکھون کے صدقے جائیے
کہ جناب رسولخدا صلعم کی کسی حدیث مین شبھہ
کوئی امتحان نہین ہوسکتا ۔ اعثم کوفی ص ۱۸۶

عمر عاص اور معاویہ

معویہ کو عبداللہ ابن عمر التیمی کے نکل جانیکی خبر معلوم ہوئی تو وہ عمر عاص کو بلاکر نہایت برہم ہوا اور اوس سے کہنے لگا کہ اگر تو دو چار حدیثین ایسی ہی بیان کریگا تو میرا لشکر کا لشکر ہی خالی ہو جاویگا۔ ہم تجہسے زیادہ ان حدیثون کو جانتے ہین مگر ایک مصلحت خاص کی وجہ سے جسکو تو خوب جانتا ہے نہ اونکا اقرار کرسکتے ہین اور نہ اظہار۔ تو محض بے موقع ایسی حدیثون کو بیان کرتا ہے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سارا لشکر ایک نامی اور بہادر جوان سے خالی ہوگیا۔ دیکھیے تیری ان حرکتون سے کون کون مصیبت مجھپر پہنچتی ہے۔ عمر عاص تو خود سمجھا ہوا تہا ہی معویہ کی ان باتون کو سنکر اوسکے بدن مین اگ لگ گئی نہایت سختی سے بولا کہ مین نے عمار یاسرؓ کے حق مین جو باتین آنحضرت صلعم سے سنی تھین وہی صرف بیان کی ہین جسوقت جناب رسالتماب صلعم نے یہ حدیث حضرت عمار کی نسبت فرمائی تھی اوسوقت نہ یہ لشکر تہا اور نہ امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کی فوج۔ نہ مجھکو علی کے ساتھ مخالفت تھی اور نہ اونکو میرے ساتھ لیکن مین کیا جانتا تہا کہ یہی موقعہ صحابیت ایسی بات نکلیگی کہ جسکے بعد لاکھون ادمی صفین کے میدان مین جمع ہو جاوینگے اور اونہین سے ایک کا سردار تو بنیگا اور ایک جماعت کا علی۔ عمار یاسر تو علی کے رفیق بنینگے اور مین تیرا اور جو باتین مین عمار کے حق مین بیان کرونگا اوس سے تجھکو حرج پہونچیگا اور ایک بزدل اور پست ہمت تیرے لشکر سے نکل بھاگیگا اور علی کی خدمت مین جا ملیگا۔ اور اسکے توجہ سے رنجیدہ ہوگا۔ اگر یہ تمام واقعات وحادثات مجھے معلوم ہوتے تو پھر میرا غیب دانی مین کسکو کلام ہوسکتا تہا۔ حالانکہ خدائے سبحانہ تعالی نے اپنے رسول سے ارشاد فرمایا ہے کہ خلائق سے کہدو کہ اگر مین غیب دان ہوتا تو بہت سے کارہائے نیک کرتا۔ اور مجھکو کوئی صدمہ نہ پہونچتا۔ اور اے معاویہ تم نے

بھی تو

کبھی تو عمار یاسر کے حق مین چند باتین بیان کی ہین۔ اگر مین نے بھی ایک روایت بیان کی تو کیا ہوا۔ وہ ایک معمولی سپاہی تمہاری پچیس ہزار کی جمعیت کو چلا گیا تو کیا بگڑا اور یہ جنگ و جدال جو امیر المومنینؑ سے شروع ہے اگر ایک ہی شخص کے قتل جانے پر ختم ہو جائے تو بہتر ہے کہ تم ہی اس کام سے دست بردار ہو جاؤ۔

عمرعاص او حضرت علی سے جنگ مین مقابلہ

مورخ ابو الفدا اپنی تاریخ مین عمرعاص او حضرت علی سے جنگ مین مقابلہ او او سکا نتیجہ ذیل کے الفاظ مین لکھتے ہین۔

ثم نادی علی یا معویۃ علام تقتل الناس بیننا ھلم احاکمک الی اللہ فاینا قتل صاحبہ استقامت لہ الامور فقال عمرو انصفک ابن عمک فقال معاویہ ما انصفت انک تعلم انہ لم یبارز الیہ احد الا قتلہ فقال عمرو ما یحسن بک ترک مبارزتہ فقال معویۃ طمعت فی الامر بعدی

پھر حضرت علی نے ندا کی اے معاویہ ہمارے تمہارے درمیان آدمی کیون قتل ہون۔ او ہم تم لڑلین تاکہ جو شخص اپنے مقابل کو قتل کرے امر خلافت اوسی کے لئے مستقیم ہو جائے۔ عمرعاص نے معویہ سے کہا کہ علی نے بات انصاف کی کہی ہے معویہ بولا۔ خاک انصاف کی بات کہی ہے تو جانتا ہے جو شخص علی سے لڑتا ہو وہ یقینا مارا جاتا ہے۔ عمرعاص نے کہا اگر اس وقت اون سے تمہارا مقابلہ نہ کرنا زیبا ہے معویہ بولا ہمارا ہے۔ تو چاہتا ہے مین قتل ہو جاؤن تو تو میرے بعد حکومت کرے۔

امام مسعودی اپنی تاریخ (مروج الذہب) مین اس گفتگو کے نتیجہ کو حسب ذیل الفاظ مین لکھتے ہین۔

ان معویۃ اقسم علی عمرو لما اشار علیہ بھذا ان یبرز الی علی فلم یجد عمرو من ذلک بدا فلما التقیا عرفہ علی وشال السیف لیضربہ بہ فکشف عمرو عن عورتہ وقال مکرہ اخوک لا بطل فحول علی وجھہ وقال قبحت ورجع عمرو الی مصافہ

جب معاویہ حضرت علی سے لڑنے کو نہین نکلے تو عمرعاص نے اسپر او کو ملامت کی تو او نھون نے خود عمرعاص کو اسپر مجبور کیا کہ تم علی سے لڑنے کو جاؤ۔ یہان تک کہ عمرعاص نے تعمیل حکم کے بغیر چارہ کار نہین دیکھا اور بمقتضائے بزدلی بچارگی لڑنے کو میدان جنگ مین آئے۔ حضرت علی نے عمرعاص کو دیکھتے ہی تلوار اوٹھائی اور چاہا کہ اون پر ہاتھ اوٹھائین اور وار کرین۔ عمرعاص جھٹ ننگے ہو گئے اور بولے کہ بھائی مین سپہ گری کے جوش مین نہین آیا بلکہ مجبور آیا ہون۔ حضرت علی نے اپنا مونہہ پھیر لیا۔ اور فرمایا کہ جا تیرا برا ہو۔ عمرعاص فوراً اپنے لشکر مین بھاگ گئے۔

صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہین۔

چون حضرت امیر ذو الفقار از نیام برآوردہ بر عمرو عاص حملہ کرد عمرو از نہیب تیغ آبدار خود را از اسپ انداختہ ویکپا پائے خویش بالا کردہ عورتش برہنہ شد۔ امیر المومنین علیؑ بجانب دیگر او توجہ کرد عمرو خلاصی یافت چون گریختہ و بمعاویہ پیوست معویہ گفت پہلوان پر دل تو تیمسر دار باید چو شکر ایزد بجا آر و سم ستر حق

جب حضرت امیر نے تلوار نکال کر عمرعاص پر حملہ کیا تو عمرو نے مارے دہشت کے گھوڑے پر گر کر اپنی ایک ٹانگ اوٹھا دی اور ننگے ہو گئے حضرت علی نے مونہہ پھیر لیا او عمرعاص بچکر معاویہ کے پاس بھاگ گئے معویہ نے کہا اے پہلوان دلاور اور اے نبرد آزما ہے جوشن اب خدائے تعالے کا شکر کر اور اپنی شرمگاہ کا ممنون ہو اور اسکی

عمرو عاص تمام از عورت خویش ممنون باش و پیوسته دریت او سعی
جمیله دار که سبب زندگانی تو گشت وا زین مقوله بنیاد ضحک کرد
و عمر خجل و شرمسار شد

ہمیشہ اوسکی رعایت کیا کرو کہ وہی تمہاری حیات کا باعث ہوئی ہے چونکہ
اس قول سے سب کو ہنسی آئی اور عمرو عاص سخت
شرمندہ اور خجل ہوے۔

خواجہ عبید اللہ امرتسری اپنی کتاب سوانح عمری علی علیہ السلام کے صفحہ ۴۴۴ مین اس واقعہ کو کسیقدر زائد تفصیل سے یون لکھتے ہین
ایک روز یہ اتفاق ہوا کہ دونو لشکر بالمقابل کھڑے ہوے تھے جناب امیر حسب دستور دونو لشکرون کے درمیان ٹہل رہے تھے
عمرو عاص فوج سے باہر نکلا۔ چونکہ آپ تبدیل لباس کیے ہوے تھے اسوجہ سے آپ کو نہ پہچان سکا۔ میدان مین نکلا اور یہ رجز پڑھنے لگا۔

| | |
|---|---|
| یا قادة الکوفة یا اهل الفتن | اضرب کم ولا اری ابو الحسن |
| اے کوفہ کے سپہ سالارو اے فتنہ کے جگانیوالو | مین تمہین ماروں گا اور ابو الحسن کا لحاظ نکرونگا |

عمرو عاص کا یہ دلیرانہ رجز سنکر جناب امیر سامنے آگئے اور جواباً ارشاد فرمایا

| | |
|---|---|
| ابو الحسین واعلمنا ابو الحسن | جاءک یقتاد العنان |
| آگاہ ہو جا کہ یہ حسین و حسن کا باپ ہے | اپنی گھوڑے کی باگ موڑتا ہوا آپہونچا |

جناب امیر علیہ السلام نے اوس پر حملہ کیا اوس نے حضرت کو پہچان لیا او میدان سے پیٹھ پھیر کر بھاگا آپ نے جھپٹ کر نیزہ کا وار کیا نیزہ اوسکی زرہ کے حلقہ مین اولجھ گیا اوسکے نکالنے مین عمرو عاص جھٹکا کھا کر زمین پر گر پڑا اوسکو یہ خوف ہوا کہ جناب امیر اب مجھے زندہ نچھوڑین گے اسلیے اوس نے اپنی دونون ٹانگین اوٹھا کر اپنی شرمگاہ کو ننگا کر دیا۔ حضرت نے اپنا مونھ پھیر لیا اور اپنے لشکر کو واپس گئے۔ عمرو عاص وہان سے ہانپتا کانپتا معویہ کے پاس پہونچا معویہ اوسے دیکھکر ہنسنے لگا۔ عمرو عاص کھسیانا ہو کر کہنے لگا تو ہنستا ہے واللہ اگر تو میری جگہ پر ہوتا تو تیری شرمگاہ بھی ایسی ہی ننگی ہو جاتی جسطرح میری ننگی ہو گئی تھی اگر اسوقت جناب امیر تیرے پاس پہنچ جاتے تو تیرے عیال کو فرو یتیم کر جاتے اور تیرے مال کو لوٹ لیتے۔ معاویہ نے کہا مین نے تو ہنسی سے یہ بات کہی تھی اگر مجھکو معلوم ہوتا کہ تم مذاق کی برداشت نہین کر سکتے تو ہر گز ایسا نکرتا۔ عمرو عاص نے کہا مین تمہارے مذاق سے خفا نہین ہوتا لیکن اصل بات یہ ہے کہ اگر ایک بہادر دوسرے بہادر سے لڑتا ہو اگر چاہیے اور دوسرا اوسکے ہاتھ سے دستکش ہو کر اوسکو قتل نکرے تو اوس پر شہامت کے الفاظ صادق آتا ہے معویہ نے کہا بلکہ ہمیشہ کیلیے فضیحت و رسوائی بھی دنیا مین یادگار رہجاتی ہے۔ عمرو عاص نے کہا کہ مین نے اونکو نہین پہچانا تھا اس لیے مقابلہ کو چلا گیا۔ اگر مین نے اونھین پہچان لیا ہوتا تو کبھی اونکیطرف قدم نہ بڑھاتا۔

بسر ابن ارطاة کی بے حیائی

یک بشد و شد۔ صاحب سوانح عمری علی علیہ السلام اسکے آگے لکھتے ہین۔ پھر معویہ کے شہسوارون مین سے بسر ابن ارطاة بھی شجاعت مین مشہور تھا جناب امیر کی مبارزطلبی کو سنا کہ آپ پھر معاویہ کو مقابلہ

کے لیے طلب فرمانے مین او رمعویہ مقابلہ سے جان چرا تا ہے اسلئے اوس نے اپنے غلام لاحق نامی سے اس امر مین مشورہ کی او رکہا کہ مین تو علیؑ کے مقابلے مین جانا چاہتا ہون شاید کہ وہ میرے ہاتھ سے قتل ہو جائین او رمیری وجہہ سے عرب مین اونکی شہرت گم ہو جایے۔ لاحق نے کہا کہ اگر تم اپنے مین اونکے مقابلہ کا حوصلہ رکھتے ہو تو اس امر کیطرف مبادرت کرو۔ ورنہ اس قصد سے باز آو۔ کیونکہ خدا کی قسم یہہ شخص بہادر پچھوڑنے والا ہے۔ پہر لاحق نے بسر کو مخاطب کر کے یہہ شعر پڑھے۔

| | |
|---|---|
| فانت له یابسر ان کنت مثله | والا فان اللیث للضبع اٰکل |
| اے بسر اگر تو اوسکا ایسا ہی ہے تو اوس سے مقابلہ کر | ورنہ تو جانتا ہے شیر کفتار کا کھا جانیوالا ہے |
| متی تلقه فالموت فی رمحه | وفی سیفه شغل للنفس شاغل |
| تو کیا او سکے مقابل ہوگا۔ اونکے نیزہ کی نوک مین موت ہے | اور اوسکی تلوار مین تیری جان لینے کی ہوتی ہے |

بسر نے کہا تجہپر افسوس ہے۔ لاحق تیرے کلام مین تو سوا ئے موت کے کوئی کلام ہی نہین۔ خیر جو کچہہ بھی ہو اب تو مین اونکے مقابلہ کو جاتا ہون۔ یہہ کہکر بسر میدان جنگ مین پہونچا جناب امیرؑ نے اسے دیکھکر نیزے سے حملہ کیا۔ وہ نیزے کی انی سے چت ہوکر زمین پر گر پڑا اور اپنی دونو ٹانگین اوٹھا کر اپنی شرمگاہ کو کھول دیا۔ جناب امیرؑ کے لشکر والون نے اسے پہچان کر جناب امیرؑ کو آواز دی او عرض کی کہ یہ بسر ابن ارطاۃ ہے۔ اب اسکو زندہ نہ جانیدین۔ آپنے ارشاد فرمایا اگرچہ بسر ابن ارطاۃ ہی سہی۔ مگر یہ ازدھاک بی جانیدو۔ جب بات کا پڑاوا رتھا وہ اسکو مل گئی۔ بہرحال بسر گرد جھاڑ کر اوٹھا او رمعویہ کے پاس چلا گیا معویہ نے ہنسکر کہا کوئی شرم کی بات نہین ہے عمر عاص کو بھی یہی معاملہ پیش آچکا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام کی فوج سے ایک جوان نے زور سے چلا کر کہا کہ اے اہل شام تمکو شرم نہین آتی۔ تمکو عمر عاص نے اپنا ستر کھولدینا او رجان بچالینا خوب سکھلا دیا ہے۔ اوسدن سے بسر عمر عاص کو اور عمر عاص بسر کو دیکھکر خوب ہنسا کرتے تھے۔ سوانح عمری علی علیہ السلام مطبوعہ ماڈرن الیکٹرک پریس لاہور ص ۲۰۵-۲۰۳

مالک اشترؓ سے اپنی مقابلہ مین عمرعاص کی ایسی بڑی رسوائی اور مروان کی سازش نہ تعریفین — صفین کی ساتوین جنگ مین مالک ابن اشترؓ کے سخت حملون سے معویہ بہت گھبرایا تو مروان الحکم سے اہل شام کی مدد کرنیکو کہا مگر عمر عاص پر مروان نے ٹال دیا۔ ہر چند کوشش کی گئی مگر مروان نے اپنی جگہہ سے جنبش نہین کی آخرکار پھر عمر عاص کو بمجبوری اہل عراق سے مقابلہ کی مصیبت جھیلنی ہوئی۔ عمر عاص کو اسوجہہ سے کہ حضرت علیؑ سے مقابلہ تو تہا نہین اسوقت اپنے فاتح مصر ہونیکا جوش شجاعت آہی گیا۔ پانچسو سوارون کے ہمراہ لشکر عراق سے مقابل ہوا۔ مالک بھی سامنے آہی گیا۔ عمر عاص کو بدقسمتی سے اج بھی اوسی ذلت سے سامنا ہوا۔ مالک کے نیزے کی ہکان انکو کچہہ ایسی پہونچی کہ یہہ گھوڑے پر کسیطرح سنبھل نہ سکے۔ آخر زمین پر گر پڑے۔ ننگے ہو گئے۔ ناک مونہہ سے خون آنے لگا۔ انکے ہمراہی انکو اوٹھا کر لشکر مین لے گئے جب یہہ کیمپ مین پہونچے تو مروان ابن حکم جوان پر خار کھائے بیٹھا ہوا تھا۔ ان سے پوچھنے لگا کیا ہے۔ عمر عاص بولے کچہہ نہین۔ مروان نے ہنسکر کہا۔ ہان سچ ہے ایسی تکلیفین امیر مصر ہونیکے مقابلہ مین آسان ہین — ترجمہ اعثم کوفی کتاب الصفین مطبوعہ مطبع اثنا عشری لکھنو

**حضرت عمار کی شہادت**

خواجہ اعثم کوفی لکھتے ہیں کہ اٹھارویں دن کی لڑائی میں حضرت عمار یاسرؓ اپنی جان سے ہاتھ دھو کر میدان جنگ میں اہل شام سے مقابل ہوئے اور پے در پے مردانہ وار حملہ کر کے اپنی شجاعت و دلیری کے ساتھ ہی اپنے ضعیف اور کہن مشق ہاتھوں کے جوہر دکھلائے۔ اونکی صفوں کو توڑتے ہوئے حضرت عمارؓ اوس غول کیطرف بڑھے جو معویہ کی حفاظت کی غرض سے استادہ تھا۔ اہل شام نے عمارؓ کو اپنے محاصرے میں لے لیا مگر تاہم یہ اپنی شجاعت و قوت کے ہاتھوں اونسے تیغ زنی میں معروف ہوئے۔ نہایت شدت سے خونریزی ہونے لگی اور تلوار پر تلوار گرنے لگی۔ عمار یاسرؓ نے باوجود ضعف و پیرانہ سالی کے اہل شام کے متعدد جوانوں کو قتل کیا اور آخر میں خود بھی مقتول ہوئے۔ ابن جویر السکونی نے عمار یاسرؓ کو بہت سخت زخم لگایا اور وہیں اونکا کام تمام کر دینا چاہا مگر حضرت عمار یاسرؓ کے استقلال۔ اُنکی ثبات اور اُنکی شجاعت نے محاصرہ کے ایسے نازک وقت میں بھی ایسے بیش بہا جوہر دکھلائے جنھوں نے اہل شام کے تمام مردانہ اور جوانانہ عزم و استقلال کو خاک میں ملا دیا اور اونکی اس مستحکم محاصرے کو توڑ کر باہر نکل آئے اور اپنے گھوڑے کو بڑھاتے ہوئے اپنی صف میں آ کھڑے ہو گئے۔ عمار یاسرؓ نے اہل شام کے محاصرے میں بہت بڑی دلیریوں سے کام لیا مگر باین ہمہ زخم کاری کی شدت اور ضعف و نقاہت نے زیادہ متحملی کی اجازت نہ دی۔ ان کے ایک خادم رشید نامی نے اپنے مخدوم کی یہ حالت دیکھکر بہت جلد دودھ اور شہد کا شیرین شربت تیار کیا قبل اسکے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ مقدس متبرک اور صحبت یافتہ رفیق زخم کی شدت سے نڈھال ہو کر گھوڑے سے نیچے اوترے اس باوفا خادم نے یہ جام آخر اپنے آقا کی خدمت میں پیش کیا حضرت عمار یاسرؓ نے اپنے جان نثار خادم کیطرف نہایت حسرت سے دیکھا اور تھوڑی دیر تک سوچ کر کہا

صدقت یا رسول اللہ صلعم اذا قیل علیہ السلام یا عمار تقتلک الفئۃ الباغیہ یدعوھم الی الجنۃ ویدعونک الی النار و اخر زادک اللبن۔

آپ نے سچ فرمایا تھا یا رسول اللہ صلعم کہ اے عمار تمکو ایک فرقہ باغی قتل کریگا۔ تم اونھیں جنت کیطرف بلاتے ہو گے اور وہ تمہیں دوزخ کیطرف اور تمہاری آخر غذا دودھ ہوگی

رشید۔ اب میری موت مجھے متیقن ہو چکی ہے اور اب اسکی نسبت مجھے کچھ شبہ نہیں ہے۔ یہ کہکر وہ جام شیر خادم سے لیکر پی لیا مگر وہ تمام شربت زخم کی راہ سے نکل پڑا۔ رشید نے یہ کیفیت دیکھکر گھوڑے کی باگ تھام لی اور اپنے آقا کو میدان جنگ سے اوٹھا لایا۔ اب حضرت عمار یاسرؓ گھوڑے پر زرا سنبھل نہ سکے۔ رشید نے ہاتھوں کا سہارا دیکر گھوڑے سے زمین پر اوتارا۔ زمین پر نا تھا کہ عنقائے روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون طبری جلد چہارم ص ۵۰۰ ابوالفدا (اردو) ص ۴۲۵ ترجمہ تاریخ ذہبی باب الصفین ص ۵۰ المرتضیٰ باسناد صحیحین

**امیر المومنینؑ عمار کی لاش پر**

امیر المومنین علیہ السلام کو اونکی شہادت کی خبر ہوئی۔ اصحاب و انصار کے ساتھ فوراً لاش عمار پر تشریف لائے اور نہایت حسرت سے اپنے قدیم رفیق کے مردے کو دیکھکر اور اوسکی افراط محبت اور محاسن حد

کا خیال کرکے تحمل نفرما سکے۔ بیساختہ آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ لاش کے قریب بیٹھ گئے اور ذیل کے اشعار ارشاد فرمائے۔

| | |
|---|---|
| الا ایھا الموت لیس تارکی | اے موت تو مجھکو چھوڑنے والی نہیں ہے۔ مجھکو بھی جلد آجا |
| ارحنی فقد افنیت کل خلیلی | اور مجھکو بھی راحت دیدے جب تو میرے تمام دوستوں کو فنا کر چکی |
| اراک بصیرا بالذین احبہم | میں دیکھتا ہوں تو میرے دوستوں کو اسطرح دیکھ لیتی ہے کہ گویا |
| کانک تنحو نحوھم بدلیل | کوئی رہنما ہے جو تجھکو انکی جانب راہ دکھلاتا ہے۔ روضۃ الصفا ج ۲ ص ۳۰۹ |

یہ فرماکر حضرت امیر المومنین علیہ السلام عمار یاسرؓ کی لاش پر افسوس فرماتے تھے امیر المومنینؑ کے تمام اصحاب و انصار کا اوسوقت لاش عمار پر ہجوم تھا امیر المومنینؑ کے علاوہ ہر شخص اس جلیل القدر صحابی رسولؐ کے دیدار آخری کے لئے بیتاب و بیقرار تھا امیر المومنین علیہ السلام نے بکمال حزن وملال ارشاد فرمایا۔ ایھا المومنین۔ یہ وہ بزرگ و مقدس ہستی تھی جسکی موجودگی اور حاضری سے میں نے صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خالی نہیں پایا جب کبھی آپ کی صحبت میں تین آدمی ہوئے تو چوتھے عمار یاسر تھے۔ اسیطرح جب چار آدمیوں کا مجمع آنحضرت صلعم کی خدمت میں موجود ہوتا تو پانچویں یہی بزرگ ہوتے تھے تہذیب المتین

حضرت عمار یاسرؓ کی قدر و منزلت اس حدیث سے ظاہر ہے۔

ان الجنۃ تشتاق الی ثلثہ علی وعمار وسلمان — بہشت تین شخصوں کی مشتاق ہے۔ علی۔ عمار اور سلمان کی بخاری ترمذی

بہرحال جناب امیر المومنین علیہ السلام نے حضرت عمارؓ کی نعش کو فرات کے کنارے غسل دیکر وہیں بیس ہزار مومنین کی جماعت کثیر کے ساتھ نماز پڑھکر مدفون فرمادیا۔ روضۃ الصفا جلد دوم ص ۲۴۰ تہذیب المتین ص ۱۰۰

شہادت عمارؓ سے لشکر شام میں اضطراب — حضرت عمارؓ کے واقعہ شہادت نے اہل عراق کو محزون و مضطر تو بنایا ہی تھا ان سے زیادہ اہل شام کو بیتاب و بیقرار کردیا۔ ابن جویر سکسکی اور ابو الغادیہ الفزاری دو تو قتل عمارؓ میں شریک تھے۔ ایسے عمار اور ذی اثر مخالف مقابل کو مارکر دونوں انعام و اکرام کی امید میں خوش خوش عمر عاص کے پاس آئے۔ انمیں ہر ایک کا دعوےٰ تھا کہ عمار کو ہم نے مارا ہے۔ عمر عاص انکی بحث کو غور سے سنتا رہا۔ انکی آنکھوں میں واقعہ عمار کے سبب اک اثر نے کچھ ولادت سے ہی نہیں بلکہ تمام دنیا کی دنیا تاریک کردی تھی اور یا عمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ کی حدیث صحیح نے انکو سراپا انتشار و اضطراب بنا رکھا تھا۔ آخرکار وہ دیر کے سکوت کے بعد اون دونوں کو مخاطب کرکے کہا کہ تم دونو جہنمی ہو۔ خدا کی قسم۔ میں نے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے اپنے کانوں سے سنا ہے کہ عمارؓ کو فرقہ باغی قتل کریگا سوانح عمری ص ۷۷۵ بانسا خصائص نسائی و روضۃ الصفا

ان دونوں نے اپنے دعوے کی اپیل معاویہ کے پاس پیش کی اور سارا ماجرا کہہ سنایا معاویہ ایسے کیا بچے تھے جو اپنے دعوے کو بے دلیل کہتے اور قتل عمارؓ کا الزام اپنے سر لیتے۔ مگر دل ہی دل میں جو انکی حالت تھی وہ عنقریب معلوم ہوجائے گی

اوسوقت تو انھون نے ان جاہلون کو اپنے طور پر سمجھا لیا مگر پھر عمر عاص کو اپنے پاس بلاکر کہا کہ اگر تم ہر شخص کے سامنے اسی طرح اظہار حق سے کام لیا کروگے تو ہمارا کام نکل چکا۔ ولایت شام ہی کی جب امیدین منقطع ہوگئین تو امارت مصر کے موہوم خیال کب قائم رہسکتے ہین۔

ایک ایسے جلیل القدر اور عظیم الشان صحابی کا مارا جانا کوئی معمولی بات تو تھی نہین کہ کوئی اسپر تھوڑا بہت غور نکرتا۔ عمر عاص نے روکھا جواب سنکر کہا کہ یہ قاتل معاویہ کے پاس آیے معاویہ نے اونھین سمجھا دیا کہ فرض کرو یہ حدیث صحیح بھی ہو تو کچھ ہمارے سر پر اسکا الزام نہین ہے اسلئے کہ قتل عمار کا باعث وہی ہوگا جو عمار کو اپنے ساتھ لایا ہوگا اور گروہ باغیہ کا خطاب اوسیکو دیا جانا چاہیے کہ جس گروہ مین وہ شریک تھے۔ سوانح عمری ص ۲۸۳

اس حدیث کا ذکر معویہ کی صحبت مین بھی ہوا اوسوقت عمر عاص۔ ولید ابن عقبہ۔ عبداللہ ابن عمر عاص اور محمد بن عمر عاص وغیرہم موجود تھے۔ سب کے سب اس حدیث کی تطبیق اور اوسکی معنی مین متفکر اور متردد تھا معویہ نے اس مجمع کے سامنے بھی قتل عمار کی نسبت وہی تاویل پیش کی جو معنویانہ طور پر قاتلان عمار کے سامنے پیش کرچکے تھے عبداللہ ابن عمر عاص سے نرہا گیا بول اوٹھا کہ اے امیر یہ تیری دلیل کیسی فضول اور بیہودہ ہے کیسا ضعیف ہے۔ اگر اپنے رفع الزام کے لئے اسوقت تم نے یہ اصول قائم کرلیے تو غزوات رسول مین اون اہل اسلام کا خون کس کے سر جاےگا جو انحضرت صلعم کی رفاقت مین درجہ شہادت پر فائز ہوے یہ آخر وہ شرکاء اسلام مین انحضرت صلعم کے ساتھ آے تھے۔ پھر اونکے قتل کا باعث کسے ٹھہراؤگے؟ اور یہ خطاب کس کے سر جاےگا؟ اگر میرے باپ کی شرکت اس جنگ مین ہوتی اور باپ کی اطاعت منجانب اللہ مجھپر فرض ہوتی تو مین اسیوقت تیری متابعت چھوڑ دیتا اور آزاد ہوکر الگ راہ لیتا۔ معویہ کو انکی تقریر نے مضطرب الحال بنادیا اور یہ اوس مجمع کے پاس سے اوٹھکر چلے آے

خلاصۃ الوفاء اور تاریخ خمیس مین ہے۔

المّا قتل عمّار بن یاسر امسک عمر عاص عن القتال وتابعہ علے ذلک خلق کثیر فقال معویّۃ لم لا تقاتل قال قتلنا ھذ الرّجل وقد سمعت رسول اللہ صلعم یقول تقتلہ الفئۃ الباغیّۃ فدلّ علے انا نحن بغاۃ فقال معویّہ اسکت انحن قتلناہ۔ انما قتلہ علی واصحابہ جاؤبہ حتّے القوہ بیننا فبلغ ذالک علیا فقال ان کنت لنا قتلناہ فالنبی صلعم قتل حمزہ حین ارسلہ الی قتال الکفار

جب عمار یاسر قتل ہوگیے۔ تو عمر عاص نے لڑائی سے ہاتھ روک لیا اور اس بات مین جماعت کثیر نے عمر عاص کی تقلید کی معویہ نے عمر عاص سے اسکا سبب پوچھا تو اونھون نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلعم کو کہتے ہوے سنا ہے کہ عمار کو گروہ باغی قتل کریگا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم لوگ باغی ہین معویہ بولے چپ رہو۔ عمار کے قاتل ہم نہین ہین بلکہ علی اور اونکے اصحاب ہین جنھون نے عمار کو لاکر ہم مین ڈالدیا۔ حضرت علی کو اسکی اطلاع ہوئی تو فرمایا کہ جو شخص مجھکو عمار کا قاتل کہے گویا وہ یہ کہتا ہے کہ حضرت حمزہ کے قاتل رسول مقبول ہین کیونکہ انحضرت ہی نے تو اونکو (ہمراہ لاکر) کفار سے لڑنیکو بھیجا تھا۔

اسد الغابہ مین ہے

عن مخنف بن سليم قال اتينا ابا ايوب الانصاري فقلنا
قاتلت بسيفك المشركين مع رسول الله صلعم ثم جئت
تقاتل المسلمين قال امرني رسول الله صلعم بقتل الناكثين
والقاسطين والمارقين وعن ابو سعيد الخدري قال
رسول الله صلعم بقتال الناكثين والقاسطين والمارقين
فقلنا يا رسول الله امرتنا بقتال هولاء فمع من فقال
مع علي ومعه يقتل عمار بن ياسر رض

مخنف بن سلیم نے ابوایوب انصاری سے جو حضرت علی کے لشکر میں تھے کہا کہ
تم نے رسول اللہ کی ہمراہی میں مشرکین سے قتال کی تھی اور اب مسلمانوں کو
قتل کرنے آئے ہو - ابوایوب نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلعم نے ہمیں ناکثین
قاسطین اور مارقین کے ساتھ لڑنے کا حکم دیا ہے - ہم نے آپ سے پوچھا تھا کہ
یا رسول اللہ ہم کس کے ساتھ ہو کر ناکثین قاسطین اور مارقین سے لڑیں گے
آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ علی ابن ابی طالب کے ساتھ جنگی رفاقت میں عمار
بن یاسر بھی شہید ہوں گے

ابن اثیر نہایہ میں لکھتے ہیں -

الناكثين اهل الجمل والقاسطين اهل الصفين
والمارقين الخوارج

ناکثین سے اہل جمل - قاسطین سے اہل صفین اور مارقین سے
خوارج مراد ہیں -

عمر عاص کی قرآن فروشی

مورخ مسعودی مروج الذہب میں لکھتے ہیں

فكانت ليلة الجمعة وهي ليلة الهرير
فكان جملة من قتل علي بكفه في يومه وليلته خمس ماية وثلاثة
عشر رجلا وكان الاشتر في هذا اليوم على ميمنة علي و
قد اشرف على الفتح ونادت مشيخة اهل الشام الله الله
في الحرمات والنساء والبنات فقال معوية هلم مخبآتك
يا ابن العاص فقد هلكنا وتذكر ولاية مصر فقال عمرو
ايها الناس من كان معه مصحف فليرفعه على رمحه فكثر
في الجيش رفع المصاحف ونادوا كتاب الله بيننا وبينكم

جب وہ شب جمعہ ہوئی جسے لیلۃ الہریر کہتے ہیں تو اوس رات کو اور اوسکی صبح کو
حضرت علی نے بنفس نفیس پانچسو تیرہ ۵۱۳ آدمی قتل کیے حضرت علی کے میمنۂ لشکر پر
مالک اشتر تھے اونہوں نے جنگ میں اتنی کوشش کی اور دلاوری دکھلائی
کہ قریب تھا کہ حضرت علی کا لشکر مظفر و منصور ہو - یہ حالت دیکھکر بزرگان شام
چلّا اوٹھے کہ خدا ہی ہماری عورتوں اور بچوں پر رحم کیجیے - پس معویہ نے
مضطرب ہو کر عمر عاص سے کہا کہ اگر مصر کی حکومت مطلوب ہے تو جلد کوئی حیلہ
مفر سوچو ورنہ ہم سب ہلاک ہوا چاہتے ہیں - عمر عاص نے اپنے لشکر والوں
سے کہا کہ جسکے پاس قرآن ہو وہ اوسے نیزے پر بلند کرے - پس تمام اہل لشکر
نے کثرت سے قرآن مجید نیزوں پر بلند کیے اور ندا کی ہمارے تمہارے درمیان کتاب اللہ ہے

مورخ ابو الفدا اسکے آگے لکھتے ہیں -

ففعلوا ذلك فلما راى اهل العراق ذلك قالوا العلي لا تجيب
الا كتاب الله فقال علي امضوا على حقكم وصدقكم في قتال
عدوكم فان عمرو وابن ابي معيط ومعاويه وابن ابي

جب اہل شام نے قرآن بلند کیے تو اہل عراق نے (جو حضرت علی کے لشکر
میں تھے) کہا کہ اے علی تم کتاب اللہ کیوں قبول نہیں کرتے - حضرت علی
نے جواب دیا کہ تم لوگ دشمن سے مقابلہ کرنے میں اپنے حق پر اور اپنی صدق

سراح والضحاك ابن قيس ليسوا باصحاب دين ولا قرآن وانا
اعرف بهم منكم وبحكم والله ما رفعوها الا خديعة و
مكيدة فقالوا تمنعنا ان ندعى الى كتاب الله فتابى
فقال على انما قاتلتهم ليدينوا بحكم كتاب الله فانهم
قد عصوا الله فيما امرهم -

پر ثابت قدم ہو۔ عمرعاص۔ ابن معیط معویہ۔ ابن ابی سرح۔ ضحاک ابن قیس
نہ اہل دین ہین نہ اہل قرآن۔ مین اونھین خوب جانتا ہون بخدا اونھون نے
قرآن کو محض مکاری سے بلند کیا ہے۔ اہل عراق بولے کہ تم ہمکو کتاب اللہ کی طرف
انے سے کیون روکتے ہو جبکہ ہم اوسکی طرف بلائے جاتے ہین۔ حضرت علی نے کہا کہ مخالفین
کے مقابلہ مین میرا یہہ قتال محض اسلیئے ہے کہ وہ حکم خدا اور کتاب خدا کے مطابق عمل کرین
لیکن اوھون نے تو حکم خدا کی صریح نافرمانی کی

### تاریخ ابن واضح مین ہے -

فقال على انها مكيدة وليسوا باصحاب القرآن فاعترض
الاشعث بن قيس الكندى وقد كان معويه استماله
فقال والله لئن لم تجبهم انصرفت عليك

حضرت علی نے فرمایا یہہ معویہ والون کا فریب ہے جو اونھون نے قرآن بلند
کیئے ہین حالانکہ وہ قرآن سے کوئی تعلق نہین رکھتے۔ یہہ سنکر اشعث بن قیس
کندی جو در پردہ معویہ سے ملا ہوا تھا کہنے لگا کہ اگر تم معاویہ والون کی درخواست
منظور نکرو گے تو مین ابھی تمہارے پاس سے چلا جاؤن گا -

### روضۃ الاحباب اور حبیب السیر مین یہہ عبارت تحریر ہے

حضرت علی فرمود کہ من سزاوارترم از ہمہ کس باجابت کتاب خدای
تعالی اما این حیلہ ایست کہ اندیشیدہ اند و مکریست کہ پیش آوردہ
اند و مقصود مخالف از رفع مصاحف عمل بکتاب خدا نیست
بلکہ چون از حرب دلتنگ شدہ اند و از نصرت مایوس شدہ اند
و فتح و ظفر ما بعین الیقین دیدہ اند می خواہند کہ باین کید
ازین مہلکہ جان بیرون برند من بالیشان مقاتلہ خواہیم
کرد تا بحکم باری تعالی سبحانہ راضی بگروند و چون اکثر امرا و اعیان
سپاہ امیر المومنین علی رشوتہا از معاویہ گرفتہ بودند گفتند اے
امیر المومنین دعوت معاویہ را اجابت کن کہ ترا بکتاب الہی
می خواند ورنہ ترا گرفتہ بخصم سپاریم علی فرمود انا للہ و انا
الیہ راجعون

حضرت علی نے کہا مین تم سے زیادہ کتاب اللہ کے قبول کرنیکا سزاوار
ہون مگر جانتا ہون کہ رفع مصحف سے مخالفین کا مقصود عمل
کتاب اللہ نہین ہے بلکہ وہ لڑائی سے عاجز آگئے ہین۔ اپنی کامیابی
سے مایوس ہو چکے ہین اور ہماری فتح کا اونہین یقین کامل ہو چکا ہے
لہذا اس حیلہ سے اپنی جان بچانا چاہتے ہین مین اون سے قتال کرونگا
تا اینکہ وہ حکم خدا پر راضی ہون حضرت علی کی سپاہ والے
بہت سے امرا اور اعیان جو معویہ سے رشوتین لے چکے تھے کہنے
لگے اے امیر المومنین تم معویہ کی درخواست قبول کرلو کیونکہ
وہ کتاب خدا کی طرف ہمین بلاتا ہے ورنہ ہم تمکو دشمن
کے حوالہ کردین گے۔ حضرت علی نے فرمایا انا للہ و انا
الیہ راجعون

مورخ ابو الفدا اسکے آگے یون لکھتے ہین -

فقال له مسعود التميمي وزيد ابن حصين الطائي
في عصابة من الذين صاروا خوارج يا علي اجب الى
كتاب الله اذا دعيت اليه والا دفعناك برمتك الى القوم
ونفعل بك ما فعلنا بابن عفان فقال علیؑ ان تطيعوني
فقاتلوا وان تعصوني فافعلوا ما بدا لكم قالوا فابعث
الى الاشتر فلياتك فبعث اليه يدعوه فقال الاشتر
ليس هذه الساعة التي ينبغي لك ان تزيلني عن
موقفي فرجع الرسول واخبره بالخبر فارتفعت الاصوات
وكثر الرهج من جهة الاشتر فقالوا والله ما نراك امرته
بالقتال فقال هل رأيتموني ساررت رسولي اليه
لياتك والا اعتزلناك فرجع الرسول الى الاشتر فاعلمه
فقال قد علمت والله ان رفع المصاحف يوقع اختلافا
وانها مشورة ابن العاهرة فرجع الاشتر الى علی
فقال خدعتم فانخدعتم وكان غالب تلك العصابة
الذين نهوا عن القتال سألوا معاوية باي شيء رفعت
المصاحف فقال تنصبوا حكما منكم وحكما منا و
ناخذ عليهما ان يعملا بما في كتاب الله ثم نتبع
ما اتفقا عليه فوقعت الاجابة من الفريقين الى ذلك وقال
الاشعث بن قيس وهو اكبر الخوارج انا قد رضينا بابي
موسى الاشعري فقال علی قد عصيتموني في اول الامر
فلا تعصوني الآن لا ارى ان اولي ابا موسى فقالوا لا
نرضى الا به فقال علی انه ليس بثقة (الى ان قال)

مسعود تمیمی اور زید بن حصین الطائی جو بالآخر خارجی ہو گئے کہنے لگے اے علیؑ
جب تم کتاب خدا کی طرف بلائے جاتے ہو تو قبول کر لو ورنہ ہم تمکو قوم کے حوالہ
کر دینگے اور تمہارے ساتھ بھی وہی کرینگے جو عثمان کے ساتھ کر چکے ہین -
حضرت علیؑ نے کہا کہ اگر تم میرے مطیع ہو تو جنگ یا لڑائی رکھو اور اگر نافرمان ہو تو
پھر جو مناسب سمجھو وہ کرو - انھون نے کہا کسی کو بھیجکر اشتر کو بلا بھیجو حضرت
علیؑ نے انکے کہنے کے مطابق اشتر کو بلایا تو انھون نے کہلا بھیجا کہ یہ وقت ایسا
نہین ہے کہ مین اپنی جگہ سے ہٹ آجاؤن اس اثنا مین جہان اشتر لڑ رہے تھے
شور و غل بڑھ گیا تو لوگون نے حضرت علیؑ سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم نے انکو
جنگ ہی کا حکم دیا ہے - روکا نہین ہے - حضرت علیؑ نے کہا کیا تمنے مجھکو چپکے چپکے
سرگوشی کرتے دیکھا ہے ؟ اور کیا تم نے پیامبر سے جو بات ہم نے کہی تھی وہ
نہین سنی تھی ؟ انھون نے کہا اچھا - پھر اشتر کو بلوا بھیجو ورنہ ہم تم
سے منحرف ہو جاینگے - حضرت علیؑ نے اشتر سے دوبارہ کہلا بھیجا کہ چلے آؤ -
یہ حکم سنکر اشتر کہنے لگے کہ مین سمجھ گیا کہ لیسر نابغہ (عمرو عاص) نے قرآن بلند
کرا کے اختلاف ڈالدیا - پس اشتر نے میدان جنگ سے واپس آکر اپنے لشکر والون
سے کہا کہ افسوس تم دشمنون کے فریب مین آگئے ورنہ ہماری فوج جو اسوقت قتال
سے روکدی گئی ہے وہ ہر طرح غالب آگئی تھی اور جب ان ہی کے لشکر والون نے
قتال سے ہاتھ روک دیا تو معاویہ سے رفع مصاحف کا سبب پوچھا گیا
معاویہ نے جواب مین کہا مین چاہتا ہون کہ فریقین کی طرف سے حکم مقرر ہون اور ان سے
عہد کرا لیا جاے کہ موافق حکم کتاب خدا عمل کرینگے پھر جس امر پر وہ اتفاق
کرینگے ہم اور تم اوسی کے پابند رہینگے اہل عراق اور اہل شام نے اسے قبول کر لیا
اہل عراق مین سے اشعث ابن قیس نے جو اکابر خوارج سے تھا کہا کہ ہم ابو
موسی الاشعری کو حکم مقرر کرتے ہین حضرت علیؑ نے کہا دیکھو امر اول مین تم

ولکن ابن عباس اولی منه فقالوا ابن عباس ابن عمک ولا
نرید الا رجلا منک ومن معویه سواء فقال علی فالاشتر
فابوا وقالوا وهل اسعرها الا الاشتر فاضطر علی اجابتهم
واخرج ابوموسی واخرج معویه وعمرابن عاص ابن وائل
واجتمع الحکمان عند علی وکتب بحضرته کتاب القضیة
وهو بسم الله الرحمن الرحیم هذا ما تقاضی امیرالمومنین
ص فقال عمرعاص هو امیرکم واما امیرنا فلا فقال الاحنف
لا تمح اسم امیرالمومنین فقال الاشعث بن قیس امح
هذا الاسم فاجاب علیّ ومحاه وقال علی والله اکبر
سنة فی السنة والله انی لکاتب رسول الله یوم الحدیبیة
فکتب محمد رسول الله فقالوا لست برسول الله ولکن اکتب
اسمه واسم ابیه فامرنی رسول الله صلعم بمحوه فقلت لا
استطیع فقال فارینیه فاریته فمحاه بیده وقال لی انک
ستاتی الی مثلها فتجیب فقال عمرعاص سبحان الله اتشبهنا
بالکفار فقال علی یا ابن النابغة ومتی لم تکن للفاسقین
ولیا وللمومنین عدوا فقال عمر والله لا یجمع بینی وبینک
مجلس بعد الیوم فقال علیؑ انی لارجو ان یطهر الله مجلسی
منک ومن اشباهک وکتب الکتاب

میں تم نے میری بات نہیں مانی اور میری نافرمانی کرچکے ہو۔ اب تو بحر و مین ابوموسی کو بہتر نہیں جانتا اونہوں نے کہا ہم سوئے ابوموسی اشعری کے اور کسی دوسرے کو حکم ہونے پر راضی نہیں ہیں حضرت علیؑ نے کہا میں ابوموسی کو ثقہ نہیں جانتا ابن عباس اون سے بہتر ہیں اصحاب معاویہ نے اس تجویز کو تسلیم نہیں کیا اور کہا کہ ابن عباس تمہارے چچیرے بھائی ہیں حکم ایسا ہونا چاہیئے جس کا تعلق تمہارے اور معویہ کے ساتھ برابر ہو۔ حضرت علی نے کہا اچھا مالک ابن اشتر کو حکم مقرر کرو مخالفین نے اس تجویز کو بھی نامنظور کیا۔ اور حضرت علی کو مجبور ہونا پڑا چنانچہ حضرت علی کی طرف سے ابوموسی اور معویہ کی طرف سے عمرعاص حکم قرار پائے اور اونہوں نے حضرت علی کے پاس جمع ہو کر کتبہ لکھنا شروع کر دیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ اقرار نامہ ہے جسکو امیرالمومنین علیؑ ۔ ہنوز اتنا ہی لکھا گیا تہا کہ عمرعاص بولا علی تمہارے امیر ہیں ہمارے امیر نہیں۔ اس لفظ کو مٹادو۔ احنف کاتب عہدنامہ نے کہا میں امیرالمومنین کا لفظ نہیں مٹا سکتا۔ اشعث بن قیس نے کہا ضرور مٹانا چاہیئے۔ حضرت علیؑ نے وہ کاغذ لیکر اپنے ہاتھ سے لفظ امیرالمومنین مٹا ڈالا۔ اور فرمایا کہ اللہ اکبر۔ یہ معاملہ بھی مطابق سنت نبوی ہے جسکی خبر مخبر صادقؐ نے مجھے دی تہی قسم خدا کی جب روز حدیبیہ میں نے صلحنامہ میں لفظ محمد رسول اللہ لکہا تھا تو کفار قریش نے لفظ رسول اللہ کے متعلق ایسے ہی قیل و قال کیا تھا جیسا تم کرتے ہو اور رسول اللہ نے خود کاغذ اپنے ہاتھ میں لیکر لفظ رسول اللہ کو محو کر دیا تہا اور مجھسے فرمایا تہا کہ اے علی تمکو بھی ایسا ہی معاملہ پیش آئے گا اور تمکو قبول کرنا ہو گا۔ یہ سنکر عمرعاص کہنے لگا۔

سبحان اللہ تم ہمکو کفار سے تشبیہ دیتے ہو۔ حضرت علی نے جواب دیا کہ اے ابن باغیہ تو فاسقین کا دوست اور مومنین کا دشمن کب نہ تھا۔ عمرعاص نے کہا کہ اب آیندہ میں تمہارے ساتھ کبھی یکجا نہوں گا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا میں خدا سے امید کرتا ہوں کہ وہ میری مجلس کو تجھسے اور تیرے ایسے لوگوں سے پاک رکھیگا۔

اسکے بعد اقرارنامہ تحریر ہوا۔ جسکا خلاصہ مضمون بقول صاحب حبیب السیر یہ تہا۔

علیؑ واتباع او ومعویہ واشیاع او قبول نمودند کہ بحکم کتاب الہی
قیام نمایند و آیات بینات باو شاہی نگذرند و علیؑ و شیعہ

علیؑ اور اوسکے متبعین معویہ اور اوسکے موافقین نے قبول کیا کہ حکم خدا و کتاب اللہ کے موافق عمل کرینگے اور احکام خداوندی سے

وعلی وشیعه او راضی شدند که عبد الله ابن قیس یعنی ابوموسی اشعری ذر این باب حکم باشد و معویه و معاونان او رضا دادند که از قبل الشان عمرو عاص حکم کند

متجاوز نہوں گیے۔ او حضرت علی اور اونکے شیعہ بھی اس بات پر راضی ہوئے کہ اونکی جانب سے ابوموسیٰ اشعری حکم ہوں اور معویہ اور اونکے گروہ کیطرف سے عمرو عاص حکم مقرر ہوئے

**اس کے آگے کے حالات تاریخ ابن الوردی مین یون لکھے ہوئے مین۔**

واجلا القضاء الی رمضان من هذه السنة وان احبا ان یوخرا ذلک اخرا (الی ان قال) ثم سار علی الی العراق وقدم الی الکوفه ولم تدخل الخوارج معه الی الکوفه واعتزلوا عنه

ابوموسیٰ اور عمرو عاص نے فیصلہ کا زمانہ ماہ رمضان سنہ رواں مقرر کیا نیز اسکے ساتھ یہہ بھی لگا دی کہ اگر دونو حکم چاہین تو میعاد مقررہ مین تاخیر کر سکتے ہین اور جب یہ معاملہ طے ہوگیا تو حضرت علی مع ہمراہیون کے کوفہ چلے گئے البتہ اونمین سے ایک گروہ (جو خارجی ہوگیا) وہ حضرت علی کی رفاقت ترک کر کے اونکے ساتھ واپس نہ گیا۔

**عمرو عاص کی ایمان فروشی اور ابوموسیٰ کی بے وقوفی**

**اجماع حکمین کا جب زمانہ قریب ہوا تو جانبین کے حکم (مقام دومۃ الجندل مین) جمع ہوئے۔ تاریخ ابن خلدون مین ہے۔**

فلما انقضی الاجل وحان وقت الحکمین بعث علی اباموسی الاشعری فی اربعة مائة رجلا (الی ان قال) و بعث معویه عمرا ابن العاصی فی اربعمایة من اهل الشام والتقوا باذرح من دومة الجندل

جب میعاد منقضی ہوئی اور حکمین کا وقت آگیا تو حضرت علی کیطرف سے ابوموسیٰ اشعری مع چار سو ہمراہیون کے اور معویہ کی جانب سے عمرو عاص مع چار سو شامیون کے مقام اذرح واقعہ دومۃ الجندل مین وارد ہوئے

**اس بے ایمان فیصلے اور ایمان فروش حکمین کی بے ایمانیون کی کیفیت تفصیل سے تاریخ ابوالفدا مین یون مرقوم ہے**

والتقی الحکمان فدعی عمر اباموسی ان یجعل الامر الی معویة فابی ودعی اباموسی عمروا ان یجعل الامر الی عبد الله بن عمر بن الخطاب فابی ثم قال وما رای انت فقال اری ان نخلع علیا ومعاویه ونجعل الامر شوری بین المسلمین فاظهر له عمرو ان هذا هو الرای ووافقه علیه ثم اقبلا الی الناس فقد اجتمعوا فقال ابوموسی ان رأینا قد اتفق علی امر نرجو به صلاح هذه الامة فقال عمرو

جب میعاد منقضی ہوئی اور دونو حکم جمع ہوئے تو عمرو عاص نے ابوموسیٰ اشعری کو بلا کر کہا کہ وہ معویہ کو خلیفہ قبول کر لے مگر ابوموسیٰ نے انکار کیا اسی طرح ابوموسیٰ نے عمرو عاص سے مستدعا کی کہ وہ عبد اللہ ابن عمر ابن خطاب کو خلیفہ تجویز کرے لیکن عمرو عاص نے اسکو نہ مانا۔ [illegible] ابوموسیٰ سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے ابوموسیٰ نے کہا ہماری تو یہہ رائے ہے کہ علی اور معویہ دونون معزول کر دیے جائین اور خلافت کا معاملہ مسلمانون کے شورے پر چھوڑ دیا جائے۔ عمرو عاص نے اس رائے کی تحسین کی

وصدق نقلته فتکلم یا اباموسیٰ فلما تقدم محققه عبد
الله ابن عباس فقال له ویحك والله لقد اظن انه
خدعك ان کنتما فقد اتفقتما علی امر فقدمه قبلك
فانی لا امن ان یخالفك فقال اباموسیٰ انا قد اتفقنا
فحمد الله واثنی علیه وقال یا ایها الناس انا لم نر
اصلح لامر هذه الامة قد اجتمع علیه رأیی ورأی
عمرو هو ان نخلع علیا ومعویه وتستقبل هذه الامة
هذا الامر فیولوا منهم من احبوا وانی قد خلعت علیا
ومعویه واستقبلوا امرکم وولوا علیکم من رأیتموه
هذا الامر اهلا ثم تنحی واقبل عمرو فقام مقامه
وحمد الله واثنی علیه ثم قال ان هذا قد قال
ما سمعتم وخلع صاحبه وانا اخلع صاحبه کما
خلعه واثبت صاحبی فانه ولی عثمان والطالب
بدمه واحق الناس بمقامه فقال له ابو موسیٰ
مالك لا وفقك الله غدرت وفجرت فرکب ابوموسیٰ
ولحق بمکة حیاء من الناس

اور کہا کہ مجھکو تمہاری آپسے سی اتفاق ہے یہہ گفتگو کرکے دونون شخص فریقین کے مجمع مین آیے ابوموسیٰ نے لوگون کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ ہم دونو ادمیون کی رائین آکے ایسے امر پر متفق ہوئی ہین جو صلاحیت امت پر مبنی ہین عمرو عاص نے اسکی تصدیق کرکے ابوموسیٰ سے کہا کہ جو رائے تم نے قائم کی ہے بیان کرو۔ ابوموسیٰ آگے بڑھے تو عبداللہ ابن عباس نے ان سے کہا کہ اگر عمرو عاص نے تم پر یہہ ظاہر کیا ہے کہ اوسکو تمہاری رایہ سے اتفاق ہے تو واللہ مین خیال کرتا ہون اونے تمکو دہوکا دیا ہے اس لیئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے عمرو عاص کو تقریر کرلینے دو ورنہ پچھتاؤگے ابوموسیٰ نے اس بات پر اعتنا نہین کی اور کھڑے ہوکر بعد حمد و ثنا ے الہی کہا کہ ایہا الناس مین مسلمانون کے لیواس سے بہتر مین صلح کی کوئی بات نہین سمجھتا ہون جسپر میری اور عمرو عاص کی رائے متفق ہوچکی ہے وہ یہہ ہے کہ علی اور معاویہ دونو علحدہ کردیے جائین اور مسلمانون کا گروہ غور کرنیکے بعد جسکو چاہے خلیفہ مقرر کرے لہذا مین نے علی اور معویہ دونون کو علحدہ کیا اب تم لوگ غور کرکے جسکو امر خلافت کے لیے موزون سمجھو خلیفہ مقرر کرو یہہ کہکر ابوموسیٰ پیچھے ہٹے اور عمرو عاص منبر پر کھڑے ہوے اور بعد حمد و ثناے ایزدی کہا کہ جو کچھ ابوموسیٰ نے کہا تم لوگون نے سن لیا پس جو کچھ ابوموسیٰ نے علی کو خلافت سے معزول کیا جس سے مجکو بھی اتفاق ہے لہذا مین بھی علی کو علحدہ کرتا ہون اور معاویہ کو خلیفہ قرار دیتا ہون کیونکہ وہ عثمان کے ولی اور اونکے خون کے طالب اور اونکا قائممقامی کے مستحق ہین۔ یہہ سنکر ابوموسیٰ نے عمرو عاص سے کہا کہ خدا تجھے توفیق نہ دے تو نے سخت غداری اور برائی کی۔ یہہ کہکر اوسیوقت ابوموسیٰ سوار ہوے اور شرم کے مارے مکہ چلے گئے۔

ابوموسیٰ اور عمرو عاص مین۔ تو تو۔ مین مینا ابوموسیٰ کو صحابہ کی ایسے

خواجہ سید احمد صاحب دہلوی تاریخ المطالب (سوانح عمری علی علیہ السلام) مین لکھتے ہین عمرو عاص بانیب اسکے یہہ ابوموسیٰ نے کہا اے عمرو عاص یہہ تجہ کیا ہو گیا ہے۔ خدا تجھکو ماریکی تو نے بری بیوفائی کی ہے۔ اور بد انجور کیا ہے۔ تیری مثال ایسی کی ہے جسکا ذکر خدا پاک نے اپنے کلام پاک مین کیا ہے کہ جو سا بھی تو دم ہلاتا ہے اور بانہ تو بھی دم ہلاتا ہے۔ اور عمرو عاص نے کہا تیری تمثیل ہے اور گدہے کی ایسی ہے جسپر بہت سی کتابین لدی ہون۔ جیسا قران مجید مین مرقوم ہے۔

بکہ مین سعد ابن ابیوقاص نے ابوموسے سے کہا کہ عمرو عاص نے تجہ پر مکر سے کسقدر ضعیف کردیا ہے۔ ابوموسیٰ نے کہا۔

مین کیا اکرون اس نے اوّل ایک بات پر مجھسی اتفاق کیا پھر مجھسی بدعہدی کی۔ ابن عباس کہنے لگے یہہ تیرا قصور نہین ہے بلکہ اوسکا قصور ہے جس نے تجھو اس مقام پر پیش کیا۔ عبدالرحمن ابن ابی بکر کہنے لگے۔ اگر اشعری اج کے دن سے پہلے دنیا سے نابید ہوجاتا تو بہتر تہا۔ شریح ابن ہانی نے ابن عاص پر کوڑے لگایے۔ عمرعاص نے شریح پر عصا اوٹھایا۔ لوگون نے بیچ بچاؤ کر دیا۔ اکثر شریح کہا کرتے تہے مین کسی بات پر اسقدر نہین پچھتاتا ہون اور افسوس کرتا ہون جیسا اس امر پر کہ مین نے اوسدن عمرعاص پر کوڑے کے عوض تلوار کیون نہ چلائی کہ اوسکا خاتمہ ہی ہوجاتا۔ ارجح المطالب طبع لاہور ص ۵۲۔۵۳۔

ابوموسی کی مذمت

قصہ تحکیم کے بعد لوگون نے ابوموسی کو تلاش کیا لیکن معلوم ہوا کہ وہ سوار ہوکر مکہ چلدیے۔ ابوموسی کہا کرتے تہے کہ مجھو ابن عباس نے ابن عاص کے فریب سے پہلے ہی ڈرا دیا تہا اور آگاہ کر دیا تہا۔ لیکن مین نے ابن عاص کی باتون پر اطمینان کرلیا اور مجھو یقین ہوگیا کہ یہہ غدار مسلمانون کی مصلحت اور امت کی خیرخواہی مین کسطرح سے اپنے نفس کا اثر ظاہر نہین کریگا مگر افسوس سے خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم۔ لَا فِطْرَةَ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا

عمرعاص کی حکومت مصر اور محمد ابن ابوبکر کی شہادت

یہہ سب کچھہ ہوتا رہا۔ ذلت بھی حقارت بھی شرم بھی ندامت بھی۔ لیکن عمرعاص حکومت مصر لے ہی مرے۔ مورخ ابوالفدا لکہتے ہین

ثم دخلت سنة ثمان وثلثین فیها بعث معویه عمرعاص بعسکر الی مصر وکتب محمد بن ابی بکر یستنجد علیا فارسل الیه الاشتر فلما وصل الاشتر الی القلزم سقاه رجل عسلا مسموما فمات منه

پہر ۳۸ھ شروع ہوا معاویہ نے عمرعاص کو لشکر دیکر مصر بھیجا جہان کے عامل حضرت علیؑ کی طرف سے محمد بن ابی بکر تہے۔ جب محمد ابن ابوبکر کو عمرعاص کے آنیکی خبر معلوم ہوئی تو اونہون نے حضرت علی کو خبر دی اور مدد مانگی حضرت علی نے مالک ابن اشتر کو اونکی مدد کیلئے روانہ فرمایا۔ اشتر قلزم تک پہونچے تہے کہ اونکو ایک شخص نے شہد مین زہر دیکر مار ڈالا اور وہین اونھون نے وفات پائی۔

اسکے اگے امام المورخین طبری لکہتے ہین۔

فاقبل الذی سقاه الی معویه فاخبره بهلاك الاشتر فقام معویه فی الناس خطیبا فحمد الله واثنی علیه و قال اما بعد فانه کانت لعلی ابن ابی طالب یدان یمینان قطعت احدهما فی صفین یعنی عمار بن یاسرؓ وقطعت الاخری الیوم الاشتر

جس شخص نے اشتر کو زہر دیا تہا اوس نے معویہ کو اشتر کے انتقال کی خبر دی تو معاویہ نے کھڑے ہوکر خطبہ پڑہا خدا کی حمد وثنا کی اور کہا اما بعد علی ابن ابیطالب کے دو داہنے ہاتھ تہے اونمین سے ایک جنگ صفین مین کٹ گیا یعنی عمار ابن یاسرؓ۔ دوسرا آج قطع ہوگیا۔ یعنی مالک ابن اشترؓ

تاریخ ابن وردی مین محمد ابن ابی بکر کی تفصیلی کیفیت شہادت یون مرقوم ہے۔

ووصل عمرو ابن عاص مصر وقاتله اصحب محمد بن ابی بکر فهزمهم عمرو فتفرق عن محمد اصحابه فمشی محمد ماشیا حتی انتهی الی خرابة وقبض علیه واتوا به الی معویة بن خدیج فقتل۔

جب عمر عاص نے مصر پہنچکر محمد ابن ابوبکر سے جنگ کی تو محمد ابن ابی بکر کا لشکر شکست کھاکر منتشر ہوگیا محمد ابن ابی بکر بھاگے اور افتاں و خیزاں ایک خرابے تک پہنچے تھے کہ لوگ اونھیں پکڑکر معاویہ ابن خدیج کے پاس لے گئے اور اوس نے اونھیں قتل کر دیا۔

تاریخ ابوالفدا مین ہے۔

فلما بلغ عائشة قتل اخیها محمد جزعت علیه وقنتت دبر کل صلوة تدعوا علی معاویة وعمرو ابن العاص ولما بلغ علیا قتله جزع علیه

جب حضرت عائشہ کو محمد ابن ابی بکر کی قتل کی خبر پہونچی تو وہ نہایت رنجیدہ ہوئین اور ہر نماز کے بعد معاویہ اور عمرو عاص کو قنوت مین بددعا اور نفرین کرتی تھین اور جب حضرت علی کو خبر ملی تو آپ بھی نہایت ملول ہو

تاریخ مروج الذہب مین مرقوم ہے

وبلغ معویة قتل محمد فاظهر الفرح والسرور

معویہ کو محمد کے قتل کی خبر پہونچی تو بہت شاد و مسرور ہوے

عمر عاص کی موت　ابوالفدا مین ہے۔

ثم دخلت سنة ثلاثین واربعین ثم سنة ثلاث ن ربعین فیها توفی عمرو ابن العاص

پھر ۴۲ھ و ۴۳ھ کا دور شروع ہوا اور سال اخرالذکر مین عمر عاص کی وفات ہوئی تھی

## زیاد ابن سمیہ

معاویہ صاحب خود بڑے اصیل تھے اور اونکی نورتن بھی جسے گویا (؟) وال اسیلون سے بھری پڑی تھی معویہ صاحب کی اصالت معلوم ہوچکی ہے ہمزبان علم کی اصلیت مذکور ہوچکی - عمر عاص کی مجہولیت معروف ہوچکی اب زیاد ابن سمیہ کی حقیقت نسبی کا انکشاف حسب ذیل ہے -

زیاد ابن سمیہ　اُنکے قانونی باپ تو عبید رومی غلام حارث ابن کلدہ ثقفی تھے - اور عارضی والد ماجد ابوسفیان بن حرب کی ولدیت .　طرفہ تر یہ ہے کہ اپنی تمام عمر تک خود ابوسفیان کو اپنے اس فرزند کی ولدیت نہ معلوم ہوسکی - اور نہ اس بیٹے ہی کو کامل پچاس برس تک اپنے آباجان ابوسفیان کی ابوّت کی کوئی خبر ہوسکی - غرضکہ پچاس برس کی مدت تک انکی ولدیت اور اونکی ابوّت صیغہ راز مین رہی - مورخ ابوالفدا اس عجیب الخلقت ترکیب نسبی کی تفصیل حسب ذیل عبارت مین لکھتے ہین -

استلحق معاویة زیاد ابن سمیة وکانت سمیة جاریة للحارث بن کلدة الثقفی فزوجها لعبد له الرومی

معویہ نے زیاد بن سمیہ کو اپنے نسب مین داخل کرلیا اور اوسکو اپنا بھائی بنالیا سمیہ مذکورہ حارث بن کلدہ ثقفی کی لونڈی تھی اور حارث نے

يقال له عبيد فولدت سمية زيادا على فراشه وكان
ابوسفيان قد سار في الجاهلية الى الطائف فنزل على
انسان يبيع الخمر يقال له ابو مريم فقال له ابوسفيان
قد اشتهيت النساء فقال ابو مريم هل لك سمية
فقال ابوسفيان هاتها على ذميها وفر بطنها فوقع
عليها فيقال انها علقت منه زياد (الى ان قال) واستلحق
معوية زيادا فاحضر الناس وحضر من يشهد لزياد
بالنسب وكان ممن حضر لذلك ابو مريم الخمار الذي
احضر سمية الى ابي سفيان بالطائف وشهد بنسب زياد
من ابي سفيان وقال رأيت اسكتي سمية يقطران من
منى ابوسفيان فاستلحقه معوية وهذا اول واقعة
خولفت فيها الشريعة علانية

اوسکی شادی اپنے ایک غلام رومی عبید نامی سے کردی تھی جس سے زیاد
پیدا ہوا - زمانہ جاہلیت میں ابوسفیان طائف کو گئے تو ابومریم شراب فروش
کے ہان اوترے اور ابومریم سے کہنے لگے کہ میں اسوقت عورت کی خواہش میں
پیچین ہون ابومریم بولا اگر تم سمیّہ کو پسند کرو تو مین اوسکو بلا دون -
ابوسفیان نے بیجان خواہش مین کہا کہ اوسی کو بلادو باوجود یکہ وہ دراز پستان
اور قبیح البطن ہے - ابومریم نے سمیّہ کو بلوایا - ابوسفیان اوس سے ہم بستر ہوا
اور سمیّہ اوس سے حاملہ ہوگئی چنانچہ کہا جاتا ہے زیاد ابوسفیان ہی کے نطفہ
سے پیدا ہوا تہا جب معاویہ نے زیاد کو اپنے سلسلہ نسب مین داخل کرنا چاہا تو لوگ شہادت
کو اس باب مین گواہی دینے کیلئے طلب کیا منجملہ او لوگون کے ابومریم
شراب فروش نے بھی گواہی دی جو سمیّہ کو طائف مین ابوسفیان کے لیئے
بلا لایا تہا اس نے بیان کیا کہ مین نے اپنی آنکھون سے سمیّہ کے اندام نہانی
سے ابوسفیان کے مادہ منوی کو ٹپکتے ہوئے دیکھا ہے - پس معاویہ نے
زیاد کو اپنے نسب مین شامل کرلیا اور یہ پہلا واقعہ ہے جسمین علانیہ طور پر شریعت کی مخالفت کی گئی -

شریعت ہو یا طریقت - خلوص ہو یا طریقت سب کی سب معویہ کی خودغرضی اور نفسانیت پر نثار تہین اور ان سب
کو وہ اپنے حصول مطلب پر قربان کرنیوالے تھے - پھر اونکو مخالف شرع ہونیکی کیا پروا جس ضرورت و غرض کیلئے زیاد بنی
ثقیف کی غلامان سے نکال کر بنی امیہ کے سلسلہ خاندان مین ملا لیا گیا تہا وہ بہت جلد ہمارے سلسلہ بیان سے معلوم ہوگی
زیاد کا وجود عالم وجود مین جسطرح قائم ہوا معلوم ہوچکا ہے - خلافت اولی تک انکا کوئی حال تاریخ اسلام
مین پایا نہین جاتا - خلافت ثانی کے دور مین عمال ملکی کی طول و طویل فہرست مین انکا نام بھی دکھائی دیتا ہے اور علاقہ
فارس کے تازہ فتحشدہ صوبون مین سے بعض صوبون کی ولایت پر انکا تعین بھی پایا جاتا ہے اور پھر عراق کی چند امور کی
درستی کیلئے فارس سے بلا لیے جاتے ہین اور ام جمیل والے مقدمہ زناکاری مین کو یہ بھی گواہ استغاثہ ٹھہرائے مین مگر
حضرت عمر کی اشارت اور تعلقات ملازمت کی وجہ سے انکو حقیقت حال پر نقاب افگنی کرنی ہوئی - دیکھو تاریخ طبری جلد چہارم
خلافت ثالث مین جب تمام ممالک پر مسلمان قابض ہوجاتے ہین تو یہ تمام قلمرو فارس کے عامل بنا دیے جاتے ہین اور یہ اپنی فطرتی
ذہانت اور خلقی متانت کی وجہ سے ممالک ایران کا ایسا کامل انتظام کرلیتے ہین کہ باوجود اسکے کہ تمام بلاد اسلامیہ مین

خلیفۂ عصر کے خلاف غدر ہوتے ہین۔ بغاوتین عمل مین لائی جاتی ہین مگر ممالک ایران مین کسی کو کانون کان خبر نہین ہوتی اور وہان امن عالمگیر و پاشوبی کے زمانے مین بھی تمام امن و امان قائم رہتا ہے خلافت چہارم کے عہد مین بھی انکے کارنامون پر نظر رکھکر حضرت امیرالمومنین علی ابن ابیطالبؑ نے بہی انکو انکی جگہہ پر بحال رکھا۔ اور اسمین بہی کلام نہین کہ انھون نے پوری دیانتداری سے کام کیا اور انکی شہادت تک اوسی دیانت و امانت پر قائم رہے۔ اس اثنا مین معاویہ کیطرف سے انکے بہکانے اور سازش مین لانے کی بہی بہی کوششین عمل مین لائین گئین لیکن ایک بہی کارگر نہوئی معویہ نے اپنی مفسدہ پردازیون سے قریب قریب تمام ممالک اسلامیہ مین فساد پھیلا دیے سوا ئے قلمرو ایران کے کہ وہان زیاد کی وجہہ سے انکی کوئی ترکیب نہ چلی حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے بعد سے حضرت امام حسنؑ کے آغاز خلافت تک زیاد کی فرمانبرداری اور وفاداری کی بہی قسور قائم رہی اور تحریر صلحنامہ تک زیاد اپنی راسخ الاعتقادی پر قائم رہا۔ اور معاویہ اوسکی پائداری اور استقلال طبعی سے بہت خائف تہا مگر سوچتے سوچتے اصل مدعا تک پہونچگیا اور زیاد کی امر حقیقی کمی کو سمجھ گیا جسکی وجہہ سے وہ اپنے تمام اقتدار و اختیار کو بالکل ہیچ سمجھتا تھا اور حقیقت مین زیاد کے رام کرنے کی اس سے بڑھکر کوئی دوسری ترکیب تھی ہی نہین تہی۔ چنانچہ سرح جن خالات حضرت امام حسنؑ مین بیان ہوچکا ہے۔

زیاد حضرت امام حسن علیہ السلام کے زمانہ صلح تک راسخ العقیدہ رہا مگر حقیقت مین اوسکو اپنی مجہول النسبی کا عرب کے ایسے ملک مین ضرور خیال تہا اور اوسکا یہ خیال ہردم و ہر لحظہ پہلو کا خلش تہا جو اسکے موجودہ اقتدار و اختیار کو اوسکی نگاہون مین بالکل خاک کیے ہوئے تہا۔ معاویہ چونکہ اسکی خوش عقیدگی اور راسخ الاعتقادی سے واقف تہا اسلیے اس سے اپنی کسی سازش کی ترکیب پر چلنے کی جرات بہی نہین کرتا تہا۔ یہان تک کہ جب زمانہ کی بداعمالیون نے بلاد اسلامی کی عنان حکومت معویہ کی گردن مین ڈالدی تو معویہ کو اپنی اس تحریک کے پیش کرنیکا پورا موقع ملگیا۔ اس نے اسی ضرورت سے زیاد کو اپنا بھائی بنایا اور اوسکو مذکورہ بالا طریقہ سے علی رؤس الاشہاد اپنی اخوت کا یقین و اعتماد دلوا دیا۔ پھر تو سلامتی سے زیاد اپنے بڑے بہائی صاحب کے ایسے مطیع و منقاد اور شیدائی و فدائی بنگئے کہ اگلے پچھلے تمام تعلقات و معتقدات کو فراموش کر گئے۔ اور اونہین کے قدم بقدم چلنے لگے شیعون کی غریب جانون کی وہ بربادی مچائی کہ تمام عراق مین واویلا مچگئی۔ انکے مظالم کی کیفیت اعثم کوفی یون لکھتے ہین

اشیاع و دوستان امیرالمومنینؑ بقتل رسانید و در ہر جا کہ یکے از آنجماعت می یافت می کشت، دست و پاے ایشان را می برید و چشمہا را بر می کند و معویہ ہمیشہ بمصلحت دید او می رفت

زیاد نے عراق مین امیرالمومنینؑ کے شیعون کو قتل کرایا اور اونلوگون مین سے جس شخص کو جہان پاتا تہا قتل کراتا تہا۔ اوسکے ہاتھ پاون کاٹ ڈالتا تہا آنکھین نکلوالیتا تہا اور معویہ ہمیشہ اوسی کی صلاح و مصلحت رائے پر چلتا تہا۔

کتاب ہدایت مین امام دینی اسکی حسب ذیل تفصیل کرتے ہین

اشتد البلاء بشیعۃ اهل الکوفه لکثرۃ من بہا — پہر شیعیان علی علیہ السلام پر سخت بلا و مصیبت ٹوٹ پڑی۔

من الشيعة فاستعمل عليه زياد بن سمية وهو بهم عارف لانه كان منهم في ايام علي عليه السلام فقتلهم تحت كل حجر ومدر واخافهم وقطع الايدي والارجل وسمل العيون وصلبهم على جذوع النخل وطردهم عن العراق فلم يبق بها معروف منها

معویہ نے زیاد ابن سمیہ کو کوفہ کا عامل کیا وہ شیعان کوفہ کے بچہ بچہ کو جانتا تھا اسلئے کہ حضرت علیؑ کے وقت مین یہ بھی شیعون مین سے تھا اس نے شیعون کو تمام خشکی وتری مین چن چن کر قتل کیا۔ اونکو خوب خوب ڈرایا اور دھمکایا۔ اونکے ہاتھ پاؤن کو کٹوایا۔ اونکی آنکھون مین سلائی پھروا کر اندھا کردیا۔ اونکو کھجورون کی شاخون مین لٹکا کر سولی دلوائی اونکو حدود عراق سے باہر نکلوا دیا۔ یہانتک کہ ممتازین شیعہ مین سے ایک متنفس بھی وہان باقی نرہا۔

## مورخ ابوالفدا لکھتے ہین

**حجر ابن عدی صحابی اور زیاد ابن سمیہ**

وكان معوية وعماله يدعون لعثمان في الخطبة يوم الجمعة ويسبون عليا ويقعون فيه ولما كان المغيرة متولي الكوفة كان يفعل ذلك طاعة لمعوية فكان يقوم حجر وجماعة معه فيردون عليه سبه لعلي وكان المغيرة يتجاوز عنهم فلما ولي زياد دعى لعثمان وسب عليا فقام حجر وقال كما كان يقول من الثناء على علي فغضب زياد وامسكه واوثقه بالحديد وثلاثة عشر نفرا معه وارسلهم الى معوية فارسل معوية من قتلهم بعذراء وكان حجر اعظم الناس دينا وصلاة وروي عن الشافعي انه اسر الى الربيع انه لا يقبل شهادة اربعة من الصحابة وهم معوية وعمرو بن العاص والمغيرة وزياد

معویہ اور اوسکے عمال جمعہ کے دن خطبہ مین حضرت عثمان کو دعا دیتے تھے اور حضرت علی کو برا کہتے تھے چنانچہ جب مغیرہ ابن شعبہ والی کوفہ معاویہ کے حکم سے حضرت علی کو برا کہتا تھا تو حجر ابن عدی مع اپنی جماعت کے کھڑے ہوکر اوسکا رد کیا کرتے تھے اور مغیرہ حجر کی کچھ مزاحمت نکرتا تھا مگر جب زیاد نے عامل کوفہ ہوکر حضرت علی کو برا کہا اور حجر ابن عدی نے حسب المعمول اوسکے مقابلہ مین حضرت علی کی مدح وثنا کی تو زیاد نے غضبناک ہوکر حجر ابن عدی کو مع اوسکے تیرہ رفیقون کے گرفتار کرلیا اور معویہ کے پاس بھیجا معویہ نے اون سب کو مقام عذرا مین بھیجکر قتل کراڈالا۔ حالانکہ حجر ابن عدی بزرگان اسلام مین بڑے دیندار اور نمازگذار شخص تھے اور امام شافعی نے بطور وصیت ربیع سے کہا کہ صحابہ مین چار صحابیون کی گواہی قابل اعتبار نہین۔ وہ معاویہ۔ عمرو ابن وائل۔ مغیرہ ابن شعبہ اور زیاد ابن سمیہ ہین۔

**زیاد کی موت عذاب** معویہ کی عزت افزائی کچھ کام نہ آئی صحابی بھی بنایا اور بقول صاحب تسریح کافیہ حضرت ام المومنین ام حبیبہ کا حاجب شرعی بھی ٹھہرایا مگر حدود عرب مین کسی نے بھی اونکو زیاد بن سمیہ چھوڑ زیاد ابن ابوسفیان نہ خود کہا نہ کہلوایا۔ بقول صاحب روضۃ الصفا اس شقی ترین کے مظالم ایسے ہی ناقابل عفو تھے کہ منتقم حقیقی نے بہت جلد اسکو اسکے کیفر دار کی سزا تک پہونچایا۔ ظاہرا پاؤن پر ایک دانہ نکلا اور اوسمین خارش پیدا ہوئی اور وہ اتنی جلد جلد بڑھی کہ کمر تک آماس آگیا۔ رات بھر اوسی کرب و اضطراب مین کٹی۔ صبح

ہوتے ہی اوسکی ہمیت سو زیادہ ابن ہمیہ ٹھنڈے ہو گیے - انکی موت بلا اختلاف ۵۳ھ مین واقع ہوئی ابوالفدا

## ولید ابن عقبہ

حضرت عثمان کے اخیافی بھائی تھے - سن ولادت معلوم نہوسکا - مگر اکثر واقعات سے معلوم ہوتا ہی کہ معویہ ابن ابوسفیان کے ہمعمر تھے - بنی امیہ ہونیکی تمام اوصاف خصوصی سے موصوف اور اخلاق ذمیمہ اور عادات رذیلہ مین مشہور و معروف تفصیل یہہ ہی کہ انکے ابتدائی حالات تو پردے مین مین جنسے صحیح طور پر اندازہ کیا جاسکتا ہی کہ اون ایام مین انکی کوئی حالت قابل ذکر نہین تہی سبقت اسلام کے شرف خاص سے بالکل محروم - جب بنی امیہ کا تمام قبیلہ اس شرف سے محروم نظر آتا ہی تو پہر انکی محرومی کیون حیرت انگیز ہونے لگی - فتح مکہ کے بعد ۸ھ مین جبکہ ابوسفیان اور بنی امیہ مجبور اور ہر طرف سے مایوس ہوکر مسلمان ہوے وہان یہہ بھی اور اپنے تمام قبیلہ کیطرح یہہ بھی گروہ مؤلفۃ القلوب مین داخل ہوگیے - دربار رسالت سے انکو کوئی ملکی - مالی اور فوجی خدمت یا عہدہ نہین دیا گیا - ہان اور بنی امیہ کیطرح اگر انکا نام بھی صدقات و زکوۃ کی تحصیل مذکورون مین لکھا گیا ہو تو کوئی تعجب نہین - مگر سیرۃ النبی مین شبلی صاحب کی داخل کردہ فہرست محصلین زکوۃ و صدقات انکے نام سے خالی دکھلائی دیتی ہے -

ولید اور حضرت عمر رسالت کے بعد ایام خلافت مین بہی - خلافت اولی تک انکا نام کہین نہین پایا جاتا - ہان - خلافت ثانیہ کے بنی امیہ نواز زمانے مین جبکہ اس تمام خاندان کی ایک ضرورت خاص سے پرورش و سرپرستی فرمائی گئی - وہان انکی بہی - حضرت عمر کے یہہ مربیانہ اخلاق و اشفاق انپر وقت وفات تک قائم رہے - جبکی وجہہ سے وہ حضرت عمر کی خدمت مین بہت بیباکی سے باتین کرتے تہے - چنانچہ ہم کنز العمال سے ذیل کا واقعہ نقل کرتے ہین - جس سے ہمارے بیان پر کافی روشنی پڑتی ہے

عن ابی مجلز قال قال عمر من تستخلفون بعدی فقال رجل من القوم الزبیر ابن العوام فقال اذا تستخلفونه شحیحا غلقا یعنی سئی الاخلاق فقال رجل نستخلف طلحۃ بن عبید اللہ فقال کیف تستخلفون رجل کان اول شی نحلہ رسول اللہ صلعم ارضا نحلہا ایاہ فجعلہا فی رھن یہودیۃ فقال رجل من القوم نستخلف علیا فقال انکم لعمری لا تستخلفونہ والذی نفسی بیدہ لو استخلفتموہ لاقامکم علی الحق وان کرھتم فقال الولید ابن عقبہ قد علمنا الخلیفۃ من بعدک فقال من قال عثمان بن عفان

ابو المجلز سے مروی ہے کہ حضرت عمر نے (اپنی وفات کے قریب) لوگون سے پوچہا کہ میرے بعد تم کسکو خلیفہ بناؤگے ایک شخص نے کہا زبیر ابن العوام کو حضرت عمر بولے کہ ایسے آدمی کو کیونکر خلیفہ کروگے جو بخیل اور بدخلق شخص ہے پہر دوسرے شخص نے کہا کہ ہم طلحہ کو خلیفہ کرینگے - حضرت عمر نے کہا واہ ایسے آدمی کو کیا خلیفہ بناؤگے جس نے رسول اللہ صلعم کی عطا کی ہوئی زمین کو ایک یہودیہ کے پاس رہن کر ڈالا ہے - پہر ایک تیسرے شخص نے کہا کہ ہم تو علی کو خلیفہ کرینگے - حضرت عمر نے کہا مجہکو قسم ہے اپنی جان کی تم علی کو خلیفہ نکرنا بخدا اگر علی کو تم خلیفہ کروگے تو چاہے تم خوش ہو یا ناخوش - وہ تمکو راہ حق پر قائم کئے بغیر نہ رہینگے - یہہ سنکر ولید ابن عقبہ بول اوٹہے - ہم سمجہہ گیے آپ جسکو خلیفہ کرنا چاہتے ہین - حضرت عمر نے کہا کسکو؟ ولید نے کہا عثمان ابن عفان کو -

حضرت عثمان کی خلافت تو گہر کی دولت تہی - حضرت عثمان کے اس کلیہ نے کہ

واللہ لوان مفاتیح الجنۃ بیدی لاعطیتھا بنی امیۃ — خدا کی قسم اگر بہشت کی کنجیان میرے پاس ہوتین تو مین اونکو بنی امیہ کو دیدیتا

تمام بنی امیہ کو خوشحال - فارغ البال اور ضرورت سے زائد مالا مال کردیا - غنائم افریقیہ مین سے پانچ لاکھ درہم نقد کی رقم ولید ابن عقبہ کو بھی ہاتھ لگی اور اوسکے ساتھ کوفہ کی امارت نفع مین -

کوفہ مین ولید کی آمد — دربار خلافت سے پروانہ ولایت لیکر ولید ابن عقبہ کوفہ پہونچے - اور دار الامارۃ کی شاہی عمارت مین بیٹھکر داد عیش و عشرت دینے لگے کیسا نظم ملکی اور کہان کا انتظام مالی - امام علی بن برہان الدین شافعی - لسان العیون فی سیرۃ الامین والمامون مین اُنکے روزانہ مشاغل اور طور و اطوار کا پورا نقشہ ذیل کے الفاظ مین کھینچتے ہین -

وکان الولید شاعرا ظریفا حلیما شجاعا کریما یشرب الخمر کل لیلۃ من اول اللیل الی الفجر فلما اذن المؤذن الصلوٰۃ الفجر خرج الی المسجد وصلی باھل الکوفۃ الصبح اربع رکعات وصار یقول فی رکوعہ وسجودہ اشرب واسقنی ثم قاء فی المحراب ثم سلم وقال ھل ازیدکم فی الصلوات فقال لہ ابن مسعود لا زادک اللہ خیرا ولا من بعثک علینا

ولید مرد شاعر تھا - ظریف تھا - حلیم تھا اور شجاع و کریم تھا - شرابی تھا - ہر شب کو ابتدائے شام سے طلوع فجر تک شراب پیا کرتا تھا - ایکبار موذن نے نماز صبح کی اذان دی تو مسجد مین آیا مگر اسقدر نشہ سے بدحواس تھا کہ دو رکعتون کی جگہہ چار رکعتین پڑہا گیا اور رکوع و سجدہ مین ذکر تسبیح کے عوض "اشرب" "واسقنی" "پیو اور مجھے پلاؤ" کہتا جاتا تھا - یہان تک کہ اوسنے محراب ہی مین قے کردی - جب ہوش ہوا تو لوگون سے پوچھا کیا مین نے تملوگون کو زیادہ نماز پڑہادی - عبد اللہ ابن مسعود سا جلیل القدر صحابی جو خصوصاً علم القرآن مین مشکل سے اپنا نظیر رکھتا تھا ایسے ناپاک امام کا مقتدی بنا ہوا تھا کہنے لگا کہ خدا تجھے تیرے لئے کبھی نیکی زیادہ نکرے - اور نہ اوسکے لئے جسنے تجھے ہم پر امیر بناکر بھیجا ہے - ہم نے تو ہمیشہ تیرے پیچھے زیادہ نماز پڑہا ہی کی ہے -

یہی واقعہ ایک دوسرے مورخ کی زبانی — مورخ مسعودی اپنی تاریخ مروج الذہب مین اس واقعہ کو زیادہ تفصیل سے حسب ذیل عبارت مین لکھتے ہین -

وکان من عمالہ جماعۃ منھم الولید ابن عقبہ بن ابی معیط (اخو عثمان لامہ) علی الکوفۃ وھو ممن اخبر النبی صلعم انہ من اھل النار (قال المسعودی) ان الولید بن عقبہ کان یشرب مع ندمائہ ومغنیہ من اول اللیل الی الصباح فلما اذنہ المؤذن بالصلوات خرج منفصلا فی غلائلہ فتقدم الی المحراب فی صلوٰۃ الصبح فصلی لھم اربعا قال اتریدون ان ازیدکم وقیل انہ قال فی سجودہ وقد اطال

جو عمال حضرت عثمان نے مقرر کیے تھے اونمین کی جماعت مین ولید ابن عقبہ بھی تھے جو حضرت عثمان کے اخیافی (ماںجایے) بھائی تھے جسکے جہنمی ہونیکی خبر جناب رسولخدا صلعم نے دی تھی - ولید ابن عقبہ تمام رات اپنے مصاحبین اور ارباب نشاط کے ساتھ شراب نوشی مین مشغول رہتا تھا اور ہر شام سے طلوع صبح تک شراب پیا کرتا تھا اور جب موذن نماز کے لئے اوسکو بلانے آیا کرتے تھے تو وہ اوسی طرح (مخمور) مسجد مین جاکر لوگون کو نماز صبح پڑہایا کرتا تھا اور بجائے دو رکعت کے چار رکعت پڑہاکر کے کہا کرتا تھا کہ اگر کہو تو دو رکعتون کو اور زیادہ کردون

اشرب واسقنی وقال بعض من کان خلفہ فی الصف الاول واللہ لا اعجبا الا ممن بعثك الینا والیا وعلینا امیرا (الی ان قال) فظہر فسقہ ومداومتہ شرب الخمر فہجم علیہ جماعۃ من المسجد منہم ابو زینب بن عوف و ابو جندب بن زہیر وغیرہما فوجدوہ سکران مضطجعا علی سریرہ لا یعقل فایقظوہ من رقدتہ فلم یستیقظ فانتزعوا خاتمہ من یدہ وخرجوا من فورہم الی المدینۃ فاتوا عثمان بن عفان فشہدوا عندہ علی الولید انہ شرب الخمر التی کنا نشربہا فی الجاہلیۃ و اخرجا خاتمہ فدفعاہ الیہ فزاہما ودفع فی صدورہما وقال تنحیا عنی فخرجا

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ولید مذکو جب مسجد میں جاتا تھا تو بہک پڑ اور کہتا تھا "پی اور مجھ کو پلا" چنانچہ ایک بار جو لوگ اوسکے پیچھے صف اول میں تھے اونمیں سے کسی نے کہا کہ "رایت الانوق" ہم تعجب نہیں کرتے یہاں اوس شخص پر جسنے تمہارا والی اور امیر کر کے یہاں بھیجا ہے۔ جب ولید ابن عقبہ کے فسق اور ادمان الخمری کی خبر مشہور ہوئی تو مسلمانوں کے ایک گروہ نے جسمیں ابو جندب اور ابو زینب بھی تھے مسجد میں اکر ولید پر ہجوم کیا دیکھا کہ ولید مسند حکومت پر مست شراب میں بیہوش پڑا ہے۔ لوگوں نے اوسے ہشیار کرنا چاہا۔ جب وہ کسی طرح سے ہوش میں نہ آیا تو اوسکی اونگلی سے انگوٹھی اوتار لی اور فوراً مدینہ میں اکر حضرت عثمان سے ولید کی شراب نوشی کا تمام ماجرا بیان کیا۔ حضرت عثمان نے ابو زینب اور ابو جندب سے پوچھا کہ تم لوگ کیونکر جانا کہ ولید نے شراب پی۔ انھوں نے ولید کی مخموری کے ثبوت میں اوسکی انگشتری پیش کر کے کہا کہ اوسنے شراب پی جو ہم لوگ زمانہ جاہلیت میں پیا کرتے تھے۔ حضرت عثمان نے اونکو ڈانٹا اور سینہ پر دھکا دیکر فرمایا کہ میرے پاس سے ہٹ جاؤ۔ یہ سنکر وہ دونوں اوٹھے اور وہاں سے باہر نکل پڑے۔

حضرت عثمان کی براداری نوازیاں انکو کوفہ میں اپنے زمانہ خلافت تک سنبھالے رہیں لیکن حضرت علیؓ کے وقت میں یہ خود علیحدہ ہوکر معویہ کے پاس شام میں چلے گئے۔ اور اوس وقت تک وہیں رہے۔ صفین کے معرکوں میں انکی کسی جنگی خدمت کا کوئی ذکر نہیں پایا جاتا نہیں معلوم صاحب لسان العیون نے انکو "کان شجاعا" کس اعتبار پر لکھدیا۔ اسی طرح نظام ملکی میں بھی کوئی خدمت انکے متعلق نہیں لکھی ہے۔ صاحب سر الشہادتین کو امام حسین علیہ السلام اور بیعت یزید کے ابتدائی معاملات میں ان پر والی مدینہ ہونیکا شبہہ ہوا ہے اس لئے اونھوں نے اپنی عبارت میں ولید ابن عقبہ کو عامل مدینہ لکھدیا ہے لیکن صاحب روضۃ الاحباب محدث شیرازی نے صاف صاف اس واقعہ کی تفصیل میں لکھدیا ہے۔ کہ ولید ابن عتبہ ابن ابوسفیان عامل مدینہ بود عامل مدینہ۔ عبداللہ ابن عمر بن عثمان را بطلب امیر المومنین حسین و عبداللہ ابن زبیر فرستاد۔ " یہ صحیح ہے کہ معویہ نے اپنی وفات کے قریب مروان کو ولایت مدینہ سے معزول کر کے ولید کو والی مدینہ مقرر کیا تھا مگر وہ ولید ابن عقبہ نہیں تھا بلکہ وہ ولید ابن عتبہ تھا جو معاویہ کا بھتیجا تھا جیسا کہ محدث شیرازی نے تشریح کردی ہے۔ جناب شاہ صاحب کو عقبہ اور عتبہ کی تجنیس خطی نے دہوکہ میں ڈال دیا ہے۔

بہرحال ولید ابن عقبہ کے مذکورہ بالا حالات سے زاید کوئی حال قابل ذکر نہیں ہے۔ نہ ان سے کوئی اسلامی خدمت متعلق معلوم ہوتی ہے نہ کوئی ملکی اور نہ مالی نہ فوجی۔ اسی سے اندازہ کر لیا جا سکتا ہے کہ معاویہ کی دربارداری اور حاضرباشی کے سوا انکے کوئی اور مشاغل نہیں تھے بشرب الخمر ہونیکی وجہ سے تمام مسلمان ان سے متنفر تھے اسلئے اسلامی کتب سیر و تاریخ میں انکا اس سے زاید ذکر نہیں پایا جاتا۔ یہاں تک

کہ انکے مرنیکا سال بھی کسی نے لکھکر نہ بتلایا۔

## مغیرہ ابن شعبہ

عرب کے مشہور شاطر عیاری اور مکاری مین عمر عاص کے ردیف او رہموزن۔ ابن الوقتی اور ذوجہتی مین مشہور۔ قبل اسلام قریش مین انکی کوئی حیثیت معلوم نہین ہوتی۔ اسلئے تاریخ وسیر کی کتابین انکے ابتدائی حالات سے خالی ہین۔ اسی وجہ خاص سے کوئی انکا سال ولادت بھی لکھکر نہ بتلاسکا

فتح مکہ کے بعد یہہ اسلام لائے۔ معرکہ حنین مین شریک تھے۔ مگر خالد ابن ولید والے رسالے مین۔ جو سب سے پہلے میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ رسالت کے باقیماندہ ڈہائی برس کی مدت مین کوئی اسلامی خدمت ان سے متعلق نہین پائی جاتی خلافت اول کے ڈہائی برس مین بھی انکو کوئی ملکی مالی اور فوجی عہدہ نہین دیا گیا۔ حضرت عمر کے زمانہ مین خلافت کی پالیسی بدلی۔ اور حضرت عمر کو خلافت کی نئی اسکیم کی مجوزہ کی مشین چلانیکے لئے۔ عمر عاص مغیرہ ابن شعبہ معویہ ابن ابوسفیان اور زیاد ابن سمیہ سے ایسے لوگون کی ضرورت ہوئی جو بقول شبلی صاحب کے اونکے نظام ملکی کے کل پرزے تھے۔ الفاروق

مصلحت وقتی او حصول مطلب کی غرض خاص سے دربار خلافت کی یہہ نورتن تیار کی گئی۔ او خزینہ عصر لئے انمین سے ہر ایک فرد واحد کی وہ جاوبیجا قدر ومنزلت کی جو کبھی انکے خواب وخیال مین بھی نہ آئی تھی۔ ہر قسم کی مراعات ہر طرح کی خاطر داری۔ ہر طریقہ سے انکی تائید او جانبداری خلافت او خلیفہ کا نصب العین قرار پاچکا تھا۔ یہان تک کہ مغیرہ ابن شعبہ کی کھلی بدکاری پر بھی اپنی رواداری کا دامن ڈالا اور انکے صحیح وصریح جرم کو چھپا ڈالا۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔ تاریخ کامل مین ہے۔

| | |
|---|---|
| ام جمیل امراۃ من بنی ھلال بن عامر وکان لھا زوج من ثقیف | ام جمیل اصل مین قبیلہ بنی ہلال بن عامر کی ایک عورت تھی اوسکی شادی |
| ھلک قبل ذالک یقال لہ الحجاج بن عبید وکان المغیرۃ و | قبیلہ ثقیف مین حجاج ابن عبید کے ساتھ ہوئی تھی جو اس واقعہ سے |
| ھو امیر البصرۃ یختلط الیھا سرا فبلغ ذالک اھل البصرۃ | قبل مرچکا تھا۔ مغیرہ ابن شعبہ امیر بصرہ تھے اور وہ خفیہ طور سے ام جمیل کے |

ساتھ آلودہ تھے رشتہ شدہ اسکی خبر تمام اہل بصرہ کو ہوگئی تھی۔

انھین تاریخون مین آئندہ سلسلہ بیان حسب ذیل ہے۔

ایک دن ابوبکرہ شبل بن معبد نافع اور زیاد ابن سمیہ ایک مکان مین بیٹھے تھے اور وہ مکان ام جمیل کے مکان کے مقابل واقع تھا۔ اتفاق وقت سے ہوا چلی تو ام جمیل کے گھر کی کھڑکی کا دروازہ کھل گیا اور ابوبکرہ اور اسکے ہمراہیون نے دیکھا کہ مغیرہ ام جمیل کے ساتھ زنا کر رہا ہے۔ انھون نے دونوکو خوب تامل سے دیکھا تو دونوکو پورے یقین کے ساتھ پہچان لیا اور اس واقعہ کو پوری تفصیل سے لکھکر دربار خلافت مین اطلاع بھیجدی۔ حضرت عمر نے اپنے ضابطہ کے مطابق تفتیش کو اوسکے مستغاثہ

کے گواہوں کے ساتھ طلب فرمایا۔ مدعی اپنی گواہان ثبوت کی ہمراہ دربار خلافت میں حاضر ہوا مقدمہ کھلا۔ شہادتین گذرین۔ گواہوں

مین سے ابوبکرہ۔ سہل بن معبد اور نافع نے حسب المشاہدہ حضرت عمر دارالمحکمہ مین اپنی اپنی شہادتین قلمبند کرائین۔ ان تینون گواہون

نے بلا اختلاف اپنے بیانات اور چشم دیدہ واقعات بیان کئے اور مجرم کا جرم ثابت کر دیا۔ مگر اونکی بدقسمتی سے خود خلیفہ عمر کو اونکی یہ

راست گوئی اور انصاف جوئی مغیرہ ابن شعبہ کے خلاف ناگوار گذری۔ اسلئے وہ جادۂ انصاف سے ہٹکر۔ اپنے معتمد علیہ خاص

مغیرہ ابن شعبہ کی پوری پوری جانبداری کرنے لگے۔ چوتھی گواہی زیاد بن سمیہ کی تھی جو انکا دوسرا معتمد علیہ افسر تہا اور ہر طرح سے

انکے اختیار اور قابو مین۔ چنانچہ شہادت کے لئے جب زیاد ابن سمیہ انکے سامنے لایا گیا تو اوسکے اظہار لینے سے پہلے اوس سے اپنی

یہ تمہیدی تقریر بیان کی۔

میرے سامنے اب وہ شخص ہے جسکے متعلق مجھے یہ یقین ہے کہ وہ اپنی زبان سے کسی مرد مسلمان کو رسوا نکریگا۔ می بینم مردے را کہ رسوا نخواہد کرد بزبان او مردے را از مسلمین — طبری فارسی جلد چہارم مطبوعہ نولکشور لکہنو۔

زیاد کو اتنی چشمک کافی ہوگئی۔ انہون نے ذرا پردہ ڈالکر یون بیان کیا۔

رأیت مجلساً و نفساً حثیثاً و انتہازاً و رأیتہ مستبطنہا — مین نے دونون کو اکٹھا دیکھا۔ دونون کی سانسین چڑھی تھین اور مغیرہ ابن شعبہ کو مین نے ام جمیل کی پیٹ کے بل لیٹا ہوا اور خود اوسکی ٹانگون کے درمیان بیٹھا ہوا دیکھا۔

و رجلین کاذنی حمار

یہ سکر حضرت عمر ڈرے کہ یہ بھی مغیرہ کو کھانا ہی چاہتا ہے۔ فوراً قلم انصاف کو روک کر اور گواہ کو ٹوک کر کہنے لگے

ھل رأیتہ کالمیل فی المکحلۃ — ارے کیا تونے مغیرہ کو سلائی اور سرمہ دانی والے عالم مین (ہوتے ہوئے) دیکھا؟

یہ سوال خلیفہ صاحب کا ہر گواہ سے ہوا تہا مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ تینون خلیفہ اور خلافت کے اراد تمند او ر قطعی

نیے سرو کار۔ اسلئے خلیفہ کے اس سوال پر تینون گواہون نے صاف کہدیا تہا۔

نعم اشہد علی ذلک — ہان۔ ہم نے ایسا ہی دیکھا

زیاد اتنا آزاد کہان۔ وہ خلیفہ صاحب کا مدعا پہلے ہی سمجھا تہا اور اب تو اور خاطر خواہ سمجھ گیا۔ فوراً کہنے لگا۔ لا۔ نہین

سے عاقلان را اشارہ کافیست۔ صرف ایک گواہ کے ذرا سے اختلاف پر اون تینون گواہون کے متفقہ بیانات ناکافی

اور غلط سمجھے گئے۔ استغاثہ مسترد اور مدعا علیہ رہا کر دیا گیا۔

لیکن حقیقت پھر حقیقت ہے وہ کبھی نہ مٹانے سے مٹتی ہے اور نہ چھپانے سے چھپتی ہے۔ جب فریقین اور حاضرین سے حضرت

عمر کا دارالقضا خالی ہوگیا اور صحبت مین صرف خاص خاص لوگ رہگئے تو حضرت عمر نے مغیرہ کو خطاب کر کے حقیقت کا خود

ان الفاظ مین اقرار فرمایا۔

خدا کی قسم مجھے گمان نہیں ہے کہ ابوبکرہ نے تجھپر جھوٹ باندھا ہو — بخدا گمان نمی کنم کہ ابوبکرہ بر تو دروغ بستہ باشد و گاہے

وگاہے بینم تراگر اینکہ خوف دارم کہ از آسمان سنگباران شوم ۔ اوراب جب تو میرے سامنے آیا ہی تو مجھی یہہ خوف ہوتا ہے کہ کہین تیری جنبہ داری کے لیے مجھپر آسمان سے پتھر نہ گرایا جاوے ۔

سبحان اللہ کیا فیصلہ خلافت ہے اور کیا خلیفہ صاحب کی معاملہ فہمی اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ

مغیرہ ابن شعبہ طبری مین ہے

حضرت علی کو نصیحت جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے قبول خلافت فرماتے ہی حضرت عثمان کے مقرر کردہ عماون کی تبدیلی اور اونکی جگہہ پر صحابہ کبار الیقین رسول صلعم کی تقرری کی تجویز کا اعلان فرمایا تو مغیرہ ابن شعبہ نے جو مدینہ مین معویہ کی طرف سے محض جاسوسی کے لیے ٹہرا گیا تھا تو اوسکو سب سے پہلے معویہ کے انجام کا ۔ کا خیال آیا اور اپنے دلمین یہہ سوچا کہ امیر المومنین کا مزاج لینا چاہیے اور معویہ کیطرف سے اونکے خیالات دریافت کرنے چاہئین ۔ یہہ سوچکر امیر المومنین کیخدمتمین حاضر ہوا اور تھوڑی گفتگو کے بعد عرض کرنے لگا کہ چند امور بنظر اصلاح پیش کرتا ہون وہ یہہ ہے چونکہ بنا ے سلطنت ابھی استوار نہین مناسب ہے کہ عاملان عثمان کی معزولی یا تبدیلی مین جلدی نفرمائی جاۓ خصوصًا معاویہ کی نسبت جو مدت سے ملک شام مین حکومت کر رہا ہے اسکی حکومت اسی پر مستقل رکھی جاۓ اور عمرو عاص کو چونکہ مرد تیز فہم ۔ چالاک ۔ صاحب حیلہ و تدبیر ہے ۔ بہتر ہے کہ حکومت مصر کے وعدے پر رضامند کر کے اپنی اطاعت مین لایا جاوے کہ استحکام سلطنت کے واسطے بغیر انکے چارہ نہین ۔

امیر المومنین علیہ السلام نے غور سے مغیرہ کی باتون کو سُنا ۔ معویہ کیطرف سے جو شکایتین اہل اسلام اور باقیماندہ اصحاب رسول اللہ کو خلافت گذشتہ کے زمانے مین پیدا ہوئی تھین وہ اسوقت تک سینون مین محفوظ تھین ۔ جاریہ والا معاملہ ۔ غنیمت جزیرہ قبرس ۔ سرقہ یاقوت سرخ ۔ حضرت ابوذر رضی کی جلاوطنی کا حکم وغیرہ وغیرہ ایسی ایسی باتین تھین جنھون نے اہل اسلام کو معویہ ابن ابو سفیان کیطرف سے نہایت مشکوک کر دیا تھا ۔ مگر مروان کا ایسا گہرا اثر تھا کہ انلوگون کی کچھہ نہ چلی اور انکی تمام شکایتین ایسی ہی رہگئین ۔ اس خلافت کے زمانہ مین تو معویہ خلافت سے باغی اور اجماع امت سے منکر ہو گیے اور اس خلافت کو کسی طرح تسلیم نہ کر سکے اور شام کے علاقہ مین خود مختارانہ مسلط ہو بیٹھے ۔ اب بغیر کسی چشم نمائی کے وہ ملک کا ملک یون چھوڑ دینا یا اون کے خوف و دہشت سے مرعوب ہو کر خاموش ہو جانا ۔ مروان اور مشاورت ان کے فیصلہ تدبیرون مین بہت کم فرق باقی چھوڑتا ۔ ان تدبیرون سے تو سواے اسکے کہ اسلام سے دیانت و اصابت رآے اوٹھ جاۓ ۔ اسکی صداقت اور سچائی کا خاتمہ ہو جاۓ ۔ حسد کینہ مخالفت ۔ حرص دولت ۔ طمع دنیاوی کی بنیادین مضبوط کیجاوین اور کچھہ حاصل نہین ۔ اسلام جسکی غرض ہدایت تھی اور دینداری ۔ اخلاق کی شائستگی ۔ اخلاص و اتحاد کی تعلیم و تربیت اور ان تعلیمات کا مدعا تھا کہ سابق شریعتون کی اون ناتمام اور ضروریات کی پوری تکمیل ہو جاۓ ۔ جو ابھی تک ناقص اور ادھورے

تھے۔ اسلام کا پہلا فرض تھا کہ وہ دنیا کو صداقت کی تعلیم دے اور راستبازی سے کام لیکر ایک دوسرے کا شریک و ہمدرد بنائے امیرالمومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام انھیں اصول سے خلافت کا کام کرنیوالے تھے مغیرہ ابن شعبہ کی تجویز کو امیرالمومنین کے اس حسن تدبیر سے کیا علاقہ۔ اس اصول مین اسلام کی سچائی تھی اور دنیاداری۔ اور اوسمین چالاکی اور عیاری۔ اگرچہ یہہ امور سیاست ملکی کے جزو خاص بھی قرار دئیے جائین مگر تاہم اوس ملک اور تخت کے شایان نہین ہو سکتے جہان اسلام کے نام سکہ جاری اور مخبر صادق کے نام کا خطبہ پڑہا جاتا تہا۔ اس بناپر امیرالمومنین علیہ السلام مغیرہ کی اس تجویز کو ایک ساعت کے لئے بھی سن نہ سکے اور نہایت متانت و استقامت کے ساتھ اوسکے جواب مین ارشاد فرمایا۔

مَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا — مین گمراہون کو اپنا مددگار بنانا نہین چاہتا

اب ایسی صریح و صحیح انکار کے بعد مغیرہ کو کسی اور امر کی کہان گنجائش باقی رہی یہہ سنکر اوٹھے اور اپنے گھر واپس گیے۔ اب مغیرہ ابن شعبہ کی آیندہ چال غور کے قابل ہے۔ انکی مشورت تو محض بیکار گئی۔ نتیجہ بالکل خلاف امید نکلا تو دوسرے دن مغیرہ پھر امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوے یہہ اس غرض سے کہ چلکر کل کی تقریر کا اثر آپکے دل سے نکال دین یقین تو آپ کو ضرور شک ہوگا کہ مغیرہ معویہ کی سازش مین ہے۔ اور اوسکی جانبداری کرتا ہے۔ امیرالمومنین اوسوقت تنہا تھے اور اپکی صحبت بالکل خالی تہی۔ مغیرہ نے موقع پاکر نہایت آہستگی سے عرض کی کہ مین نے سب کو اپنی تجویز اور اپکی تدبیر سیاسی پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت کا مجوزہ نظم عمل نہایت مناسب ہے۔ اسلئے کہ اس عزل و نصب سے یہہ فائدہ ہوگا کہ مخالف سے موافق کی اور سرکش سے مطیع کی تمییز کامل ہوجایے گی۔ امیرالمومنین مغیرہ کی ذوجہتی کو خوب سمجھتے تھے۔ اور آپ انکی مفسدانہ ترکیبون کو خوب جانتے تھے اسلئے سوا آپ سکوت کے کچھہ نہ بولے۔ مغیرہ بھی انتظار جواب کرکے واپس گئے۔ عبداللہ ابن عباس بھی اتفاقًا اوسیدن مکہ سے واپس آیے امیرالمومنین کے پاس آے تو آپنے اون سے مغیرہ کی دونون مشورت کی تفصیلی کیفیت بیان کردی۔ تو عبداللہ ابن عباس نے کہا

لقد صدق بالاوّل وکذب بالاٰخر — اوسکی پہلی تجویز صحیح تھی اور اخر غلط

یہہ سنکر امیرالمومنین نے اونکو سمجھایا کہ مین اسکی مصلحت کو خوب سمجھتا ہون مگر اسمین سوآیے دنیاوی فائدے کے اسلام کا کوئی نفع نہین ہے مین دنیا کے فائدے پر اہل اسلام کو حریص بنانا نہین چاہتا۔ مین اسلام کا امیر بھی ہون اور امین بھی مجھکو سب سے پہلے وہی طریقے اختیار کرنے ہون گے جو ابتدا سے اسکے اصول قرار پا چکے ہین۔ مین اون اصول کو غیرمستقل اور ناکامل نہین چھوڑ سکتا اور نہ امت اسلام پر ایسے لوگون کو مسلط کرنا چاہتا ہون جو ان اصول کی پابندی نہین کرتے اور نہ اونکو حکومت اور رعایا کے ساتھ اپنی خودغرضی کے آگے کوئی ہمدردی ہے۔ ہمارا فرض اوّلین ہے کہ ہم اہل اسلام کو جو بیشک خدا کی امانتین ہین ایسے ظالم حیلہ جو اور خودغرض کی متابعت مین سپرد نکرین۔ جو نہ اونکے ہمدرد ہین اور نہ اونکو اصول اسلامی کی تعلیم دے سکتے ہین

**مغیرہ اور حضرت عائشہ**

شکست بصرہ کی بڑی خرابیون کے بعد جب حضرت عائشہ باعزاز تمام و باکمال احترام مدینہ منورہ مین

تشریف لائین تو مغیرہ ابن شعبہ اونکی مزاج پرسی کو گئے۔ اپس مین حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

**حضرت عائشہ** - جنگ جمل مین تم نے تو دیکھا تھا میرے ہودج مین کسطرح تیر لگے تہے۔ اونمین سے چند تیر تو میرے جلد بدن مین چبھ گئے تہے۔

**مغیرہ ابن شعبہ** - میری تو تمنا تہی کہ تم انھین تیرون سے قتل ہوجاتین۔

**حضرت عائشہ** - یہ تم کیون کہتے ہو۔

**مغیرہ ابن شعبہ** - اسلئے کہ قتل عثمان مین جو تم نے سعی و کوشش کی تہی شاید اونکا کفارہ ہوجاتا۔ عقد الفرید جلد دوم مصری

لطف تو یہ ہے کہ خود بدولت حضرت عائشہ ہی کے جانبدارون مین تہے۔ اب ان سے کون پوچھے کہ جب آپ انکے قتل ہی کے خواہان تہے تو انکی جانبداری کیا کرنے گئے تہے۔ نہین۔ آپ تو اپنی فطرت کے موافق اپنی خودغرضی کے خیال و تمنا مین اس ارادے کیساتھ شریک ہوگئے تہے کہ حضرت عائشہ کی فتحیابی کے بعد شاید انکے اور انکے ولی نعمت معویہ کے لئے کامیابی کا کوئی رستہ کھل جائے۔ ہم کہتے ہین کہ مغیرہ ابن شعبہ کے ایسے مدبّر کا یہ خیال انکی سیاسی حماقت تہی اسلئے کہ حضرت عائشہ کی فتحیابی کے بعد عبداللہ ابن زبیر سد راہ تہے اور اونکے مقابلے مین حضرت عائشہ نہ معاویہ کا کوئی وجود سمجھتی تہین اور نہ مغیرہ کی کوئی ہستی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

کواتھ ضلع آرہ — المولّف

شریف العمارت — عبدہٗ احقر

و ربیع الثانی — (خان بہادر) سید اولاد حیدر فوق بلگرامی

۱۳۵۰ ہجری — عفی عنہٗ

—— منقول عنہ ۲۶ صفر ۱۳۵۱ ہجری ——